وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

صحیح البخاری

مؤلّفہ

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

ترجمہ و شرح

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ

تحقیق و تفحص

جلد ہشتم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

الحمد للہ ثم الحمد للہ صحیح البخاری ترجمہ وشرح حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کی آٹھویں جلد مکمل کرنے کی توفیق ملی۔ یہ جلد غزوات میں آنحضور ﷺ کے خلق عظیم کی ایک چمک دکھانے کے لیے ابتدائی سیڑھی ہے۔ سیرت النبی ﷺ کے بیان کا یہ حصہ نہایت دلچسپ، ایمان افروز اور عظیم سپہ سالار کی قیادت کے محیّر العقول پہلو اُجاگر کرتا ہے اور اَقوامِ عالَم میں صُلح وآشتی اور قیامِ امن کے لیے ہمیشہ مینارۂ نور کے طور پر خضرِ راہ بنا رہے گا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

یہ جلد **کتاب المغازی** آغاز سے باب ۳۷ **(غزوۃ ذات القرد)** تک کے ترجمہ وشرح پر مشتمل ہے۔ اس حصہ میں غزوات کے مقامات کو سمجھنے کے لیے بعض نقشے بھی شامل کیے گئے ہیں۔ تاریخی مقامات کے نقشوں کا کام نسبتاً پیچیدہ اور دقت طلب بن جاتا ہے کیونکہ اس دَور کے بعض آثار ومقامات قریباً مٹ چکے ہیں اور مرورِ زمانہ سے اُن کے متعلق مختلف آراء بنتی رہی ہیں۔ تاہم یہ کوشش کی گئی ہے کہ احادیث میں بیان کردہ مقامات کو اس دَور کے آئینہ میں ممکن حد تک قریب ترین دکھایا جائے۔ اسے حرفِ آخر تو نہیں مگر ایک ایسی کاوش قرار دیا جاسکتا ہے جو اگر اصل نہیں تو اصل کے اقرب ضرور ہے۔

آغاز میں یہ طے پایا تھا کہ **کتاب المغازی** پر مشتمل ایک ہی مکمل جلد تیار کی جائے مگر اس کی ضخامت بڑھنے کی وجہ سے اسے دو جلدوں میں منقسم کیا گیا ہے

فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست

٦٤- كِتَابُ الْمَغَازِي

بَاب ۱: غَزْوَةُ الْعُشَيْرَةِ أَوِ الْعُسَيْرَةِ	عُشَیرہ یا عُسَیرہ کا غزوہ	۱
بَاب ۲: ذِكْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُقْتَلُ بِبَدْرٍ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان لوگوں کا نام لینا جو بدر میں مارے جائیں گے	۴
بَاب ۳: قِصَّةُ غَزْوَةِ بَدْرٍ	غزوہ بدر کا بیان	۹
بَاب ٤: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ	اللہ تعالیٰ کا فرمانا: جب تم اپنے ربّ سے التجائیں کرتے تھے اور تمہارے ربّ نے تمہاری دعاؤں کو سنا	۲۱
بَاب ۵		۳۰
بَاب ٦: عِدَّةُ أَصْحَابِ بَدْرٍ	جنگ بدر میں شامل ہونے والوں کی تعداد	۳۱
بَاب ۷: دُعَاءُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى كُفَّارِ قُرَيْشٍ شَيْبَةَ وَعُتْبَةَ وَالْوَلِيدِ وَأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَهَلَاكُهُمْ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش کے کافروں یعنی شیبہ، عتبہ، ولید (بن عتبہ) اور ابو جہل بن ہشام کے خلاف دعا کرنا اور ان کا ہلاک ہونا	۳۷
بَاب ۸: قَتْلُ أَبِي جَهْلٍ	ابو جہل کا مارا جانا	۳۸
بَاب ۹: فَضْلُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا	ان لوگوں کی فضیلت جو جنگِ بدر میں شریک ہوئے	۵۳
بَاب ۱۰:		۵٦
بَاب ۱۱: شُهُوْدُ الْمَلَائِكَةِ بَدْرًا	بدر میں ملائکہ کی موجودگی	۷۰
بَاب ۱۲:		۷۳
بَاب ۱۳: تَسْمِيَةُ مَنْ سُمِّيَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فِي الْجَامِعِ	اہل بدر میں سے اُن لوگوں کے نام جن کا ذکر اس جامع کتاب میں آیا ہے	۹۴

بَاب ۱۴: حَدِيْثُ بَنِي النَّضِيْرِ	واقعہ بنو نضیر	۹۷
بَاب ۱۵: قَتْلُ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ	کعب بن اشرف کا قتل	۱۳۷
بَاب ۱۶: قَتْلُ أَبِي رَافِعٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ	ابورافع عبداللہ بن ابی الحقیق کا قتل	۱۴۰
بَاب ۱۷: غَزْوَةُ أُحُدٍ	جنگ اُحد (کا واقعہ)	۱۴۸
بَاب ۱۸: اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ	جب تم میں سے دو گروہ کمزوری دکھانے لگے تھے بحالیکہ اللہ اُن کا مددگار تھا اور مؤمنوں کو اللہ پر توکّل کرنا چاہیے	۱۶۷
بَاب ۱۹: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ	اللہ تعالیٰ کا فرمانا: یقیناً جو لوگ تم میں سے اس دن پھر گئے کہ جس دن دو گروہوں کا مقابلہ ہوا ...	۱۸۰
بَاب ۲۰: اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ	جب تم منہ اُٹھائے بے تحاشہ بھاگے جارہے تھے اور مڑ کر کسی کو نہیں دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے سے تمہیں بلا رہا تھا	۱۸۲
بَاب ۲۱: ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا	(اللہ تعالیٰ کا فرمانا:) پھر اس نے اس غم کے بعد تم پر جمیعت خاطر (کی حالت) یعنی نیند نازل کی	۱۸۶
بَاب ۲۲: ذِكْرُ أُمِّ سَلِيْطٍ	حضرت امّ سلیطؓ کا ذکر	۱۹۳
بَاب ۲۳: قَتْلُ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ	حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی شہادت ...	۱۹۵
بَاب ۲۴: مَا أَصَابَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِرَاحِ يَوْمَ أُحُدٍ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ اُحد میں جو زخم لگے	۲۰۰
بَاب ۲۵: اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ	جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم قبول کیا	۲۰۴
بَاب ۲۶: مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ...	جنگ اُحد میں جو صحابہؓ شہید ہوئے	۲۰۷
بَاب ۲۷: أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ	اُحد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں	۲۱۲
بَاب ۲۸: غَزْوَةُ الرَّجِيْعِ وَرِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبِئْرِ مَعُوْنَةَ	غزوۂ رجیع، رعل، ذکوان اور بئر معونہ	۲۱۵
بَاب ۲۹: غَزْوَةُ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْأَحْزَابُ	غزوۂ خندق اور یہی غزوۂ احزاب ہے	۲۳۷

بَاب ۳۰: مَرْجِعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَحْزَابِ وَمَخْرَجُهُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ ...	نبی ﷺ کی جنگِ احزاب سے واپسی اور بنو قریظہ کی طرف روانگی ...	۲۷۲
بَاب ۳۱: غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاعِ ...	غزوۂ ذات الرقاع ...	۲۸۸
بَاب ۳۲: غَزْوَةُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ ...	بنو مصطلق جو خزاعہ کی ایک شاخ ہے اس سے لڑائی کا بیان ...	۳۰۹
بَاب ۳۳: غَزْوَةُ أَنْمَارٍ ...	غزوۂ انمار ...	۳۱۲
بَاب ۳٤: حَدِيْثُ الْإِفْكِ ...	اِفک کا واقعہ ...	۳۱۳
بَاب ۳۵: غَزْوَةُ الْحُدَيْبِيَةِ ...	غزوۂ حدیبیہ ...	۳۳۳
بَاب ۳٦: قِصَّةُ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ ...	قصہ عکل وعرینہ ...	۳٦۸
بَاب ۳۷: غَزْوَةُ ذَاتِ الْقَرَدِ ...	غزوۂ ذات القرد ...	۳۷۱

کتابیات ... ۳۷۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

٦٤- كِتَابُ الْمَغَازِي

مَغَازِی جمع ہے اور اس کا مفرد مَغْزًی ہے۔ مَغْزًی اور غَزْوٌ مصدر ہیں۔ غَزْوٌ کے معنی طلب کرنے اور قصد کرنے کے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں: غَزَاهُ أَيْ طَلَبَهُ وَقَصَدَهُ: اسے طلب کیا اور اس کا ارادہ کیا۔ نیز کہتے ہیں: عَرَفْتُ مَا يُغْزَى مِنْ هَذَا الْكَلَامِ کہ مجھے اس کلام کا مقصد معلوم ہو گیا ہے۔ اسی سے مَغْزَى الْكَلَامِ ہے جس کے معنی ہیں کلام کا مقصود، مدّعا اور لب لباب۔ نیز کہتے ہیں: غَزَا الْعَدُوَّ غَزْوًا اور اس کے معنی ہوتے ہیں: سَارَ إِلَى قِتَالِهِمْ۔ دشمن سے لڑنے کے لئے نکلا۔ (أقرب الموارد - غزو) غزوہ کے اصطلاحی معنی کوچ یا چڑھائی کے ہیں۔ اس لفظ کا یہ استعمال عوام میں رائج تھا۔ غزوہ میں ضروری نہیں کہ لڑائی ہی کے لئے کوچ کیا جائے۔ اس لئے غزوہ کا مفہوم لفظ ”مہم“ بخوبی ادا کرتا ہے۔ اس کتاب میں یہی لفظ اختیار کیا جارہا ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں ”غزوہ“ وہ مہم ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی نکلے ہوں۔ جہاں آپؐ خود تشریف نہیں لے گئے، اس کو ”سریہ“ کہتے ہیں۔

بَاب ۱ : غَزْوَةُ الْعُشَيْرَةِ أَوِ الْعُسَيْرَةِ

عُشَیرہ یا عُسَیرہ کا غزوہ

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ أَوَّلُ مَا غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَبْوَاءَ ثُمَّ بُوَاطَ ثُمَّ الْعُشَيْرَةَ.

(محمد) بن اسحاق نے کہا: پہلی مہم جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کی وہ اَبواء کی تھی۔ پھر اس کے بعد بُواط کی اور اس کے بعد عُشَیرہ کی۔

۳۹٤۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ كُنْتُ إِلَى جَنْبِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فَقِيلَ لَهُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ

۳۹۴۹: عبداللہ بن محمد نے ہمیں بتایا۔ وہب نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ ابواسحاق سے مروی ہے۔ (انہوں نے کہا:) میں حضرت زید بن ارقمؓ کے پہلو میں بیٹھا تھا تو اُن سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کتنی مہمات کے لیے نکلے؟ انہوں نے کہا: اُنیس۔ پھر اُن سے پوچھا گیا:

قَالَ[1] كَمْ غَزَوْتَ أَنْتَ مَعَهُ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ فَأَيُّهُمْ كَانَتْ أَوَّلَ قَالَ الْعُشَيْرُ أَوْ الْعُسَيْرَةُ فَذَكَرْتُ لِقَتَادَةَ فَقَالَ الْعُشَيْرَةُ.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں آپؓ کتنی مہمات میں شریک ہوئے؟ انہوں نے کہا: سترہ میں۔ (ابواسحاق کہتے تھے:) میں نے پوچھا: مہمات میں سے پہلی کونسی تھی؟ انہوں نے کہا: ”عُشَیر“ یا کہا: ”عُسَیرہ“۔ میں نے اس بارے میں قتادہ سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا: ”عُشَیرہ“۔

اطرافہ: ۴۴۰۴، ۴۴۷۱۔

تشریح: غَزْوَةُ الْعُشَيْرَةِ اَوِ الْعُسَيْرَةِ: زیر باب جس غزوہ کا ذکر ہے وہ لڑائی کی غرض سے نہ تھا اور نہ اس باب کا یہ مقصد ہے کہ یہ شمار کیا جائے کہ غزوہ عشیرہ پہلی مہم تھی جو اختیار کی گئی۔ بلکہ طبقات ابن سعد[2] کی ایک غلطی کا ازالہ کرنا مقصود ہے۔ اس کتاب میں واقدی کی سند سے بعض روایتیں منقول ہیں جو سنی سنائی ہیں اور اس میں یہ کوشش نہیں کی گئی کہ ان کی صحت وسقم کے متعلق تحقیق کی جائے۔ تحقیق کا کام بعد کے مؤرخین نے کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے ان کی روایتیں اخذ کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے۔

ابن سعد نے غزوہ عشیرہ کو چوتھا غزوہ شمار کر کے بتایا ہے کہ یہ مہم ہجرت سے سولہ ماہ بعد اختیار کی گئی تھی اور بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے ایک تجارتی قافلے کی خبر سن کر ڈیڑھ دو سو غازیوں کے ساتھ مدینہ سے نکلے تھے۔[3] واقدی کی یہ روایت درست نہیں بلکہ اس کے مقابل پر محمد بن اسحاق مُطّلبی کی روایت صحیح ہے جس کا عنوانِ باب میں حوالہ دیا گیا ہے کہ پہلی مہم ابواء کی ہے، دوسری مہم بواط کی اور تیسری مہم عُشَیرہ کی۔[4] یہ مہمیں ہجرت سے دوسرے سال کے اوائل میں شروع ہوئیں اور ان میں سے پہلی مہم غزوہ اَبواء اور وُدّان کی ہے جو قبیلہ بنو ضمرہ سے معاہدہ طے کرنے کے لئے اختیار کی گئی تھی۔ اس قبیلہ نے اقرار کیا کہ قریش مکہ کے حملے کی صورت میں وہ غیر جانبدار رہے گا اور مدینہ کے خلاف قریش مکہ کی مدد نہیں کرے گا۔ چنانچہ وہاں کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔[5]

واقدی کی روایت کا مخدوش ہونا اس امر سے ظاہر ہے کہ خود ان کی روایت میں بھی مذکور ہے کہ اس مہم کا عَلَم (جھنڈا) سفید تھا اور حضرت حمزہ بن عبد المطلبؓ علمبردار تھے۔ ظاہر ہے کہ سفید علم امن وصلح کی علامت ہے۔ اس قرینہ کے علاوہ یہ قرینہ بھی ہے کہ ابواء اور ودّان مدینہ منورہ کا نواحی علاقہ ہے۔ اَبواء مقام مدینہ سے تقریباً ۱۴۰ میل

---

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں اس جگہ قِيْلَ ہے (فتح الباری جزء۷ حاشیہ صفحہ ۳۴۸) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔
[2] یہ تالیف محمد بن سعد کی ہے جو واقدی کے شاگردوں میں سے تھے۔ خطیب احمد بغدادی نے ان کے علم وفضل کا اقرار کیا ہے۔ (تهذيب التهذيب، حرف الميم، محمد بن سعد بن منيع، جزء۹ صفحہ ۱۸۲)
[3] (الطبقات الكبرى، ذكر عدد مغازى رسول الله ﷺ، غزوة ذى العشيرة، جزء۲، صفحہ ۹)
[4] (السيرة النبوية لابن هشام، ذكر جملة الغزوات، جزء۴ صفحہ ۲۵۵)
[5] (شرح الزرقانى على المواهب اللدنية، كتاب المغازى، اوّل المغازى ودان، جزء۲ صفحہ ۲۲۹، ۲۳۰)

کے فاصلہ پر اور وُدَّان اَبواء سے چھ سات میل کے فاصلے پر ہے اور یہ دونوں مقام مدینہ کی ریاست کی آخری سرحد پر واقع ہیں۔ اَبواء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا مزار ہے۔ ان علاقوں میں قبیلہ بنوضمرہ کے لوگ آباد تھے اور یہ قبیلہ قریش کے قریب تھا۔ علاقہ عشیرہ میں بھی قریش کے حلیف بنوضمرہ اور بنو مدلج آباد تھے۔ یہ علاقہ بندرگاہ ینبوع کے نواح میں مدینہ سے نوے میل دور واقع ہے۔ اس لئے قرین قیاس ہے کہ پہلا معاہدہ اُن قبائل سے ہوا جو قریب تر علاقے میں آباد تھے اور اس کے بعد آخری سرحدی علاقے کے قبائل سے۔ بواط علاقہ عشیرہ کے قریب ہے۔ بنو مدلج کے سردار نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی معاہدہ طے کیا کہ وہ قریش کے حملہ کے وقت غیر جانبدار رہیں گے نہ قریش کی مدد کریں گے اور نہ مدینہ والوں کی اور اپنے علاقہ میں امن قائم رکھیں گے۔ ان قبائل کے ساتھ معاہدات ضبط تحریر میں لائے گئے۔ جن کا ذکر ابن سعدؒ اور ابن ہشام نے بالاتفاق کیا ہے۔ ان میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی اور دونوں میں عَلَم سفید تھے۔ جو صلح و آشتی پر دلالت کرتے ہیں۔

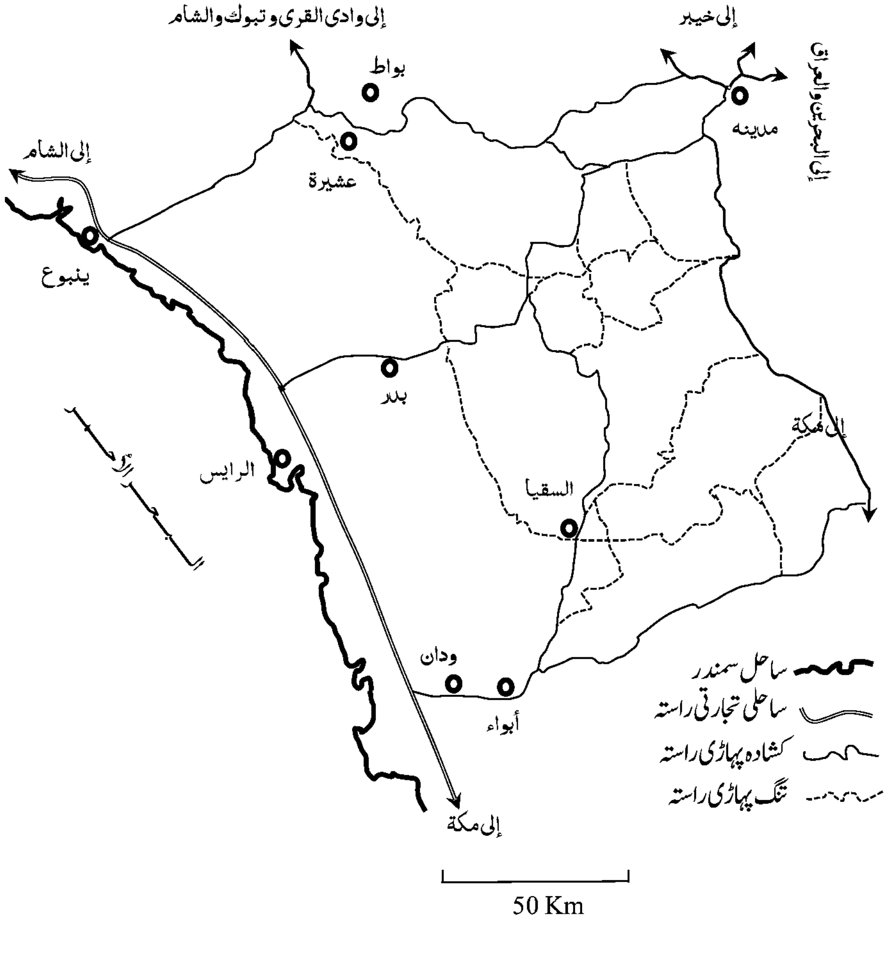

غرض ابتدائی غزوات میں دفاعی نقطہ نگاہ سے خود حفاظتی کی ایک تدبیر مدنظر تھی جنگ کرنا مقصد نہ تھا کیونکہ یہ بات خلافِ عقل ہے کہ ہمسایہ قبائل سے ایسے وقت میں لڑائی چھیڑ دی جائے جبکہ قریش مکہ کے حملے کا شدید خطرہ درپیش ہو۔ امام بخاریؒ نے حضرت زید بن ارقمؓ کی روایت پر اعتماد کیا ہے۔ ان کے نزدیک غزوات کی تعداد اُنیس ہے۔ جبکہ طبقات ابن سعد میں ستائیس کا ذکر ہے۔[1]

بَاب ۲: ذِكْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُقْتَلُ بِبَدْرٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان لوگوں کا نام لینا جو بدر میں مارے جائیں گے

۳۹۵۰: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ صَدِيقًا لِأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا مَرَّ بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍ وَكَانَ سَعْدٌ إِذَا مَرَّ بِمَكَّةَ نَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ انْطَلَقَ سَعْدٌ مُعْتَمِرًا فَنَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ بِمَكَّةَ فَقَالَ لِأُمَيَّةَ انْظُرْ لِي سَاعَةَ خَلْوَةٍ لَعَلِّي أَنْ أَطُوْفَ بِالْبَيْتِ فَخَرَجَ بِهِ قَرِيبًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَلَقِيَهُمَا أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ يَا أَبَا صَفْوَانَ

۳۹۵۰: احمد بن عثمان نے مجھے بتایا۔ شریح بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن یوسف نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ (یوسف بن اسحاق) سے، ان کے باپ (یوسف) نے ابواسحاق (سبیعی) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: عمرو بن میمون نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے حضرت سعد بن معاذؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: وہ اُمیہ بن خلف کے دوست تھے۔ اُمیہ جب مدینہ سے گزرتا تو حضرت سعدؓ کے پاس ٹھہرتا اور حضرت سعدؓ جب مکہ سے گزرتے تو اُمیہ کے پاس مہمان ہوتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آ گئے حضرت سعدؓ عمرہ کرنے کے لئے مکہ گئے اور اُمیہ کے ہاں ٹھہرے۔ انہوں نے اُمیہ سے کہا: میرے لئے ایسا کوئی خالی وقت دیکھو کہ میں بیت اللہ کا طواف کرلوں۔ چنانچہ اُمیہ ان کو دوپہر کے قریب لے کر نکلا۔ ابوجہل ان سے ملا اور کہنے لگا: ابوصفوان! یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ اس نے کہا:

[1] (الطبقات الکبرٰی لابن سعد، ذکر عدد مغازی رسول اللہ ﷺ، جزء ۲، صفحہ ۵)

مَنْ هَذَا مَعَكَ فَقَالَ هَذَا سَعْدٌ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ أَلَا أَرَاكَ تَطُوْفُ بِمَكَّةَ آمِنًا وَقَدْ أَوَيْتُمُ الصُّبَاةَ وَزَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ تَنْصُرُونَهُمْ وَتُعِيْنُونَهُمْ أَمَا وَاللهِ لَوْلَا أَنَّكَ مَعَ أَبِي صَفْوَانَ مَا رَجَعْتَ إِلَى أَهْلِكَ سَالِمًا فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ وَرَفَعَ صَوْتَهُ عَلَيْهِ أَمَا وَاللهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِي هَذَا لَأَمْنَعَنَّكَ مَا هُوَ أَشَدُّ عَلَيْكَ مِنْهُ طَرِيْقَكَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ أُمَيَّةُ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ يَا سَعْدُ عَلَى أَبِي الْحَكَمِ سَيِّدِ أَهْلِ الْوَادِي فَقَالَ سَعْدٌ دَعْنَا عَنْكَ يَا أُمَيَّةُ فَوَاللهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّهُمْ قَاتِلُوْكَ قَالَ بِمَكَّةَ قَالَ لَا أَدْرِي فَفَزِعَ لِذَلِكَ أُمَيَّةُ فَزَعًا شَدِيْدًا فَلَمَّا رَجَعَ أُمَيَّةُ إِلَى أَهْلِهِ قَالَ يَا أُمَّ صَفْوَانَ أَلَمْ تَرَى مَا قَالَ لِي سَعْدٌ قَالَتْ وَمَا قَالَ لَكَ قَالَ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُمْ قَاتِلِيَّ فَقُلْتُ لَهُ بِمَكَّةَ قَالَ لَا أَدْرِي فَقَالَ أُمَيَّةُ

یہ سعدؓ ہیں۔ ابوجہل نے حضرت سعدؓ سے کہا: میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ مکہ میں امن سے طواف کر رہے ہو حالانکہ تم لوگوں نے ان بے دینوں (یعنی مسلمانوں) کو پناہ دے دی ہے اور تم سمجھے بیٹھے ہو کہ آڑے وقت میں ان کے کام آؤ گے اور تم ان کی مدد کروگے۔ دیکھو! اگر تم ابوصفوان کے ساتھ نہ ہوتے تو بخدا تم اپنے گھر والوں کے پاس صحیح سالم کبھی نہ لوٹتے۔ حضرت سعدؓ نے ابوجہل سے باآواز بلند کہا: اگر تم نے مجھے اس عمرہ سے روکا تو میں اللہ کی قسم! تم کو اس چیز سے روکوں گا جو تم پر اس سے زیادہ گراں ہوگی یعنی مدینہ سے تمہارے قافلے کا راستہ۔ اُمیہ نے یہ سن کر حضرت سعدؓ سے کہا: سعدؓ! ابوالحکم سردار اہل وادی کے سامنے اپنی آواز بلند نہ کرو۔ سعد نے کہا: امیہ! اپنی ان باتوں سے ہمیں رہنے دو۔ بخدا! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپؐ فرماتے تھے کہ وہ (صحابہ) تمہیں مار ڈالیں گے۔ اس نے پوچھا: مکہ میں؟ حضرت سعدؓ نے کہا: یہ میں نہیں جانتا۔ اُمیہ حضرت سعدؓ کی یہ بات سن کر بہت ڈر گیا۔ جب اُمیہ اپنے گھر گیا تو (اپنی بیوی صفیہ یا کریمہ بنت معمر سے) کہنے لگا: اے امّ صفوان! تونے سعدؓ کی بات سنی جو اس نے میرے بارے میں کہی ہے؟ اس نے کہا: کیوں سعدؓ کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا: کہتا ہے کہ محمد (ﷺ)

وَاللهِ لَا أَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ اسْتَنْفَرَ أَبُو جَهْلٍ النَّاسَ قَالَ أَدْرِكُوا عِيرَكُمْ فَكَرِهَ أُمَيَّةُ أَنْ يَّخْرُجَ فَأَتَاهُ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ يَا أَبَا صَفْوَانَ إِنَّكَ مَتَى مَا يَرَاكَ النَّاسُ قَدْ تَخَلَّفْتَ وَأَنْتَ سَيِّدُ أَهْلِ الْوَادِي تَخَلَّفُوْا مَعَكَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ أَبُو جَهْلٍ حَتَّى قَالَ أَمَّا إِذْ غَلَبْتَنِي فَوَاللهِ لَأَشْتَرِيَنَّ أَجْوَدَ بَعِيرٍ بِمَكَّةَ ثُمَّ قَالَ أُمَيَّةُ يَا أُمَّ صَفْوَانَ جَهِّزِيْنِي فَقَالَتْ لَهُ يَا أَبَا صَفْوَانَ وَقَدْ نَسِيْتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوكَ الْيَثْرِبِيُّ قَالَ لَا مَا أُرِيْدُ أَنْ أَجُوْزَ مَعَهُمْ إِلَّا قَرِيْبًا فَلَمَّا خَرَجَ أُمَيَّةُ أَخَذَ لَا يَتْرُكُ مَنْزِلًا إِلَّا عَقَلَ بَعِيْرَهُ فَلَمْ يَزَلْ بِذَلِكَ حَتَّى قَتَلَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِبَدْرٍ.

نے ان سے بیان کیا ہے کہ وہ مجھ کو مار ڈالیں گے۔ میں نے پوچھا کہ مکہ میں؟ تو اس نے جواب دیا: میں نہیں جانتا۔ امیہ نے کہا: بخدا! میں مکہ سے نکلوں گا ہی نہیں۔ جب بدر کی جنگ ہوئی تو ابوجہل نے لوگوں سے جنگ کے لئے نکلنے کو کہا، کہنے لگا: اپنے قافلے کو بچانے کے لئے پہنچو۔ اُمیہ نے نکلنا پسند نہ کیا۔ ابوجہل اُمیہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ابوصفوان! جب لوگ تمہیں دیکھیں گے کہ تم ہی پیچھے رہ گئے ہو بحالیکہ تم اہل وادی کے سردار ہو تو وہ بھی تمہارے ساتھ پیچھے رہ جائیں گے۔ ابوجہل اسے سمجھاتا رہا، آخر امیہ نے کہا: اچھا اگر تم نے مجبور ہی کرنا ہے تو بخدا! میں مکہ سے ایک نہایت ہی عمدہ اونٹ خریدوں گا۔ اس کے بعد اُمیہ نے کہا: امّ صفوان! میرے لئے (سفر کا) سامان تیار کرو، تو وہ اس سے کہنے لگی: تم وہ بات بھول گئے ہو جو تم سے تمہارے یثربی بھائی نے کہی تھی؟ کہنے لگا: نہیں، میں تھوڑی دُور اُن کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ جب اُمیہ نکلا تو جس منزل میں بھی اترتا وہاں اپنے اُونٹ کا گھٹنا باندھ دیتا۔ وہ یہی احتیاط کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے بدر میں اس کو ہلاک کر دیا۔

طرفہ: ۳۶۳۲۔

تشریح: ذِكْرُ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ يُّقْتَلُ بِبَدْرٍ: اس میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا ذکر ہے کہ بدر کے مقام پر قریش سے جنگ ہوگی اور سرداران قریش میں سے فلاں فلاں مارے جائیں گے، وہاں روایت نمبر ۳۹۵۰ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے مطمئن نہ تھے بلکہ اسلام کے مٹانے میں اپنی ناکامی محسوس کرتے تھے۔ انہوں نے آپؐ کے قتل کا منصوبہ باندھا،

اس میں ناکام ہوئے۔ آپؐ کا تعاقب کیا، اس میں بھی ناکام ہوئے۔ اہل مدینہ کو پیغام بھیجا کہ آپؐ کو پناہ نہ دی جائے اور مہاجرین ان کے سپرد کر دیئے جائیں اور اس میں بھی ناکام ہوئے۔ انہیں آپؐ کی ذات سے بغض نہ تھا بلکہ عقائد سے بغض تھا۔ جن کے پھیلنے میں نہ صرف ان کے عقائد کی بیخ کنی تھی بلکہ صنم پرستی مٹنے کے ساتھ وہ اپنی دولت وعزت، قوت و سطوت اور جاہ و حشمت کا بھی خاتمہ دیکھتے تھے۔ اسلام کے غلبہ میں انہیں اپنی موت نظر آرہی تھی۔ وہ کب برداشت کر سکتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام آزادی سے قبائل عرب میں تبلیغ اسلام کریں۔ اس لئے قریش مکہ دن رات اس فکر میں تھے کہ کسی طرح اسلام کا نام ونشان مٹا دیا جائے اور ان کے لئے سوائے اس کے چارہ نہ تھا کہ پناہ دہندگانِ مدینہ سے نبرد آزما ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس حقیقت سے بے خبر نہ تھے بلکہ آپؐ کو بخوبی علم تھا کہ اہل مکہ حملہ آور ہوں گے۔

ہجرت سے قبل بمقام عقبہ حج کے موقع پر جب قبیلہ اوس اور خزرج کے ستر (۷۰) افراد نے آنحضرت ﷺ سے پوشیدہ ملاقات کی اور آپؐ کو مدینہ آنے کی دعوت دی اور جان ومال سے آپؐ کی حفاظت کا وعدہ کیا تو حضرت عباسؓ بن عبد المطلب نے انہیں اسی وقت آگاہ کر دیا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دینا آسان کام نہیں بلکہ سارے عرب سے لڑائی مول لینا ہے اور ان سے کہا کہ جو ذمہ داری وہ اُٹھا رہے ہیں اچھی طرح سوچ سمجھ لیں کہ آیا وہ اسے پورا کرنے کی قدرت بھی رکھتے ہیں یا نہیں۔ اس بارہ میں ان کے یہ الفاظ مروی ہیں: فَإِنْ كُنْتُمْ أَهْلَ قُوَّةٍ وَجَلَدٍ وَبَصَرٍ بِالْحَرْبِ وَاسْتِقْلَالٍ بِعَدَاوَةِ الْعَرَبِ قَاطِبَةً تَرْمِيكُمْ عَنْ قَوْسٍ وَّاحِدَةٍ. فَارْتَأُوْا رَأْيَكُمْ وَأْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ وَلَا تَفْتَرِقُوْا إِلَّا عَنْ مَلَإٍ مِّنْكُمْ وَاجْتِمَاعٍ. فَإِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ أَصْدَقُهُ.[۱] یعنی اگر تم لوگ صاحب قوت وطاقت ہو، اور جنگ میں ماہر ہو اور سارے عرب کی عداوت جو تم پر ایک ہی کمان سے تیر اندازی کریں گے صبر واستقلال سے برداشت کرنے والے ہو تو اپنی رائے پر غور کر لو اور آپس میں مشورہ کر لو، باہم اختلاف نہ کرو جو کچھ کرو، اپنے معززین کے تابع اکٹھے ہو کر کرو۔ سب سے بہتر بات وہی ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو۔ اس کا جواب حضرت براء بن معرورؓ نے دیا کہ ہم نے مدینہ آنے کی جو دعوت دی ہے وہ سوچ سمجھ کر دی ہے۔ نُرِيْدُ الْوَفَاءَ وَالصِّدْقَ وَبَذْلَ مُهَجِ أَنْفُسِنَا دُوْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[۱] ہم وفا اور صدق کا ارادہ رکھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کریں گے۔ اس کے ہم معنی الفاظ ابو الہیثم بن التیہان وغیرہ نے بھی کہے: نَقْبَلُهُ عَلَى مُصِيبَةِ الْأَمْوَالِ وَ قَتْلِ الْأَشْرَافِ[۱] یعنی ہر مالی اور جانی مصیبت کے باوجود ہم آپؐ کو قبول کریں گے۔ غرض یہ امر تھا کہ قریش مکہ اپنی نظر آنے والی ناکامی کسی حال میں بھی برداشت نہیں کریں گے اور وہ ہجرت کے بعد مطمئن نہ تھے کہ ان کے مذہب اور عقیدے کا دشمن یہاں سے چلا گیا اور قصہ ختم ہوا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نظر سے یہ بات مخفی تھی کہ قریش ان کو نابود کرنے میں پورا زور لگائیں گے۔

---

[۱] (الطبقات الکبریٰ، ذکر العقبة الآخرة وهم السبعون الذین بایعوا رسول اللہ، جزء اوّل صفحہ ۱۸۹)

روایت مذکورہ بالا (نمبر ۳۹۵۰) سے ظاہر ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ کو اپنے عمرہ کے دوران علم ہوگیا تھا کہ قریش کے سینوں کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی اور وہ بد ارادہ رکھتے ہیں۔ ابوجہل نے حضرت سعدؓ سے یہ کہا کہ کیا تم ان بے دینوں کو پناہ دے کر اپنے آپ کو مطمئن سمجھتے ہو؟ جس کا جواب حضرت سعدؓ نے بلند آواز سے دیا کہ اگر تم نے مدینہ پر حملہ کیا تو اپنے تجارتی کاروبار سے محروم کر دیئے جاؤ گے یعنی شام اور یمن کے تجارتی راستوں سے امن سے گزر نہیں سکو گے۔ ابوجہل کی دھمکی سے اس خبر کی تصدیق ہوگئی کہ عبداللہ بن اُبَیّ کو قریش مکہ کی طرف سے خط آیا ہے کہ مہاجرین کو پناہ نہ دی جائے بلکہ وہ مدینہ سے نکال دیئے جائیں ورنہ ہم حملہ کر کے تم کو تباہ کر دیں گے۔ ابوداؤد نے یہ خط ان الفاظ میں نقل کیا ہے: إِنَّكُمْ آوَيْتُمْ صَاحِبَنَا، وَإِنَّا نُقْسِمُ بِاللهِ لَتُقَاتِلُنَّهُ أَوْ لَتُخْرِجُنَّهُ أَوْ لَنَسِيرَنَّ إِلَيْكُمْ بِأَجْمَعِنَا حَتَّى نَقْتُلَ مُقَاتِلَتَكُمْ، وَنَسْتَبِيحَ نِسَاءَكُمْ۔[1] تم لوگوں نے ہمارے آدمی کو پناہ دے رکھی ہے اور ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تم لوگ اس سے جنگ کرو یا اسے باہر نکال دو، ورنہ ہم سب مل کر تم پر چڑھائی کریں گے یہاں تک کہ تمہارے جنگ کے قابل لوگوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں کو اپنے لیے جائز بنالیں گے۔

عبداللہ بن اُبَیّ وہی شخص ہے جس کی تاج پوشی کی رسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر منسوخ کر دی گئی تھی اور مذکورہ بالا خط سے اس کی دلی امیدیں پھر اُبھر آئی تھیں اور وہ عرصہ تک موقع کی تلاش اور تاج پوشی کی امید میں رہا۔

امام بخاریؒ نے حضرت سعدؓ کا مذکورہ بالا واقعہ بطور تمہید نقل کیا ہے کہ جنگ کی طرح ہجرت کے ساتھ ہی پڑ چکی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ مکرمہ سے چلے جانا معمولی بات نہ تھی کہ قریش مکہ اسے نظر انداز کر دیتے اور آنحضرت ﷺ کو اس بات کا پورا احساس تھا کہ آپؐ کو سارے ہی عرب سے جنگ کرنی پڑے گی۔ اس لئے آپؐ نے ان قبائل قریش سے راہ ورسم پیدا کی جو تجارتی راستے کے قرب وجوار میں تھے اور ان حالات کا جائزہ لینا شروع کر دیا کیونکہ مدینہ کو سب سے پہلا اور زیادہ خطرہ انہی قبائل قریش کا ہو سکتا تھا جو مدینہ کے قرب وجوار میں آباد تھے۔ آپؐ نے مدینہ منورہ میں آنے پر ایک طرف باشندگانِ مدینہ کے درمیان ایک قومی میثاق تجویز کیا جو ضبط تحریر میں لایا گیا اور خود حفاظتی کے تعلق میں آپؐ نے مدینہ منورہ اور اس کے ملحقات کو باذنِ الٰہی حرم (محفوظ علاقہ) قرار دے دیا[2] اور دوسری طرف دور ونزدیک کے ہمسایہ قبائل کے ساتھ تعلقات موالاۃ قائم کئے۔ قریش مکہ کے بد ارادوں اور ان کی نقل وحرکت پر کڑی نگاہ رکھی اور صحیح معلومات حاصل کرنے میں حضرت سعد بن معاذؓ اور ابوصفوان (امیّہ) کے دوستانہ تعلقات سے بھی فائدہ اُٹھایا۔ یہ زمانہ انتہائی تفکرات کا تھا۔ مدینہ کے اندر عبداللہ بن اُبَیّ کی ریشہ دوانیاں اور فتنہ وفساد اور تحویل قبلہ کے بعد یہودی قبائل مدینہ کی غداری کا خدشہ اور باہر سے قریش کی جنگی تیاریوں کی اطلاعات سے آپؐ کو رات دن فکر رہتی کہ کہیں مسلمانوں کی کمزوری اور کمی تعداد کو غنیمت سمجھ کر قریش مکہ قبائل عرب کی مدد سے مدینہ پر اچانک حملہ آور نہ ہو جائیں، آپؐ کو اس فکر سے راتوں نیند نہ آئی اور علم ہونے پر صحابہ کرامؓ کی طرف سے پہرہ کا

---

1. (سنن ابی داود، کتاب الخراج، باب فی خبر النضیر)
2. (صحیح البخاری، کتاب فضائل المدینة، باب ۱)

انتظام کیا گیا تا آپؐ آرام سے سو سکیں (روایت نمبر ۲۸۸۵) بلکہ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ صحابہ کرامؓ بھی شب و روز مسلح رہتے۔ حاکم کی روایت کے یہ الفاظ ہیں: كَانُوْا لَا يَبِيْتُوْنَ اِلَّا بِالسِّلَاحِ وَلَا يُصْبِحُوْنَ اِلَّا فِيْهِ۔[1]

یہ وہ نازک حالات تھے جن میں غزوات نبویہ کا آغاز ہوا۔ یہ نہیں تھا کہ یونہی ہمسایہ قبائل پر چڑھائی شروع کردی گئی۔ جیسا کہ بعض متعصب عیسائی مصنفین نے لفظ غزوہ سے استدلال کیا ہے جن غزوات کا ذکر باب ا میں ہوا ہے وہ اور اس قسم کی دیگر ابتدائی چھوٹی بڑی مہمات قطعاً لڑائی کی غرض سے نہ تھیں بلکہ حالات کا جائزہ لینے اور ہمسایہ قبائل سے تعلقات قائم کرنے کی غرض سے تھیں جیسا کہ سریہ عبیدہ بن حارثؓ، سریہ سعد بن ابی وقاصؓ، سریہ عبداللہ بن جحش اسدیؓ وغیرہ۔ ان سب ابتدائی مہمات میں عَلَم سفید تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ابتدائی تیاریاں بیّن دلیل ہیں اس امر کی کہ آپؐ ایک نہایت بیدار مغز اور دُور اندیش سپہ سالار تھے۔

بَاب ۳: قِصَّةُ غَزْوَةِ بَدْرٍ

غزوہ بدر کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى: وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ؕ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ○ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۙ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ذکر (جو اس نے بدر کے بارے میں فرمایا:) اور (اس سے پہلے) بدر (کی جنگ) میں جبکہ تم حقیر تھے اللہ یقیناً تمہیں مدد دے چکا ہے، سو تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم شکر گزار بنو۔ (اے نبی! اس وقت کو بھی یاد کر) جب تو مومنوں سے کہہ رہا تھا کہ کیا تمہارے لئے یہ (بات) کافی نہ ہوگی کہ تمہارا ربّ (آسمان سے) نازل کئے ہوئے تین ہزار فرشتوں کے ذریعہ سے تمہاری مدد کرے؟ کیوں (کافی) نہ ہوگی اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور (کافر) تم پر اسی دَم چڑھ آئیں تو تمہارا ربّ پانچ ہزار سخت حملہ کرنے والے فرشتوں کے ذریعہ سے تمہاری مدد کرے گا اور اللہ نے یہ بات صرف تمہارے لئے خوشخبری کے طور پر اور اس لئے کہ تمہارے دل اس کے ذریعہ سے اطمینان پائیں، مقرر کی ہے (اور) اس لئے (مقرر

[1] (المستدرك للحاكم، كتاب التفسير، سورة النور، شان نزول آية وعد الله الذين، جزء ۲ صفحه ۴۰۱)

فَيَنقَلِبُوا خَآئِبِيْنَ ۝
(آل عمران: ۱۲۴-۱۲۸)

کی ہے) کہ تا (اللہ) کافروں کے ایک حصہ کو کاٹ دے یا انہیں ذلیل کردے تاکہ وہ ناکام واپس جائیں ورنہ مدد تو (صرف) اللہ ہی کی طرف سے (آتی) ہے جو غالب (اور) حکمت والا ہے۔

{ فَوْرِهِمْ : غَضَبِهِمْ. }[1]

{فَوْرِهِمْ کے معنی ہیں اپنے جوش میں کھولتے ہوئے}

وَقَالَ وَحْشِيٌّ قَتَلَ حَمْزَةُ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ يَوْمَ بَدْرٍ.

اور وحشی (بن حرب حبشی) نے کہا: حضرت حمزہؓ نے جنگ بدر میں طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا تھا۔

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ {[1] وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ الْآيَةَ. (الأنفال: ۸) الشَّوْكَةُ: الْحَدُّ. }

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ذکر: (اے مومنو! تم اس وقت کو یاد کرو) جبکہ اللہ تعالیٰ تم سے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ کرتا تھا کہ وہ تم کو دیا جائے گا۔ اور تم چاہتے تھے کہ وہ گروہ جس کے پاس ہتھیار نہیں ہیں تم کو ملے۔ اور اللہ چاہتا تھا کہ وہ حق کو اپنے احکام کے ذریعہ سے پورا کردے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ اَلشَّوْكَةُ کے معنی ہے دھار دار۔

۳۹۵۱: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَّسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ غَيْرَ أَنِّي تَخَلَّفْتُ عَنْ

۳۹۵۱: یحییٰ بن بکیر نے مجھ سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عُقَیل سے، عُقَیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب سے روایت کی کہ عبداللہ بن کعب نے کہا: میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے: میں کسی غزوہ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پیچھے نہیں رہا سوائے غزوہ تبوک کے، اور غزوہ بدر میں جو میں

[1] یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں۔ (فتح الباری جزء ۷ حاشیہ صفحہ ۳۵۵)

غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتَبْ أَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهَا إِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتَّى جَمَعَ اللهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيْعَادٍ.

پیچھے رہ گیا تھا تو وہ اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قافلہ قریش کا قصد کرتے ہوئے نکلے تھے اور اس میں شامل نہ ہونے سے کسی کو ملامت بھی نہیں کی گئی تھی اور نوبت یہ ہوئی کہ اللہ نے مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کی مٹھ بھیڑ کرا دی بغیر اس کے کہ پہلے سے لڑائی کی ٹھانی ہو۔

اطرافُہُ: ۲۷۵۷، ۲۹۴۷، ۲۹۴۸، ۲۹۴۹، ۲۹۵۰، ۳۰۸۸، ۳۵۵۶، ۳۸۸۹، ۴۴۱۸، ۴۶۷۳، ۴۶۷۶، ۴۶۷۷، ۴۶۷۸، ۶۲۵۵، ۶۶۹۰، ۷۲۲۵۔

تشریح: قِصَّةُ غَزْوَةِ بَدْرٍ: غزوۂ بدر پہلی جنگ ہے جس میں قریش مکہ نے اپنی اس دھمکی کو پورا کرنا چاہا جس کا ذکر سابقہ باب میں گزر چکا ہے۔ عنوانِ باب میں لفظ "باب" صحیح بخاری کے نسخوں میں سے سوائے نسخہ کریمہ کے اور کہیں مذکور نہیں۔ سب نسخوں میں "قِصَّةُ غَزْوَةِ بَدْرٍ" کے الفاظ بیان ہوئے ہیں۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۳۵۶) غزوۂ بدر کے اسباب سے متعلق ایک بیان قیاسی ہے جو لفظ قصہ سے موسوم کیا جاتا ہے اور ایک بیان وہ ہے جو قرآنِ مجید میں ذکر کیا گیا ہے۔ دونوں کے درمیان فرق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور اس غرض کے لئے قرآنِ مجید کے دو مقامات کی آیات کا ذکر کیا ہے۔ پہلی آیات وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ ... (آل عمران:۱۲۴ تا ۱۲۸) ہیں اور دوسرے مقام کی آیت وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ ... (الأنفال:۸) ہے۔ ہر دو کا ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔ مذکورہ بالا پہلے حوالہ سے غزوہ بدر کی اصل غرض ظاہر کی گئی ہے کہ

۱. کفار اپنے مقصد میں ناکام ہوں۔
۲. حق کا فیصلہ ہو اور ظاہر ہو کہ سچائی کا دامن کون پکڑے ہوئے ہے۔
۳. سرغنہ کفر کی جڑ کاٹ دی جائے۔ تا مذہبی آزادی ہو اور بدامنی ختم ہو۔

دوسرے حوالہ میں غزوہ بدر کے ظاہری اسباب کا ذکر کیا گیا ہے اور آیت وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ (الأنفال:۸) میں صحابہ کی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے کہ وہ چاہتے تھے کہ شام سے آنے والے تجارتی قافلہ کی ناکہ بندی کریں۔ ابو جہل کی دھمکی کے جواب میں حضرت سعد بن معاذؓ اُسے متنبہ کر چکے تھے کہ اگر قریش کی طرف سے مدینہ پر چڑھائی کی گئی تو ان کے تجارتی قافلے سلامتی کے ساتھ نہیں گزر سکیں گے۔ اس تعلق میں مندرجہ ذیل واقعات مدنظر رکھنے ضروری ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کی فوج کشی کی افواہ پا کر حضرت عبد اللہ بن جحشؓ کو آٹھ صحابہ کے ساتھ نخلہ کی طرف روانہ فرمایا اور یہ ہدایت کی کہ قریش مکہ کی نقل و حرکت کے بارہ میں صحیح معلومات حاصل کریں۔

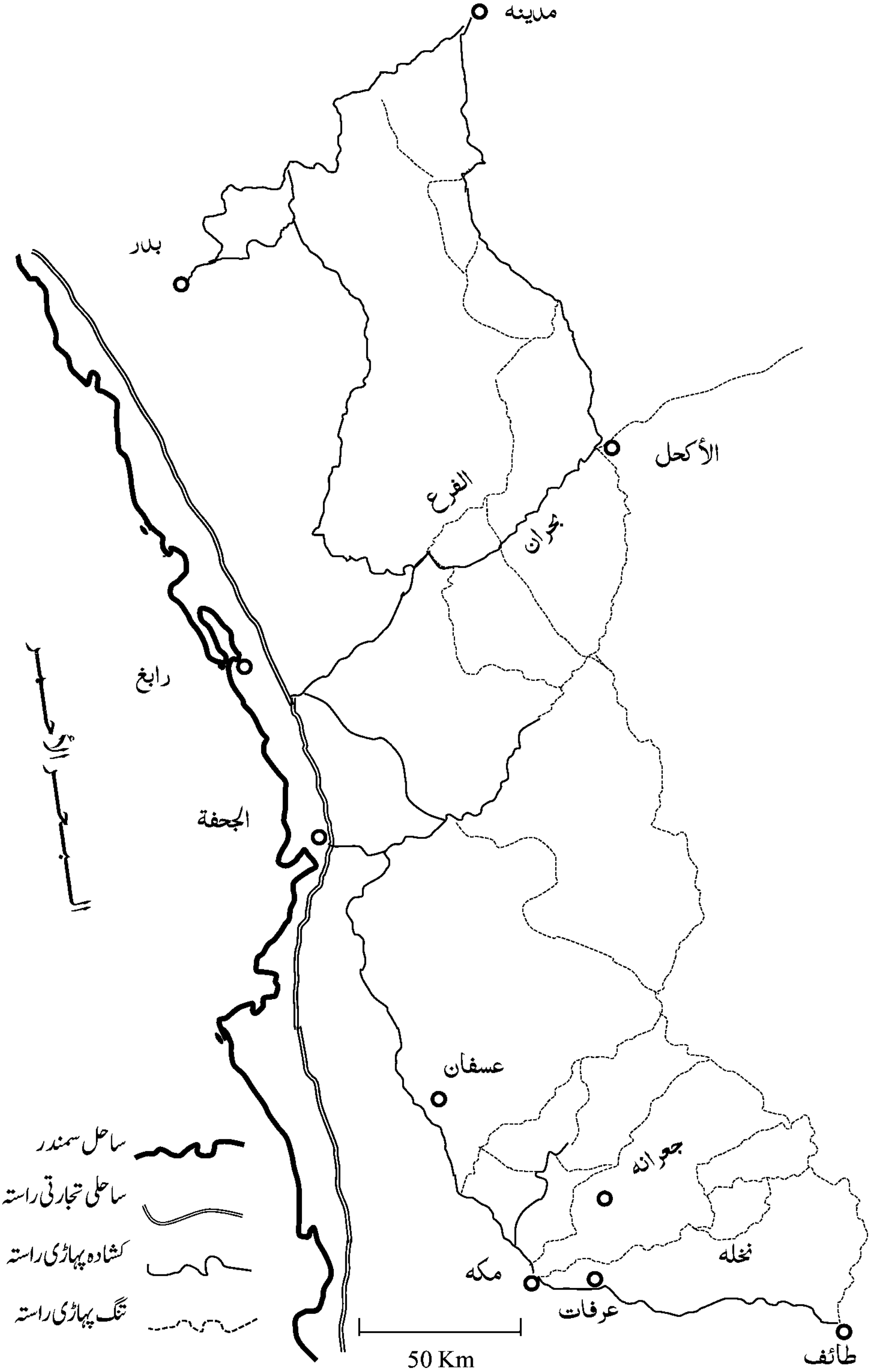
مدینہ
بدر
الأکحل
الفرع
بحران
رابغ
الجحفة
عسفان
جعرانہ
نخلہ
مکہ
عرفات
طائف
50 Km
ساحل سمندر
ساحلی تجارتی راستہ
کشادہ پہاڑی راستہ
تنگ پہاڑی راستہ

حضرت عبد اللہ بن جحشؓ آپؐ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ یہ واقعہ غزوۂ عشیرہ سے واپسی کے بعد کا ہے۔ بقول ابن ہشام وہاں سے مراجعت کو ابھی دس دن بھی نہیں گزرے تھے کہ مکہ کے ایک رئیس کُرز بن جابر فہری نے قریش کے ایک دستہ کے ساتھ کمال ہوشیاری سے مدینہ کی چراگاہ پر جو شہر سے صرف تین میل کے فاصلہ پر تھی اچانک چھاپہ مارا اور مسلمانوں کے اونٹ وغیرہ ہانک کر چل دیئے۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس شب خون کی اطلاع پا کر صحابہ کی ایک جمعیت کے ساتھ کُرز کا وادیٔ صفوان تک تعاقب کیا۔ یہ وادی نواحی بدر میں واقع ہے۔ کُرز دُور نکل چکا تھا۔ آپؐ کا یہ تعاقب غزوہ بدر اُولیٰ کے نام سے مشہور ہے۔[1] کُرز فہری کے اس حملہ سے بھی قریش مکہ کے حملہ کے منصوبہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ کیونکہ کُرز مکہ کے رؤساء میں سے تھا اور اس کا حملہ کر کے مدینہ کے مویشی لے جانا اور چرواہے کو قتل کر دینا انفرادی واقعہ شمار نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ واقعہ ہجرت کے دوسرے سال جمادی الآخرہ میں ہوا۔[1] ان تشویشناک حالات میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو قریش مکہ کے حملہ کرنے کے منصوبہ کا علم ہوا۔ آپؐ نے آٹھ افراد پر مشتمل مہاجرین کی ایک مختصر سی جمعیت تیار کی اور اس کا امیر حضرت عبد اللہ بن جحشؓ کو مقرر فرمایا اور انہیں سر بمہر تحریر دے کر یہ ہدایت فرمائی کہ دو دن سفر کرنے کے بعد یہ تحریر کھولی جائے اور اس میں مندرج ہدایات کے مطابق عمل کیا جائے۔ اس تحریر کے الفاظ یہ تھے: إِذَا نَظَرْتَ فِيْ كِتَابِيْ هٰذَا فَامْضِ حَتّٰى تَنْزِلَ نَخْلَةَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ فَتَرَصَّدْ بِهَا قُرَيْشًا وَتَعَلَّمْ لَنَا مِنْ أَخْبَارِهِمْ[2] یعنی جب تم میری یہ تحریر دیکھو تو سفر جاری رکھو یہاں تک کہ نخلہ مقام پر اُترو اور قریش کے حالات کا علم حاصل کر کے ہمیں اطلاع دو۔ آپؐ نے ان لوگوں کو روانگی سے قبل یہ ہدایت بھی دی کہ اپنے ساتھ چلنے کے لئے کسی کو مجبور نہ کرنا جو خوشی سے جانا چاہے وہی جائے۔ نخلہ مکہ مکرمہ سے ایک منزل پر ہے۔[3] مذکورہ بالا تحریر کے مضمون سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ یہ مختصر سی مہم کسی لڑائی کی غرض سے نہیں بھیجی گئی تھی۔

ایک دوسری روایت میں آپؐ کی تحریر کے یہ الفاظ مروی ہیں: سِرْ بِسْمِ اللّٰهِ وَبَرَكَاتِهِ وَلَا تُكْرِهَنَّ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِكَ عَلَى السَّيْرِ مَعَكَ[4] یعنی تم سفر پر روانہ ہو جاؤ، اللہ کے نام پر اور اس کی برکتوں کے ساتھ۔ اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ چلنے پر مجبور نہ کرو۔ دونوں روایتوں کا مضمون تقریباً ایک ہی ہے۔

مذکورہ بالا واقعہ رجب ۲ھ کا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عتبہ بن غزوانؓ بھی حضرت عبد اللہ بن جحشؓ کے ساتھ تھے۔ جب یہ وفد بحران کے مقام پر پہنچا تو حضرت سعدؓ اور حضرت عتبہؓ کا اونٹ کہیں اِدھر اُدھر ہو گیا۔ دونوں اصحاب اس کی تلاش میں نکلے اور اپنے ساتھیوں سے ایسے جدا ہوئے کہ امیر وفد کو ان کی تلاش کے باوجود ان کا کہیں پتہ نہیں چلا اور آخر ان کے بغیر ہی جمعیت میں شامل اصحاب سفر طے کرتے ہوئے نخلہ پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر بعد مسلمانوں کو قریش کا ایک مختصر سا تجارتی قافلہ سامنے سے آتا دکھائی دیا۔ جس کا قائد عمرو بن حضرمی کِندی تھا۔ یہ قافلہ حضرت عبد اللہ بن جحشؓ اور ان کے ساتھیوں کو دیکھ کر اور یہ خیال کر کے گھبرا گیا کہ کہیں یہ لوگ ان کو

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة سفوان، جزء ۲ صفحہ ۲۴۳)
[2] (السيرة النبوية لابن هشام، سريّة عبد الله بن جحش، جزء ۲ صفحہ ۲۴۳ - ۲۴۴)
[3] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية، كتاب المغازي، سرية عبد الله بن جحش، جزء ۲ صفحہ ۲۳۸)
[4] (السيرة الحلبية، سرية عبد الله بن جحش إلى بطن نخلة، جزء ۳ صفحہ ۲۱۷)

لُوٹنے کی غرض سے گھات میں نہ ہوں۔ وہ ایک دوسرے کو پہچانتے تھے کیونکہ سب مکہ کے رہنے والے تھے اور مسلمانوں کی مہم میں انصارِ مدینہ میں سے کوئی انصاری نہ تھا۔ قریش کے قافلہ نے مسلمانوں کے قرب وجوار میں پڑاؤ کیا۔ لیکن وہ مسلمانوں کی طرف سے بے خوف نہ تھے اور ڈرتے تھے کہ موقع پاکر مسلمان حملہ نہ کردیں۔ ان کے خوف کو دُور کرنے کے لیے مسلمانوں میں سے حضرت عکاشہ بن محصنؓ کو ایک تدبیر سوجھی جس سے قافلہ والے ان کی طرف سے مطمئن ہو جائیں۔ چنانچہ وہ اپنا سر منڈوا کر ایسی جگہ سے گزرے جہاں قافلہ والے انہیں بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ ان کا سر منڈا ہوا دیکھ کر قریش یہ سمجھے کہ یہ لوگ عمرہ کی غرض سے بیت اللہ آئے ہیں کیونکہ یہ رجب کے آخری دن تھے اور اس مہینہ میں عمرہ مستحب سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ قافلہ والے مطمئن ہو گئے۔ اس قافلے میں رؤساءِ قریش میں سے (خالد بن ولید کے دادا مغیرہ بن عبداللہ کے بھائی) عثمان بن عبداللہ اور نوفل بن عبداللہ نیز عمرو بن حضرمی سردار قافلہ کے سوا اور کسی کا ذکر نہیں آیا۔ حضرمی، حرب بن اُمیہ (رئیس اعظم مکہ) کا حلیف تھا[1] بعض رؤساءِ مکہ نے مہاجرین کے اموال ضبط کئے ہوئے تھے جس کی وجہ سے بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ حضرت عبداللہ بن جحشؓ کے ساتھیوں کو انتقام کا خیال پیدا ہوا اور کُرز فہری کا واقعہ ان کے ذہنوں میں تازہ تھا۔ حضرت سعدؓ اور حضرت عتبہؓ کی عدم دستیابی بھی ان کے لئے تشویش کا باعث تھی۔ چونکہ عام صورتِ حال فتنہ وفساد کی تھی، ان کے متعلق یہ خیال کیا گیا کہ وہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ ماہِ رجب (جو اَشہر الحرم میں سے ہے) کی آخری تاریخ تھی اور اس کے بعد شعبان کا مہینہ شروع ہونے والا تھا اس لئے مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ اگر قافلہ والوں سے فوراً نمٹ کر اپنے ضبط شدہ اموال کی تلافی نہ کی گئی تو حرم میں داخل ہونے کے بعد ان پر حملہ کرنا جائز نہ ہوگا۔ چنانچہ مسلمانوں نے قافلہ والوں پر حملہ کرکے عمرو بن حضرمی کو تیر سے گھائل کر دیا۔ عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو جو ہشام بن مغیرہ کا حلیف تھا قید کرلیا۔ نوفل بھاگ گیا۔ حضرت عبداللہ بن جحشؓ مع اسیران اور مالِ غنیمت مدینہ پہنچے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ ماجرا سنا تو ناپسندیدگی اور ناراضگی کا اظہار فرمایا اور مالِ غنیمت کی تقسیم روک دی اور یہ چاہا کہ مقتول کی دیت دے کر قریش کے قیدی چھوڑ دیئے جائیں۔[2] کیونکہ آپؐ نے تو انہیں محض خبریں معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

جب مکہ مکرمہ سے قریش کے نمائندے اپنے قیدی آزاد کرانے کی غرض سے آئے تو چونکہ حضرت سعدؓ اور حضرت عتبہؓ کے متعلق شبہ تھا کہ وہ شہید کر دئے گئے ہیں، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے آنے والوں کو کہہ دیا: لَا نُفْدِيْكُمُوْهُمَا حَتّٰى يَقْدَمَ صَاحِبَانَا۔ ہم اس وقت تک تمہارے آدمیوں کو فدیہ لے کر آزاد نہیں کریں گے جب تک ہمارے دونوں ساتھی نہ آجائیں۔ چنانچہ وہ آگئے اور قریش مکہ کے دونوں قیدی آزاد کر دیئے گئے۔ حکم بن کیسان مسلمان ہوگئے اور مکہ مکرمہ واپس جانے سے انکار کر دیا۔[3]

مذکورہ بالا واقعہ سے قریش مکہ اور قبائل عرب سخت مشتعل ہوئے اور ان کی اشتعال انگیزی میں یہودیوں نے بھی

---

[1] (الإصابة في تمييز الصحابة، ذكر العلاء بن الحضرمي، جزء۴ صفحہ ۵۴۱)
[2] (السيرة النبوية لابن هشام، سرية عبدالله بن جحش، جزء۲ صفحہ ۳۹)
(المغازي للواقدي، سرية نخلة، جزء۱، صفحہ ۱۸)
(الرحيق المختوم، الغزوات والسرايا قبل بدر، سرية نخلة، صفحہ ۱۸۰، ۱۸۱)
[3] (البداية والنهاية لابن كثير، سرية عبدالله بن جحش، جزء۵ صفحہ ۳۹، ۴۰)

حصہ لیا اور اس امر کو خوب پھیلایا کہ مسلمانوں نے ایک غیر مسلح تجارتی قافلہ ماہ حرم میں لُوٹا اور میثاق مدنی بھی توڑا گیا۔ قریش مکہ کے ہاتھ میں یہ واقعہ غزوۂ بدر کی تیاری کیلئے ایک بہانہ بن گیا۔ ان کی نیت تو پہلے ہی سے خراب تھی اور وہ شام سے آنے والے اپنے قافلہ کی واپسی کے انتظار میں تھے کہ وہ واپس مکہ پہنچ جائے تو اس کے بعد مدینہ پر حملہ کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن جحشؓ جو اطلاعات لائے اور حکم بن کیسانؓ سے جو معلومات حاصل ہوئیں وہ اگرچہ ایک وقت تک بصیغہ راز رہیں لیکن مسلمانوں میں یہ چرچا ہونے لگا کہ ایک بہت بڑا تجارتی قافلہ ابوسفیان بن حرب کی سرکردگی میں آرہا ہے۔ اس قافلہ میں سامان خوراک بھی تھا اور اسلحہ بھی اور تجارتی سامان بھی کافی مقدار میں موجود تھا۔ قریش مکہ کا منصوبہ جنگ یہ تھا کہ قافلہ کے ذریعہ لائے جانے والے خوراک کے سامان سے اپنے گھر والوں کو سامانِ رسد دے کر اسلحہ سے لیس ہوکر مدینہ پر چڑھائی کریں۔ اس افواہ کی تحقیق کے لئے آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی سرکردگی میں مختصر سی جمعیت بھیجی تھی۔ بعد کے واقعات بتاتے ہیں کہ اس وفد کو جس غرض کے لئے روانہ کیا گیا تھا اس میں ان کو پوری کامیابی ہوئی اور انہوں نے قیدیوں کے ذریعہ سے قریش مکہ کے منصوبہ اور ان کی نقل و حرکت سے متعلق یقینی اطلاعات حاصل کیں۔ حضرمی کے قافلے کا واقعہ ایک ضمنی اور اتفاقی حادثہ تھا اور بعض مؤرخین نے جو اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ اس مہم کے بعض افراد کو مہاجرین کے غصب شدہ اموال کی تلافی کا خیال پیدا ہوا تھا، یہ رائے صحیح نہیں۔ بلکہ اس مہم کا اصل مقصد صرف یہ تھا کہ حضرمی والے قافلے کے ذریعہ ابوسفیان بن حرب کی قیادت میں جانے والے قافلہ کی غرض و غایت اور قریش مکہ کے منصوبہ جنگ کے بارہ میں یقینی معلومات حاصل ہو جائیں اور یہی کام بصیغہ راز اُن کے سپرد کیا گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے اس مختصر قافلے کو اپنے قبضہ میں لانے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ یہ خیال بہت دُور کا ہے کہ وہ بھیجے تو گئے تھے قریش مکہ کی جنگی تیاریوں سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے لیکن انہوں نے قافلے کے لُوٹنے پر قناعت کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس ہونے کو کافی سمجھ لیا۔ حضرت عبداللہ بن جحشؓ بڑے پایہ کے صحابی تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی۔ آپؐ نے ایک قابل اعتماد راز دار کو اس مہم کے لئے منتخب فرمایا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش مکہ کی جنگی تیاریوں کے متعلق علم ہوگیا تو آپؐ نے بھی تیاری شروع کر دی اور اس تیاری میں پوری راز داری سے کام لیا۔ قرآنِ مجید کی آیت جس کا حوالہ باب ۳ کے عنوان میں دیا گیا ہے۔ یعنی آیت وَ اِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَیْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ یَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِیْنَ ۙ۝ (الأنفال:۸) سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جنگی تیاری میں راز داری سے کام لیا گیا تھا اور صحابہ کرامؓ یہ سمجھتے رہے کہ ابوسفیان والے تجارتی قافلے کا سدراہ ہونا مقصود ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ تھا:

اول: کفار کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ وہ مسلمانوں کو نابود نہیں کرسکتے۔

دوم: یہ واضح ہو جائے کہ مسلمانوں کا مذہب سچا مذہب ہے اور خدا تعالیٰ ان کی مدد کر رہا ہے۔

سوم: سرغنہ کفر کی جڑ کاٹ دی جائے تا امن قائم ہو اور اسلام کے پھیلنے کے راستے کُھل جائیں۔

مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے مسلمانو! تم اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تم سے دو گروہوں میں سے ایک گروہ کا وعدہ کرتا تھا کہ وہ تمہیں دیا جائے گا اور تم چاہتے تھے کہ وہ گروہ جو غیر مسلح ہے (یعنی ابوسفیان والا تجارتی قافلہ) تم کو حاصل ہو اور اللہ چاہتا تھا کہ وہ حق کو اپنے احکام کے ذریعہ حق ثابت کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو الٰہی منشاء کا پورا علم تھا۔ لیکن مصلحتاً آپؐ نے صحابہ سے اصل منشا مخفی رکھا۔ اس وجہ سے صحابہ کرامؓ نے قیاس کیا کہ چڑھائی کا مقصد ابوسفیان والے قافلے کو روکنا ہے جو بغیر کسی مسلح حفاظتی دستہ کے شام سے مکہ کی طرف آرہا تھا۔ مذکورہ بالا آیت قرآنی میں جو لفظ تَوَدُّوْنَ آیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی یہی خواہش تھی کہ شام سے آنے والے قافلہ کو روکا جائے جس کے اموال سے قریش مکہ نے جنگی تیاری میں مدد لینی تھی۔ کیونکہ اگر قافلہ منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے روک دیا جاتا تو قریش مکہ کا جنگی تیاری کا منصوبہ وقتی طور پر ختم ہو سکتا تھا۔ لیکن الٰہی منشاء یہ تھا کہ واقعہ بدر کو حق اور باطل کے درمیان فرقان بنائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ (البقرۃ:۱۸۶) یعنی رمضان کا مہینہ اس شان کا مالک ہے کہ اس میں قرآن کریم نازل کیا گیا تا وہ لوگوں کی ہدایت کا موجب ہو اور ہدایت اور فرقان کے کھلے کھلے نشان اس میں نازل کئے جائیں۔ چنانچہ غزوہ بدر کے لئے کوچ اسی مہینہ میں کیا گیا اور فتح مکہ کا عظیم نشان بھی اسی مہینہ میں ظاہر ہوا اور ہر جنگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماہِ رمضان میں لڑنی پڑی کفارِ مکہ کی شکست فاش کا موجب ہوئی اور اس شکست نے ثابت کر دیا کہ مسلمان حق پر ہیں اور کفار نے باطل کا راستہ اختیار کیا ہوا ہے۔ یہ وہ فرقان تھا جس کا ذکر مندرجہ بالا آیت میں کیا گیا اور آیات متعلقہ جنگ بدر میں بھی غزوہ بدر کا نام یوم الفرقان رکھا یعنی حق و باطل کو اچھی طرح کھول کر رکھ دینے والا۔ جنگ بدر سے متعلق آیات یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَ لَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَ لٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ (الأنفال:۴۲، ۴۳) یعنی اگر تم اللہ پر ایمان لاتے ہو اور اس پر بھی جو ہم نے اپنے بندہ پر حق و باطل میں فیصلہ کر دینے والے دن میں نازل کیا تھا جس دن کہ دونوں لشکر جمع ہوئے تھے (تو اس پر عمل کرو) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس دن جبکہ تم (میدانِ جنگ کے) ورلے کنارہ پر تھے اور کافر پرلے کنارے پر تھے اور قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا اور اگر تم ان سے وعدہ بھی کرتے تو تم (جنگ کے) وقت کے بارہ میں ان سے اختلاف کرتے۔ لیکن خدا (نے تم کو جمع کر دیا تھا کہ وہ) اس بات کو پورا کر دے جس کے کرنے کا اس نے فیصلہ کر دیا تھا۔ پس یہ خیال کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منشاءِ الٰہی کو نہیں سمجھ رہے تھے۔ ایک نہایت ہی غلط خیال ہے اور اس واضح وحی کے خلاف جس کا ذکر رمضان سے متعلق آیات میں کھلے الفاظ میں کیا گیا ہے۔

رمضان کو فرقان اسی لئے کہا گیا ہے کہ اس میں حق و باطل میں فرق کر کے دکھلائے جانے والے نشانات کا ظہور مقدر تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس الٰہی منشاء کو پورے طور پر سمجھ رہے تھے۔ آیت وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ (الأنفال:۸) میں صحابہ کرامؓ مخاطب ہیں جن سے منصوبہ جنگ مخفی رکھا گیا تھا اور حضرت عبداللہ بن جحشؓ کے فعل کو وہ غلطی پر محمول کر رہے تھے اور ان کی مہم کے متعلق یہ سمجھ رہے تھے کہ اس کے بھیجے جانے کی غرض مال غنیمت حاصل کرنا تھی۔ بے شک مغازی میں ایسی روایتیں آئی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحشؓ اور آپ کے ساتھیوں پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ لیکن یہ ناراضگی اس لحاظ سے بجا تھی کہ ان کی مہم سے متعلق ایسی صورت پیدا ہوگئی تھی جو فتنے کا موجب بن سکتی تھی۔ مگر بسا اوقات بعض امور جو بظاہر غلطیاں معلوم ہوتی ہیں منشائے الٰہی کے تحت صادر ہوتی ہیں اور بعض معمولی واقعات عظیم الشان نتائج پر منتج ہو جاتے ہیں۔ پس عین ممکن تھا کہ اگر حضرت عبداللہ بن جحش کی مہم نہ بھیجی جاتی اور ان سے جو کچھ ہوا وہ نہ ہوتا اور ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے آنے والا قافلہ مکہ میں بلاخطر پہنچ جاتا تو قریش اس قافلے سے فائدہ اُٹھا کر بہت بڑی تیاری کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے جس کا مقابلہ کرنا قلیل التعداد بے سروسامان صحابہ کے لئے ناگوار صورت رکھتا۔ لیکن حضرت عبداللہ بن جحشؓ کے واقعہ سے مغرور سردارانِ قریش آگ بگولہ ہو گئے اور اس طیش اور غرور میں جلدی سے وہ ایک ہزار کے لگ بھگ مسلح فوج کے ساتھ اس زُعم میں مقام بدر پر پہنچ گئے کہ وہ اپنے قافلہ کو بچائیں اور وہ نہیں جانتے تھے کہ وہیں ان کی موت مقدر ہے اور دوسری طرف اس بات کا بھی امکان تھا کہ اگر صحابہ کرام کو یہ معلوم ہوتا کہ ایک مسلح فوج کے مقابلہ کے لئے انہیں لے جایا جارہا ہے تو ان میں سے بعض تردّد میں پڑ جاتے۔ پس رازداری نے وہ کام کیا جو جنگ میں ایسے مورچے کام دیتے ہیں۔ جنہیں آج کل کی جنگی اصطلاح میں Camouflage کہتے ہیں یعنی اوٹ یا پردہ۔

نہ غزوہ بدر کے لئے رمضان کے مہینہ میں کوچ کرنا اتفاقی حادثہ ہے اور نہ اس کے بعد اسی مہینہ میں غزوہ فتح مکہ کے لئے کوچ اتفاقی ہے۔ ان غزوات کا ماہِ رمضان میں وقوع اور پھر ان کا خارق عادت صورت میں ظہور، بہتوں کے لئے ہدایت کا موجب ہونا اتفاقی حادثات نہیں کہلا سکتے اور نہ یہ کوچ کسی تجویز یا آنحضرت ﷺ کے ارادہ سے منسوب کئے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ ان غزوات میں ابتداء کفارِ مکہ کی طرف سے ہوئی تھی اور یہ ایسے وقت میں ہوا کہ ان سے مقابلہ مسلمانوں کو لامحالہ رمضان کے مہینے میں کرنا پڑا۔ غزوہ فتح مکہ کی تفاصیل کو بھی دیکھا جائے تو یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں جنگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سابقہ تجویز کا نتیجہ نہ تھیں۔

روایت نمبر ۳۹۵۱ میں حضرت کعب بن مالکؓ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے: اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ۔ اس قول سے ان کی یہی

مراد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قبل از وقت یہ اعلان نہیں فرمایا تھا کہ آپؐ کا مقصود تجارتی قافلہ ہے اور نہ دشمن کو جو شام سے آنے والے قافلے کی حفاظت کے نام پر مکہ مکرمہ سے نکلا تھا، اسلامی دستورِ جنگ کے مطابق اطلاع دی گئی تھی کہ ان سے فلاں وقت اور فلاں مقام پر مقابلہ کیا جائے گا۔ حضرت کعبؓ کا یہ بیان اس قیاس کی ترجمانی کرتا ہے جو کوچ کے وقت صحابہؓ کا تھا۔ سب سے پہلے آنحضرت ﷺ نے جنگ کے متعلق اپنے ارادے کا جو اظہار فرمایا وہ وادیٔ ذفران میں تھا اور وہیں صحابہ کرامؓ کی رائے حاصل کی۔ وادیٔ ذفران بدر سے ایک منزل کے فاصلے پر ہے۔

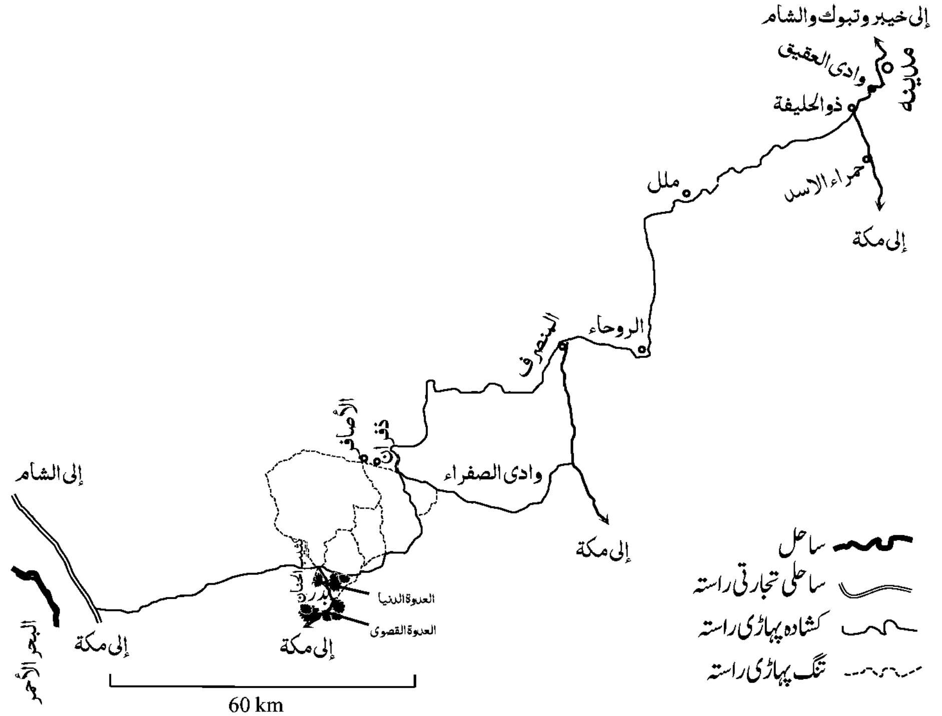

بیعت عقبہ ثانیہ میں انصار مدینہ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ذمہ داری لی تھی تو اس میں اس امر کی صراحت تھی کہ اگر دشمن نے مدینہ پر حملہ کیا تو وہ آپؐ کی حفاظت کریں گے لیکن صورت پیش آمدہ جنگ مدینہ سے باہر ہونے والی تھی اس لئے ضروری تھا کہ آپؐ صحابہ کرامؓ کو صورتحال سے مطلع فرمادیتے اور جنگ کے بارے میں ان کا مشورہ لیتے۔ چنانچہ آپؐ نے صحابہؓ کے سامنے سب صورت حال پیش کردی اور ان کی رائے طلب فرمائی اور تین بار اپنی بات کا اعادہ فرمایا۔ اس پر حضرت سعد بن معاذؓ اوس قبیلہ کے سردار کھڑے ہوئے اور کہا:
وَاللّٰہِ لَکَاَنَّکَ تُرِیْدُنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ اَجَلْ۔ قَالَ: فَقَدْ اٰمَنَّا بِکَ وَصَدَّقْنَاکَ وَشَھِدْنَا اَنَّمَا جِئْتَ بِہٖ

هُوَ الْحَقُّ وَاَعْطَيْنَاكَ عَلَى ذٰلِكَ عُهُوْدَنَا وَمَوَاثِيْقَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَامْضِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَا اَرَدْتَ فَنَحْنُ مَعَكَ فَوَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَوِاسْتَعْرَضْتَ بِنَا هٰذَا الْبَحْرَ فَخُضْتَهُ لَخُضْنَاهُ مَعَكَ مَاتَخَلَّفَ مِنَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ وَ مَا نَكْرَهُ اَنْ تَلْقٰى بِنَا عَدُوَّنَا غَدًا اِنَّا لَصُبُرٌ فِي الْحَرْبِ صُدُقٌ فِي اللِّقَاءِ لَعَلَّ اللّٰهَ يُرِيْكَ مِنَّا مَا تَقَرُّ بِهٖ عَيْنُكَ، فَسِرْ بِنَا عَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ۔[1] اس عربی تقریر کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ کی قسم! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کا رُوئے سخن ہم سے ہے اور جنگ کے بارے میں آپؐ ہماری رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ تب حضرت سعدؓ نے کہا: ہم آپؐ پر ایمان لے آئے ہیں اور آپؐ کو سچا یقین کیا ہے اور ہم نے دیکھ لیا ہے کہ جو تعلیم آپؐ لے کر آئے ہیں وہ حق ہے اور ہم اس پر اپنے پختہ عہد اور اقرار دے چکے ہیں کہ ہم آپؐ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اس لئے یا رسول اللہ! جو آپؐ نے ارادہ فرمایا ہے، اُسے کر گزریئے۔ ہم آپؐ کے ساتھ ہیں اور اس ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپؐ ہمیں اس سمندر میں داخل ہونے کے لئے فرمائیں تو ہم آپؐ کے ساتھ اس میں داخل ہو جائیں گے اور ہم میں سے ایک بھی پیچھے نہیں رہے گا اور ہمیں ناگوار نہیں کہ کل اپنے دشمن سے ہمارا مقابلہ ہو۔ ہم جنگ میں بہت صبر کرنے والے اور دشمن کے مقابلے میں بہت ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ اللہ سے امید ہے کہ ہم سے وہ کارنامے دکھائے گا جن سے آپؐ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ سو آپؐ اللہ کی برکت پر بھروسہ رکھتے ہوئے ہمیں (میدانِ جنگ کی طرف) لے چلیں۔

ابن ہشام نے بروایت محمد بن اسحاق- حضرت مقداد بن اسودؓ کے وہ قابل رشک الفاظ بھی درج کئے ہیں جو انہوں نے اس وقت عرض کئے تھے۔ ان کا ذکر روایت نمبر ۳۹۵۲ میں بھی آرہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مہاجرین میں سے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت مقدادؓ سے رائے دریافت کی تھی۔ جس پر حضرت مقدادؓ نے مہاجرین کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی اور آگے بھی اور پیچھے بھی اور دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا تاوقتیکہ وہ ہمیں روند نہ ڈالے، ہم موسیٰ کی قوم کی طرح نہیں ہیں جنہوں نے یہ کہہ دیا تھا کہ اے موسیٰ! جاؤ تم اور تمہارا رب لڑتے پھرو، ہم تمہارا ساتھ نہیں دے سکتے۔ غرض یہ پہلا موقع تھا کہ آپؐ نے کھل کر اپنی رائے ظاہر فرمائی کہ مقابلہ مسلح فوج سے ہوگا۔ اس سے قبل آپؐ نے پوری رازداری کے ساتھ مدینہ سے کوچ کیا اور وادیٔ ذفران میں پہنچ کر اس کا انکشاف کیا کہ مسلمانوں کی جنگ مسلح قریش سے ہوگی۔ اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشیت الٰہی سے واقف تھے اور حضرت مقدادؓ کے الفاظ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ امْضِ لِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ[2] اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو وحی الٰہی کے ذریعہ سے آپؐ پر آشکار ہو چکا تھا۔

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة بدر الكبرى، استشارة الأنصار، جزء ۲ صفحہ ۲۵۸)
[2] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة بدر الكبرى، الطريق إلى بدر، جزء ۲ صفحہ ۲۵۷)

سورۃ البقرہ میں جو ابتدائی مدنی سورتوں میں سے ہے یہ بتایا گیا ہے کہ عہد قدیم کی پیشگوئیوں کے مطابق ایک ایسی جنگ کے ذریعہ دشمن کا خاتمہ کر دیا جائے گا جس میں طالوت کی سی جنگ کا نمونہ ہو گا اور ایک قلیل التعداد فوج کثیر التعداد فوج پر غالب آئے گی۔(البقرۃ:۲۴۷تا۲۵۳) پھر سورۃ البقرہ کے دوسرے رکوع میں ایک آگ بھڑکائے جانے کا ذکر ہے۔ اس سے اس آتش جنگ کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت ﷺ کے خلاف بھڑکائی جانے والی تھی۔ پھر سورۃ البقرہ کے تیسرے رکوع میں آگ بھڑکانے والوں کے انجام کی پیشگوئی ہے کہ وہ اور ان کے پتھروں سے بنے ہوئے بت جن کی وہ پوجا کرتے تھے سب اس آگ میں بھسم ہو جائیں گے۔ اس پیشگوئی کا ذکر عہد نامہ قدیم کے نوشتوں میں بھی موجود ہے اور جنگ بدر کے ذکر میں وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ (الأنفال:۸) کے الفاظ میں قرآنِ مجید میں عہد نامہ قدیم کی پیشگوئی کا اعادہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ تھا کہ مسلمانوں کا کفار سے مقابلہ ہو اور قیدار کی حشمت والی پیشگوئی کے مطابق قریش کی حشمت جاتی رہے اور حق کا بول بالا ہو۔ یہ واضح پیشگوئی اور الٰہی مشیت آنحضرت ﷺ سے مخفی نہ تھی۔ اس لئے آپؐ نے ابوسفیان کے تجارتی قافلے کی بجائے مسلح فوج کا قصد کیا۔ یسعیاہ نبی کی پیشگوئی بعنوان ”عرب کی بابت الہامی کلام“ میں صراحت ہے کہ نبی معہود کی ہجرت پر مزدور کے برسوں کے مطابق ایک برس کے اندر قیدار (قریش) کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔ اور تیر اندازوں کی تعداد کا بقیہ یعنی بنی قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے۔(یسعیاہ باب ۲۱: ۱۳تا۱۷) اس پیشگوئی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مکہ کے ایک سال بعد جو جنگ بدر کفار قریش سے ہوئی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں بنو قیدار یعنی مکہ اور مکہ کے اردگرد رہنے والے لوگ بہت بُری طرح مسلمانوں سے ہارے اور ان کی تلواروں اور کمانوں کی تاب نہ لاکر نہایت ذلت سے پسپا ہوئے۔ عہد نامہ قدیم کی پیشگوئیوں کی تفصیل کے لئے دیکھئے دیباچہ تفسیر القرآن، زیرعنوان: بائبل میں قرآن مجید کے ظہور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے متعلق پیشگوئیاں، صفحہ ۶۵ تا۱۰۳۔

اس عظیم الشان پیشگوئی کے پیش نظر سورۃ البقرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا ہے: وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ (البقرۃ:۱۵۰، ۱۵۱)[1] یعنی مذکورہ بالا پیشگوئی اٹل ہے۔ اس لئے جب بھی اور جہاں سے بھی جنگ کے لئے

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اور جہاں کہیں سے بھی تو نکلے اپنی توجہ مسجد حرام کی طرف پھیر اور یقیناً وہ تیرے ربّ کی طرف سے حق ہے اور اللہ اس سے غافل نہیں جو تم کرتے ہو۔ اور جہاں کہیں سے بھی تو نکلے، اپنی توجہ مسجد حرام ہی کی طرف پھیر۔ اور جہاں کہیں بھی تم ہو، اسی کی جانب اپنی توجہ پھیرو تا کہ لوگوں کے لئے تمہارے خلاف کوئی حجت نہ بنے۔“

نکلو تمہارا مقصود بیت اللہ سے صنم پرستی کی تطہیر اور فتح مکہ ہو، تا لوگوں کے لئے کوئی اعتراض کرنے کی گنجائش باقی نہ رہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد کے وہ نبی نہیں ہیں جن کا ذکر عہد قدیم کے صحیفوں میں بار بار آیا ہے۔

امام بخاریؒ نے غزوۂ بدر کا ذکر شروع کرتے وقت ایک لطیف تصرف سے کام لیا ہے، جس سے بعض شارحین کو تعجب ہوا ہے۔ عنوانِ باب میں انہوں نے الفاظ قِصَّةُ غَزْوَةِ بَدْرٍ سے تمہید نمایاں کی ہے اور اس کے بعد متعلقہ قرآنی آیات کا ذکر کیا ہے۔ دراصل اس تصرف سے انہوں نے غزوہ بدر کے اسباب سے متعلق پہلے قیاسی بیان کو شمار کیا ہے اور بعد ازاں قرآنی آیات کو بیان کرکے اصل حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جس کی تفصیل میں نے بیان کرنی ضروری سمجھی ہے اور اس کا ذکر کر دیا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر ان کا یہ تصرف اور نکتہ واضح نہیں ہوتا تھا۔

بَاب ٤ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: (اے مسلمانو! تم اس وقت کو بھی یاد کرو) جبکہ تم اپنے ربّ سے التجائیں کرتے تھے

فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ○ وَ مَا جَعَلَهُ اللهُ اِلَّا بُشْرٰى وَ لِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللهِ ؕ اِنَّ اللهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَ يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ يُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَ لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ○ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا

اس پر تمہارے ربّ نے تمہاری دعاؤں کو سنا (اور کہا) کہ میں تمہاری مدد ہزاروں فرشتوں سے کروں گا جن کا لشکر کے بعد لشکر بڑھ رہا ہوگا اور اللہ نے اس خبر کو محض ایک بشارت کے طور پر نازل کیا تھا تا کہ اس کے ذریعہ سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور مدد صرف اللہ کے پاس سے آتی ہے۔ (فرشتے تو محض ایک علامت ہیں۔) اللہ یقیناً بہت غالب (اور) حکمت والا ہے۔ (یہ نشان اس وقت ظاہر ہوا) جبکہ خدا اپنی طرف سے امن اور تسکین کی خوشخبری دینے کیلئے تم پر اُونگھ نازل کر رہا تھا اور تم پر بادلوں سے پانی اُتار رہا تھا تا کہ اس کے ذریعہ سے تمہیں پاک کر دے اور شیطان کی گندگی (یعنی اس کے خوف) کو تم سے دور کر دے اور تا کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کرے اور اس (بارش) کے ذریعہ سے تمہارے قدموں کو مضبوط

مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝
(الأنفال: ۱۰-۱۴)

کردے۔ (یہ وہ وقت تھا) جب تیرا ربّ ملائکہ کو بھی وحی کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، پس مومنوں کو ثابت قدم بناؤ۔ میں کفار کے دلوں میں رُعب ڈالوں گا۔ پس (اے مومنو!) تم اُن کی گردنوں پر حملے کرتے جاؤ اور ان کی پور پور پر ضربیں لگاتے جاؤ۔ یہ اس لئے ہوگا کہ (کافروں نے) اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے (اسے سمجھ لینا چاہیے کہ) اللہ بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔

۳۹۵۲: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مُّخَارِقٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ شَهِدْتُّ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ مَشْهَدًا لَأَنْ أَكُوْنَ صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُو عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ لَا نَقُولُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى: اذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ (المائدة: ۲۵) وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ

۳۹۵۲: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل (بن یونس) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مخارق (بن عبداللہ) سے، مخارق نے طارق بن شہاب سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے سنا، وہ کہتے تھے: میں نے مقداد بن اسودؓ کی بات کا ایک ایسا منظر دیکھا کہ اگر مجھ کو حاصل ہو جاتا تو وہ ان تمام نیکیوں سے مجھے عزیز تر ہوتا جو ثواب میں اس (ایک منظر) کے برابر ہوں۔ ہوا یوں کہ مقدادؓ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس آئے جبکہ آپؐ مشرکوں کے خلاف دعا کر رہے تھے اور کہنے لگے: (یارسول اللہ!) ہم اس طرح نہیں کہیں گے جس طرح موسیٰ کی قوم نے کہا تھا: جا تُو اور تیرا ربّ دونوں جا کر لڑو، نہیں بلکہ ہم تو آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی۔ میں نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو

يَعْنِي قَوْلَهُ.

طرفهُ: ۴۶۰۹۔

دیکھا کہ آپؐ کا چہرہ چمکنے لگا اور مقدادؓ کی اس بات نے آپؐ کو خوش کر دیا۔

۳۹۵۳: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبْدِ اللهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ.

اطرافہُ: ۲۹۱۵، ۴۸۷۵، ۴۸۷۷۔

۳۹۵۳: محمد بن عبد اللہ بن حوشب نے مجھے بتایا: عبد الوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ خالد (حذاء) نے ہمیں بتایا: انہوں نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی، کہتے تھے: نبی ﷺ نے بدر کی لڑائی کے دن (اللہ تعالیٰ سے) دعا کرتے ہوئے عرض کیا کہ اے اللہ! میں تجھ سے تیرا عہد اور وعدہ پورا کرنے کی التجا کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تیری یہی منشاء ہے کہ تیری عبادت نہ کی جائے۔۔۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کا ہاتھ تھام لیا اور کہا: بس کیجئے (جو دعا آپؐ کر چکے ہیں وہی کافی ہے۔) پھر آپؐ (خیمے سے) باہر نکلے اور یہ فرما رہے تھے: عنقریب یہ جمعیت شکست کھا کر بھاگ جائے گی اور یہ لوگ پیٹھ پھیر لیں گے۔

تشریح: اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ: اس باب کے شروع میں جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے اس سے صحابہ کرامؓ کی حالت بے بسی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو لڑائی میں ان کے لئے بڑی روک تھی۔ اس حالت ضعف و کمزوری میں انہیں جنگ کرنے کا خیال تک نہیں آسکتا تھا۔ اس باب کی روایتوں سے بھی یہی امر ثابت کرنا مقصود ہے کہ صحابہ کرامؓ کا خیال شام سے آنے والے تجارتی قافلے سے مقابلہ کے متعلق ایک طبعی امر تھا۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو قریش کی مسلح فوج سے مقابلہ کرنے کے اہل نہیں پاتے تھے۔ امام بخاریؒ نے باب کے شروع میں جو آیت قرآنی لکھی ہے اس کے شروع میں اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ کے الفاظ ہیں اور اِسْتِغَاثَةٌ کے معنی ہیں فریاد کرنا اور ظلم کی دادرسی کا مطالبہ کرنا۔ پوری آیت یہ ہے: اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللهِ ؕ اِنَّ اللهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (الأنفال: ۱۰، ۱۱) یعنی (اس وقت کو بھی یاد کرو) جبکہ تم اپنے ربّ سے التجائیں

کرتے تھے۔ اس پر تمہارے ربّ نے تمہاری دعاؤں کو سنا (اور کہا کہ) میں تمہاری مدد ہزاروں فرشتوں سے کروں گا جن کا لشکر کے بعد لشکر بڑھ رہا ہو گا۔ اور اللہ نے اس خبر کو محض ایک بشارت کے طور پر نازل کیا تھا تا کہ اس کے ذریعہ سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور مدد صرف اللہ کے پاس سے آتی ہے (فرشتے تو محض ایک علامت ہیں۔) اللہ یقیناً بہت غالب (اور) حکمت والا ہے۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

اَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ کا ترجمہ "ہزاروں" کے لفظ سے اس لئے کیا گیا ہے کہ اس کی صفت مُرْدِفِيْنَ آئی ہے اور اَرْدَفَ کے معنی ہوتے ہیں تَوَالٰی یعنی پے دَر پے آیا۔ نیز کہتے ہیں: جَاءُوْا رُدَافٰی یعنی وہ پے در پے آئے۔ (المعجم الوسیط۔ ردف) اور جب کہیں اَرْدَفْتُ خَيْلًا عَلٰى خَيْلٍ لِيْ تو اس کے معنی یہ ہوں گے: میری مدد کو پے در پے سوار بھیجے۔ (لسان العرب۔ ردف) آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہاری مدد ہزاروں فرشتوں سے کروں گا۔ جن کا لشکر کا لشکر بڑھ رہا ہو گا۔

چنانچہ مَلَکی تصرفات ہی میں سے یہ واقعہ بھی تھا کہ جنگ بدر سے پہلے موسلادھار بارش عین ضرورت کے وقت ہوئی جو صحابہ کرامؓ کے لئے تو اَبر رحمت ثابت ہوئی لیکن کفار قریش کے لئے زحمت کا باعث۔ عنوانِ باب میں محولہ آیت وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ میں لفظ الشَّيْطٰنِ کے معنی پیاس کے بھی کئے گئے ہیں۔ چنانچہ عربی زبان میں شَيْطَانُ الْفَلَا پیاس کو کہتے ہیں۔ (اقرب الموارد۔ شیط) رِجْزَ الشَّيْطٰنِ سے مراد شیطان کا خوف بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ اس کے خوف کو دور کرے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بارش نازل کر کے مسلمانوں کی پیاس بجھانے کا انتظام کر دیا اور مسلمانوں کے لئے پانی کی کمی کا خوف دور ہو گیا۔ واقعہ بدر مسلمانوں کے لئے بطور بشارت کے تھا تا اُن کے دل مطمئن ہوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے بدر میں باوجود بے سرو سامانی کے فتح بخشی، آئندہ بھی نصرتِ الٰہی ان کے شامل حال رہے گی۔

بدر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی کرب کی دعا بھی مسلمانوں کی حد درجہ کمزوری، ضعف اور بے بسی پر دلالت کرتی ہے اور قرآن مجید کی آیت اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ (الأنفال: ۶) سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ میں سے بعض کو اپنی کمزوری کا شدید احساس تھا جس کی وجہ سے وہ جنگ کرنے میں متردّد تھے اور حضرت مقداد بن اسودؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ کے الفاظ سے بھی ظاہر ہے کہ کثیر التعداد مسلح دشمن کا مقابلہ ایک مشکل امر تھا۔ جس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرامؓ کی رائے معلوم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کیونکہ یہی وہ لوگ تھے جن کے ذریعہ سے انتقام پر تلے ہوئے مسلح قریش کے ساتھ مقابلہ کیا جاسکتا تھا۔ مہاجرین اور انصار کے اہل الرائے صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عندیہ بھانپ کر آپؐ کو تسلی دی کہ آپؐ کی مرضی ہی کے مطابق عمل ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح ہم نہیں کہیں گے کہ جائیں آپؐ اور آپؐ کا ربّ لڑیں بلکہ ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ (روایت ۳۹۵۲) بنی اسرائیل کے مشارٌ الیہ جواب کے لئے دیکھئے گنتی باب ۱۳، ۱۴ نیز سورۃ المائدۃ آیات ۲۲ تا ۲۷۔

مذکورہ بالا مسلمہ واقعات سے عیاں ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوچ کفار کے تجارتی قافلہ کو روکنے کے لئے نہیں تھا۔ البتہ صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عندیہ سے بے خبر ہونے کی وجہ سے یہ سمجھتے رہے کہ اس سفر سے تجارتی قافلہ کو روکنا مقصود ہے۔ دونوں طرف ہی الٰہی مشیئت ایک اہم اور عظیم الشان نشانِ فرقان ظاہر کرنے کے لئے پردۂ غیب میں کارفرما تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حضرمی کے قتل کی دیت دینی چاہی مگر کفارِ مکہ کے غرور نے ہتک و ذلت کے خیال سے دیت لینے سے انکار کر دیا۔ ابوسفیان نے اہل مکہ کو پیغام بھیجا کہ قافلہ مقام خطرہ سے محفوظ نکل آیا ہے۔ اب کسی مدد کی ضرورت نہیں۔ لیکن ابو جہل کے غرور نے اصرار کیا کہ مدینہ پر ضرور حملہ کیا جائے۔ امیہ بن خلف اور بنو ہاشم کے بعض افراد کی بھی مرضی نہ تھی کہ جنگ کے لئے نکلیں۔ انہیں ابو جہل نے مجبور کیا تھا۔[1] روایت نمبر ۳۹۵۰ میں بھی ذکر ہے کہ ابو جہل- امیہ بن خلف سے خود ملا اور اسے آمادہ کیا۔ سیرت ابن ہشام کی روایت میں ہے کہ عقبہ بن ابی معیط- امیہ کے پاس آیا اور وہ اپنے ساتھ کوئلوں کی انگیٹھی لے گیا اور اس سے کہا: اِسْتَجْمِرْ فَاِنَّمَا اَنْتَ مِنَ النِّسَاءِ- یعنی یہ انگیٹھی لو اور اس کی آگ سینکو، تم تو عورتوں ہی میں سے ہو۔ اس طعنے پر اس کی غیرت کو حرکت ہوئی اور وہ شامل لشکر ہو گیا۔[2] طبقات ابن سعد کی روایت میں ہے کہ شیبہ اور عتبہ نے بھی مکہ کے لوگوں کو مشورہ دیا کہ جنگ کرنا مناسب نہیں۔ اس پر ابو جہل نے عمرو بن حضرمی کے بھائی عامر کو لوگوں کے پاس بھیجا۔ جس نے عرب کے قدیم دستور کے مطابق برہنہ ہو کر واویلا شروع کر دیا اور دُہائی دی اور انتقام کے لئے لوگوں کو بھڑکایا۔[3] اور بنو کنانہ کے رئیس سراقہ بن مالک بن جعشم نے قریش مکہ کو اپنی مدد کا پورا یقین دلایا اور اس نے ابو جہل کی رائے کی پوری تائید کی اور اس کی تائید کی وجہ سے مکہ کے لوگ جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے تھے۔[4]

سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ سراقہ کی امداد کا ذکر ان الفاظ میں فرماتا ہے: وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۟ (الأنفال:۴۹) یعنی اس وقت کو یاد کرو جب شیطان نے ان کے اعمال انہیں خوبصورت رنگ میں دکھائے اور کہا: آج لوگوں میں سے تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور میں تمہارا پشت پناہ ہوں۔ پھر جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو وہ اپنی ایڑیوں کے بل پھر گیا اور اس نے کہا:

---

[1] (دلائل النبوۃ للبیہقی، جماع ابواب المغازی، باب سیاق قصۃ بدر، جزء ۳ صفحہ ۱۰۵ - ۱۰۸)
[2] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ بدر الکبریٰ، قریش تتجھز للخروج، جزء ۲ صفحہ ۲۵۳)
[3] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر عدد مغازی رسول اللہ ﷺ، غزوۃ بدر، جزء ۲ صفحہ ۱۵)
[4] (دلائل النبوۃ للبیہقی، جماع ابواب المغازی، باب سیاق قصۃ بدر، جزء ۳ صفحہ ۱۱۱)

میں تم سے بیزار ہوں۔ میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب سخت ہوتا ہے۔ ان آیات قرآنیہ میں شیطان سے مراد مفسرین نے سراقہ لیا ہے۔[1] کفار قریش کا عمرو بن حضرمی کی دیت کا منظور نہ کرنا اور طیش و غرور میں ابوجہل کا انتقام لینے کے لئے بضد ہونا اور دیگر اسباب جو انتقام پر اُبھارنے کے لئے ظہور میں آئے یہ سب تصرفاتِ الٰہیہ تھے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ قریش مکہ بغیر تیاری کے اپنے غرور میں فوراً مسلمانوں پر حملہ آور ہوں اور یوم الفرقان کا نشان دکھایا جائے اور یہ واضح ہو جائے کہ مسلمان حق پر ہیں اور قریش مکہ باطل پر۔ بعض مؤرخین کا یہ خیال کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے شام سے آنے والے تجارتی قافلہ کو لُوٹنے کے لئے نکلے تھے بالکل غلط خیال ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی جلی کی روشنی میں آپؐ الٰہی مشیئت کو خوب سمجھ رہے تھے۔ سورۂ بقرہ میں آپؐ کو راہنما نشانات کے ذریعہ صراطِ مستقیم واضح طور پر دکھائی گئی تھی۔ وہ رہنما نشانات حسب ذیل ہیں:

اوّل> کفار و منافقین آگ بھڑکائیں گے، بادل گرجیں گے، بجلیاں کڑکیں گی اور گھٹا ٹوپ اندھیرے چھائیں گے۔

جیسا کہ سورۃ البقرہ کی ان آیات میں یہ مضمون پوری وضاحت سے بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَ تَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ۝ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَ اللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ (البقرۃ:۱۹تا ۲۱)[2] عربی کے محاورہ میں آگ جنگ کو بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید نے بھی اس محاورہ کو استعمال کیا ہے۔ فرماتا ہے: كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ (المائدۃ:۶۵)[3] اس محاورہ کی رُو سے مذکورہ بالا آیات کا مطلب واضح ہے کہ کفار اور منافقین منصوبے کرکے جنگ کی آگ بھڑکائیں گے لیکن ان جنگوں سے اسلام کو تقویت پہنچے گی اور اسلام کی شان بڑھ جائے گی اور کفار

---

[1] (جامع البیان فی تأویل القرآن الطبری، تفسیر سورۃ الأنفال، آیت: وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ)
(التفسیر الکبیر للرازی، تفسیر سورۃ الأنفال، آیت: وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ)

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "ان کی مثال اس شخص کی حالت کی مانند ہے جس نے آگ بھڑکائی۔ پس جب اس (آگ) نے اس کے ماحول کو روشن کر دیا، اللہ اُن (بھڑکانے والوں) کا نور لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ وہ کچھ دیکھ نہیں سکتے تھے۔ وہ بہرے ہیں، وہ گونگے ہیں، وہ اندھے ہیں۔ پس وہ (ہدایت کی طرف) نہیں لوٹیں گے۔ یا (اُن کی مثال) اس بارش کی سی ہے جو آسمان سے اُترتی ہے۔ اس میں اندھیرے بھی ہیں اور کڑک بھی اور بجلی بھی۔ وہ بجلی کے کڑکوں کی وجہ سے، موت کے ڈر سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں۔ اور اللہ کافروں کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔"

[3] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "جب بھی وہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اُسے بجھا دیتا ہے۔"

بجائے فائدہ اُٹھانے کے اپنی بینائی کھو بیٹھیں گے یعنی حیران رہ جائیں گے کہ اب کیا کریں۔ نتیجہ تو ہماری توقعات کے خلاف نکلا۔

دوم> بنی اسرائیل (یہود) نے جو معاہدات مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے تھے۔ وہ توڑیں گے اور جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کے خلاف منصوبے کئے گئے تھے ویسے ہی منصوبے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کریں گے۔ لیکن وہ مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور خود تباہ ہو جائیں گے اور دنیا میں بھی انہیں ذلت اُٹھانی پڑے گی اور آخرت میں بھی ذلیل ہوں گے اور سزا پائیں گے۔ یہ سب مضمون قرآن مجید میں سورۃ البقرہ کی آیات ۱۰۳ تا ۱۰۶ میں بیان ہوا ہے۔

سوم> مسلمانوں کو جالوت جیسے دشمن کے ساتھ طالوت اور داؤدؑ کی سی فیصلہ کن جنگ کے لئے تیار ہو جانا چاہیے۔ جس میں مسلمانوں کی آزمائش ہوگی اور انجام کار غلبہ اور فتح مسلمانوں کو حاصل ہوگی۔ جیسے کہ آیت كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ (البقرۃ:۲۵۰)[۱] اور آیت وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ (البقرۃ:۱۵۶)[۲] میں ذکر ہے۔

چہارم> پھر سورۂ بقرہ میں فرمایا: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ (البقرۃ:۱۸۶)[۳] اس آیت میں بعض غزوات کے ماہِ رمضان میں ہونے اور اُن کے فرقان بننے کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ جو الفاظ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ میں واضح نظر آتی ہے۔ نیز آیات متعلقہ جنگِ بدر میں بھی غزوۂ بدر کا نام یوم الفرقان رکھا گیا ہے۔ (الأنفال: ۴۲، ۴۳، ۴۴) اگر قافلہ منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے روک دیا جاتا تو قریش مکہ کا جنگی تیاری کا منصوبہ وقتی طور پر ختم ہو سکتا تھا۔ لیکن الٰہی منشاء یہ تھا کہ واقعہ بدر کو حق اور باطل کے درمیان فرقان بنائے۔

پنجم> مومنوں کو اللہ تعالیٰ واضح الفاظ میں فرماتا ہے کہ جنگ باوجود تمہیں ناپسند ہونے کے تم پر فرض کی گئی

---

[۱] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ’’کتنی ہی کم تعداد جماعتیں ہیں جو اللہ کے حکم سے کثیر التعداد جماعتوں پر غالب آگئیں۔‘‘

[۲] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ’’اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیدے۔‘‘

[۳] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ’’رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔‘‘

ہے اور اس میں تمہاری بہتری ہے۔ جیسے فرمایا: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ(البقرۃ:۲۱۷)[۱]

ششم› آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو ارشاد ہوتا ہے کہ جب بھی تمہیں میدان جنگ میں نکلنا پڑے تو مقصود بیت اللہ سے صنم پرستی اور شرک کی تطہیر ہو، تا الٰہی منشاء اور غلبہ کی پیشگوئی پوری ہو کر تمہارے مخالفوں کو تمہارے خلاف کوئی اعتراض باقی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۙ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ(البقرۃ:۱۵۱)[۲]

سورۃ البقرۃ میں مذکورہ بالا کھلے الفاظ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی کی گئی تھی کہ ان کا کیا مطمح نظر ہونا چاہیے لیکن کہا یہ جاتا ہے کہ آپؐ نکلے تو تھے ابوسفیان والے تجارتی قافلے کو روکنے کے لئے مگر جب آپؐ کو یہ اطلاع ملی کہ وہ قافلہ ہاتھ سے نکل گیا ہے تو آپؐ کو خیال آیا کہ ابوجہل والے حفاظتی دستہ فوج سے ہی مقابلہ کر لیا جائے۔ بھلا مقابلہ کرنے کے لئے آپؐ کے پاس ظاہری طاقت ہی کیا تھی اور کونسا سازو سامان تھا کہ اس کے بل بوتے پر ایسا خیال پیدا ہوتا۔ مادی اسباب کا تو ایسے خیال سے دُور کا واسطہ بھی نہیں تھا۔ تجارتی قافلہ کا مقصد تو مادی اسباب سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھتا ہے اور صحابہ کرامؓ کی خواہش کی یہی وجہ تھی کہ وہ سمجھتے تھے کہ اس غیر مسلح قافلہ کو قبضے میں لا کر کفار قریش کے منصوبہ جنگ پر کاری ضرب لگا سکیں گے۔ لیکن مسلح فوج کے مقابلے میں ان میں سے ایک فریق متردّد تھا۔ ان حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ بالا واضح نشان دہی کے بعد تجارتی قافلے کا قصد نہیں کر سکتے تھے۔ سورۃ البقرۃ کی آیات میں آپؐ کو یہ صریح حکم تھا: وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ ... وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ (البقرۃ:۱۹۱، ۱۹۲)[۳] اس صریح حکم اور وعدۂ نصرت کے بعد تعمیل حکم اور منشائے الٰہی پورا کرنے کے سوا اور کوئی خیال آپؐ کے ذہن میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا تھا۔

مذکورہ بالا واضح بیان سے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تِلْكَ آيَاتُ اللهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ○(البقرۃ:۲۵۳) یہ اللہ کی آیات ہیں جنہیں ہم تجھے پڑھ کر سناتے ہیں، اس حالت میں کہ تُو حق پر (قائم) ہے اور تو یقیناً رسولوں میں سے ہے۔ لفظ آیت کے معنی ہیں علامت، جس سے علم اور راہنمائی حاصل ہو۔

---

۱ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "تم پر قتال فرض کر دیا گیا ہے جبکہ وہ تمہیں ناپسند تھا اور بعید نہیں کہ تم ایک چیز ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو۔"

۲ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور جہاں کہیں سے بھی تُو نکلے، اپنی توجہ مسجد حرام ہی کی طرف پھیر اور جہاں کہیں بھی تم ہو، اسی کی جانب اپنی توجہ پھیرو تاکہ لوگوں کے لئے تمہارے خلاف کوئی حجت نہ بنے۔"

۳ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور اللہ کی راہ میں ان سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں ... اور (دورانِ قتال) انہیں قتل کرو جہاں کہیں بھی تم انہیں پاؤ۔"

پس ایسے واضح الٰہی بیان کی موجودگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ سمجھنا اور کہنا کہ الٰہی منشاء آپؐ پر مخفی تھا، کس طرح صحیح سمجھا جاسکتا ہے؟ صرف سورۃ البقرہ کی ان آیات میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے راہنمائی نہیں تھی بلکہ بعض دوسری مکی سورتوں میں بھی مشیئت الٰہی واضح کر دی گئی تھی اور کھلے الفاظ میں اس مضمون پر سے پردہ اُٹھایا گیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ القمر میں فرماتا ہے: اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ○ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ○ (القمر: ۴۵، ۴۶) یعنی کیا (مکہ والے) کہتے ہیں کہ ہم ایک مضبوط جماعت ہیں جو غالب آکر رہیں گے۔[1] ان کی جماعت کو شکست دی جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ چنانچہ اس باب کی روایت نمبر ۳۹۵۳ سے ظاہر ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر لڑائی شروع ہونے سے قبل جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے سورۃ القمر کی جو مکی سورۃ ہے مذکورہ بالا آیت پڑھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل چکا تھا کہ مسلمانوں کو کفار سے جنگیں لڑنی پڑیں گی اور کفار شکست کھا کر اپنی طاقت کھو بیٹھیں گے۔

الغرض ان سب امور سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آمدہ واقعات کے بارے میں پہلے سے پوری پوری بصیرت عطا کی گئی تھی۔ سورۃ التکویر میں آپؐ کے علم غیب سے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۚ○ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۚ○ (التکویر: ۲۴، ۲۵) کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبی امور کو کھلے اُفق میں دیکھا ہے اور وہ غیبی خبریں بتانے میں ہرگز بخیل نہیں یعنی آپؐ بلند مقام سے غیب کو دیکھ چکے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ بلند مقام پر کھڑے ہو کر دیکھنے سے دور و نزدیک کی سب اشیاء نظر کے سامنے آجاتی ہیں۔ آپؐ نے غزوات سے متعلق جو قدم اُٹھایا، وہ وحی الٰہی کے نور اور روشنی میں علیٰ وجہ البصیرت تھا۔ چنانچہ آئندہ کے ابواب کی تشریح میں یہ امر بالکل واضح ہو جائے گا۔

سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے: وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ (الأنفال: ۱۸) کہ اے نبی! جنگ میں جو کنکر آپؐ نے کفار کی طرف پھینکے وہ اللہ کے منشاء کے عین مطابق پھینکے۔ بلکہ اس آیت میں آپؐ کا یہ فعل الٰہی فعل قرار دیا گیا ہے۔ پھر سورۃ الکہف کی آیات ۶۶ تا ۸۳ میں آپؐ کو ایک ایسا عبد قرار دیا گیا ہے جسے علم لدنی عطا ہوا تھا اور جو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کو سمجھنے والا اور الٰہی منشاء کے مطابق قدم اُٹھانے والا تھا اور اس کے ارادے کو اللہ تعالیٰ کا ارادہ قرار دیا گیا ہے۔ پس ایسے عبد عارف کے متعلق یہ خیال کرنا کہ آئندہ پیش آنے والے واقعات کے متعلق آپؐ کو پورا اِنکشاف نہ تھا اور یہ کہ آپؐ غزوۂ بدر میں نکلے تو تجارتی قافلہ کے قصد سے تھے لیکن چونکہ وہ بچ کر نکل گیا تھا اس لئے آپؐ نے مسلح فوج کے مقابلہ کا قصد کیا، نہایت غلط خیال ہے اور قرآنی آیات اور واقعات اس کی پورے زور سے تکذیب کرتے ہیں۔

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم بدلہ لینے والا گروہ ہیں۔“

بَاب ۵

٣٩٥٤: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيْمِ أَنَّهُ سَمِعَ مِقْسَمًا مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (النساء: ٩٦) عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُوْنَ إِلَى بَدْرٍ.

طرفہ: ۴۵۹۵۔

۳۹۵۴: ابراہیم بن موسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں خبر دی۔ ابن جریج نے انہیں بتایا، کہا: عبدالکریم (بن مالک) نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے مقسم سے سنا جو عبداللہ بن حارث کے آزاد کردہ غلام تھے۔ وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے تھے کہ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ یعنی مومنوں میں سے ایسے بیٹھ رہنے والے جو ضرر رسیدہ نہیں ہیں سے مراد وہ لوگ ہیں جو بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے اور جو اُس میں شریک ہوئے۔

تشریح: یہ باب بلا عنوان ہے۔ روایت زیر باب میں محولہ آیت کی تشریح کے لئے دیکھئے کتاب التفسیر، سورۃ النساء، باب ۱۸۔ پوری آیت یوں ہے: لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (النساء: ۹۶) یعنی مومنوں میں سے جہاد سے پیچھے رہنے والے جو ضرر رسیدہ نہیں ہیں اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں (ہو سکتے۔) اللہ نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ذریعہ جہاد کرنے والوں کو (پیچھے) بیٹھ رہنے والوں پر درجہ میں فضیلت دی ہے۔ اور سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے۔ اور اللہ نے جہاد کرنے والوں کو (پیچھے) بیٹھ رہنے والوں پر (بہت) بڑے اَجر کا وعدہ کر کے (ضرور) فضیلت دی ہے۔

اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں کا ذکر کیا ہے جو ہجرت کی طاقت رکھتے ہوئے اس سے گریز کر رہے تھے۔ فرمایا: اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۝ (النساء: ۹۹) یعنی وہ لوگ جو مردوں، عورتوں اور بچوں میں سے فی الواقع کمزور تھے (اور) وہ کسی تدبیر کی طاقت نہ رکھتے تھے اور نہ کوئی راہ انہیں نظر آتی تھی (کہ وہ ہجرت کر سکیں) ان لوگوں کے متعلق خدا کی بخشش قریب ہے۔ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو کمزور اور بے سروسامان تھے اور اپنی کمزوری کی وجہ سے

وطن نہیں چھوڑ سکتے تھے اور نہ ہی دشمن کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ایسے لوگ اپنی کمزوری کی وجہ سے قابل عفو ہیں۔ ان کی اس کمزوری کے بیان کے لیے یہ باب سابقہ عنوان میں شامل کیا گیا ہے۔ یعنی یہ بتایا گیا ہے کہ دشمن بھی صحابہ کرام کو کمزور سمجھتا تھا اور اُسے یقین تھا کہ وہ ان کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے اور اس تعلق کی وجہ سے یہ باب سابقہ عنوان میں شامل کیا گیا ہے۔ جن لوگوں نے شانِ نزول کی بحث کی ہے یہ اُن کی اپنی تطبیق ہے اور پھر موقع نزول اور شانِ نزول کا فرق بھی لوگ نہیں سمجھتے۔

مِقْسَم راوی بعض سندوں میں حضرت ابن عباسؓ کے آزاد کردہ غلام بتائے گئے ہیں لیکن یہ بات درست نہیں، وہ اکثر حضرت ابن عباسؓ کی رفاقت میں دیکھے جاتے، عبداللہ بن حارث نے انہیں آزاد کیا تھا۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۳۶۲) اس غلطی کی اصلاح اس روایت میں کی گئی ہے۔

بَاب ٦: عِدَّةُ أَصْحَابِ بَدْرٍ
جنگ بدر میں شامل ہونے والوں کی تعداد

۳۹۵۵: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اسْتُصْغِرْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ...

طرفهُ: ۳۹۵۶۔

۳۹۵۵: مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابواسحاق سے، ابواسحاق نے حضرت براء (بن عازبؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اور (عبداللہ) بن عمرؓ جنگ بدر کے وقت کم عمر (نابالغ) سمجھے گئے۔

۳۹۵٦: وَحَدَّثَنِي مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اسْتُصْغِرْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ يَوْمَ بَدْرٍ نَيِّفًا عَلَى سِتِّيْنَ وَالْأَنْصَارُ نَيِّفًا وَأَرْبَعِيْنَ وَمِائَتَيْنِ.

طرفهُ: ۳۹۵۵۔

۳۹۵۶: اور (امام بخاریؒ کہتے ہیں:) محمود (بن غیلان) نے مجھ سے بیان کیا، (کہا:) ہم سے وہب (بن جریر) نے بیان کیا، انہوں نے شعبہ سے، انہوں نے ابواسحاق سے، انہوں نے حضرت براء (بن عازبؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جنگ بدر کے دن مَیں اور (عبداللہ) بن عمرؓ کم عمر سمجھے گئے اور بدر کی لڑائی میں مہاجرین کی تعداد کچھ ساٹھ سے اوپر تھی اور انصار تقریباً دوسو چالیس تھے۔

۳۹۵۷: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ

۳۹۵۷: عمرو بن خالد نے ہم سے بیان کیا۔ زُہیر

حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا أَنَّهُمْ كَانُوْا عِدَّةَ أَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِينَ جَازُوْا مَعَهُ النَّهَرَ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثَ مِائَةٍ قَالَ الْبَرَاءُ لَا وَاللهِ مَا جَاوَزَ مَعَهُ النَّهَرَ إِلَّا مُؤْمِنٌ.

اطرافهُ: ۳۹۵۸، ۳۹۵۹۔

(بن معاویہ) نے ہمیں بتایا کہ ابواسحاق نے ہم سے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ نے جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے مجھے بتایا کہ وہ تعداد میں اتنے ہی تھے جتنے طالوت کے وہ ساتھی تھے جو اُن کے ساتھ دریا سے پار ہوئے تھے یعنی تین سو دس سے کچھ اوپر۔ حضرت براءؓ کہتے تھے: بخدا طالوت کے ساتھ دریا سے صرف مومن ہی پار گئے تھے۔

۳۹۵۸: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَحَدَّثُ أَنَّ عِدَّةَ أَصْحَابِ بَدْرٍ عَلَى عِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِينَ جَاوَزُوْا مَعَهُ النَّهَرَ وَلَمْ يُجَاوِزْ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثَ مِائَةٍ.

اطرافهُ: ۳۹۵۷، ۳۹۵۹۔

۳۹۵۸: مجھ سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابواسحاق سے، ابواسحاق نے حضرت براء (بن عازبؓ) سے روایت کی، انہوں نے کہا: ہم جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے، آپس میں کہا کرتے تھے کہ بدر والے اتنی تعداد میں تھے جتنے طالوت کے وہ ساتھی جنہوں نے ان کے ساتھ دریا عبور کیا تھا اور ان کے ساتھ صرف مومن ہی پار گئے تھے جو تین سو دس سے اوپر تھے۔

۳۹۵۹: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ...

۳۹۵۹: عبداللہ بن ابی شیبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا: انہوں نے سفیان (ثوری) سے، سفیان نے ابواسحاق سے، انہوں نے حضرت براء (بن عازبؓ) سے۔

وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَصْحَابَ بَدْرٍ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ بِعِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوتَ الَّذِينَ جَاوَزُوا مَعَهُ النَّهَرَ وَمَا جَاوَزَ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ.

اطرافہ: ۳۹۵۷، ۳۹۵۸۔

(امام بخاریؒ نے کہا:) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، (کہا:) ہمیں سفیان (ثوری) نے خبر دی۔ انہوں نے ابو اسحاق سے، ابو اسحاق نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم کہا کرتے تھے کہ بدر کی جنگ میں شامل ہونے والے تین سو دس سے کچھ اوپر تھے۔ جتنی تعداد میں طالوت کے وہ ساتھی تھے جنہوں نے ان کے ساتھ دریا عبور کیا اور ان کے ساتھ صرف اسی نے دریا عبور کیا تھا جو مومن تھا۔

تشریح: اس باب کی روایات میں صحابہ کرامؓ کا یہ بیان مذکور ہے کہ غزوۂ بدر کی مشابہت بلحاظ تعداد و آزمائش واقعہ طالوت سے ہے۔ طالوت کے واقعہ کا ذکر سورۃ البقرۃ میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۣ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ (البقرۃ: ۲۴۷ تا ۲۵۳) ان آیات کا ترجمہ یہ ہے: کیا تجھے بنی اسرائیل کے اُن سرکردہ لوگوں کا حال نہیں معلوم ہوا جو موسیٰ کے بعد گزرے ہیں؟ جب انہوں نے اپنے ایک نبی سے کہا کہ

ہمارے لئے کوئی (شخص) بادشاہ (بنا کر) کھڑا کیجئے تا کہ ہم اس کے ماتحت ہو کر اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ اس نے کہا: (کہیں) ایسا تو نہیں ہوگا کہ اگر تم پر جنگ فرض کی جائے تو تم جنگ نہ کرو۔ انہوں نے کہا: (ایسا نہیں ہوگا) اور ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں جنگ نہ کریں گے حالانکہ ہمیں اپنے گھروں سے نکالا گیا ہے اور اپنے بچوں سے (جدا کیا گیا ہے؟) مگر جب اُن پر جنگ فرض کی گئی تو اُن میں سے ایک قلیل (سی) جماعت کے سوا (باقی) سب پھر گئے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ اور اُن کے نبی نے اُن سے کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے طالوت (یعنی جدعون) کو بادشاہ بنا کر (اس کام کے لئے) کھڑا کیا ہے۔ انہوں نے کہا: اُسے ہم پر حکومت کس طرح مل سکتی ہے جبکہ ہم اس کی نسبت حکومت کے زیادہ حق دار ہیں اور اسے مالی فراخی بھی (کوئی ایسی زیادہ) عطا نہیں ہوئی۔ اُس نے کہا: اللہ نے اُسے تم پر یقیناً فضیلت دی ہے اور اُسے علمی اور جسمانی لحاظ سے (تم سے زیادہ) فراخی عطا کی ہے اور اللہ جسے پسند کرتا ہے، اسے اپنا ملک عطا کرتا ہے اور اللہ کشائش دینے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔ اور اُن کے نبی نے اُن سے کہا کہ اس کی حکومت کی دلیل یہ (بھی) ہے کہ تمہیں (ایک ایسا) تابوت ملے گا جس میں تمہارے ربّ کی طرف سے تسکین (ہوگی) اور اس چیز کا بقیہ ہوگا جو موسیٰ کے متعلقین اور ہارون کے متعلقین نے (اپنے پیچھے) چھوڑا۔ فرشتے اُسے اُٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اگر تم مومن ہو تو اس (بات) میں تمہارے لئے یقیناً ایک (بڑا) نشان ہے۔ پھر جب طالوت اپنی فوجوں کو لے کر نکلا تو اُس نے کہا کہ اللہ ایک ندی کے ذریعہ سے یقیناً تمہارا امتحان لینے والا ہے۔ پس جس نے اس (ندی) میں سے (پیٹ بھر کر پانی) پی لیا، وہ مجھ سے (وابستہ) نہیں (رہے گا) اور جس نے اس سے نہ چکھا، وہ یقیناً مجھ سے (وابستہ) ہوگا سوائے اس کے جس نے اُس میں سے (فقط) اپنے ہاتھوں سے ایک چُلّو لے (کر پی) لیا، (اس پر کوئی الزام نہیں ہوگا۔) پھر (ہوا یہ کہ) اُن میں سے چند ایک کے سوا (باقی سب نے) اس میں سے (پانی) پی لیا۔ پھر جب وہ خود اور (نیز) وہ لوگ جو اُس کے ساتھ ایمان لائے تھے، اُس ندی سے پار اُتر گئے (تو) انہوں نے کہا کہ آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابلہ کی بالکل طاقت نہیں۔ (مگر) جو لوگ یقین رکھتے تھے کہ وہ (ایک دن) اللہ سے ملنے والے ہیں، انہوں نے کہا کہ بہت سی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آچکی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے۔ (پس ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔) اور جب وہ جالوت اور اس کی فوجوں (کے مقابلہ) کے لئے نکلے تو انہوں نے کہا: اے ہمارے ربّ! ہم پر قوتِ برداشت نازل کر اور (میدانِ جنگ میں) ہمارے قدم جمائے رکھ اور (ان) کافروں کے خلاف ہماری مدد کر۔ پھر (وہ جنگ میں کود پڑے اور) انہوں نے اللہ کے ارادے کے مطابق انہیں شکست (دے) دی اور داؤد نے جالوت کو قتل کیا اور اللہ نے اسے حکومت اور حکمت بخشی اور جو کچھ اللہ کو منظور تھا، اُس کا علم (داؤد کو) عطا کیا اور اگر اللہ انسانوں کو (شرارت سے) نہ ہٹائے رکھتا۔ یعنی بعض (انسانوں) کو بعض کے ذریعہ (نہ روکتا) تو زمین تہ و بالا ہو جاتی۔ لیکن اللہ تمام جہانوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔ (اس لئے اس فساد کو روک دیتا ہے۔) یہ اللہ کی آیات ہیں جنہیں ہم تجھے پڑھ کر سناتے ہیں۔ اس حالت میں کہ تُو حق پر (قائم) ہے اور تُو یقیناً رسولوں میں سے ہے۔

ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کو بعض جنگیں اپنے دشمنوں سے لڑنی پڑیں۔ ایک جنگ انہوں نے طالوت کے زیر کمان لڑی۔ جنگ سے پہلے طالوت نے ارشاد خداوندی کے مطابق اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ ندی جو ہمارے سامنے ہے اس میں سے صرف اپنے ہاتھوں سے ایک چلو لے کر پانی پیا جاسکتا ہے۔ لیکن جس نے پیٹ بھر کر پانی پیا تو وہ ہمارے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ عہد نامہ قدیم کے بیان کے مطابق صرف ۳۱۳ اَفراد ایسے نکلے جو حکم پر پورے اُترے اور باقیوں نے حکم عدولی کی اور پیٹ بھر کر پانی پی لیا جس کے نتیجہ میں حکم عدولی کرنے والوں کو جنگ میں شامل ہونے سے روک دیا گیا۔ پھر جنگ ہوئی تو صرف ۳۱۳ مؤمنین مخلصین کی جماعت خدا تعالیٰ کی مدد سے اپنے مدّ مقابل کثیر تعداد والے لشکر پر غالب آگئی۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ جنگ بدر کی مشابہت واقعہ طالوت کے ساتھ دو وجوہات کی بنا پر دیتے تھے۔

۱) جنگ بدر میں شامل ہونے والے مخلصین مومنین کی تعداد بھی اتنی ہی تھی جتنی کہ طالوت کے ساتھیوں کی تھی۔

۲) جس طرح طالوت کے ۳۱۳ ساتھیوں نے باوجود تھوڑے ہونے کے کثیر التعداد لشکر پر ایمان کی وجہ سے فتح پائی۔ اسی طرح جنگ بدر میں ۳۱۳ مخلص صحابہ نے قریش کے کثیر التعداد لشکر پر باوجود تھوڑے ہونے کے فتح پائی۔

پس ان مشابہتوں کی بناء پر غزوہ بدر کو صحابہ کرام واقعہ طالوت کے ساتھ مطابقت رکھنے والا قرار دیتے تھے۔ جس بادشاہ کی سرکردگی میں بنی اسرائیل نے جنگ لڑی اور اپنے کثیر تعداد والے دشمنوں پر فتح پائی۔ اس کا نام قرآنِ مجید نے طالوت بتایا ہے لیکن عہد نامہ قدیم میں اس کا نام جدعون بتایا گیا ہے چنانچہ قضاۃ باب ۶ میں اس کا ذکر ان الفاظ میں آتا ہے:

"پھر خداوند کا فرشتہ آیا ...... اور اس وقت ... جدعون مے کے کولھو کے پاس گیہوں جھاڑ رہا تھا کہ مدیانیوں کے ہاتھ سے اُسے بچاوے۔ سو خداوند کا فرشتہ اسے دکھائی دیا اور اس سے کہا کہ خداوند تیرے ساتھ ہے۔ اے بہادر پہلوان۔ جدعون نے اُسے کہا: اے مالک میرے! اگر خداوند ہمارے ساتھ ہے تو ہم پر یہ سب حادثے کیوں پڑے اور کہاں ہیں اس کی وہ سب قدرتیں جو ہمارے باپ دادوں نے ہم سے بیان کیں۔ اور کہا: کیا خداوند ہم کو مصر سے نہیں نکال لایا؟ لیکن اب خداوند نے ہم کو چھوڑ دیا اور ہم کو مدیانیوں کے قبضے میں کر دیا۔ تب خداوند نے اس پر نگاہ کی اور کہا کہ اپنی اس قوّت کے ساتھ جا کہ تو بنی اسرائیل کو مدیانیوں کے ہاتھ سے رہائی دے گا۔ کیا میں تجھے نہیں بھیجتا۔ اور اُس نے اُسے کہا: اے میرے مالک! میں کس طرح بنی اسرائیل کو بچاؤں؟ دیکھ کہ میرا گھرانا منسّی میں حقیر ہے اور میں اپنے باپ دادوں کے گھرانے میں سب سے چھوٹا ہوں۔ تب خداوند نے اُسے فرمایا کہ میں تیرے ساتھ ہوں گا اور تو مدیانیوں کو ایک ہی آدمی کی طرح مار لے گا۔"

(کتاب مقدس، قاضیوں کی کتاب، باب ۶: ۱۱ تا ۱۶، مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

عہد نامہ قدیم کے مذکورہ بالا الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جدعون نامی شخص پر فرشتہ نازل کیا اور اسے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے مطلع کیا کہ اسے بنی اسرائیل کو اُن کے دشمن مدیانیوں کے ہاتھوں سے بچانا چاہیے۔ یہ امر واضح رہے کہ جب بنی اسرائیل مصر سے نکل کر کنعان آئے وہ ایک قوم نہیں بنے بلکہ الگ الگ قبیلوں نے جُدا جُدا زمینوں میں اپنی ریاستیں قائم کرلی تھیں۔ اس وقت ان میں کوئی بادشاہت نہیں تھی بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد دو سو سال تک ان میں کوئی بادشاہت قائم نہیں ہوئی اور ان کی یہ حالت تھی کہ جب بنی اسرائیل کچھ بَوتے تھے تو مدیانی، عمالیقی اور اہل مشرق اُن پر چڑھ آتے تھے اور ان کے کھیتوں کی پیداوار کو برباد کر دیتے اور بنی اسرائیل کے لئے نہ تو کچھ معاش، نہ بھیڑ بکری، نہ گائے بیل، نہ گدھا چھوڑتے تھے۔ (قضاۃ، باب ۶: ۴) ان حالات میں بنی اسرائیل نے اپنے وقت کے نبی سے درخواست کی کہ وہ کسی کو اُن کا بادشاہ مقرر کریں جس کی سرکردگی میں وہ اپنے دشمنوں کا مقابلہ کر کے اُن کے ظلموں سے نجات پائیں چنانچہ جدعون وہ پہلے شخص تھے جو بادشاہ مقرر ہوئے تا بنی اسرائیل کو اُن کے دشمنوں سے نجات دلائیں۔

جدعون عبرانی زبان کا لفظ ہے اور جدع کے معنی عبرانی زبان میں کاٹ کر نیچے گرانے کے ہیں۔[1] اسی طرح تراشنے یا کلہاڑی سے کاٹ دینے کو بھی جدع کہتے ہیں اور جدعون اپنے اشتقاق کے لحاظ سے ایسے شخص کو کہیں گے جو اپنے مخالف کو کاٹ ڈالے اور زمین پر گرا دے۔ بنی اسرائیل کے لئے مقرر ہونے والے بادشاہ کا نام جدعون اس کا ذاتی نام ہے اور اس کے نام میں وہ وجہ بھی بتائی گئی ہے جس کی بناء پر اس کا یہ نام رکھا گیا تھا۔ قرآنِ مجید نے اسے طالوت کے نام سے ذکر کیا ہے۔ یہ نام جدعون کا صفاتی نام ہے۔ طَالَ کے معنی دوسروں سے بلند اور بڑائی والا ہونے کے ہیں۔ پس طالوت ایسے شخص کو کہیں گے جو دوسروں سے درجہ اور بڑائی میں اونچا ہو گیا ہو۔ جدعون پہلے تو ایک معمولی گھرانے کا آدمی تھا لیکن وہ بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر ہونے سے بلند وبالا حیثیت کا مالک ہو گیا۔ پس قرآنِ مجید نے اس کو اس حیثیت کی صورت میں ذکر کیا ہے۔ دونوں ناموں میں کوئی اختلاف نہیں، ایک ذاتی نام ہے اور ایک صفاتی۔ جدعون نے بارشادِ خداوندی اپنے ساتھیوں کا جو امتحان ندی کے ذریعہ سے لیا، اس کا ذکر اور یہ کہ اس امتحان میں ۳۱۳ ساتھی کامیاب ہوئے اس کا ذکر عہد نامہ قدیم میں ان الفاظ میں آتا ہے:

”تب خداوند نے جدعون کو فرمایا کہ لوگ ہنوز زیادہ ہیں سو تو انہیں پانی پاس نیچے لا کہ وہاں میں تیری خاطر انہیں آزماؤں گا۔“ (کتاب مقدس، قاضیوں کی کتاب، باب ۷: ۴، مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

پھر لکھا ہے:

”سو وہ اُن لوگوں کو پانی پاس نیچے لایا اور خداوند نے جدعون کو فرمایا کہ جو شخص پانی چپڑ چپڑ کر کے کتے کی مانند پیوے۔ تو ہر ایک ایسے کو علیحدہ رکھ اور ویسے ہر ایک کو بھی جو اپنے گھٹنوں پر جھک کے پیوے۔ سو

---

[1] (لغاتِ عبرانی پادری ولیم ہیوپر۔ جدع)

وہ جنہوں نے اپنا ہاتھ اپنے منہ پاس لا کے چپڑ چپڑ کر کے پیا، وہ گنتی میں تین سو مرد تھے۔ اور باقی سب لوگ پانی پینے کو گھٹنوں پر جھکے۔ تب خداوند نے جدعون کو کہا کہ میں ان تین سو آدمیوں سے جنہوں نے چپڑ چپڑ کر کے پیا تجھے رہائی بخشوں گا اور مدیانیوں کو تیرے ہاتھ میں کر دوں گا اور باقی سب لوگوں میں ہر ایک کو اس کے اپنے مکان پر پھر جانے دو۔ تب ان لوگوں نے اپنا توشہ اور اپنے نرسنگے ہاتھوں میں اُٹھائے اور باقی سب اسرائیل میں سے ہر ایک کو اُس کے خیمے میں بھیجا اور اُن تین سو کو اپنے پاس رکھا اور مدیانیوں کا لشکر اُس کے نیچے وادی میں تھا۔"

(کتاب مقدس، قاضیوں کی کتاب، باب۷: ۵ تا۸، مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

آخر میں بنی اسرائیل کے مدیانیوں سے نجات پانے کا ذکر ہے اور وہ اس طرح کہ جدعون کے ساتھ جو تین سو آدمی رہ گئے تھے وہ ان کو اپنے ساتھ لے کر دشمنوں سے لڑا اور فتح پائی۔

عہد نامہ قدیم کا مذکورہ بالا بیان قرآنِ مجید کے بیان کردہ واقعہ کی حرف بحرف تائید کرتا ہے اور امام بخاریؒ نے زیر باب جو روایات بیان کی ہیں وہ صحیح واقعات پر مشتمل ہیں اور صحابہ کرام کا یہ بیان کہ بدر والوں کی تعداد طالوت کے ساتھیوں کی تعداد کے مطابق تھی جو اس کے ساتھ نہر سے گزرے تھے اور ان کے ساتھ تین سو دس سے کچھ اوپر مومن تھے بالکل صحیح بیان ہے۔ اس تعلق میں تفسیر کبیر مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، تفسیر سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۰ جلد دوم صفحہ ۵۶۳ تا ۵۷۱ بھی دیکھئے۔

بَاب۷: دُعَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كُفَّارِ قُرَيْشٍ شَيْبَةَ وَعُتْبَةَ وَالْوَلِيدِ وَأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَهَلَاكُهُمْ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش کے کافروں

یعنی شیبہ، عتبہ، ولید (بن عتبہ) اور ابوجہل بن ہشام کے خلاف دعا کرنا اور ان کا ہلاک ہونا

۳۹۶۰: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ فَدَعَا عَلَى نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ عَلَى

۳۹۶۰: عمرو بن خالد (حرانی) نے مجھے بتایا کہ زُہیر (بن معاویہ) نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحاق (سبیعی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو بن میمون سے، عمرو نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف منہ کیا اور قریش کے بعض لوگوں

شَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ فَأَشْهَدُ بِاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعَى قَدْ غَيَّرَتْهُمُ الشَّمْسُ وَكَانَ يَوْمًا حَارًّا.

اطرافهُ: ۲۴۰، ۵۲۰، ۲۹۳۴، ۳۱۸۵، ۳۸۵۴۔

پر بد دعا کی یعنی شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ اور ابوجہل بن ہشام پر۔ (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں:) میں اللہ کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں کہ میں نے بدر کے میدان میں انہیں خود پچھڑے ہوئے دیکھا۔ دھوپ نے ان کی شکلیں بگاڑ دیں تھیں اور وہ نہایت گرم دن تھا۔

تشریح: اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کفارِ قریش کے خلاف دعا اور اس کی قبولیت کا ذکر ہے۔ اس تعلق میں اگلا باب مفصل ہے جس میں بیس روایتیں ہیں اور ان میں غزوۂ بدر کے تعلق میں بعض ضروری امور بیان ہوئے ہیں۔

بَاب۸: قَتْلُ أَبِي جَهْلٍ

ابوجہل کا مارا جانا

۳۹۶۱: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ أَخْبَرَنَا قَيْسٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَتَى أَبَا جَهْلٍ وَبِهِ رَمَقٌ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ هَلْ أَعْمَدُ مِنْ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ.

۳۹۶۱: (محمد بن عبداللہ) بن نُمَیر نے ہم سے بیان کیا۔ ابواسامہ نے ہمیں بتایا: اسماعیل (بن ابی خالد) نے ہم سے بیان کیا کہ قیس (بن ابی حازم) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ جنگ بدر کے دن ابوجہل کے پاس آئے اور ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی، ابوجہل نے کہا: کتنا بڑا وہ شخص ہے جسے تم نے قتل کیا ہے؟

۳۹۶۲: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...

۳۹۶۲: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ زُہَیر (بن معاویہ) نے ہمیں بتایا (کہا:) سلیمان تیمی نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت انسؓ نے ان کو بتایا، وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...

وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ قَالَ أَأَنْتَ أَبُو جَهْلٍ قَالَ فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ أَوْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ. قَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَنْتَ أَبُو جَهْلٍ.

(امام بخاریؒ کہتے ہیں:) عمرو بن خالد نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ زُہَیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سلیمان تیمی سے، سلیمان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ کہتے تھے کہ نبی ﷺ نے (جنگ بدر کے دن) فرمایا: کون دیکھے گا کہ ابوجہل کا کیا حال ہوا ہے؟ حضرت ابن مسعودؓ گئے اور جا کر دیکھا کہ اس کو عفراء کے دونوں بیٹوں (معاذ اور معوذ) نے (تلواروں سے) اتنا مارا ہے کہ وہ مرنے کے قریب ہوگیا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے پوچھا: کیا تم ابوجہل ہو؟ حضرت ابن مسعودؓ کہتے تھے کہ انہوں نے ابوجہل کی داڑھی پکڑی۔ ابوجہل کہنے لگا: کیا اُس سے بڑھ کر بھی کوئی شخص ہے جس کو تم نے مارا؟ یا یہ کہا کہ اس شخص سے بڑھ کر کوئی ہے جس کو اس کی قوم نے مارا ہو؟ احمد بن یونس نے اپنی روایت میں یوں کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ الفاظ کہے کہ تم ہی ابوجہل ہو (یعنی بغیر استفہام کے۔)

اطرافهُ: ۳۹۶۳، ۴۰۲۰۔

۳۹۶۳: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ مَنْ يَنْظُرُ مَا فَعَلَ أَبُو جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ فَأَخَذَ

۳۹۶۳: محمد بن مثنیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن ابی عدی نے ہمیں بتایا کہ سلیمان تیمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا: انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن فرمایا: کون دیکھے گا کہ ابوجہل کس حالت میں ہے؟ یہ سن کر (حضرت عبداللہ) بن مسعودؓ گئے اور دیکھا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اسے اتنا مارا تھا کہ وہ زخموں سے نڈھال ہو رہا تھا۔

بِلِحْيَتِهِ فَقَالَ أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ أَوْ قَالَ قَتَلْتُمُوْهُ. حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَحْوَهُ.

اطرافهُ: ۳۹۶۲، ۴۰۲۰۔

انہوں نے اس کی داڑھی پکڑ کر کہا: کیا تم ابو جہل ہو؟ اس نے جواب دیا: کیا اس شخص سے بھی کوئی بڑھ کر ہے جس کو اُس کی قوم نے مارا؟ یا یہ کہا کہ جس کو تم نے مارا ہو؟ (محمد) بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ معاذ بن معاذ نے ہمیں خبر دی کہ سلیمان (تیمی) نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالکؓ نے ہمیں اسی طرح بتایا۔

٣٩٦٤: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَتَبْتُ عَنْ يُوسُفَ بْنِ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ فِي بَدْرٍ يَعْنِي حَدِيْثَ ابْنَيْ عَفْرَاءَ.

اطرافهُ: ۳۱۴۱، ۳۹۸۸۔

۳۹۶۴: علی بن عبد اللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہا کہ میں نے یوسف بن ماجشون سے سن کر یہ حدیث لکھی۔ انہوں نے صالح بن ابراہیم سے، صالح نے اپنے باپ سے، انہوں نے اپنے دادا (حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ) سے روایت کرتے ہوئے غزوۂ بدر سے متعلق یہی بیان کیا یعنی عفراء کے دو بیٹوں کا واقعہ۔

٣٩٦٥: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَّجْثُو بَيْنَ يَدَيْ الرَّحْمَنِ لِلْخُصُوْمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَقَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ وَفِيْهِمْ أُنْزِلَتْ: هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا

۳۹۶۵: محمد بن عبد اللہ رقاشی نے مجھ سے بیان کیا کہ معتمر (بن سلیمان) نے ہمیں بتایا کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے: ابو مجلز (لاحق بن حمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قیس بن عباد سے، قیس نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: قیامت کے دن میں پہلا شخص ہوں گا جو جھگڑا چکانے کے لئے رحمٰن خدا کے سامنے دو زانو ہوکر بیٹھوں گا۔ قیس بن عباد کہتے تھے: انہی لوگوں سے متعلق یہ آیت نازل کی

فِيْ رَبِّهِمْ (الحج:٢٠) قَالَ هُمُ الَّذِيْنَ تَبَارَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَعُبَيْدَةُ أَوْ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْحَارِثِ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدُ بْنُ عُتْبَةَ.

گئی: یہ دو باہم مخالفت کرنے والے گروہ ایسے ہیں جو اپنے ربّ کے بارہ میں جھگڑ رہے ہیں۔ کہتے تھے: یہ وہی لوگ ہیں جو بدر کے دن میدان جنگ میں ایک دوسرے سے لڑنے کے لئے نکلے۔ (مسلمانوں کی طرف سے) حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہؓ یا کہا حضرت ابوعبیدہ بن حارثؓ اور (کافروں کی طرف سے) شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

اطرافهُ: ۳۹۶۷، ۴۷۴۴۔

۳۹۶۶: حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَزَلَتْ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ (الحج:٢٠) فِي سِتَّةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ عَلِيٍّ وَحَمْزَةَ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ.

۳۹۶۶: قبیصہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوہاشم سے، ابوہاشم نے ابومجلز سے، ابومجلز نے قیس بن عباد سے، قیس نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ آیت هٰذٰنِ خَصْمٰنِ ... ”یہ دو جھگڑالو ہیں جنہوں نے اپنے ربّ کے بارہ میں جھگڑا کیا“ قریش کے چھ آدمیوں کی نسبت نازل ہوئی۔ حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت عبیدہ بن حارثؓ اور شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

اطرافهُ: ۳۹۶۸، ۳۹۶۹، ۴۷۴۳۔

۳۹۶۷: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ كَانَ يَنْزِلُ فِي بَنِي ضُبَيْعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِي سَدُوْسَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ

۳۹۶۷: اسحاق بن ابراہیم صواف نے ہم سے بیان کیا کہ یوسف بن یعقوب نے ہمیں بتایا کہ وہ بنی ضبیعہ کے محلہ میں اُترا کرتے تھے اور وہ بنی سدوس کے آزاد کردہ غلام تھے، (انہوں نے کہا:) سلیمان تیمی نے ہمیں بتایا: انہوں نے ابومجلز

قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِينَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ (الحج: ۲۰).

اطرافہُ: ۳۹۶۵، ۴۷۴۴۔

سے، ابو مجلز نے قیس بن عباد سے روایت کی، کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے: آیت هٰذٰنِ خَصْمٰنِ... "یہ دو جھگڑالو ہیں جنہوں نے اپنے ربّ کے بارہ میں جھگڑا کیا" ہمارے متعلق نازل ہوئی۔

۳۹۶۸: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُقْسِمُ لَنَزَلَتْ هَؤُلَاءِ الْآيَاتُ فِي هَؤُلَاءِ الرَّهْطِ السِّتَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ نَحْوَهُ.

اطرافہُ: ۳۹۶۶، ۳۹۶۹، ۴۷۴۳۔

۳۹۶۸: یحيٰ بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع (بن جراح) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے، سفیان نے ابوہاشم سے، ابوہاشم نے ابو مجلز سے، ابو مجلز نے قیس بن عباد سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا:) میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ قسم کھا کر کہتے تھے: یہ آیتیں (هٰذٰنِ خَصْمٰنِ... یعنی یہ دو جھگڑالو ہیں جنہوں نے اپنے ربّ کے بارہ میں جھگڑا کیا) تو بدر کی جنگ کے روز چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ انہوں نے بھی اسی طرح بیان کیا جیسے اوپر گزرا ہے۔

۳۹۶۹: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ قَسَمًا إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ (الحج: ۲۰) نَزَلَتْ فِي الَّذِينَ بَرَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ - حَمْزَةَ وَ عَلِيٍّ

۳۹۶۹: یعقوب بن ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوہاشم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو مجلز سے، ابو مجلز نے قیس بن عباد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوذرؓ سے سنا وہ قسم کھا کر کہتے تھے: آیت هٰذٰنِ خَصْمٰنِ... "یہ دو جھگڑالو ہیں جنہوں نے اپنے ربّ کے بارہ میں جھگڑا کیا" ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو بدر کے دن میدانِ جنگ میں لڑنے

وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَعُتْبَةَ وَشَيْبَةَ ابْنَيْ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ.

اطرافہ: ۳۹۶۶، ۳۹۶۸، ۴۷۴۳۔

کے لئے نکلے تھے یعنی حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبیدہ بن حارثؓ اور ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ وشیبہ اور ولید بن عتبہ۔

۳۹۷۰: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ أَبُو عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ السَّلُوْلِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ وَأَنَا أَسْمَعُ قَالَ أَشَهِدَ عَلِيٌّ بَدْرًا قَالَ بَارَزَ وَظَاهَرَ.

۳۹۷۰: احمد بن سعید ابوعبداللہ (اشقر) نے مجھے بتایا۔ اسحاق بن منصور سلولی نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن یوسف نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ (یوسف بن اسحاق بن ابی اسحاق) سے، ان کے باپ نے (اپنے دادا) ابواسحاق (سبیعی) سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت براءؓ (بن عازب) سے پوچھا اور میں اس وقت سن رہا تھا کہا: کیا حضرت علیؓ جنگ بدر میں شریک تھے؟ انہوں نے کہا: وہ میدان میں لڑائی کے لئے نکلے اور اوپر تلے دو زرہیں پہنے ہوئے تھے۔[1]

۳۹۷۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي يُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ فَذَكَرَ قَتْلَهُ وَقَتْلَ ابْنِهِ فَقَالَ بِلَالٌ لَا نَجَوْتُ إِنْ نَجَا أُمَيَّةُ.

طرفہ: ۲۳۰۱۔

۳۹۷۱: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہا: یوسف بن ماجشون نے مجھے بتایا۔ انہوں نے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے سنا۔ صالح نے اپنے باپ (ابراہیم) سے، ابراہیم نے (اپنے باپ) صالح کے دادا حضرت عبدالرحمٰنؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے امیہ بن خلف سے مکاتبت کر لی تھی۔ جب جنگ بدر ہوئی۔ یہ کہہ کر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے امیہ اور اس کے بیٹے کے قتل ہونے کا واقعہ بیان کیا (اور یہ کہا:) بلال (جنگ بدر کے دن) کہنے لگے: اگر امیہ بچ گیا تو میں نہیں بچوں گا۔

---

[1] ظَاهَرَ أَيْ لَبِسَ دِرْعًا عَلَى دِرْعٍ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۳۷۳) ظَاهَرَ کے معنی ہیں زرہ کے اوپر زرہ پہنی ہوئی تھی۔

۳۹۷۲: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ وَالنَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا وَسَجَدَ مَنْ مَّعَهُ غَيْرَ أَنَّ شَيْخًا أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ فَقَالَ يَكْفِيْنِي هَذَا قَالَ عَبْدُ اللهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا.

اطرافہ: ۱۰۶۷، ۱۰۷۰، ۳۸۵۳، ۴۸۶۳۔

۳۹۷۲: عبدان بن عثمان نے ہم سے بیان کیا، کہا: میرے باپ (عثمان بن جبلہ) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے ابواسحاق (سبیعی) سے، ابواسحاق نے اَسوَد (بن یزید) سے، اَسوَد نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے سورۃ النجم پڑھی اور اس کے ساتھ سجدہ کیا اور جو لوگ آپؐ کے ساتھ تھے انہوں نے بھی سجدہ کیا۔ سوائے ایک بوڑھے (امیہ بن خلف) کے، اُس نے ایک مٹھی مٹی لی اور پیشانی سے لگالی اور کہنے لگا: میرے لئے یہی کافی ہے۔ حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) کہتے تھے: میں نے اس کو بعد میں دیکھا کہ وہ بدر کے دن کفر ہی کی حالت میں مارا گیا۔

۳۹۷۳: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ كَانَ فِي الزُّبَيْرِ ثَلَاثُ ضَرَبَاتٍ بِالسَّيْفِ إِحْدَاهُنَّ فِي عَاتِقِهِ قَالَ إِنْ كُنْتُ لَأُدْخِلُ أَصَابِعِي فِيْهَا قَالَ ضُرِبَ ثِنْتَيْنِ يَوْمَ بَدْرٍ وَوَاحِدَةً يَوْمَ الْيَرْمُوْكِ قَالَ عُرْوَةُ وَقَالَ لِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ حِيْنَ قُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ

۳۹۷۳: ابراہیم بن موسیٰ نے مجھے خبر دی کہ ہشام بن یوسف نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے ہشام (بن عروہ) سے، انہوں نے (اپنے والد) عروہ (بن زبیر) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت زبیرؓ کو تلوار کے تین زخم لگے تھے، ان میں ایک ان کے کندھے پر تھا (وہ اتنا گہرا تھا) کہ میں اپنی انگلیاں اس میں ڈال سکتا تھا۔ عروہ کہتے تھے: ان کو دو زخم جنگ بدر میں لگے اور ایک زخم جنگ یرموک میں۔ عروہ بیان کرتے تھے کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ شہید ہوئے تو

يَا عُرْوَةُ هَلْ تَعْرِفُ سَيْفَ الزُّبَيْرِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَمَا فِيْهِ قُلْتُ فَلَّةٌ فُلَّهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ صَدَقْتَ بِهِنَّ فُلُوْلٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ ثُمَّ رَدَّهُ عَلَى عُرْوَةَ قَالَ هِشَامٌ فَأَقَمْنَاهُ بَيْنَنَا ثَلَاثَةَ آلَافٍ وَأَخَذَهُ بَعْضُنَا وَلَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ أَخَذْتُهُ.

اطرافہُ: ۳۷۲۱، ۳۹۷۵۔

عبدالملک بن مروان نے مجھ سے پوچھا: عروہ! کیا تم حضرت زبیرؓ کی تلوار پہچانتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: اس کی کیا نشانی ہے؟ میں نے کہا: اس میں دندانے ہیں جو جنگ بدر میں پڑ گئے تھے۔ عبدالملک نے کہا: تم نے سچ کہا ہے۔ ان تلواروں میں دستہ ہائے فوج سے ٹکرانے کی وجہ سے دندانے ہیں۔ پھر عبدالملک نے وہ تلوار عروہ کو دے دی۔ (ہشام بن عروہ) کہتے تھے: ہم نے آپس میں اس کی قیمت تین ہزار درہم اندازہ کی اور ہم میں سے ایک شخص نے وہ لے لی اور اب میرے دل میں یہ خواہش اُٹھتی ہے کہ کاش میں ہی اسے لے لیتا۔

٣٩٧٤: حَدَّثَنَا فَرْوَةُ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ سَيْفُ الزُّبَيْرِ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ. قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ سَيْفُ عُرْوَةَ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ.

۳۹۷۴: فروہ (بن ابی المغراء) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے علی (بن مسہر) سے، علی نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ (عروہ) سے روایت کی، انہوں نے کہا: حضرت زبیرؓ کی تلوار چاندی سے مرصع تھی۔ ہشام نے کہا اور عروہ کی تلوار بھی چاندی سے مرصع تھی۔

٣٩٧٥: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوْكِ أَلَا تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ فَقَالَ إِنِّي إِنْ شَدَدْتُ كَذَبْتُمْ فَقَالُوْا

۳۹۷۵: احمد بن محمد نے ہمیں بتایا۔ عبداللہ (بن مبارک) نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن عروہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے والد سے روایت کی: جنگ یرموک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا: کیا آپؓ حملہ نہیں کریں گے کہ ہم بھی آپؓ کے ساتھ حملہ کریں؟

لَا نَفْعَلُ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ حَتَّى شَقَّ صُفُوْفَهُمْ فَجَاوَزَهُمْ وَمَا مَعَهُ أَحَدٌ ثُمَّ رَجَعَ مُقْبِلًا فَأَخَذُوْا بِلِجَامِهِ فَضَرَبُوْهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عُرْوَةُ كُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِي فِي تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيْرٌ قَالَ عُرْوَةُ وَكَانَ مَعَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ فَحَمَلَهُ عَلَى فَرَسٍ وَوَكَّلَ بِهِ رَجُلًا.

اطرافهُ: ۳۷۲۱، ۳۹۷۳۔

حضرت زبیرؓ نے کہا: میں نے اگر حملہ کیا تو تم پیچھے رہ جاؤ گے۔ انہوں نے کہا: ہم پیچھے نہیں رہیں گے۔ چنانچہ حضرت زبیرؓ نے کفار پر اس زور سے حملہ کیا کہ ان کی صفیں چیرتے ہوئے نکل گئے اور دیکھا کہ ان کے ساتھ کوئی ایک بھی نہ تھا۔ پھر وہ لوٹے تو کفار نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور ان کے کندھے پر دو زخم لگائے جن کے درمیان وہ بڑا زخم بھی تھا جو جنگ بدر میں ان کو لگا تھا۔ عروہ کہتے تھے: میں اپنی انگلیاں ان زخموں میں ڈال کر کھیلا کرتا تھا اور میں اس وقت چھوٹا تھا۔ عروہ کہتے تھے: ان دِنوں یرموک کی لڑائی میں حضرت زبیرؓ کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ بھی تھے اور اس وقت وہ دس برس کے تھے، ان کو گھوڑے پر سوار کر کے لے گئے تھے اور ایک شخص کو ان کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا تھا۔

۳۹۷۶: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعَ رَوْحَ بْنَ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيْدِ قُرَيْشٍ فَقُذِفُوْا فِي طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيْثٍ مُخْبِثٍ وَكَانَ إِذَا

۳۹۷۶: عبد اللہ بن محمد (مسندی) نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے روح بن عبادہ سے سنا۔ (وہ کہتے تھے:) سعید بن ابی عروبہ نے ہمیں بتایا کہ قتادہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت انس بن مالکؓ نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوطلحہؓ (انصاری) سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن سرداران قریش میں سے چوبیس آدمیوں کی نسبت حکم دیا اور انہیں بدر کے کنوؤں میں سے ایک ناپاک کنویں میں ڈال دیا گیا

ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ثُمَّ مَشَى وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوْا مَا نَرَى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ حَاجَتِهِ حَتَّى قَامَ عَلَى شَفَةِ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يُنَادِيْهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ وَيَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللهَ وَرَسُوْلَهُ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُوْلُ مِنْهُمْ قَالَ قَتَادَةُ أَحْيَاهُمُ اللهُ حَتَّى أَسْمَعَهُمْ قَوْلَهُ تَوْبِيْخًا وَتَصْغِيْرًا وَنَقِيْمَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمًا.

طرفہٗ: ۳۰۶۵۔

اور آپؐ جب کسی قوم پر غالب آتے تو میدان میں تین راتیں قیام فرماتے۔ جب آپؐ بدر میں ٹھہرے اور تیسرا دِن ہوا تو آپؐ نے اپنی اونٹنی پر کجاوہ باندھنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ اس پر کجاوہ باندھا گیا۔ پھر آپؐ چلے اور آپؐ کے صحابہ بھی آپؐ کے ساتھ چلے اور کہنے لگے: ہم سمجھتے ہیں کہ آپؐ کسی غرض کے لئے ہی چلے ہیں۔ آپؐ اس کنویں کی منڈیر پر پہنچ کر کھڑے ہوگئے۔ آپؐ ان کے اور ان کے باپوں کے نام لے کر پکارنے لگے: اے فلاں، فلاں کے بیٹے، اے فلاں، فلاں کے بیٹے، کیا اب تم کو اس بات سے خوشی ہوگی کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کی ہوتی کیونکہ ہم نے تو سچ سچ پالیا جو ہمارے ربّ نے ہم سے وعدہ کیا تھا، آیا تم نے بھی واقعی وہ پالیا ہے جو تمہارے ربّ نے تم سے وعدہ کیا تھا؟ ابوطلحہ کہتے تھے: حضرت عمرؓ نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ ان لاشوں سے کیا باتیں کر رہے ہیں جن میں جان نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے ان باتوں کو جو میں کہہ رہا ہوں۔ قتادہ نے کہا: اللہ نے ان کو زندہ کر دیا تھا تا آپؐ کی وہ بات انہیں سنائے کہ انہیں تنبیہ و تذلیل کا موجب ہو، ان پر ناراضگی کا اظہار کرکے ان کو حسرت دلائے اور شرمندہ کرے۔

۳۹۷۷: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا (إبراهيم:٢٩) قَالَ هُمْ وَاللّٰهِ كُفَّارُ قُرَيْشٍ قَالَ عَمْرٌو هُمْ قُرَيْشٌ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَةُ اللّٰهِ، وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ (إبراهيم:٢٩) قَالَ النَّارَ يَوْمَ بَدْرٍ.

طرفہ: ۴۷۰۰۔

۳۹۷۷: (عبداللہ بن زبیر) حمیدی نے ہمیں بتایا۔ سفیان (بن عیینہ) نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو (بن دینار) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عطاء (بن ابی رباح) سے، عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ (اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے:) وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی نعمت کو لینے کی بجائے کفر اختیار کیا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: اللہ کی قسم! یہ لوگ کفار قریش ہیں۔ عمرو (بن دینار) نے کہا: (کفر اختیار کرنے والے) قریش کے لوگ ہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کی نعمت ہیں (اور یہ جو اس آیت میں فرمایا:) انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں اُتار دیا۔ کہتے تھے: دَارَ الْبَوَارِ سے مراد آگ ہے جس میں جنگ بدر کے روز جا پڑے۔

۳۹۷۸: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَفَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ فَقَالَتْ وَهِلَ إِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيْئَتِهِ وَذَنْبِهِ وَإِنَّ أَهْلَهُ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهِ الْآنَ.

اطرافہ: ۱۲۸۸، ۱۲۸۹۔

۳۹۷۸: عبید بن اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیان کیا گیا کہ حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ حدیث پہنچاتے ہوئے بیان کیا کہ میت کو اس کی قبر میں اس کے اقرباء کے (اس پر) رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ (یہ سن کر) حضرت عائشہ کہنے لگیں: انہیں بھول ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے کہ مرنے والے پر عذاب تو اپنی غلطی اور اپنے گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور ادھر اس کے اقرباء اس پر روتے ہیں۔

۳۹۷۹: قَالَتْ وَذَلِكَ مِثْلُ قَوْلِهِ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْقَلِيْبِ وَفِيْهِ قَتْلَى بَدْرٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ لَهُمْ مَا قَالَ إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُوْنَ مَا أَقُوْلُ إِنَّمَا قَالَ إِنَّهُمُ الْآنَ لَيَعْلَمُوْنَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ ثُمَّ قَرَأَتْ: إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (النمل: ۸۱) وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ (فاطر: ۲۳) يَقُوْلُ حِيْنَ تَبَوَّءُوْا مَقَاعِدَهُمْ مِّنَ النَّارِ.

اطرافہ: ۱۳۷۱، ۳۹۸۱۔

۳۹۷۹: حضرت عائشہؓ نے کہا: اور یہ بات ویسے ہی ہے جیسے عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنویں پر کھڑے ہوئے جبکہ اس میں وہ مشرک پڑے تھے جو بدر کی جنگ میں مارے گئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جو میں ان سے کہہ رہا ہوں وہ سن رہے ہیں حالانکہ یہ نہیں فرمایا تھا بلکہ یہ فرمایا تھا کہ وہ اب جانتے ہیں کہ جو میں ان سے کہا کرتا تھا سچ ہے اس کے بعد حضرت عائشہ نے یہ آیات پڑھیں: تو ہرگز مُردوں کو نہیں سنا سکتا۔ اور نہ تو اُن کو سنا سکتا ہے جو قبروں میں دبے پڑے ہوں۔ حضرت عائشہؓ کی مراد یہ تھی کہ جب آگ میں وہ اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئے تو پھر تو اُن کو نہیں سنا سکتا۔

۳۹۸۰-۳۹۸۱: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَلِيْبِ بَدْرٍ فَقَالَ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ثُمَّ قَالَ إِنَّهُمُ الْآنَ يَسْمَعُوْنَ مَا أَقُوْلُ فَذُكِرَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمُ الْآنَ لَيَعْلَمُوْنَ أَنَّ الَّذِي

۳۹۸۰-۳۹۸۱: عثمان (بن ابی شیبہ) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدہ (بن سلیمان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے کنویں پر رُکے اور (کفار قریش کو جو بدر میں مارے گئے تھے مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا: تمہارے ربّ نے جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے درست پایا ہے؟ پھر آپؐ نے فرمایا کہ وہ جو میں ان سے کہہ رہا ہوں سن رہے ہیں۔ حضرت عائشہؓ سے حضرت ابن عمرؓ کی یہ روایت ذکر کی گئی تو

كُنْتُ أَقُوْلُ لَهُمْ هُوَ الْحَقُّ ثُمَّ قَرَأَتْ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (النمل: ۸۱) حَتّٰى قَرَأَتِ الْآيَةَ.

وہ کہنے لگیں: بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تھا کہ اب وہ جانتے ہیں کہ جو میں ان سے کہتا تھا وہ صحیح تھا۔ پھر انہوں نے یہ ساری آیت پڑھی: تو مُردوں کو نہیں سنا سکتا۔

اطرافہ: ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۳۹۷۹، ۴۰۲۶۔

تشریح: قَتْلُ أَبِي جَهْلٍ: اس باب میں بیس روایتیں ہیں۔ ان میں چار روایتوں میں ابوجہل، شیبہ، عتبہ اور ولید کے ہلاک ہونے کا ذکر ہے۔ پانچ روایتوں میں آیت هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ (الحج: ۲۰) کا حوالہ دیا گیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے نزدیک یہ آیت غزوۂ بدر کے تعلق میں نازل ہوئی تھی۔ مذکورہ آیت سورۃ الحج کی ہے جو مدنی سورتوں میں سے ہے[1] اور جس میں مسلمانوں کو قتال کی اجازت دیئے جانے کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کی مدافعت اور حفاظت کا وعدہ کرنے کے بعد فرماتا ہے: اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ اِلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○ (الحج: ۴۰، ۴۱) وہ لوگ جن سے (بلاوجہ) جنگ کی جارہی ہے اُن کو بھی (اپنی مدافعت میں جنگ کرنے کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا اور اللہ اُن کی مدد پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اُن کے گھروں سے صرف ان کے اتنا کہنے پر کہ اللہ ہمارا ربّ ہے بغیر کسی جائز وجہ کے نکالا گیا اور اگر اللہ تعالیٰ ان (کفار) میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ (شرارت سے) باز نہ رکھتا تو گرجے اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے، برباد کر دیئے جاتے اور اللہ یقیناً اس کی مدد کرے گا جو اس (کے دین) کی مدد کرے گا۔ اللہ یقیناً بہت طاقتور (اور) غالب ہے۔

اس آیت میں نہ صرف مظلوم مسلمان مہاجرین کو جنگ کی اجازت دی گئی ہے بلکہ نصرتِ الٰہی کا وعدہ بھی دُہرایا گیا ہے اور اسلامی جنگوں کی غرض وغایت کھلے الفاظ میں بتائی گئی ہے کہ آزادی قائم ہو جس سے ہر مذہب و ملت کی عبادت گاہیں مداخلتِ غیر سے محفوظ رہیں اور افراد اپنے اپنے طریق پر بے خوف وخطر اپنے خالق کی عبادت کرسکیں۔

شانِ نزول کے تعلق میں یہ وضاحت کی جاچکی ہے کہ اس سے مراد تطبیق ہے۔ صحابہ کرامؓ جب کسی آیت کی مطابقت کسی واقعہ سے دیکھتے تو اسے اس پر چسپاں کر دیتے۔ آیت هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ بھی اسی طریق سے واقعہ بدر پر چسپاں کی گئی ہے ورنہ یہ آیت اپنے سیاق وسباق کے لحاظ سے اپنے اندر عمومیت رکھتی ہے جیسا کہ

[1] (التحریر والتنویر، تفسیر سورۃ الحج، جزء۱۷ صفحہ ۱۸۰)
(روح المعانی، تفسیر سورۃ الحج، آیت ۵۵، جزء۱۷ صفحہ ۱۸۲)

اجازتِ قتال بھی تمام غزواتِ نبویہ سے متعلق ہے۔ کسی ایک غزوہ سے مخصوص نہیں لیکن چونکہ لڑنے والوں کی تعداد کم تھی اور سامانِ جنگ بھی کم تھا اس لئے جنگ بدر میں الٰہی نصرت کا وعدہ غیر معمولی صورت میں پورا ہوا۔

روایت نمبر ۳۹۶۵ تا ۳۹۶۹ میں طرفین سے طریق مبارزت[1] پر لڑنے والوں کا ذکر ہے۔ ۳۹۷۱، ۳۹۷۲ میں امیہ بن خلف کا ذکر ہے کہ شکست کھانے کے بعد اس نے اپنی جان بچانے کی کوشش کی مگر حضرت بلالؓ نے اسے دیکھ لیا اور کہا: اگر یہ ظالم بچ گیا تو میں نہیں بچوں گا۔ امیہ حضرت بلالؓ کو غلامی کی حالت میں مسلمان ہونے کی وجہ سے سخت دکھ دیتا تھا۔ حضرت بلالؓ نے جونہی امیہ کو دیکھا بغرض فریاد بعض صحابہ کو توجہ دلائی اور امیہ بچنے بچانے کی کشمکش میں مارا گیا اور اس طرح تقدیر الٰہی اس کے بارے میں پوری ہوئی جس کا ذکر باب ۲ روایت نمبر ۳۹۵۰ میں گزر چکا ہے۔

روایت نمبر ۳۹۷۳ میں عبد الملک بن مروان نے جس مصرعہ کا حوالہ دیا ہے وہ نابغہ ذبیانی کے شعر کا حصہ ہے۔ پورا شعر یوں ہے:

وَلَا عَيْبَ فِيْهِمْ غَيْرَ اَنَّ سُيُوْفَهُمْ ... بِهِنَّ فُلُوْلٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ

(فتح الباری جزء۷ صفحہ ۳۷۵)

نابغہ نے مذکورہ شعر میں ممدوحین کی تعریف یوں کی ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں سوائے اس کہ اپنے دشمنوں کے لشکروں سے لڑتے لڑتے ان کی تلواروں میں دندانے پڑ گئے ہیں۔ لَا عَيْبَ فِيْهِمْ کا فقرہ مقامِ مدح کے طور پر استعمال ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ میرے ممدوحین کے بازوؤں میں اتنی طاقت تھی کہ جب انہوں نے لڑائی میں تلواریں چلائیں تو ان میں دندانے پڑ گئے یعنی ان کو بہت زیادہ استعمال کیا اور اپنے دشمنوں کو شکست دے کر اپنا لوہا منوا لیا۔ عبد الملک بن مروان نے نابغہ کا شعر پڑھ کر حضرت زبیرؓ کی بہادری اور ان کی شجاعت کی داد دی۔

روایت نمبر ۳۹۷۶ میں قرآنِ مجید کی بعض آیات کے شانِ نزول (یعنی واقعات پیش آمدہ کے ساتھ ان کی تطبیق) کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ○ (القمر:۴۹) یعنی (وہ وقت جلد آنے والا ہے) جب (کفارِ قریش) اپنے سرداروں سمیت آگ میں گھسیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا) کہ دوزخ کا عذاب چکھو۔ دوسری آیت سورۃ الاعراف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ (الأعراف:۴۵) یعنی جنتی لوگ دوزخیوں سے کہیں گے کہ ہم سے ہمارے ربّ نے جو وعدہ کیا تھا، اس کو تو ہم نے سچا پالیا۔ کیا تم نے بھی اس وعدہ کو جو تمہارے ربّ نے کیا تھا، سچا پایا ہے؟ اس پر (دوزخی) کہیں گے: ہاں! (ہاں)۔

آنحضرت ﷺ نے ان دونوں آیات کے ظاہر مفہوم کی لفظی تعمیل بھی فرمائی۔ آپ نے سردارانِ قریش میں

---

[1] جنگ شروع ہونے سے قبل فریقین کے چنیدہ آدمیوں کے مقابلے ہوتے تھے، اُسے مبارزت کہتے تھے۔ اس واقعہ کی تفصیل کیلئے دیکھئے سیرت خاتم النبیین ﷺ حصہ دوم صفحہ ۳۶۰۔

سے چوبیس آدمیوں کی نسبت حکم فرمایا کہ ان کو بدر کے گندے کنویں میں ڈال دیا جائے۔ چنانچہ ان کو کنویں میں پھینک دیا گیا (روایت نمبر ۳۹۷۶) اور یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ (القمر:۴۹) کا مصداق بنے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الاعراف کی آیت کے الفاظ فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا (الأعراف:۴۵) سے مخاطب کیا۔ گویا کہ ان دونوں واقعات کے متعلق مکی سورتوں میں پہلے سے پیشگوئیاں موجود تھیں اور مذکورہ آیات کا شانِ نزول یہ دو واقعات دکھائی دیے۔

روایت نمبر ۳۹۷۷ میں حضرت ابن عباسؓ نے اَلَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا کی تشریح میں بتایا ہے کہ اس آیت کے مصداق کفارِ قریش ہیں۔ مکمل آیت یوں ہے: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۙ جَهَنَّمَ ۚ یَصْلَوْنَهَا ؕ وَ بِئْسَ الْقَرَارُ ○ (إبراهيم:۲۹، ۳۰) یعنی (اے مخاطب!) کیا تونے ان لوگوں (کی حالت) کو (غور سے) نہیں دیکھا جنہوں نے ناشکری سے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدل ڈالا (اور آپ بھی ہلاک ہوئے) اور اپنی قوم کو (بھی) ہلاکت کے گھر میں (لا) اُتارا، یعنی جہنم میں۔ وہ اس میں داخل ہوں گے اور وہ جگہ (رہنے کے لحاظ سے) بہت بُری ہے۔

سورۃ ابراہیم مکی سورۃ ہے۔[۱] ذکر کردہ ان آیات اور مذکورہ بالا پہلی آیات کا مضمون عام ہے لیکن یہ سب آیات قریش مکہ کے بد انجام پر چسپاں کی گئی ہیں۔ یہ حوالے آیت هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ کی تطبیق میں دیے گئے ہیں۔

روایت نمبر ۳۹۷۸ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مذکورہ لطیف استدلال کی شرح کتاب الجنائز باب ۳۲ تا باب ۴۵ میں گزر چکی ہے۔ آپؓ کا آیت قرآنی اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (النمل:۸۱) اور آیت مَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ (فاطر:۲۳) سے استدلال بھی تطبیق کی نوعیت رکھتا ہے۔ مکمل آیات مع ترجمہ یوں ہیں:

۱) اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ○ (النمل:۸۱) یعنی تو ہرگز مُردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں کو ہی (اپنی) آواز سنا سکتا ہے۔ (خصوصاً) جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔

۲) وَ مَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَ لَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ○ (فاطر:۲۳) یعنی زندے اور مُردے برابر نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً جس کو چاہتا ہے سنا سکتا ہے مگر تُو اُن کو نہیں سنا سکتا جو قبروں میں دبے ہوئے ہوں۔

---

[۱] (تفسیر القرطبی، تفسیر سورۃ إبراهيم، جزء ۹ صفحہ ۳۳۸)

بَاب ۹: فَضْلُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا

ان لوگوں کی فضیلت میں جو جنگ بدر میں شریک ہوئے

۳۹۸۲: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أُصِيْبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَجَاءَتْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّي فَإِنْ يَكُنْ فِي الْجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى تَرَ مَا أَصْنَعُ فَقَالَ وَيْحَكِ أَوَهَبِلْتِ أَوَجَنَّةٌ وَّاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيْرَةٌ وَإِنَّهُ فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ.

اطرافہ: ۲۸۰۹، ۶۵۵۰، ۶۵۶۷۔

۳۹۸۲: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے مجھے بتایا۔ معاویہ بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحاق (ابراہیم بن محمد فزاری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حمید (طویل) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ کہتے تھے: حارثہؓ (بن سراقہ بن حارث) جنگ بدر میں شہید ہوئے اور وہ ابھی نوجوان لڑکے تھے، ان کی ماں (ربیع بنت نضر حضرت انسؓ کی پھوپھی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ کہنے لگیں: یارسول اللہ! آپؐ جانتے ہی ہیں جو مقام حارثہؓ کا میرے نزدیک تھا۔ سو اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور ثواب کی امید رکھوں اور اگر کوئی اور بات ہے تو آپؐ دیکھیں گے کہ میں کیا کچھ کرتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: افسوس، کیا تو دیوانی ہے؟ کیا جنت ایک ہی ہے؟ جنتیں تو بہت سی ہیں اور تمہارا بیٹا تو جنت الفردوس میں ہے۔

۳۹۸۳: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

۳۹۸۳: اسحاق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ادریس نے ہمیں بتایا، کہا: میں نے حُصین بن عبدالرحمٰن سے سنا۔ انہوں نے سعد بن عبیدہ سے، سعد نے ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن حبیب) سلمی سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

قَالَ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا مَرْثَدٍ وَالزُّبَيْرَ وَكُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ انْطَلِقُوْا حَتَّى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مَعَهَا كِتَابٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيْرُ عَلَى بَعِيْرٍ لَّهَا حَيْثُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا الْكِتَابُ فَقَالَتْ مَا مَعَنَا كِتَابٌ فَأَنَخْنَاهَا فَالْتَمَسْنَا فَلَمْ نَرَ كِتَابًا فَقُلْنَا مَا كَذَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكِ فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ أَهْوَتْ إِلَى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتْهُ فَانْطَلَقْنَا بِهَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ خَانَ اللهَ وَرَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَدَعْنِي فَلَأَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ قَالَ حَاطِبٌ وَاللهِ مَا بِي أَنْ لَّا أَكُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللهِ وَ رَسُوْلِهِ

سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور ابومرثدؓ (غنوی) اور زبیرؓ کو بھیجا اور ہم سب گھڑسوار تھے۔ آپؐ نے فرمایا: تم (سفر پر) روانہ ہو جاؤ یہاں تک کہ جب تم روضہ خاخ (مقام) پر پہنچو تو وہاں تمہیں مشرکوں میں سے ایک عورت ملے گی اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہؓ کی طرف سے مشرکوں کے نام ایک خط ہے۔ چنانچہ ہم نے وہاں پہنچ کر اُس کو پالیا جہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ وہ اپنے اونٹ پر سوار چلی جارہی تھی۔ ہم نے (اس سے) کہا: لا خط نکال۔ کہنے لگی: ہمارے پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھا دیا اور تلاشی لی مگر ہمیں کوئی خط نظر نہ آیا۔ ہم نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا فرمانا غلط نہیں ہو سکتا، تم کو وہ خط نکالنا ہوگا ورنہ ہم تمہیں ننگا کریں گے۔ جب اس نے ہم میں سنجیدگی دیکھی تو وہ اپنی کمر پر بندھی ہوئی چادر کی طرف جھکی اور خط نکال کر رکھ دیا۔ ہم اس عورت کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: یارسول اللہ! حاطب نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنین سے خیانت کی ہے مجھے اجازت فرمائیں تو میں اس کی گردن اُڑا دوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حاطبؓ سے) پوچھا: کس بات نے تم کو اس کارروائی پر آمادہ کیا ہے جو تم نے کی ہے؟ حاطبؓ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدْتُ أَنْ تَكُوْنَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا لَهُ هُنَاكَ مِنْ عَشِيْرَتِهِ مَنْ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَهُ إِلَّا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهُ قَدْ خَانَ اللّٰهَ {وَرَسُوْلَهُ[1]} وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَدَعْنِي فَلَأَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ أَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ.

نے عرض کیا: بخدا بھلا مجھے کیا تھا کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والا نہ ہوتا؟ مَیں تو صرف یہ چاہتا تھا کہ ان (قریش کے) لوگوں پر میرا احسان ہو جس کے ذریعہ اللہ میرے بال بچوں اور جائیداد کی حفاظت کرتا اور آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا وہاں اس کے کنبے کا کوئی ایسا شخص نہ ہو کہ جس کے ذریعہ سے اللہ اس کے بال بچوں اور اس کی جائیداد سے ان کے شر کو دور کر رہا ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے اور تم بھی اس کی نسبت بھلی بات کے سوا کچھ نہ کہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ اور مومنوں سے خیانت کی ہے، (یارسول اللہ!) مجھے اجازت دیں کہ اس کی گردن اُڑا دوں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا وہ جنگ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے نہیں تھا؟ آپؐ نے فرمایا: امید ہے اللہ نے اہل بدر کو دیکھا ہو اور یہ کہا ہو: جو تم چاہو کرو تمہارے لئے جنت ہو چکی یا فرمایا: میں نے تمہاری پردہ پوشی کر کے تم کو معاف کر دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہنے لگے: اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔

اطرافہ: ۳۰۰۷، ۳۰۸۱، ۴۲۷۴، ۴۸۹۰، ۶۲۵۹، ۶۹۳۹۔

---

[1] لفظ وَرَسُوْلَهُ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہے (فتح الباری جزء ۷ حاشیہ صفحہ ۳۸۱) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

تشریح: فَضۡلُ مَنۡ شَهِدَ بَدۡرًا: جنگ بدر میں شامل ہونے والوں کی فضیلت مندرجہ بالا دونوں احادیث میں بیان شدہ واقعات سے ظاہر ہے۔ پہلی حدیث میں یہ ذکر ہے کہ جنگ بدر میں صرف شمولیت کی وجہ سے حضرت حارثہؓ جنت الفردوس میں داخل ہوئے، ان کو لڑنے کا موقع نہیں ملا، وہ کم عمر لڑکے تھے اور جنگ دیکھنے والوں میں سے تھے۔ وہ ایک حوض پر پانی پی رہے تھے کہ اُن کو کفار کی طرف سے آنے والا تیر لگا اور وہ شہید ہوگئے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۷ صفحہ۹۴) دوسری حدیث میں یہ ذکر ہے کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کی کمزوری قابل عفو سمجھی گئی کیونکہ وہ جنگ بدر میں شریک ہوئے اور اس جنگ میں صرف وہی شریک ہوا جو انتہائی قربانی کی روح رکھنے والا تھا۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ بدری صحابیوں کا درجہ اتنا بڑا ہے کہ ان کی کمزوریاں بھی قابل عفو ہیں۔ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ کے فقرہ میں لَعَلَّ کا استعمال شاید کے مفہوم میں نہیں، یہ اندازِ بیان وثوق، امید اور پسندیدگی کے معانی کا جامع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگیا کہ حاطب بن ابی بلتعہؓ کی نیّت درست ہے۔ ان کا اندازِ فکر بشریت کی عام کمزوری تھی جو اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ کی استثناء میں داخل ہے۔

اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ سے یہ مراد نہیں کہ بدری صحابہؓ کو اجازت ہوگئی تھی کہ وہ خلافِ شریعت افعال کا ارتکاب کرلیں۔ اگر یہ مفہوم ہوتا تو حضرت عمرؓ قدامہؓ پر جو بدری صحابی ہیں، ان کے شراب پینے کی وجہ سے تعزیر عائد نہ کرتے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ۳۸۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس آیت کا حوالہ دیا ہے، اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے اس سلوک سے ہے جو آخرت میں صراطِ مستقیم پر چلنے والوں سے کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَفَمَنۡ یُّلۡقٰی فِی النَّارِ خَیۡرٌ اَمۡ مَّنۡ یَّاۡتِیۡۤ اٰمِنًا یَّوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ؕ اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ○ (حٰمٓ السجدۃ:۴۱) یعنی کیا وہ شخص جو دوزخ میں ڈالا جائے زیادہ اچھا ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن کے ساتھ (ہمارے پاس) آئے۔ (اے لوگو!) جو کچھ چاہو کرو، اللہ تمہارے اعمال کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔ امام ابن حجرؒ وغیرہ نے اس آیت سے یہی استدلال کیا ہے کہ ان سے نیکی ہی سرزد ہوگی۔ مغفرتِ الٰہی سے مادہ گناہ دنیا ہی میں مٹ جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بدر سے متعلق یہی امید ظاہر فرمائی کہ خدا تعالیٰ دنیا ہی میں انہیں اپنی مغفرت سے نوازے گا۔ آیت اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ کا حوالہ دے کر بدری صحابیوں کے بارے میں جس نیک توقع کا اظہار کیا گیا ہے اس سے ارتکاب گناہ کی اجازت مراد لینا غلط استنباط ہے۔

بَاب ۱۰

۳۹۸۴: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْغَسِيلِ عَنْ

۳۹۸۴: عبد اللہ بن محمد جعفی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو احمد زبیری (محمد بن عبد اللہ بن زبیر) نے ہمیں بتایا کہ عبد الرحمٰن بن غسیل نے ہم سے بیان

حَمْـزَةَ بْـنِ أَبِـي أُسَـيْدٍ وَالزُّبَيْـرِ بْـنِ الْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ يَـوْمَ بَـدْرٍ إِذَا أَكْثَبُـوْكُمْ فَارْمُوهُـمْ وَاسْتَبْـقُوْا نَبْلَكُمْ.

اطرافهٔ: ۲۹۰۰، ۳۹۸۵۔

کیا کہ حمزہ بن ابواُسید اور زبیر بن منذر بن ابواُسید سے روایت ہے۔ ان دونوں نے حضرت ابواُسید (مالک بن ربیعہ خزرجی ساعدی) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: جب کافر تمہارے اتنے قریب ہو جائیں کہ وہ تمہاری زد میں ہوں تو پھر اس وقت ان پر تیر چلاؤ اور اپنے تیر بچائے رکھو۔

۳۹۸۵: حَـدَّثَنِي مُحَمَّـدُ بْـنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَـدَّثَنَا أَبُوأَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْغَسِيْلِ عَنْ حَمْـزَةَ بْـنِ أَبِـي أُسَـيْدٍ وَالْمُنْـذِرِ بْـنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ إِذَا أَكْثَبُوكُمْ يَعْنِي أَكْثَرُوكُمْ فَارْمُوهُمْ وَاسْتَبْقُوا نَبْلَكُمْ.

اطرافهٔ: ۲۹۰۰، ۳۹۸۴۔

۳۹۸۵: محمد بن عبدالرحیم (صاعقہ) نے مجھ سے بیان کیا کہ ابواحمد زبیری نے ہمیں بتایا کہ عبدالرحمٰن بن غسیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حمزہ بن ابواُسید اور منذر بن ابواُسید سے روایت کی کہ حضرت ابواُسید رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن ہمیں فرمایا کہ کافر جب تم پر ہجوم کر کے حملہ کریں تو پھر اُس وقت تم انہیں نشانہ بناؤ اور اپنے تیر بچائے رکھو۔

۳۹۸۶: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَـرَاءَ بْـنَ عَـازِبٍ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْـهُمَـا قَـالَ جَعَـلَ النَّبِـيُّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرُّمَاةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ

۳۹۸۶: عمرو بن خالد نے ہم سے بیان کیا۔ زُہیر نے ہمیں بتایا کہ ابواسحاق نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا۔ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے دن تیراندازوں پر حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کو

ابْنَ جُبَيْرٍ فَأَصَابُوْا مِنَّا سَبْعِيْنَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ أَصَابُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِيْنَ وَمِائَةً، سَبْعِينَ أَسِيْرًا وَسَبْعِيْنَ قَتِيْلًا قَالَ أَبُو سُفْيَانَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ.

اطرافُهُ: ۳۰۳۹، ۴۰۴۳، ۴۰۶۷، ۴۵۶۱۔

سردار مقرر کیا اور کافروں نے ہمارے ستر آدمیوں کو زخمی کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نے جنگ بدر میں مشرکوں کے ایک سو چالیس آدمیوں کا نقصان کیا تھا یعنی ستر کو قید کیا اور ستر کو قتل کیا تھا۔ (جنگ احد میں) ابوسفیان نے کہا: یہ معرکہ بدر کے معرکہ کا بدلہ ہے اور لڑائی تو ڈول کی طرح ہے (کبھی ایک کے حق میں اور کبھی دوسرے کے حق میں۔)

۳۹۸۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدُ وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ.

اطرافُهُ: ۳۶۲۲، ۴۰۸۱، ۷۰۳۵، ۷۰۴۱۔

۳۹۸۷: (ابوکُریب) محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ (حماد بن اسامہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بُرَید (بن عبداللہ بن عامر بن ابی موسیٰ) سے، انہوں نے اپنے دادا ابوبردہ (عامر) سے، ابوبردہ نے (اپنے والد) حضرت ابوموسیٰ (اشعریؓ) سے روایت کی۔ (ابوبردہ کہتے ہیں:) میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، آپؐ نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) جو خیر دیکھی اس کی تعبیر وہ خیر تھی جو اللہ (جنگ احد کے) بعد لایا اور صدق کا بدلہ وہ ہے جو اللہ نے ہم کو جنگ بدر کے بعد دیا۔

۳۹۸۸: حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ إِنِّي لَفِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ إِذِ الْتَفَتُّ فَإِذَا عَنْ يَمِيْنِي وَعَنْ يَسَارِي

۳۹۸۸: یعقوب بن ابراہیم نے مجھ سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سعد (بن ابراہیم) سے، انہوں نے ان کے دادا (ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

فَتَيَانِ حَدِيْثَا السِّنِّ فَكَأَنِّي لَمْ آمَنْ بِمَكَانِهِمَا إِذْ قَالَ لِي أَحَدُهُمَا سِرًّا مِّنْ صَاحِبِهِ يَا عَمِّ أَرِنِي أَبَا جَهْلٍ فَقُلْتُ يَا ابْنَ أَخِي وَمَا تَصْنَعُ بِهِ قَالَ عَاهَدْتُ اللهَ إِنْ رَأَيْتُهُ أَنْ أَقْتُلَهُ أَوْ أَمُوْتَ دُوْنَهُ فَقَالَ لِيَ الْآخَرُ سِرًّا مِّنْ صَاحِبِهِ مِثْلَهُ قَالَ فَمَا سَرَّنِي أَنِّي بَيْنَ رَجُلَيْنِ مَكَانَهُمَا فَأَشَرْتُ لَهُمَا إِلَيْهِ فَشَدَّا عَلَيْهِ مِثْلَ الصَّقْرَيْنِ حَتَّى ضَرَبَاهُ وَهُمَا ابْنَا عَفْرَاءَ.

کہتے تھے کہ میں جنگ بدر کے دن صف میں کھڑا تھا میں نے نگاہ پھیری تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دائیں اور بائیں دو نوعمر جوان لڑکے ہیں جیسے اُن کی اس موجودگی پر مَیں اپنے آپ کو اَمن میں نہیں سمجھتا تھا۔ اتنے میں ان میں سے ایک نے چپکے سے جس کی خبر اُس کے ساتھی کو نہ ہوئی مجھے پوچھا: چچا! مجھے ابوجہل تو دِکھا دو۔ میں نے کہا: میرے بھتیجے! تجھے اس سے کیا کام؟ وہ کہنے لگا: میں نے اللہ سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر میں اس کو دیکھ پاؤں تو میں اسے مار ڈالوں گا یا اس کے سامنے خود مارا جاؤں گا۔ پھر دوسرے نوجوان نے چپکے سے جس کی خبر اس کے ساتھی کو نہ ہوئی مجھ سے ویسے ہی پوچھا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے تھے: مجھے کبھی اتنی خوشی نہ ہوتی، اگر میں ان کی جگہ دو مَردوں کے درمیان ہوتا۔ میں نے ان دونوں کو ابوجہل کی طرف اشارہ کر کے بتایا (کہ وہ ہے۔) یہ سنتے ہی وہ دونوں شِکروں کی طرح اُس پر جھپٹے اور اس کو مار ڈالا اور وہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے (معاذؓ اور معوذؓ)۔

اطرافہ: ۳۱۴۱، ۳۹۶۴۔

۳۹۸۹: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيْفُ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً عَيْنًا

۳۹۸۹: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ ابن شہاب نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے کہا: عمرو (بن ابی اَسید) بن جاریہ ثقفی نے جو بنی زہرہ کے حلیف اور حضرت ابوہریرہؓ کے دوستوں میں سے تھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس مخبر بھیجے اور حضرت عاصم بن ثابت انصاریؓ کو اُن کا امیر بنایا جو

وَأَمَّـرَ عَلَـيْهِمْ عَاصِـمَ بْـنَ ثَابِـتٍ الْأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتَّى إِذَا كَـانُوْا بِالْهَـدَةِ[1] بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوْا لِحَيٍّ مِّنْ هُـذَيْلٍ يُقَـالُ لَهُـمْ بَنُولِحْيَانَ فَنَفَرُوْا لَهُـمْ بِقَرِيْـبٍ مِّـنْ مِائَـةِ رَجُـلٍ رَامٍ فَاقْتَصُّـوْا آثَـارَهُمْ حَتَّـى وَجَـدُوْا مَـأْكَلَهُمُ التَّمْـرَ فِـي مَنْـزِلٍ نَزَلُـوْهُ فَقَـالُوْا تَمْرُ يَثْرِبَ فَـاتَّبَعُوْا آثَـارَهُمْ فَلَمَّـا حَـسَّ بِهِـمْ عَاصِـمٌ وَأَصْـحَابُهُ لَجَئُوْا إِلَى مَوْضِعٍ فَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوْا لَهُـمْ انْزِلُوْا فَـأَعْطُوْا بِأَيْدِيْكُمْ وَلَكُـمُ الْعَهْـدُ وَالْمِيْثَـاقُ أَنْ لَّا نَقْتُـلَ مِنْكُمْ أَحَدًا فَقَالَ عَاصِـمُ بْنُ ثَابِتٍ أَيُّهَا الْقَوْمُ أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ فَرَمَـوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوْا عَاصِمًا وَنَـزَلَ إِلَـيْهِمْ ثَلَاثَـةُ نَفَـرٍ عَلَـى الْعَهْـدِ وَالْمِيْثَـاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبٌ وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَلَمَّـا اسْتَمْكَنُوْا مِنْهُمْ أَطْلَـقُوْا

عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا تھے جب وہ عسفان اور مکہ کے درمیان ہداۃ کے مقام پر پہنچے تو کسی نے ہذیل کے ایک قبیلے سے جسے بنولحیان کہتے تھے، (ان کا) ذکر کر دیا۔ وہ تقریباً ایک سو تیر انداز لے کر ان کے تعاقب کے لئے نکلے اور ان کا کھوج لگانے لگے۔ آخر انہوں نے ایک ایسے مقام پر جہاں وہ اُترے تھے وہ جگہ پالی جہاں انہوں نے کھجوریں کھائی تھیں۔ کہنے لگے: یہ یثرب کی کھجوریں ہیں۔ چنانچہ یہاں سے وہ ان کے قدموں کے نشانوں پر اُن کے پیچھے گئے۔ جب حضرت عاصمؓ اور اُن کے ساتھیوں نے ان کی آہٹ پائی تو وہ ایک جگہ پناہ گزیں ہو گئے۔ ان لوگوں نے ان کو گھیر لیا اور ان سے کہنے لگے: تم نیچے اُتر آؤ اور اپنے آپ کو ہمارے سپرد کر دو اور تم سے یہ پختہ عہد و پیمان ہے کہ ہم تم میں سے کسی کو بھی قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصم بن ثابتؓ نے یہ سن کر کہا: اے لوگو! میں تو کسی کافر کی پناہ میں نہیں اُتروں گا۔ پھر انہوں نے دعا کی: اے اللہ اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ہماری حالت سے آگاہ کر۔ بنولحیان ان پر تیر چلانے لگے اور حضرت عاصمؓ کو مار ڈالا اور تین شخص عہد و پیمان پر بھروسہ کر کے ان کے پاس اُتر آئے۔ حضرت خبیبؓ اور حضرت زید بن دثنہؓ نیز ایک اور شخص۔ جب بنولحیان نے ان پر قابو پالیا تو اُن کی کمانوں کی تندیاں کھول کر انہیں باندھ لیا۔ تیسرے شخص (حضرت عبد اللہ بن طارقؓ) نے کہا:

[1] عمدۃ القاری میں بِالْهَدَأَةِ ہے (عمدۃ القاری جزء۱۷ صفحہ ۹۹) یہ واقعہ جہاں ہوا وہ مقام هَدَأَة کہلاتا ہے جو عسفان اور مکہ کے درمیان ہے جبکہ هَدَة مقام اور ہے جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے۔ (معجم البلدان – هدأة)

أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوْهُمْ بِهَا قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ هَذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللهِ لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي بِهَؤُلَاءِ أُسْوَةً يُرِيْدُ الْقَتْلَى فَجَرَّرُوْهُ وَعَالَجُوْهُ فَأَبَى أَنْ يَّصْحَبَهُمْ فَانْطُلِقَ بِخُبَيْبٍ وَزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ حَتَّى بَاعُوْهُمَا بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَابْتَاعَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ خُبَيْبًا وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيْرًا حَتَّى أَجْمَعُوْا قَتْلَهُ فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوسًى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَّهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتَّى أَتَاهُ فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ قَالَتْ فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فَقَالَ أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ قَالَتْ وَاللهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ خُبَيْبٍ وَاللهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ قِطْفًا مِنْ عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمُوْثَقٌ بِالْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ

یہ (تمہاری) پہلی بدعہدی ہے، اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ میرے لئے ان لوگوں میں نمونہ ہے یعنی اُن لوگوں میں جو شہید ہو چکے تھے۔ انہوں نے انہیں گھسیٹا اور اُن سے کشمکش کی، انہوں نے اُن کے ساتھ جانے سے ہر طرح انکار کیا (آخر کار انہوں نے حضرت عبداللہ بن طارقؓ کو مار ڈالا۔) پھر وہ حضرت خبیبؓ اور حضرت زید بن دثنہؓ کو اپنے ساتھ لے گئے اور بدر کی جنگ کے بعد اُن دونوں کو بیچ دیا۔ بنو حارث بن عامر بن نوفل نے حضرت خبیبؓ کو خریدا اور حضرت خبیبؓ ہی تھے جنہوں نے حارث بن عامر کو جنگ بدر کے دن قتل کیا تھا۔ چنانچہ حضرت خبیبؓ اُن کے پاس قیدی رہے۔ آخر انہوں نے ان کو مار ڈالنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت خبیبؓ نے حارث کی ایک بیٹی سے اُسترا عاریۃً مانگا کہ اس سے ناف کے بال صاف کریں۔ اُس نے اُن کو اُسترا عاریۃً دے دیا۔ اس کا ایک چھوٹا بچہ رینگتے ہوئے حضرت خبیبؓ کے پاس آیا اور وہ بے خبر تھی، اس نے حضرت خبیبؓ کو دیکھا کہ وہ اپنی ران پر اُس کو بٹھائے ہوئے ہیں اور اُسترا اُن کے ہاتھ میں ہے، کہتی تھی: میں یہ دیکھ کر ایسی گھبرائی کہ خبیبؓ نے میری گھبراہٹ معلوم کرلی اور کہا: کیا تم ڈرتی ہو کہ میں اسے مار ڈالوں گا؟ میں ایسا کبھی نہیں کرنے کا۔ کہتی تھی: اللہ کی قسم! میں نے خبیبؓ سے بڑھ کر نیک قیدی کبھی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! ایک دن میں نے انہیں دیکھا کہ انگور کا خوشہ ہاتھ میں لئے انگور کھا رہے تھے اور وہ اس

وَكَانَتْ تَقُوْلُ إِنَّهُ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوْا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ دَعُونِي أُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَتَرَكُوْهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ وَاللهِ لَوْلَا أَنْ تَحْسِبُوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَزِدْتُ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا ثُمَّ أَنْشَأَ يَقُوْلُ:

وقت لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور اُن دِنوں مکہ میں کوئی پھل نہ تھا۔ اور کہتی تھی: وہ ایسا رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے خبیبؓ کو دیا۔ جب اُن کو حرم کی سرحد سے باہر لے کر گئے تا اُن کو ایسی جگہ قتل کریں جہاں قتل جائز ہے۔ حضرت خبیبؓ نے ان سے کہا: مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ حضرت خبیبؓ نے دو رکعتیں ادا کیں۔ پھر کہنے لگے: بخدا! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم لوگ یہ خیال کرو گے کہ جو میری حالت نماز میں تھی وہ موت کی گھبراہٹ کی وجہ سے ہے تو میں زیادہ پڑھتا، پھر کہنے لگے: اے اللہ! ان میں سے ایک بھی جانے نہ پائے اور انہیں پراگندہ کر کے ہلاک کر اور ان میں سے کوئی باقی نہ چھوڑ۔ پھر یہ شعر پڑھنے لگے:

فَلَسْتُ أُبَالِي حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ لِلَّهِ مَصْرَعِي
وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَّشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعِ

جبکہ میں مسلمان ہو کر مارا جا رہا ہوں مجھے پرواہ نہیں خواہ کسی کروٹ پر اللہ کیلئے گروں اور یہ میرا گرنا خدا کی خاطر ہے اور اگر وہ چاہے تو اُن جوڑوں میں برکت دے دے جو ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہوں۔

ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ أَبُو سِرْوَعَةَ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهُ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا الصَّلَاةَ وَأَخْبَرَ يَعْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُصِيبُوْا خَبَرَهُمْ وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ

اس کے بعد ابو سروعہ عقبہ بن حارث ان کے پاس گیا اور اُس نے انہیں قتل کر دیا اور حضرت خبیبؓ ہی وہ ہیں جنہوں نے ہر ایسے مسلمان کیلئے جو بے بسی کی حالت میں مارا جائے یہ نمونہ قائم کیا کہ وہ (دو رکعت) نماز ادا کرے۔ اور نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو حضرت عاصمؓ اور اُن کے ساتھیوں کے شہید ہونے کی اسی دن خبر دے دی تھی جب وہ شہید ہوئے۔

حِيْنَ حُدِّثُوْا أَنَّهُ قُتِلَ أَنْ يُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِّنْهُ يُعْرَفُ وَكَانَ قَتَلَ رَجُلًا عَظِيْمًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ فَبَعَثَ اللّٰهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا أَنْ يَقْطَعُوْا مِنْهُ شَيْئًا. وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ذَكَرُوْا مُرَارَةَ بْنَ الرَّبِيْعِ الْعَمْرِيَّ وَهِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيَّ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا.

قریش کے لوگوں کو جب یہ بتایا گیا کہ عاصم بن ثابتؓ قتل کر دئے گئے ہیں تو انہوں نے کچھ لوگ بھیجے جو حضرت عاصمؓ کی لاش سے اس قدر حصہ کاٹ کر لائیں جس سے وہ پہچانے جائیں کیونکہ حضرت عاصمؓ نے اُن کے سرداروں میں سے ایک بڑے شخص کو قتل کیا تھا۔ اللہ نے حضرت عاصمؓ پر بِھڑوں کا ایک دَل بادل کی طرح بھیج دیا جس نے قریش کے بھیجے ہوئے آدمیوں سے انہیں بچایا۔ اس لئے وہ ان کے جسم کا کوئی حصہ بھی نہ کاٹ سکے۔ حضرت کعب بن مالکؓ کہتے تھے کہ لوگوں نے مرارہ بن ربیع عمریؓ اور ہلال بن امیہ واقفیؓ کا بھی ذکر کیا ہے جو دو نیک شخص تھے کہ وہ بھی جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔

اطرافہ: ۳۰۴۵، ۴۰۸۶، ۷۴۰۲۔

۳۹۹۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَّحْيَى عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ذُكِرَ لَهُ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَكَانَ بَدْرِيًّا مَرِضَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ فَرَكِبَ إِلَيْهِ بَعْدَ أَنْ تَعَالَى النَّهَارُ وَاقْتَرَبَتِ الْجُمُعَةُ وَتَرَكَ الْجُمُعَةَ.

۳۹۹۰: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحيٰ (بن سعید انصاری) سے، انہوں نے نافع سے روایت کی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جمعہ کے دن کسی نے ذکر کیا کہ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ جو بدری صحابی ہیں وہ بیمار ہیں۔ چنانچہ حضرت ابن عمرؓ سوار ہوکر (ان کی عیادت کے لئے) ان کے پاس گئے جبکہ دن بہت چڑھ چکا تھا اور جمعہ کا وقت قریب تھا۔ انہوں نے (حضرت سعید بن زیدؓ کی بیماری کی وجہ سے) جمعہ چھوڑ دیا۔

۳۹۹۱: وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ

۳۹۹۱: اور لیث (بن سعد) نے کہا: یونس نے ابن شہاب سے روایت کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ

ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ يَأْمُرُهُ أَنْ يَّدْخُلَ عَلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ فَيَسْأَلَهَا عَنْ حَدِيْثِهَا وَعَنْ مَّا قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اسْتَفْتَتْهُ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَرْقَمِ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهُ أَنَّ سُبَيْعَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ فَلَمْ تَنْشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِّفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ فَقَالَ لَهَا مَا لِي أَرَاكِ تَجَمَّلْتِ لِلْخُطَّابِ تُرَجِّيْنَ النِّكَاحَ فَإِنَّكِ وَاللهِ مَا أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتَّى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ قَالَتْ سُبَيْعَةُ فَلَمَّا قَالَ لِي ذَلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِيْنَ أَمْسَيْتُ

انہوں نے کہا: عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے باپ (عبد اللہ) نے عمر بن عبد اللہ بن ارقم زہری کو یہ حکم دیتے ہوئے لکھا کہ وہ حضرت سُبَیعہ بنت حارث اسلمیہؓ کے پاس جائیں اور اُن سے اُن کی بات پوچھیں اور وہ بات بھی پوچھیں جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اُن سے فرمائی تھی جبکہ انہوں نے آپؐ سے مسئلہ پوچھا تھا۔ چنانچہ عمر بن عبد اللہ بن ارقم نے (جواب میں) عبد اللہ بن عتبہ کو لکھا اور خبر دی کہ حضرت سُبَیعہ بنت حارثؓ نے انہیں یہ خبر دی تھی کہ وہ حضرت سعد بن خولہؓ کے نکاح میں تھیں جو بنی عامر بن لؤی کے قبیلہ سے اور بدری صحابہ میں سے تھے وہ حجۃ الوداع میں فوت ہو گئے جبکہ حضرت سُبَیعہؓ حاملہ تھیں۔ حضرت سعدؓ کی وفات پر زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ ان (کی بیوی) کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ جب وہ اپنے نفاس کے بعد اچھی ہو گئیں تو شادی کا پیغام بھیجنے والوں کے لئے زیب و زینت کی۔ اس وقت ان کے پاس ابوسنابل بن بعککؓ جو قبیلہ عبد الدار کے ایک شخص تھے گئے اور ان سے کہنے لگے: کیا ہے کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لیے تم زیب و زینت کر کے بیٹھ گئی ہو اور نکاح کرنے کی امید کر رہی ہو؟ بخدا! تم ہرگز نکاح نہیں کر سکتی یہاں تک کہ تم پر چار ماہ اور دس دن نہ گزر جائیں۔ حضرت سُبَیعہؓ کہتی تھیں: جب انہوں نے

وَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَفْتَانِي بِأَنِّي قَدْ حَلَلْتُ حِينَ وَضَعْتُ حَمْلِي وَأَمَرَنِي بِالتَّزَوُّجِ إِنْ بَدَا لِي.

مجھ سے یہ کہا اور شام کا وقت ہوا تو میں نے کپڑے اوڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور آپؐ سے اس بارے میں پوچھا۔ آپؐ نے مجھے یہ فتویٰ دیا کہ جب بچہ پیدا ہو گیا ہے تو میں آزاد ہوں اور فرمایا: اگر میں مناسب سمجھوں تو نکاح کر لوں۔

تَابَعَهُ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ.

(لیث کی طرح) اصبغ بن فرج نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ انہوں نے (عبد اللہ) بن وہب سے، انہوں نے یونس سے یہ حدیث روایت کی۔

طرفهُ: ۵۳۱۹۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ مَوْلَى بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ وَكَانَ أَبُوهُ شَهِدَ بَدْرًا أَخْبَرَهُ.

اور لیث نے کہا: یونس نے مجھے بتایا کہ ابن شہاب سے یہی مروی ہے اور ہم نے ابن شہاب سے پوچھا تو انہوں نے کہا: محمد بن عبد الرحمٰن بن ثوبان نے جو بنو عامر بن لؤیؓ کے آزاد کردہ غلام تھے، مجھے بتایا کہ محمد بن ایاس بن بُکیر نے انہیں خبر دی اور ان کے باپ جنگ بدر میں شریک تھے۔

تشریح: یہ باب بھی بلا عنوان ہے اور اس کے تحت آٹھ روایتیں ہیں جن کا تعلق غزوۂ بدر کے حالات سے ہے۔ پہلی دو روایتوں میں استعمال اسلحہ سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کا ذکر ہے۔
بعض شارحین نے فَاَرْمُوْهُمْ وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ سے یہ مراد لی ہے کہ جب دشمن قریب ہو تو سنگ باری سے کام لو، اس وقت تیر اندازی سے اپنے تیر ضائع نہ کرنا۔ امام ابن حجرؒ نے یہ تشریح قبول نہیں کی۔ ان کے نزدیک دوسرا جملہ پہلے جملہ کی توضیح ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ تیر ضائع نہ ہونے دو تا دشمن ان سے فائدہ نہ اُٹھائے، اسے آگے بڑھنے دو اور جب قریب ہو جائیں اور زد میں آجائیں تو اُن پر تیر چلاؤ۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۳۸۳) کامیاب سپہ سالار وہی ہوتا ہے جو اپنی فوج اور اسلحہ دونوں سے پوری ہوشیاری کے ساتھ کام لے۔
روایت نمبر ۳۹۸۴ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس ارشاد کا ذکر ہے وہ دونوں امور سے متعلق ہے۔ روایت نمبر ۳۹۸۵ سے ظاہر ہے کہ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو پیش قدمی سے روکا اور فرمایا: کفار قریش کو آگے بڑھنے دو اور جب وہ زد میں آجائیں تو اپنے تیر چلاؤ۔ کفار قریش مسلمانوں سے تین گنا سے بھی زیادہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے صحابہ کرامؓ کو پیش قدمی سے روکا تاوہ علی وجہ البصیرت دفاع کرسکیں۔ اس سے قبل آپ نے جو دفاعی منصوبہ اختیار کیا تھا اس میں راز داری سے کام لیا اور دشمن کو معلوم تک نہیں ہونے دیا کہ آپؐ کا مقصود تجارتی قافلہ ہے یا ہتھیار بند فوج سے نبرد آزمائی۔ اس طرح دشمن شش و پنج میں رہا اور اس کی توجہ و طاقت دو جہت میں بٹ گئی اور جنگ بدر کے وقت آپؐ نے جہاں اپنی فوج اُتاری اور مورچے قائم کئے، اس سے دشمن کو آپؐ کی فوج کا پورا اندازہ نہ ہوسکا۔ مذکورہ بالا ہدایت بھی اسی تدبیر کا حصہ ہے۔ اس کے برعکس کفار قریش نے جلد بازی سے کام لیا اور ہزیمت اُٹھائی۔

روایت نمبر ۳۹۸۵ میں لفظ أَكْثَبُوكُمْ کے جو معنی أَكْثَرُوكُمْ کے کئے گئے ہیں یہ بقول ابن حجرؒ راوی کی طرف سے ہیں جو درست نہیں۔ لغت میں اَکْثَبَ کے معنی ہیں وہ قریب ہوا اور عَنْ كَثَبٍ کے معنی ہیں قریب سے۔ چنانچہ کہتے ہیں: أَكْثَبَ الصَّيْدُ: إِذَا أَمْكَنَ مِنْ نَّفْسِهٖ یعنی شکار اتنا قریب ہوگیا کہ اس نے اپنے آپ کو شکاری کی زد میں کر دیا۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۳۸۳) (أقرب الموارد-کثب) ابوداود کی روایت میں أَكْثَرُوكُمْ کی جگہ غَشُوكُمْ ہے یعنی تم پر اُمڈ آئیں۔[۱]

تیسری روایت (نمبر ۳۹۸۶) میں کفار کے جانی نقصان کا ذکر ہے کہ جنگ بدر میں ستر کفار مارے گئے اور ستر قید ہوئے۔ ان کا کل نقصان ایک صد چالیس کا ہوا۔ سیرت نگاروں نے پچاس مقتول شمار کئے ہیں۔ واقدیؒ نے تین یا چار کا ان پر اضافہ کیا ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ جن مقتولین کا علم ہوگیا اُن کے علاوہ کفار میں سے اور کوئی قتل نہیں ہوا۔ غزوات سے متعلق واقعات ڈیڑھ سو سال بعد قلم بند کئے گئے۔ پس ان حالات میں سب مقتولین کے نام کیسے محفوظ رہ سکتے تھے۔ ابن ہشام نے جنگ اُحد میں مسلمانوں کے جانی نقصان کی تعداد معین طور پر ستر بیان کی ہے اور قرآنِ مجید کی آیت اَوَ لَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا (آل عمران:۱۶۶)[۲] سے ظاہر ہے کہ غزوۂ بدر میں کفار کا نقصان مسلمانوں کے اُحد والے جانی نقصان سے دوگنا ہوا تھا۔ قیدیوں کی تعداد ستر تھی۔ اس لئے مقتولین کی تعداد کا اندازہ ستر ہی بنتا ہے۔ امام ابن حجرؒ نے حضرت براء بن عازبؓ کی مذکورہ شہادت زیر روایت نمبر ۳۹۸۶ کو قابل اعتماد قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کی اُس روایت سے بھی ان کی تصدیق ہوتی ہے جو امام مسلمؒ اپنی صحیح میں لائے ہیں۔[۳] اس کے علاوہ دوسرے راویوں کے بیان سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے۔
(فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۳۸۴)

حضرت کعب بن مالکؓ نے حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ایک مرثیہ لکھا جو ابن ہشام میں درج ہے۔ ان میں ایک شعر یہ بھی ہے جو فتح الباری کے مصنف نے نقل کیا ہے:

فَاَقَامَ بِالطَّعْنِ الْمُطَعَّنِ مِنْهُمْ سَبْعُوْنَ عُتْبَةُ مِنْهُمْ وَالْاَسْوَدُ

(فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۳۸۴)

۱۔ (سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب فی الصفوف)
۲۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: کیا جب بھی تمہیں کوئی ایسی مصیبت پہنچے کہ تم اس سے دُگنی (دشمن کو) پہنچا چکے ہو۔
۳۔ (مسلم، کتاب الجهاد، باب الإمداد بالملائكة في غزوة بدر)

اس شعر میں مقتولین بدر کا ذکر ہے اور ان کی تعداد ستر بتائی گئی ہے۔ یہ مرثیہ یوں شروع ہوتا ہے:

طَرَقَتْ هُمُوْمُكَ فَالرُّقَادُ مُسَهَّدُ وَجَزِعْتَ اَنْ سُلِخَ الشَّبَابُ الْاَغْيَدُ

وَدَعَتْ فُؤَادَكَ لِلْهَوٰى ضَمْرِيَّةٌ فَهَوَاكَ غَوْرِيٌّ وَصَحُوْكَ مُنْجِدُ

یعنی رات تیری یاد کے خیالات نے میرے دروازے کو کھٹکھٹایا اور میں جاگ پڑا اور میری اس شخص کی سی حالت ہوگئی جس کی نیند اُڑ گئی ہو۔ پھر تیرے اس واویلے کی آواز آئی کہ پُرکیف اور راحت افزاء شباب چھین لیا گیا اور ضمریہ نے تیرے دل کو محبت والفت کی دعوت دی۔ پس تیرا یہ عشق گھٹیا قسم کا ہے اور اب تیرے ہوش میں آجانے ہی سے بلندی کی پرواز حاصل ہوسکتی ہے۔

اگرچہ ایسے قصائد شک کی نظر سے دیکھے گئے ہیں کہ وہ بعد کے شعراء کا تخیل ہیں۔ لیکن دوسری مستند روایتوں اور قرائن سے مقتولین کی مذکورہ بالا تعداد درست معلوم ہوتی ہے۔ امام ابن حجرؒ نے بھی مذکورہ بالا شعر نقل کیا ہے لیکن ابن ہشام کی سیرت میں اَلطَّعْنُ الْمُطَعَّنُ کی بجائے اَلْعَطَنُ الْمُعَطَّنُ ہے۔ عَطَن کے معنی تعفن کے ہیں اور چمڑے کو پانی میں دباغت کی غرض سے ڈالنے کو بھی کہتے ہیں۔ تَعْطِیْنَ عَطَن سے باب تفعیل ہے۔ فَاَقَامَ بِالْعَطَنِ الْمُعَطَّنِ سے کفار کی ستر لاشیں کنویں میں ڈالے جانے کی طرف اشارہ ہے اور عُتْبَةُ سے مراد عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس اور اَسْوَد سے مراد اَسْوَد بن عبد الاسد بن ہلال مخزومی ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۳۸۴) یعنی یہ لوگ بھی ان میں شامل تھے جن کو کنویں میں ڈالا گیا۔

روایت نمبر ۳۹۸۷ مختصر ہے۔ یہ روایت ہجرت کے تعلق میں گزر چکی ہے۔[۱] اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک رؤیا اور اس کی تعبیر کا ذکر ہے۔ غزوۂ بدر اس خیر کثیر کا آغاز ہے جس کا وعدہ سورۃ النساء میں مومنوں سے ان الفاظ میں کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ (النساء:۹۶)[۲] پھر فرمایا: وَ مَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ (النساء:۱۰۱)[۳] اس خواب کا ذکر آئندہ کتاب التعبیر باب ۳۹ (اِذَا رَأَى بَقَرًا تُنْحَرُ) اور باب ۴۴ (اِذَا هَزَّ سَيْفًا فِي الْمَنَامِ) میں آئے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں گائیں دیکھیں اور ان سے شہدائے اُحد مراد لئے اور خیر دیکھا اور فتح مکہ مراد لی۔

---

۱ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الإسلام، روایت نمبر ۳۶۲۲)

۲ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ''اللہ نے اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ذریعہ جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر ایک نمایاں مرتبہ عطا کیا ہے جبکہ ہر ایک سے اللہ نے بھلائی کا ہی وعدہ کیا ہے۔''

۳ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ''اور جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے تو وہ زمین میں (دشمن کو) نامراد کرنے کے بہت سے مواقع اور فراخی پائے گا۔

روایت نمبر ۳۹۸۸ کا تعلق ابوجہل کے قتل سے ہے۔ یہ روایت کتاب فرض الخمس (باب ۱۸) میں بھی گذر چکی ہے۔ وہاں بیان میں قدرے اضافہ ہے۔

روایت نمبر ۳۹۸۹ کا تعلق سریہ عاصم بن ثابتؓ سے ہے۔ جنگ اُحد میں قریش مکہ اپنی مزعومہ کامیابی کے بعد مغرور ہوگئے اور انہوں نے مسلمانوں کے خلاف عرب قبائل کو اکسانا شروع کر دیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے نے اپنی تصنیف "سیرت خاتم النبیین ﷺ" میں اس واقعہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے:

"یہ دن مسلمانوں کے لیے سخت خطرہ کے دن تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاروں طرف سے متوحش خبریں آرہی تھیں۔ لیکن سب سے زیادہ خطرہ آپؐ کو قریش مکہ کی طرف سے تھا۔... اس خطرہ کو محسوس کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ صفر ۴ ہجری میں اپنے دس صحابیوں کی ایک پارٹی تیار کی اور ان پر عاصم بن ثابتؓ کو امیر مقرر فرمایا اور اُن کو یہ حکم دیا کہ وہ خفیہ خفیہ مکہ کے قریب جا کر قریش کے حالات دریافت کریں اور اُن کی کارروائیوں اور ارادوں سے آپؐ کو اطلاع دیں۔ لیکن ابھی یہ پارٹی روانہ نہیں ہوئی تھی کہ قبائل عضل اور قارہ کے چند لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے قبائل میں بہت سے آدمی اسلام کی طرف مائل ہیں، آپؐ چند آدمی ہمارے ساتھ روانہ فرمائیں جو ہمیں مسلمان بنائیں اور اسلام کی تعلیم دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی یہ خواہش معلوم کر کے خوش ہوئے اور وہی پارٹی جو خبر رسانی کے لئے تیار کی گئی تھی، ان کے ساتھ روانہ فرما دی۔[1] (سیرت خاتم النبیین ﷺ صفحہ ۵۱۳)

لیکن عضل اور قارہ کے یہ لوگ اپنی درخواست میں مخلص نہیں تھے بلکہ جھوٹے اور دغاباز تھے۔ درحقیقت یہ لوگ بنولحیان کی انگیخت پر مدینہ آئے تھے جن کا سردار سفیان بن خالد مسلمانوں کے ہاتھوں قریبی عرصہ میں مارا گیا تھا اور بنولحیان یہ چاہتے تھے کہ کسی بہانہ سے مسلمانوں کو مدینہ سے نکالا جائے اور ان پر حملہ کر کے ان کو مار دیا جائے اور اس طور پر اپنے رئیس کے مارے جانے کا بدلہ لے لیا جائے۔ چنانچہ اس قبیلہ کے لوگوں نے عضل اور قارہ کے لوگوں کے لئے بہت سے اونٹ انعام کے طور پر مقرر کئے کہ اگر وہ کسی بہانہ سے کچھ مسلمانوں کو مدینہ سے باہر لے آویں تو ان کو خطیر انعام دیا جائے گا۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے مذکورہ بالا سازش کی اور دس قراء صحابہ کو تبلیغ و تعلیم و تربیت کے نام پر لے آئے۔ جونہی یہ لوگ عسفان اور مکہ کے درمیان ھداۃ مقام پر پہنچے تو عضل اور قارہ کے لوگوں نے بنولحیان کو خفیہ خفیہ اطلاع بھجوا دی کہ مسلمان ہمارے ساتھ آرہے ہیں جس پر قبیلہ لحیان کے دوسو نوجوان جن میں سے ایک سو تیر انداز تھے، مسلمانوں کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے اور مقام رجیع میں ان کو گھیر لیا۔

ھداۃ مکہ مکرمہ کے قریب قبیلہ ہذیل کا علاقہ تھا، بنولحیان اس قبیلہ کی شاخ تھی۔ اس علاقہ کے ابتدائی حصہ

[1] (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، كتاب المغازی، بعث الرجیع، جزء ۲ صفحہ ۴۷۴ تا ۴۸۰)

میں چشمہ رجیع تھا۔ عسفان بستی بھی اسی علاقہ میں ہے۔ آج کل کے نقشہ میں اسے اصفان لکھا جاتا ہے۔ جہاں سے ھدأہ کی بستی سات میل تھی۔ (عمدۃ القاری جزء۱۷ صفحہ ۱۰۰) عسفان مکہ سے شمال کی طرف اور طائف جنوب مشرق میں اور مکہ مکرمہ ان کے درمیان ہے۔ چشمہ رجیع عسفان اور مکہ کے درمیان ہے۔

اس مقام پر پہنچ کر بنولحیان کے دو سو نوجوانوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ بھلا دس آدمی دو صد سپاہیوں کا مقابلہ کیا کر سکتے تھے لیکن مسلمانوں کو ہتھیار ڈالنے کی تعلیم نہیں دی گئی تھی، فوراً یہ صحابہؓ ایک قریبی ٹیلہ پر چڑھ گئے اور مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ کفار نے جن کے نزدیک دھوکہ دینا کوئی معیوب فعل نہیں تھا ان کو آواز دی کہ تم پہاڑی پر سے اُتر آؤ ہم تم سے پختہ عہد کرتے ہیں کہ تمہیں قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصمؓ نے جواب دیا کہ ہمیں تمہارے عہد و پیمان کا کوئی اعتبار نہیں۔ ہم تمہاری اس ذمہ داری پر نہیں اُتر سکتے۔ غرض حضرت عاصمؓ اور ان کے ساتھیوں نے مقابلہ کیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ جب سات صحابہؓ مارے گئے اور صرف حضرت خبیب بن عدیؓ اور حضرت زید بن دثنہؓ اور ایک اور صحابیؓ باقی رہ گئے تو کفار نے جن کی خواہش ان لوگوں کو زندہ پکڑنے کی تھی پھر آواز دے کر کہا کہ ہم تمہیں امان دیں گے تم نیچے اُتر آؤ۔ اب کی دفعہ مسلمان ان کے پھندے میں آ گئے اور جونہی وہ ٹیلہ سے نیچے اُترے کفار نے ان کو اپنی تیر کمانوں کی تندیوں سے جکڑ کر باندھ لیا اور اپنے ساتھ چلنے کو کہا لیکن ایک صحابی حضرت عبد اللہؓ نے ان کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا جس پر کفار نے انہیں قتل کر کے پھینک دیا اور حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کو ساتھ لے کر مکہ روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر انہیں قریش کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ حضرت خبیبؓ کو تو حارث بن عامر بن نوفل کے لڑکوں نے خرید لیا کیونکہ حضرت خبیبؓ نے غزوۂ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا جو سردارانِ قریش میں سے تھا۔ اور حضرت زیدؓ کو صفوان بن امیہ نے خریدا۔ اس کے بعد اس روایت میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ مفصل طور پر مذکور ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے سیرت خاتم النبیین ﷺ صفحہ ۵۱۳ تا ۵۱۶۔

غزوۂ بدر کے ذکر میں یہ سارا واقعہ اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عاصم، حضرت خبیب اور حضرت زید رضی اللہ عنہم سب مجاہدین بدر میں شامل تھے۔ بقول ابن اسحاقؒ حضرت عاصمؓ نے غزوۂ بدر میں عقبہ بن ابی مُعَیط کو قتل کیا تھا۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۳۸۷) ان کے مختصر دستہ پر حملہ آوروں کی تعداد مذکورہ بالا روایت میں یک صد بیان کی گئی ہے اور بعض روایات میں دو صد[1] جن میں سے ایک صد تیر انداز تھے۔ (فتح الباری شرح کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع، جزء۷ صفحہ ۴۷۶)

روایت نمبر ۳۹۹۰ میں حضرت سعید بن زیدؓ کی اور روایت نمبر ۳۹۹۱ میں حضرت سعد بن خولہؓ کی وفات کا ذکر ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ وہ بدری صحابہ میں سے تھے۔ روایت نمبر ۳۹۸۶ میں غزوۂ احد کے واقعہ کا ذکر ضمناً کیا گیا ہے۔ غزوۂ اُحد کے ذیل میں تفصیلاً اس کا ذکر آئے گا۔ (دیکھئے باب ۱۷ روایت نمبر ۴۰۴۳، باب ۲۰ روایت نمبر ۴۰۶۷)

غرض مذکورہ بالا روایتیں متفرق واقعات بدر پر مشتمل ہیں۔ اس لئے اس باب کا کوئی خاص عنوان قائم نہیں کیا گیا۔

---

[1] (بخاری، کتاب الجهاد والسير، باب ۱۷۰: هل يستأسر الرجل ومن لم يستأسر، روایت نمبر ۳۰۴۵)

بَاب ۱۱: شُهُوْدُ الْمَلَائِكَةِ بَدْرًا

بدر میں ملائکہ کی موجودگی

۳۹۹۲: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيْهِ وَكَانَ أَبُوهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَالَ جَاءَ جِبْرِيْلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ قَالَ مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ.

طرفہٗ: ۳۹۹۴۔

۳۹۹۲: اسحاق بن ابراہیم نے مجھ سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحیٰ بن سعید (انصاری) سے، یحیٰ نے معاذ بن رفاعہ بن رافع زُرَقی سے، معاذ نے اپنے باپ سے روایت کی اور ان کے باپ اہل بدر میں سے تھے، انہوں نے کہا: جبرائیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: آپؐ مسلمانوں میں اہل بدر کو کیا مقام دیتے ہیں؟ آپؐ نے جواب دیا: بہترین مسلم یا ایسا ہی کوئی کلمہ فرمایا۔ جبرائیل نے کہا: اور اسی طرح وہ ملائکہ بھی افضل ہیں جو جنگ بدر میں شریک ہوئے۔

۳۹۹۳: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ وَكَانَ رِفَاعَةُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَكَانَ رَافِعٌ مِّنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ فَكَانَ يَقُوْلُ لِابْنِهِ مَا يَسُرُّنِي أَنِّي شَهِدْتُ بَدْرًا بِالْعَقَبَةِ قَالَ سَأَلَ جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا.

۳۹۹۳: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن زید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحیٰ (بن سعید) سے، یحیٰ نے معاذ بن رفاعہ بن رافع سے روایت کی۔ حضرت رفاعہؓ اہل بدر میں سے اور حضرت رافعؓ عقبہ میں بیعت کرنے والوں میں سے ایک تھے۔ حضرت رافعؓ اپنے بیٹے حضرت رفاعہؓ سے کہا کرتے تھے کہ مجھے یہ بات خوش نہ کرتی کہ مَیں عقبہ میں (بیعت کرنے والوں میں) شامل ہونے کی بجائے بدر میں شریک ہوتا۔ وہ کہتے تھے کہ حضرت جبرائیل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (جنگ بدر میں شامل ہونے والوں کے مقام کے متعلق) پوچھا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

٣٩٩٤: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى سَمِعَ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ أَنَّ مَلَكًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَعَنْ يَّحْيَى أَنَّ يَزِيْدَ بْنَ الْهَادِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَهُ يَوْمَ حَدَّثَهُ مُعَاذٌ هَذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ يَزِيْدُ فَقَالَ مُعَاذٌ إِنَّ السَّائِلَ هُوَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

طرفہ: ۳۹۹۲۔

۳۹۹۴: اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ یزید نے ہمیں بتایا، کہا: یحيٰ نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے معاذ بن رفاعہ سے سنا کہ ایک فرشتے نے (اہل بدر کے مقام کے متعلق) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اور یحيٰ (بن سعید انصاری) سے اسی سند کے ساتھ مروی ہے کہ یزید بن ہاد نے انہیں بتایا کہ یحيٰ اس دن یزید کے ساتھ تھے جب معاذ نے ان سے یہ حدیث بیان کی۔ یزید نے کہا: معاذ کہتے تھے کہ یہ پوچھنے والے جبرائیل علیہ السلام تھے۔

٣٩٩٥: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هَذَا جِبْرِيْلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ.

طرفہ: ۴۰۴۱۔

۳۹۹۵: ابراہیم بن موسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالوہاب (ثقفی) نے ہمیں بتایا۔ خالد (حذاء) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن فرمایا: جبرائیل آرہے ہیں اپنے گھوڑے کے ایال پکڑے جنگی ہتھیار لگائے ہوئے۔

تشریح: شُهُوْدُ الْمَلَائِكَةِ بَدْرًا: اس باب میں بیہقی وغیرہ کی روایات کی کمزوری کو ظاہر کرنا مقصود ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ غزوہ بدر میں جن کفار کو فرشتوں نے قتل کیا تھا وہ زخموں کے نشان سے پہچانے جاتے تھے جو اُن کی گردنوں پر ہوتا۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۳۹۰) یہ روایتیں ناقابل اعتبار ہیں اور ایک آیت کی شرح کے تعلق میں مروی ہیں جس میں گردنوں پر مارنے کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ؕ (الأنفال:۱۳) (یہ وہ وقت تھا) جب تیرا ربّ ملائکہ کو بھی وحی کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس مومنوں کو ثابت قدم بناؤ۔ میں کفار کے دلوں میں رعب ڈالوں گا۔ پس (اے مومنو!) تم اُن کی گردنوں پر حملے کرتے جاؤ اور ان کی پور پور پر ضربیں لگاتے جاؤ۔

ضَرْبُ الْأَعْنَاقِ، ضَرْبُ الرِّقَاب اور ضَرْبُ كُلِّ بَنَانٍ سے مراد زور دار حملہ ہے جس میں نشانہ کی صحت ملحوظ ہو۔ روایات زیر باب میں فرشتوں کی موجودگی اور مشاہدے کا جو ذکر ہے وہ از قبیل مکاشفات ہے اور ان کی جنگ بھی اسی قسم کی ہے جو اُن کے مناسب حال ہے نہ تیر و تفنگ کی اور ان کا مشاہدہ روحانی بینائی سے ہوتا ہے نہ جسمانی آنکھ سے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مشاہدہ فرمایا اور صحابہ کرامؓ نے بھی اور ایسا مشاہدہ اولیاء اللہ کو بھی ہوتا ہے۔ ملائکۃ اللہ ہی کے تصرف میں سے تھا کہ عمائد قریش واقعہ نخلہ سے مشتعل ہو کر اپنے طیش میں آپے سے باہر ہو گئے اور یہی واقعہ بعد کی جنگوں کا ایک سبب بنا جن میں کفارِ قریش کی ہلاکت سے متعلق تقدیر الٰہی پوری ہوئی۔ ملائکۃ اللہ کا طریق کار ہمارے طریق کار سے جدا اور ان کا اسلوب جنگ ہمارے اسلوب جنگ سے نرالا ہے۔ بدر کے مقام پر دشمن کا عقنقل[1] (تودۂ ریگ) کے فراز میں پڑاؤ کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نشیبِ وادی میں اترنا[2] اور صحابہ کرامؓ کی قلیل تعداد کا دشمن کی نظر سے اوجھل رہنا، باد و باراں کا ظہور، صحابہ کرام کے ایک ایک تیر کا اپنے نشانہ پر ٹھیک بیٹھنا اور کاری ثابت ہونا، دشمن کی سراسیمگی اور صحابہ کرام کی دلجمعی، یہ سب ملائکۃ اللہ کے تصرف کا کرشمہ تھا جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ میں دی تھی: اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ○ (الأنفال: ۱۰) (اور اس وقت کو بھی یاد کرو) جبکہ تم اپنے ربّ سے التجائیں کرتے تھے اس پر تمہارے ربّ نے تمہاری دعاؤں کو سنا (اور کہا کہ) میں تمہاری مدد ہزاروں فرشتوں سے کروں گا۔ جن کا لشکر کے بعد لشکر بڑھ رہا ہو گا۔

دعاءِ نبوی کی قبولیت سے ظاہری اسباب میں جو جنبش پیدا ہوئی اس کے اندر ایک عجیب تسلسل دکھائی دیتا ہے۔ اس کے حصوں پر یکجائی نظر ڈالنے سے ملائکۃ اللہ کا لشکر بیکراں کارفرما نظر آتا ہے۔ کس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نازک گھڑی میں بحفاظت مکہ مکرمہ سے نکالا اور کس نے اہل مکہ کو غافل رکھا اور پھر کس نے انہیں غار ثور تک لا کر آپؐ کے تعاقب سے قریش کو ناامید واپس لوٹا دیا اور کس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بحفاظت مدینہ منورہ پہنچایا جو اسلام کی ترقی کا اہم مرکز بنا۔ حضرت عباسؓ کا ہجرت کے بعد مکہ مکرمہ میں بحالت شرک رہنا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی ہمدردی رکھنا اور آپؐ کو مدینہ منورہ میں قریش مکہ کے بد ارادوں اور منصوبوں سے آگاہ کرتے رہنا بھی ملائکۃ اللہ کے تصرف کا ایک حصہ ہے۔ ان سب واقعات کے پس پردہ ملائکہ ہی کی تحریک کارفرما تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور فتح و ظفر مندی کا پس منظر ایمان افروز آیت اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ (الأنفال: ۱۰)[3] کی تفسیر پیش کرتا ہے۔ میں نے صحیح بخاری مکمل حضرت خلیفہ اوّل مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ سے سبقاً سبقاً پڑھی ہے اور اسی طرح قرآن مجید بھی کئی بار درساً درساً سنا اور پڑھا ہے، آپؓ ملائکۃ اللہ کے تعلق میں فرمایا کرتے تھے:

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة بدر الكبرى، نزول قريش بالعدوة والمسلمين ببدر، جزء ۲ صفحہ ۲۶۲)

[2] (الطبقات الكبرى لابن سعد، ذكر عدد مغازي رسول الله، غزوة بدر، جزء ۲، صفحہ ۱۴)

[3] ترجمہ حضرت خليفة المسيح الرابعؒ: "میں ضرور ایک ہزار قطار در قطار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا"

نورالدین کو بھی ملائکۃ اللہ سے ہم کلام ہونے کا موقع ملا ہے اور نظام مَلکی بہت وسیع نظام ہے۔ انسان کے قویٰ اور ملکات میں سے ہر قوّت و ملکہ کے لئے بھی ملائکہ متعین ہیں۔ قوت بصر وبصیرت، قوت سمع و سماعت، قوت لمس و بطش اور عقل و شعور اور قوائے مفکرہ و مدبرہ کے ساتھ اگر ملائکۃ اللہ کی مدد اور ہم آہنگی نہ ہو تو یہ قوتیں بے کار بلکہ نقصان دہ ہو جاتی ہیں۔ تیر یا گولی کی شست ونشست اسی وقت اپنے نشانہ پر راس آسکتی ہے جب عقل و شعور اپنے ٹھکانے پر اور دور و نزدیک کے فاصلہ کا اندازہ صحیح ہو، اوسان بجا ہوں، قوتِ قلبیہ برقرار ہو ورنہ تیر خطا جائے گا۔ فرمایا کرتے تھے: ایک ایک ذہنی اور جسمانی قوت کے ساتھ ملائکۃ اللہ متعین ہیں اور ان کا تعلق ہر انسان کی ہر قوت سے مختلف حالات کفر و ایمان میں کم و بیش ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید نے ان کی تعداد غزوۂ بدر کے ذکر میں تین ہزار اور غزوہ احد میں پانچ ہزار بتائی ہے۔[1] یہ فرق موقع ومحل کے اختلاف اور اہمیت فرضِ منصبی کی وجہ سے ہے۔ جنگ بدر میں دشمن کی تعداد کم اور جنگ احد میں زیادہ اور اسی نسبت سے خطرہ بھی زیادہ اور ملائکہ کی حفاظت بھی زیادہ تعداد میں نازل کئے جانے کا وعدہ تھا، فرماتا ہے: وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (آل عمران:۱۲۷)[2]

موعودہ نصرتِ الٰہی کا ظہور اللہ تعالیٰ کی صفت عزیزیت اور صفت حکیمیت سے ہے۔ یہ دونوں صفتیں حسن تدبیر اور کامل غلبہ واستحکام کی متقاضی ہیں جن میں اسباب نصرت کے تمام حلقے ایک دوسرے سے پیہم پیوست ہوتے ہیں۔ ان میں تسلسل واحکام پایا جاتا ہے اور وہ محکم تدبیر الٰہی سے قوی و مضبوط کئے جاتے ہیں۔ اس تعلق میں مفصل دیکھئے کتاب آئینہ کمالات اسلام (روحانی خزائن جلد ۵) جہاں نظامِ مَلکی کے بارے میں سیر کن بحث کی گئی ہے۔

بَاب ۱۲

٣٩٩٦: حَدَّثَنِي خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَاتَ أَبُو زَيْدٍ وَلَمْ يَتْرُكْ عَقِبًا وَكَانَ بَدْرِيًّا.

اطرافهُ: ۳۸۱۰، ۵۰۰۳، ۵۰۰۴۔

۳۹۹۶: خلیفہ (بن خیاط) نے مجھے بتایا کہ محمد بن عبداللہ انصاری نے ہم سے بیان کیا۔ سعید (بن ابی عروبہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوزید (قیس بن سکنؓ) فوت ہو گئے اور انہوں نے اپنے پیچھے کوئی اولاد نہ چھوڑی اور وہ بدری تھے۔

---

[1] سورۃ آل عمران آیات ۱۲۲ تا ۱۲۶۔

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور (امر واقعہ یہ ہے کہ) مدد محض اللہ ہی کی طرف سے ملتی ہے جو کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

۳۹۹۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ خَبَّابٍ أَنَّ أَبَا سَعِيْدِ بْنَ مَالِكٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ لَحْمًا مِنْ لُحُوْمِ الْأَضْحَى فَقَالَ مَا أَنَا بِآكِلِهِ حَتَّى أَسْأَلَ فَانْطَلَقَ إِلَى أَخِيْهِ لِأُمِّهِ وَكَانَ بَدْرِيًّا قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنَّهُ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ نَقْضٌ لِمَا كَانُوْا يُنْهَوْنَ عَنْهُ مِنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْأَضْحَى بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

طرفهُ: ۵۵۶۸۔

۳۹۹۷: عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے مجھے بتایا کہ لیث (بن سعد) نے ہم سے بیان کیا، کہا: یحيٰ بن سعید نے مجھے بتایا۔ انہوں نے قاسم بن محمد سے، قاسم نے (عبداللہ) بن خباب سے روایت کی کہ حضرت ابوسعید بن مالک خدری رضی اللہ عنہ کسی سفر سے آئے اور ان کے گھر والوں نے ان کے سامنے قربانی کے گوشت میں سے کچھ پیش کیا۔ وہ کہنے لگے: جب تک میں مسئلہ پوچھ نہ لوں اس وقت تک کبھی گوشت نہیں کھاؤں گا۔ وہ اپنے بھائی کے پاس جو اُن کی ماں کی طرف سے تھے چلے اور وہ بدری تھے یعنی حضرت قتادہ بن نعمان (انصاریؓ) کے پاس اور ان سے پوچھا، انہوں نے کہا: آپؓ کے بعد ایک اور نیا حکم ہوا تھا جس نے وہ (پہلا) حکم منسوخ کر دیا تھا جس میں تین دن کے بعد قربانیوں کا گوشت کھانے کی ممانعت تھی۔

۳۹۹۸: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ الزُّبَيْرُ لَقِيْتُ يَوْمَ بَدْرٍ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ مُدَجَّجٌ لَا يُرَى مِنْهُ إِلَّا عَيْنَاهُ وَهُوَ يُكْنَى أَبَا ذَاتِ الْكَرِشِ فَقَالَ أَنَا أَبُو ذَاتِ الْكَرِشِ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَطَعَنْتُهُ فِي عَيْنِهِ فَمَاتَ. قَالَ

۳۹۹۸: عبید بن اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت زبیرؓ (بن عوام) کہتے تھے کہ جنگ بدر کے دن عبیدہ بن سعید بن عاص سے میری مڈبھیڑ ہوئی اور اس نے ہتھیاروں کو پورے طور پر پہنا ہوا تھا اس کی صرف آنکھیں ہی نظر آتی تھیں اور اس کی کنیت ابوذات الکرش تھی، کہنے لگا: میں ابوذات الکرش ہوں۔ یہ سنتے ہی میں نے اس

هِشَامٌ فَأُخْبِرْتُ أَنَّ الزُّبَيْرَ قَالَ لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِي عَلَيْهِ ثُمَّ تَمَطَّأْتُ فَكَانَ الْجُهْدَ أَنْ نَّزَعْتُهَا وَقَدِ انْثَنَى طَرَفَاهَا. قَالَ عُرْوَةُ فَسَأَلَهُ إِيَّاهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا أَبُو بَكْرٍ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ أَبُو بَكْرٍ سَأَلَهَا إِيَّاهُ عُمَرُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا فَلَمَّا قُبِضَ عُمَرُ أَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ وَقَعَتْ عِنْدَ آلِ عَلِيٍّ فَطَلَبَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتَّى قُتِلَ.

پر برچھی سے حملہ کر دیا اور اس کی آنکھ میں زخم لگایا۔ وہ وہیں مرگیا۔ ہشام کہتے تھے: مجھے بتایا گیا ہے کہ حضرت زبیرؓ کہتے تھے: میں نے اپنا پاؤں اس پر رکھا پھر دونوں ہاتھ لمبے کر کے مشکل سے میں نے وہ برچھی کھینچ کر نکالی اور اس کے دونوں کنارے مڑ گئے تھے۔ عروہ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے وہ برچھی حضرت زبیرؓ سے طلب فرمائی۔ انہوں نے آپؐ کو دی۔ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو حضرت زبیرؓ نے وہ لے لی پھر اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے وہ برچھی طلب کی اور حضرت زبیرؓ نے دے دی جب حضرت ابوبکرؓ فوت ہوئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے برچھی طلب کی اور انہوں نے دے دی۔ جب حضرت عمرؓ فوت ہوئے تو حضرت زبیرؓ نے لے لی۔ پھر اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے ان سے وہ برچھی طلب کی اور حضرت زبیرؓ نے انہیں دے دی جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو وہ حضرت علیؓ کے خاندان کو ملی۔ آخر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان سے لے لی اور وہ اس وقت تک ان کے پاس رہی کہ جب وہ شہید ہوئے۔

۳۹۹۹: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيْسَ عَائِذُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ بَايِعُوْنِي.

۳۹۹۹: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا۔ شعیب نے ہمیں بتایا کہ زہری سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ابوادریس عائذ اللہ بن عبداللہ (خولانی) نے مجھے بتایا۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ نے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے (بتایا) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے بیعت کرو۔

اطرافہ: ۱۸، ۳۸۹۲، ۳۸۹۳، ۳۸۹۴، ۴۸۹۴، ۶۷۸۴، ۶۸۰۱، ۶۸۷۳، ۷۰۵۵، ۷۱۹۹، ۷۲۱۳، ۷۴۶۸۔

٤٠٠٠: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنَّى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدًا بِنْتَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِّيْرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ (الأحزاب: ٦) فَجَاءَتْ سَهْلَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

طرفہ: ۵۰۸۸۔

۴۰۰۰: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عُقَیل سے، عُقَیل نے ابن شہاب سے روایت کی، کہا: مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت ابو حذیفہؓ نے جو بدری صحابہ میں سے تھے سالم کو متبنٰی بنایا (وہ ایک انصاری عورت کے غلام تھے) اور اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ سے ان کا نکاح کر دیا اور یہ ویسے ہی تھا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ (بن حارثہ) کو متبنٰی بنایا تھا اور زمانہ جاہلیت میں جو آدمی بھی کسی کو اپنا بیٹا بنالیتا تو لوگ اس کی طرف منسوب کر کے اس کو پکارا کرتے تھے اور وہ اس کے ترکہ کا وارث ہوتا جب اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کی کہ ان کے باپوں کی طرف منسوب کر کے ان کو پکارا کرو تو حضرت سہلہؓ (حضرت ابو حذیفہؓ کی بیوی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور پھر حضرت عروہ بن زبیرؓ نے ساری بات بیان کی۔

٤٠٠١: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي

۴۰۰۱: علی (بن عبداللہ مدینی) نے ہمیں بتایا۔ ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا کہ خالد بن ذکوان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت ربیع بنت معوذؓ سے روایت کی، کہتی تھیں: نبی ﷺ اس صبح کو میرے ہاں آئے جس میں میرا رُخصتانہ ہوا۔ آپؐ

كَمَجْلِسِكَ مِنِّي وَجُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِهِنَّ يَوْمَ بَدْرٍ حَتَّى قَالَتْ جَارِيَةٌ:

وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَقُوْلِي هَكَذَا وَقُوْلِي مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ.

طرفہ: ۵۱۴۷۔

میرے بچھونے پر ایسے بیٹھ گئے جیسے تم میرے پاس بیٹھے ہو (یہ حضرت ربیعؓ نے خالد سے کہا) اور اس وقت کچھ لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور اپنے بزرگوں کی جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے تعریف میں گا رہی تھیں یہاں تک کہ ایک لڑکی نے کہا:

ہم میں ایک ایسے نبی ہیں جو جانتے ہیں کہ کل کیا ہونا ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوں نہ کہو اور وہی کہو جو تم کہہ رہی تھیں۔

٤٠٠٢: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ يُرِيْدُ التَّمَاثِيْلَ الَّتِي فِيْهَا الْأَرْوَاحُ.

اطرافہ: ۳۲۲۵، ۳۲۲۶، ۳۳۲۲، ۵۹۴۹، ۵۹۵۸۔

۴۰۰۲: ابراہیم بن موسیٰ (رازی) نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر (بن راشد) سے، انہوں نے زہری سے روایت کی۔ (امام بخاریؒ نے کہا:) ہم سے اسماعیل (بن ابی اویس) نے بھی بیان کیا، کہا: میرے بھائی (عبدالحمید) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے سلیمان (بن بلال) سے، سلیمان نے محمد بن ابی عتیق سے، انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت کی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اُس گھر میں ملائکہ داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا ہو اور نہ اس جگہ میں جس میں کوئی مورت ہو۔ آپؐ کی مراد اُن چیزوں کی مورتیوں سے ہے جن میں جان ہو۔

٤٠٠٣ : حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ ح.

وَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَّصِيْبِي مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ مِنَ الْخُمُسِ يَوْمَئِذٍ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا فِي بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَّرْتَحِلَ مَعِي فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ فَأَرَدْتُ أَنْ أَبِيْعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِيْنَ فَنَسْتَعِيْنَ بِهِ فِي وَلِيْمَةِ عُرْسِي فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مِنَ الْأَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبَالِ وَشَارِفَايَ مُنَاخَانِ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ حَتَّى جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ فَإِذَا أَنَا بِشَارِفَيَّ قَدْ أُجِبَّتْ

۴۰۰۳: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ یونس (بن یزید ایلی) نے ہمیں بتایا۔

(امام بخاریؒ نے کہا:) احمد بن صالح نے بھی ہمیں بتایا۔ عنبسہ (بن خالد) نے ہم سے بیان کیا کہ یونس نے زہری سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا کہ علی بن حسین (زین العابدین) نے ہمیں خبر دی کہ حضرت حسین بن علی علیہم السلام نے ان کو بتایا۔ حضرت علیؓ کہتے تھے کہ میری ایک اونٹنی تھی جو مجھے اس غنیمت سے حصہ میں ملی جو جنگ بدر کے دن حاصل ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس پانچویں حصہ میں سے ایک اونٹنی دی تھی جو اللہ نے آپؐ کو اُس دن عطا کیا تھا۔ جب میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ علیہا السلام کو گھر لانا چاہا تو مَیں نے بنو قینقاع کے ایک سنار سے طے کیا تھا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم دونوں اذخر گھاس لائیں۔ میں چاہتا تھا کہ میں اس کو سناروں کے پاس بیچوں اور اس طرح اپنی شادی کے ولیمہ میں (مالی) مدد حاصل کروں۔ ابھی میں اپنی اونٹنیوں کے لئے پالان، بوریاں اور رسیاں اکٹھی کر رہا تھا اور میری دونوں اونٹنیاں ایک انصاری کے حجرہ کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں اور جو سامان میں نے اکٹھا کرنا تھا کیا۔ اتنے میں دونوں اونٹنیوں کو دیکھتا ہوں کہ ان کے کوہان کاٹ ڈالے گئے ہیں اور ان کی کوکھیں پھاڑ دی گئی ہیں اور ان کے کلیجے نکال دئے

أَسْنِمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِينَ رَأَيْتُ الْمَنْظَرَ قُلْتُ مَنْ فَعَلَ هَذَا قَالُوْا فَعَلَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَعِنْدَهُ قَيْنَةٌ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَتْ فِي غِنَائِهَا: أَلَا يَا حَمْزَ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ فَوَثَبَ حَمْزَةُ إِلَى السَّيْفِ فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَأَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا قَالَ عَلِيٌّ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لَقِيتُ فَقَالَ مَا لَكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ، عَدَا حَمْزَةُ عَلَى نَاقَتَيَّ فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَا هُوَ ذَا فِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَأُذِنَ لَهُ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُومُ حَمْزَةَ

گئے ہیں جب مَیں نے یہ نظارہ دیکھا تو مَیں آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکا، میں نے پوچھا: یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ حمزہ بن عبدالمطلب نے کیا ہے اور وہ اس گھر میں انصاریوں کے ساتھ شراب پی رہے ہیں اور ان کے پاس ایک گانے والی لونڈی بھی ہے اور یار دوست ہیں۔ لونڈی نے گاتے ہوئے کہا: اٹھو حمزہ ان موٹی تازی بلند قامت اونٹنیوں پر لپکو۔ یہ سن کر حمزہؓ نے لپک کر تلوار لی اور اُن اونٹنیوں کے کوہان کاٹ ڈالے اور کوکھیں چیر دیں اور ان دونوں کے کلیجے نکال لئے۔ حضرت علیؓ کہتے تھے: یہ دیکھ کر میں چلا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور وہاں زید بن حارثہؓ بھی تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا کہ میں سخت رنجیدہ ہوں۔ آپؐ نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہ نے میری اونٹنیوں پر ظلم ڈھایا اور اُن کے کوہان کاٹ ڈالے اور ان کی کوکھیں پھاڑ ڈالیں۔ دیکھئے وہ اس گھر میں ہیں اور ان کے ساتھ ہم مشرب ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر طلب کی اور وہ اوڑھ لی۔ آپؐ چل پڑے اور میں اور زید بن حارثہؓ آپؐ کے پیچھے ہو لئے یہاں تک کہ جب آپؐ اس گھر پر پہنچے جس میں حمزہؓ تھے، آپؐ نے اجازت طلب کی۔ آپؐ کو اجازت

فِيمَا فَعَلَ فَإِذَا حَمْزَةُ ثَمِلٌ مُحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتِهِ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِأَبِي فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ثَمِلٌ فَنَكَصَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ.

اطرافهُ: ۲۰۸۹، ۲۳۷۵، ۳۰۹۱، ۵۷۹۳۔

دی گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ کو اُن کی کرتوت پر ملامت کرنے لگے۔ دیکھا کہ حمزہ نشے میں چور ہیں۔ ان کی آنکھیں سرخ ہیں۔ حمزہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نگاہ ڈالی۔ پھر نظر اونچی کی اور گھٹنوں تک دیکھا پھر نظر اونچی کی اور چہرے کی طرف دیکھا پھر حمزہ بولے: تم (لوگ تو) میرے باپ کے غلام ہی ہو نا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے کہ نشہ میں مست ہیں اس لئے آپؐ اُلٹے پاؤں وہاں سے لوٹے اور باہر چلے آئے اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ نکل آئے۔

٤٠٠٤: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ أَنْفَذَهُ لَنَا ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ سَمِعَهُ مِنِ ابْنِ مَعْقِلٍ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَبَّرَ عَلَى سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ فَقَالَ إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا.

۴۰۰۴: محمد بن عباد نے مجھ سے بیان کیا کہ (سفیان) بن عُیینہ نے ہمیں بتایا، کہا: (عبدالرحمٰن) بن (عبداللہ) اصفہانی نے ہمیں یہ حدیث لکھ کر بھیجی، انہوں نے (عبداللہ) بن معقل سے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سہل بن حُنَیفؓ (انصاری کے جنازہ) پر تکبیریں کہیں اور کہا کہ وہ بھی جنگِ بدر میں شریک تھے۔

٤٠٠٥: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ

۴۰۰۵: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ زہری سے روایت ہے، انہوں نے کہا: سالم بن عبداللہ (بن عمرؓ) نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر (بن خطاب) رضی اللہ عنہما سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ جب حضرت عمرؓ (بن خطاب) کی بیٹی حضرت حفصہؓ حضرت خنیس بن حذافہ سہمیؓ کے فوت ہونے پر بیوہ ہوگئیں اور وہ

حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ قَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ فَقَالَ قَدْ بَدَا لِي أَنْ لَّا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِي أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا.

اطرافہُ: ۵۱۲۲، ۵۱۲۹، ۵۱۴۵۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے، جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے، مدینہ میں انہوں نے وفات پائی تو حضرت عمرؓ (بن خطاب) کہتے تھے: میں عثمان بن عفانؓ سے ملا۔ ان کے پاس حفصہؓ کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر آپؐ چاہیں تو حفصہؓ کا نکاح آپؐ سے کر دوں۔ انہوں نے کہا: میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ چنانچہ میں کئی روز تک ٹھہرا رہا۔ پھر عثمانؓ نے کہا: مجھے یہی مناسب معلوم ہوا ہے کہ میں ان دِنوں شادی نہ کروں۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے: پھر میں حضرت ابوبکرؓ سے ملا اور کہا: اگر آپؐ چاہیں تو میں حفصہؓ کا نکاح آپؐ سے کئے دیتا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ خاموش ہو گئے اور مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ عثمانؓ کی نسبت میں ان سے زیادہ رنجیدہ خاطر ہوا۔ پھر میں کچھ راتیں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہؓ سے نکاح کرنے کا پیغام بھیجا اور میں نے آپؐ سے ان کا نکاح کر دیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ مجھ سے ملے اور کہا: شاید آپؐ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں جب آپؐ نے حفصہؓ کا ذکر کیا اور میں نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے کہا: دراصل جو بات آپؐ نے پیش کی تھی اس کی نسبت آپؐ کو جواب دینے سے مجھے نہیں روکا تھا مگر اس بات نے کہ مجھے علم ہو چکا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفصہؓ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اور میں ایسا نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ منشاء ظاہر کرتا اور اگر آنحضرت ﷺ اس (رشتہ) کا خیال چھوڑ دیتے تو میں ضرور قبول کرتا۔

٤٠٠٦: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيْدَ سَمِعَ أَبَا مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلَى أَهْلِهِ صَدَقَةٌ.

أطرافهُ: ۵۵، ۵۳۵۱۔

۴۰۰۶: مسلم (بن ابراہیم) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عدی (بن ابان) سے، عدی نے عبداللہ بن یزید سے روایت کی، انہوں نے حضرت ابو مسعود بدریؓ سے سنا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایتاً بیان کرتے تھے کہ آپؐ نے فرمایا: آدمی کا اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے۔

٤٠٠٧: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِي إِمَارَتِهِ أَخَّرَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ الْعَصْرَ وَهُوَ أَمِيْرُ الْكُوْفَةِ فَدَخَلَ أَبُومَسْعُودٍ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ جَدُّ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَصَلَّى فَصَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا أُمِرْتُ كَذَلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ.

اطرافهُ: ۵۲۱، ۳۲۲۱۔

۴۰۰۷: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ زہری سے روایت ہے، (انہوں نے کہا:) عروہ بن زبیر سے میں نے سنا۔ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے ان کے زمانہ امارت میں بیان کیا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے عصر کی نماز میں دیر کر دی اور اس وقت وہ کوفہ کے حاکم تھے، حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاریؓ جو زید بن حسنؓ (بن علیؓ) کے نانا اور ان صحابہ میں سے تھے جو بدر میں شریک ہوئے حضرت مغیرہؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے: تمہیں بخوبی علم ہے کہ جبریل آئے اور انہوں نے (پانچ) نمازیں پڑھائیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازیں (ان کے پیچھے) پڑھیں۔ پھر (جبریل) نے کہا: اس طرح نمازیں پڑھنے کا مجھے حکم ہوا ہے۔ اسی طرح بشیر بن ابی مسعود بھی اپنے باپ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

٤٠٠٨: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَلَقِيْتُ أَبَا مَسْعُوْدٍ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيْهِ.

اطرافهُ: ۵۰۰۸، ۵۰۰۹، ۵۰۴۰، ۵۰۵۱۔

۴۰۰۸: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے عبدالرحمٰن بن یزید سے، انہوں نے علقمہ (بن قیس) سے، علقمہ نے حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں ہیں، جس نے وہ رات کے وقت پڑھیں وہ اس کو شر سے بچانے کے لئے کافی ہیں۔ عبدالرحمٰن کہتے تھے: پھر میں خود حضرت ابومسعودؓ سے ملا اور وہ طواف کر رہے تھے، میں نے ان سے یہ حدیث پوچھی تو انہوں نے یہی حدیث بیان کی۔

٤٠٠٩: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۰۰۹: یحيٰ بن بُکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عُقَیل سے، عُقَیل نے ابن شہاب سے روایت کی کہ حضرت محمود بن ربیعؓ نے مجھے بتایا کہ حضرت عتبان بن مالکؓ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان انصاری صحابہ میں سے تھے جو بدر میں شریک ہوئے، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔

اطرافهُ: ۴۲۴، ۴۲۵، ۶۶۷، ۶۸۶، ۸۳۸، ۸۴۰، ۱۱۸۶، ۴۰۱۰، ۵۴۰۱، ۶۴۲۳، ۶۹۳۸۔

٤٠١٠: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ هُوَ ابْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ

۴۰۱۰: احمد نے جو صالح کے بیٹے ہیں ہم سے بیان کیا کہ عنبسہ (بن خالد) نے ہمیں بتایا۔ یونس (بن یزید) نے ہم سے بیان کیا کہ ابن شہاب نے کہا: پھر

وَهُوَ أَحَدُ بَنِي سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ فَصَدَّقَهُ.

اس کے بعد میں نے حصین بن محمد (انصاری) سے حضرت محمود بن ربیعؓ کی اس حدیث کی نسبت پوچھا جو انہوں نے حضرت عتبانؓ بن مالک سے روایت کی۔ اور (حصین بن محمد) قبیلہ بنی سالم کے ایک فرد اور اس کے سرداروں میں سے تھے۔ انہوں نے حضرت محمودؓ کی (اس روایت کی) تصدیق کی۔

اطرافہ: ۴۲۴، ۴۲۵، ۶۶۷، ۶۸۶، ۸۳۸، ۸۴۰، ۱۱۸۶، ۴۰۰۹، ۵۴۰۱، ۶۴۲۳، ۶۹۳۸۔

٤٠١١: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ وَكَانَ مِنْ أَكْبَرِ بَنِي عَدِيٍّ وَكَانَ أَبُوهُ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عُمَرَ اسْتَعْمَلَ قُدَامَةَ بْنَ مَظْعُوْنٍ عَلَى الْبَحْرَيْنِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَهُوَ خَالُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَحَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

۴۰۱۱: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ زہری سے روایت ہے، انہوں نے کہا: عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے مجھے خبر دی اور وہ سرداران بنی عدی میں سے تھے اور ان کے باپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک تھے، (انہوں نے کہا:) حضرت عمرؓ نے حضرت قدامہ بن مظعونؓ کو بحرین کا امیر مقرر کیا اور یہ بھی بدر میں شریک ہوئے تھے اور یہ حضرت عبداللہ بن عمر اور (امّ المومنین) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہم کے ماموں تھے۔

٤٠١٢-٤٠١٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَنَّ عَمَّيْهِ وَكَانَا شَهِدَا بَدْرًا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى

۴۰۱۲-۴۰۱۳: عبداللہ بن محمد بن اسماء نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ (بن اسماء) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے زہری سے روایت کی کہ سالم بن عبداللہ نے انہیں خبر دی، کہا: حضرت رافع بن خدیجؓ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بتایا کہ ان کے دونوں چچوں نے جو بدر میں شریک تھے ان کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیتوں کو

عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ قُلْتُ لِسَالِمٍ فَتُكْرِيْهَا أَنْتَ قَالَ نَعَمْ إِنَّ رَافِعًا أَكْثَرَ عَلَى نَفْسِهِ.

اطرافہ: ۲۳۳۹، ۲۳۴۶، ۲۳۴۷۔

ٹھیکہ پر دینے سے روکا ہے۔ زہری نے سالم سے کہا: آپ تو انہیں ٹھیکے پر دیتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں (ہم تو دیتے ہیں) حضرت رافعؓ نے اپنے اوپر زیادتی کی۔

٤٠١٤: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيَّ قَالَ رَأَيْتُ رِفَاعَةَ بْنَ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا.

۴۰۱۴: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ حصین بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے عبداللہ بن شداد بن ہاد لیثی سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے حضرت رفاعہ بن رافع انصاریؓ کو دیکھا اور وہ بدری صحابی تھے۔

٤٠١٥: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُوعُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ

۴۰۱۵: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک مروزی) نے ہمیں خبر دی کہ معمر اور یونس نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے عروہ بن زبیر سے روایت کی کہ انہوں نے ان کو خبر دی۔ حضرت مسور بن مخرمہؓ نے ان کو بتایا کہ حضرت عمرو بن عوفؓ نے جو بنو عامر بن لوئی کے حلیف اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک تھے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو بحرین کی طرف جزیہ لینے کے لئے بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کی تھی اور ان پر حضرت علاء بن حضرمیؓ کو امیر مقرر کیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہؓ بحرین سے مال لے کر آئے اور انصار نے حضرت ابوعبیدہؓ کے آنے سے متعلق سنا

الْأَنْصَارُ بِقُدُوْمِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَوَافَوْا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوْا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَآهُمْ ثُمَّ قَالَ أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ قَالُوا أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَأَبْشِرُوْا وَأَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنِّي أَخْشَى أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ.

اور وہ سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ فجر پڑھنے کے لئے آگئے جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ آپؐ کے سامنے آبیٹھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو مسکرائے اور فرمایا: میں سمجھتا ہوں تم نے سن لیا ہے کہ ابوعبیدہؓ کچھ لائے ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: خوش ہو اور وہی امید رکھو جو تمہیں خوش کردے۔ اللہ کی قسم! محتاجی نہیں ہے کہ جس کا مجھے تمہارے متعلق اندیشہ ہو مگر میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں دنیا کی کشائش تم پر اس طرح ہو جس طرح کہ تم سے پہلوں پر ہوئی اور پھر تم اس کی خواہش ایک دوسرے سے بڑھ کر اسی طرح کرنے لگ جاؤ جس طرح انہوں نے اس کی خواہش کی اور وہ تم کو اسی طرح ہلاک کردے جس طرح ان کو ہلاک کر دیا۔

طرفهُ: ٦٤٢٥۔

٤٠١٦: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ كُلَّهَا.

اطرافهُ: ٣٢٩٧، ٣٣١٠، ٣٣١٢۔

۴۰۱۶: ابونعمان (محمد بن فضل) نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن حازم نے ہمیں بتایا کہ نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جو سانپ بھی دیکھ پاتے مار ڈالتے۔

٤٠١٧: حَتَّى حَدَّثَهُ أَبُو لُبَابَةَ الْبَدْرِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى مِنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُيُوْتِ فَأَمْسَكَ عَنْهَا.

۴۰۱۷: آخر حضرت ابولبابہ بدریؓ نے ان سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں کے سفید پتلے سانپ مارنے سے منع فرمایا ہے۔ پھر وہ اُن سے رُک گئے۔

٤٠١٨: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ مُّوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا ائْذَنْ لَنَا فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ قَالَ وَاللهِ لَا تَذَرُوْنَ مِنْهُ دِرْهَمًا.

اطرافہ: ۲۵۳۷، ۳۰۴۸۔

۴۰۱۸: ابراہیم بن منذر نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن فُلَیح نے ہمیں بتایا۔ موسیٰ بن عقبہ سے روایت ہے کہ (انہوں نے کہا:) ابن شہاب کہتے تھے: حضرت انس بن مالکؓ نے ہم سے بیان کیا کہ انصار کے کچھ آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی، کہنے لگے: ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنے بھانجے عباسؓ کو اُن کا فدیہ چھوڑ دیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ایک درہم بھی اُن کو نہ چھوڑنا۔

٤٠١٩: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَدِيٍّ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ ح.

۴۰۱۹: ابوعاصم نے ہمیں بتایا: انہوں نے ابن جریج سے، انہوں نے زہری سے، زہری نے عطاء بن یزید سے، عطاء نے عبیداللہ بن عدی سے، عبیداللہ نے حضرت مقداد بن اسودؓ سے روایت کی۔

وَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ ثُمَّ الْجُنْدَعِيُّ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ وَكَانَ حَلِيْفًا لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللهِ

(امام بخاریؒ نے کہا:) اسحاق (بن منصور) نے بھی مجھے بتایا۔ یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے ہم سے بیان کیا کہ ابن شہاب کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ) نے اپنے چچا (ابن شہاب) سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا: عطاء بن یزید لیثی جندعی نے مجھے خبر دی کہ عبیداللہ بن عدی بن خیار نے ان کو بتایا کہ حضرت مقداد بن عمرو کندیؓ نے- اور وہ بنوزہرہ کے حلیف تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک تھے- ان کو بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيْتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ فَقَالَ أَسْلَمْتُ لِلَّهِ أَأَقْتُلُهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّهُ قَطَعَ إِحْدَى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ.

طرفهُ: ۶۸۶۵۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: (یارسول اللہ!) بتائیں اگر کفار میں سے کسی شخص سے میرا مقابلہ ہو جائے اور ہم دونوں لڑ پڑیں اور وہ میرا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹ ڈالے۔ پھر مجھ سے ایک درخت کی پناہ لے کر یہ کہے: میں اللہ کی خاطر مسلمان ہو گیا۔ یارسول اللہ! کیا اب میں اس کو مار ڈالوں جبکہ اس نے ایسی بات کہی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے قتل نہ کرو۔ حضرت مقدادؓ نے کہا: یارسول اللہ! اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا ہے اور پھر اس کے بعد ایسا کہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے قتل نہ کرو کیونکہ اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو وہ تمہارے اس درجہ پر ہو جائے گا جو تم کو اُس کے قتل کرنے سے پہلے حاصل تھا اور تم اس کے درجہ پر ہو جاؤ گے جو اُس کو اس کلمہ کے کہنے سے پہلے حاصل تھا جس کو اُس نے کہا۔

۴۰۲۰: حَدَّثَنِي يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ فَقَالَ آنْتَ أَبَا جَهْلٍ قَالَ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ

۴۰۲۰: یعقوب بن ابراہیم نے مجھ سے بیان کیا کہ (اسماعیل) بن علیّہ نے ہمیں بتایا کہ سلیمان (بن طرخان) تیمی نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہم سے) بدر کے دن فرمایا: کون دیکھے گا کہ ابوجہل کا کیا حال ہے؟ یہ سن کر (حضرت عبداللہ) بن مسعودؓ چلے گئے اور دیکھا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں (حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ) نے اسے اتنا مارا ہے کہ وہ ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔ حضرت

سُلَيْمَانُ هَكَذَا قَالَهَا أَنَسٌ قَالَ آنْتَ أَبَا جَهْلٍ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ قَالَ سُلَيْمَانُ أَوْ قَالَ قَتَلَهُ قَوْمُهُ قَالَ وَقَالَ أَبُو مِجْلَزٍ قَالَ أَبُو جَهْلٍ فَلَوْ غَيْرُ أَكَّارٍ قَتَلَنِي.

ابن مسعودؓ نے کہا: تُو ہی ابوجہل ہے؟ ابن علیّہ کہتے تھے: سلیمان نے کہا: حضرت انسؓ نے اسی طرح یہ بتایا یعنی کہا: تُو ہی ابوجہل ہے؟ ابوجہل نے کہا: کیا مجھ سے بھی کوئی بڑھ کر ہے جس کو تم لوگوں نے مارا ہو؟ سلیمان کہتے تھے یا یوں کہا: جس کو اس کی قوم نے قتل کیا ہو؟ کہتے تھے: اور ابومجلز (لاحق بن حمید) کہتے تھے کہ ابوجہل نے یہ بھی کہا: اے کاش کہ زمیندار کے سوا کوئی اور مجھے قتل کرتا۔

اطرافهُ: ۳۹۶۲، ۳۹۶۳۔

٤٠٢١ : حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَقِيْنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ شَهِدَا بَدْرًا فَحَدَّثْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ هُمَا عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ وَمَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ.

۴۰۲۱: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد نے ہمیں بتایا (کہا:) معمر نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت کی کہ حضرت ابن عباس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے میں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا: آپؓ ہمارے بھائی انصار کے پاس ہمارے ساتھ چلیں (چنانچہ ہم گئے) اور ان میں سے دو نیک آدمی ہمیں ملے جو بدر میں شریک ہوئے تھے۔ میں نے عروہ بن زبیر سے یہ بیان کیا تو انہوں نے کہا: وہ حضرت عویم بن ساعدہؓ اور حضرت معن بن عدیؓ تھے۔

طرفهُ: ۲۴۶۲۔

٤٠٢٢ : حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّيْنَ خَمْسَةَ

۴۰۲۲: اسحاق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے محمد بن فُضَیل سے سنا۔ انہوں نے اسماعیل (بن ابی خالد) سے، اسماعیل نے قیس

آلَافٍ خَمْسَةَ آلَافٍ، وَقَالَ عُمَرُ لَأُفَضِّلَنَّهُمْ عَلَى مَنْ بَعْدَهُمْ.

(بن ابی حازم) سے روایت کی کہ غزوۂ بدر میں شریک ہونے والوں کا (سالانہ) عطیہ پانچ پانچ ہزار تھا۔ اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں انہیں فوقیت دوں گا اُن پر جو اِن کے بعد (کے صحابہ) ہیں۔

٤٠٢٣: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ وَذَلِكَ أَوَّلَ مَا وَقَرَ الْإِيمَانُ فِي قَلْبِي.

اطرافہ: ۷۶۵، ۳۰۵۰، ۴۸۵۴۔

۴۰۲۳: اسحاق بن منصور (مروزی) نے مجھے بتایا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے محمد بن جبیر سے، ابن جبیر نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا اور یہ پہلا موقع ہے کہ ایمان میرے دل میں بیٹھ گیا۔

٤٠٢٤: وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّتْنَى لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ.

۴۰۲۴: اور زُہری سے مروی ہے۔ انہوں نے محمد بن جبیر بن مطعم سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے بدر کے قیدیوں کی نسبت فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتے اور پھر وہ مجھ سے ان بدبودار لوگوں کے بارے میں سفارش کرتے تو میں ان کی خاطر انہیں چھوڑ دیتا۔

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْأُولَى يَعْنِي مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ تُبْقِ

اور لیث نے یحییٰ بن سعید (بن قیس) سے۔ یحییٰ نے سعید بن مسیب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: پہلا فتنہ یعنی حضرت عثمانؓ کی شہادت ایسے وقت میں ہوئی کہ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے کوئی باقی نہ تھا۔ پھر اس کے بعد دوسرا فتنہ یعنی حرّہ

مِـنْ أَصْـحَابِ الْحُدَيْبِيَـةِ أَحَـدًا ثُـمَّ وَقَعَـتِ الثَّالِثَـةُ فَلَـمْ تَرْتَفِـعْ وَلِلنَّـاسِ طَبَاخٌ.

طرفہٗ: ۳۱۳۹۔

کا واقعہ ایسے وقت میں ہوا کہ ان لوگوں میں سے کوئی باقی نہ تھا جو حدیبیہ میں شریک تھے۔ پھر تیسرا فتنہ ہوا اور وہ اس وقت تک دور نہ ہوا جب تک کہ لوگوں میں کچھ طاقت باقی تھی۔

٤٠٢٥: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْـنَ الْمُسَـيَّبِ وَعَلْقَمَـةَ بْـنَ وَقَّـاصٍ وَعُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَـةَ رَضِـيَ اللهُ عَنْهَـا زَوْجِ النَّبِـيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ كُـلٌّ حَـدَّثَنِي طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ قَالَتْ فَأَقْبَلْـتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ بِئْسَ مَـا قُلْـتِ تَسُبِّيْنَ رَجُـلًا شَـهِدَ بَدْرًا فَذَكَرَ حَدِيْثَ الْإِفْكِ.

۴۰۲۵: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر النمیری نے ہمیں بتایا۔ یونس بن یزید نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے زہری سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ سنا، ان میں سے ہر شخص نے اس واقعہ کا ایک حصہ مجھ سے بیان کیا۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: میں اور مسطحؓ کی ماں (سلمٰی بنت ابی رہمؓ) دونوں (قضائے حاجت کے لئے) چلیں۔ مسطحؓ کی ماں نے اپنی اوڑھنی سے اُلجھ کر ٹھوکر کھائی۔ بولیں: مسطحؓ کا ستیا ناس! میں نے کہا: کیا ہی بُرا کلمہ ہے جو تم نے کہا ہے، ایسے شخص کو گالیاں دیتی ہو جو بدر میں شریک تھا۔ پھر زہری نے افک کا واقعہ بیان کیا۔

اطرافہٗ: ۲۵۹۳، ۲۶۳۷، ۲۶۶۱، ۲۶۸۸، ۲۸۷۹، ۴۱۴۱، ۴۶۹۰، ۴۷۴۹، ۴۷۵۰، ۴۷۵۷، ۵۲۱۲، ۶۶۶۲، ۶۶۷۹، ۷۳۶۹، ۷۳۷۰، ۷۵۰۰، ۷۵۴۵۔

٤٠٢٦: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَـمَّدُ بْنُ فُلَيْحِ بْـنِ سُلَـيْمَانَ عَنْ مُّوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

۴۰۲۶: ابراہیم بن منذر نے ہم سے بیان کیا۔ محمد بن فُلَیح بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے، موسیٰ نے ابن شہاب سے

قَالَ هَذِهِ مَغَازِي رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُلْقِيْهِمْ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ مُوسَى قَالَ نَافِعٌ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ تُنَادِي نَاسًا أَمْوَاتًا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا قُلْتُ مِنْهُمْ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ فَجَمِيْعُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنْ قُرَيْشٍ مِمَّنْ ضُرِبَ لَهُ بِسَهْمِهِ أَحَدٌ وَثَمَانُوْنَ رَجُلًا وَكَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ قَالَ الزُّبَيْرُ قُسِمَتْ سُهْمَانُهُمْ فَكَانُوْا مِائَةً وَاللهُ أَعْلَمُ.

اطرافہ: ١٣٧٠، ٣٩٨٠۔

روایت کی۔ انہوں نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگیں ہیں اور پھر انہوں نے (بدر کا) واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ آپؐ (کفار کی لاشوں کو کنویں میں) ڈلوا رہے تھے فرمایا: تمہارے ربّ نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اس کو سچا پالیا ہے؟ موسیٰ (بن عقبہ) کہتے تھے: نافع نے کہا کہ حضرت عبداللہ (بن عمرؓ) بیان کرتے تھے: آپؐ کے صحابہؓ میں سے بعض نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ مُردوں کو پکارتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے جو میں نے کہا ہے۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: (موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے روایت کرتے ہوئے کہا:) قریش میں سے وہ جو بدر میں شریک ہوئے تھے جن کا حصہ غنیمت کے مال میں رکھا گیا تھا، کل اکاسی شخص تھے اور عروہ بن زبیر کہتے تھے: حضرت زبیرؓ نے کہا: ان کے حصے تقسیم کئے گئے اور وہ ایک سو تھے۔ واللہ اعلم۔

٤٠٢٧: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ضُرِبَتْ يَوْمَ بَدْرٍ لِلْمُهَاجِرِيْنَ بِمِائَةِ سَهْمٍ.

۴۰۲۷: ابراہیم بن موسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت زبیر (بن عوامؓ) سے روایت کی، انہوں نے کہا: جنگ بدر کے دن مہاجرین کے لئے سو حصے رکھے گئے۔

تشریح: یہ باب بھی بلا عنوان ہے اور اس کے تحت بتیس روایتیں ہیں جن میں پچیس مجاہدین بدر کے نام اس تصریح کے ساتھ مذکور ہیں کہ وہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے اور ان سے متعلق بعض واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ روایت نمبر ۴۰۰۱ میں حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء کا نام آتا ہے۔ حضرت معوذؓ وہی نوجوان ہیں جنھوں نے ابوجہل کو قتل کیا تھا اور حضرت ربیع حضرت معوذؓ کی لڑکی تھیں۔

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ (روایت نمبر ۴۰۰۲) کی وضاحت کے لیے کتاب بدء الخلق تشریح باب ۷ دیکھئے۔

روایت نمبر ۴۰۱۹ خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ زبان سے اسلام کا اقرار کرنے پر وہ دشمن بھی جس نے لڑائی میں کسی مسلمان کو زخمی کیا ہو، محفوظ و مامون ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس پر جوابی حملہ بھی جائز نہیں۔ اس تعلق میں کتاب الإیمان تشریح باب ۱۷ بھی دیکھئے۔

روایت نمبر ۴۰۲۴ میں اَلنَّتْنٰى سے قریش کی بدبودار لاشیں بھی مراد لی گئیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاشوں کے دیے جانے کی اجازت نہ دی۔ وہ اس قابل نہیں تھیں کہ مکہ مکرمہ میں لے جائی جاتیں۔ اس کے علاوہ ورثاء مقتولین کی تکلیف اور اشتعال انگیزی کا باعث ہوتیں۔

روایت نمبر ۴۰۲۴ میں تین فتنوں کا بھی ذکر ہے۔ امام ابن حجرؒ کے نزدیک یحییٰ بن سعید کی مراد وہ فتنے ہیں جو مدینہ میں رونما ہوئے اور جن کا تعلق ارض حجاز سے ہے۔ پہلا فتنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید کئے جانے کا ہے۔ دوسرا فتنہ واقعہ حرہ کا ہے۔ حرہ سیاہ پتھروں والا میدان ہے جو مدینہ کے مشرقی جانب ہے۔ اس میں یزید بن معاویہ کا لشکر اہل مدینہ پر چڑھائی کے لئے آکر اُترا۔ اس لشکر کا سردار مسلم بن عقبہ تھا۔ یہ واقعہ ۶۳ھ کا ہے۔ جنگ میں سات سو مہاجرین اور انصار مارے گئے۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۷ صفحہ ۱۱۹) تیسرا فتنہ بعض شارحین کے نزدیک ازارقہ (خوارج) کا فتنہ ہے جو یزید بن معاویہ کی موت کے بعد رونما ہوا اور بیس سال سے زیادہ مدت تک رہا۔ اور بعض کے نزدیک ابوحمزہ خارجی کا فتنہ ہے۔ خارجیوں کا یہ فتنہ ۱۳۰ھ میں ہوا جبکہ مروان بن محمد بن مروان بن حکم امیر شام تھا۔ یحییٰ بن سعید اس وقت زندہ تھے۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۰۶)

فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَلِلنَّاسِ طَبَاخٌ: طَبَاخٌ کے معنی طاقت، قدرت اور عقل و شعور کے ہیں۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کا ایک شعر ہے جس میں طَبَاخٌ کا لفظ انہوں نے استعمال کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

اَلْمَالُ يَغْشَى رِجَالًا لَا طَبَاخَ لَهُمْ   كَالسَّيْلِ يَغْشَى أُصُولَ الدِّنْدِنِ الْبَالِيْ

(فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۰۶)

یعنی مال ایسے لوگوں کے پاس آتا ہے جنہیں عقل و شعور نہیں ہوتا جس طرح سیلاب پودوں کی بوسیدہ جڑھیں ڈھانپ لیتا ہے

فَجَمِيعُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنْ قُرَيْشٍ: مہاجرین قریش جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے، مطابق روایت حضرت براء بن عازبؓ ساٹھ سے اوپر تھے۔ (روایت نمبر ۳۹۵۶) اور ان کی تعداد روایت نمبر ۴۰۲۶ میں اکاسی اور یکصد بتائی گئی ہے۔ ابن اسحاق نے مہاجرین کی تعداد مع موالی و حلفاء تراسی اور ہشام بن یوسف صنعانیؒ نے مہاجرین بدر

کا حصہ غنیمت ایک سو بتایا ہے۔ تعداد کا یہ فرق اس وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مہاجرین کے ساتھ ان کے حلیف اور غلام بھی شریک ہوتے تھے جس کی وجہ سے اندازہ تعداد کم و بیش ہے۔ امام بخاریؒ نے بدری صحابہ کا ذکر الگ باب میں بھی کیا ہے اور اندازۂ تعداد کی بنیاد حصص غنیمت کے مطابق بیان کی گئی ہے۔

بَاب ۱۳: تَسْمِيَةُ مَنْ سُمِّيَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فِي الْجَامِعِ الَّذِي وَضَعَهُ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَى حُرُوْفِ الْمُعْجَمِ

اہل بدر میں سے بترتیب حروف تہجی اُن لوگوں کے نام جن کا ذکر اس جامع کتاب میں آیا ہے جو ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے تالیف کی

اَلنَّبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَاشِمِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِيَاسُ بْنُ الْبُكَيْرِ، بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ الْقُرَشِيِّ، حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ، حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ حَلِيفٌ لِقُرَيْشٍ، أَبُو حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ الْقُرَشِيُّ، حَارِثَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيُّ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ كَانَ فِي النَّظَّارَةِ، خُبَيْبُ بْنُ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيُّ، خُنَيْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ، رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيُّ، رِفَاعَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ أَبُو لُبَابَةَ الْأَنْصَارِيُّ، الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِيُّ، زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ أَبُو طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ، أَبُو زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ، سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ الزُّهْرِيُّ، سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ

(۱) نبی حضرت محمد بن عبد اللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم، (۲) حضرت ایاس بن بکیرؓ، (۳) حضرت بلال بن رباحؓ حضرت ابوبکر (صدیق) قریشیؓ کے آزاد کردہ غلام، (۴) حضرت حمزہ بن عبد المطلب ہاشمیؓ، (۵) حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ حلیف قریش، (۶) حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ قریشیؓ، (۷) حضرت حارثہ بن ربیع انصاریؓ جو بدر کی جنگ میں شہید ہوئے اور یہ وہی حارثہ بن سراقہؓ ہیں جو جنگ دیکھنے والوں میں سے تھے، (۸) حضرت خبیب بن عدی انصاریؓ، (۹) حضرت خنیس بن حذافہ سہمیؓ، (۱۰) حضرت رفاعہ بن رافع انصاریؓ، (۱۱) حضرت رفاعہ بن عبد المنذر ابولبابہ انصاریؓ، (۱۲) حضرت زبیر بن عوام قریشیؓ، (۱۳) حضرت زید بن سہل ابوطلحہ انصاریؓ، (۱۴) حضرت ابوزید انصاریؓ، (۱۵) حضرت سعد بن مالک زہریؓ (یعنی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ)،

الْقُرَشِيُّ، سَعِيْدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ الْقُرَشِيُّ، سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ، ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَأَخُوهُ، عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ الْقُرَشِيُّ، عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْهُذَلِيُّ، عُتْبَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْهُذَلِيُّ، عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ، عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِيُّ، عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ الْأَنْصَارِيُّ، عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِيُّ، عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِيُّ خَلَّفَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَتِهِ وَضَرَبَ لَهُ بِسَهْمِهِ، عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْهَاشِمِيُّ، عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِيْفُ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ، عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ الْعَنَزِيُّ، عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ، عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ الْأَنْصَارِيُّ، عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ، قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُوْنٍ، قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الْأَنْصَارِيُّ، مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ، مُعَوِّذُ ابْنُ عَفْرَاءَ، وَأَخُوهُ، مَالِكُ بْنُ رَبِيْعَةَ أَبُو أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ، مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيُّ، مَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيُّ،

(۱۶) حضرت سعد بن خولہ قریشیؓ، (۱۷) حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نُفَیل قریشیؓ، (۱۸) حضرت سہل بن حُنَیف انصاریؓ، (۱۹) حضرت ظُہَیر بن رافع انصاری (۲۰) اور ان کے بھائی (حضرت مظہر بن رافع انصاریؓ)، (۲۱) حضرت عبد اللہ بن عثمان ابوبکر صدیق قریشیؓ، (۲۲) حضرت عبد اللہ بن مسعود ہذلیؓ، (۲۳) حضرت عتبہ بن مسعود ہذلیؓ، (۲۴) حضرت عبد الرحمٰن بن عوف زہریؓ، (۲۵) حضرت عبیدہ بن حارث قریشیؓ، (۲۶) حضرت عبادہ بن صامت انصاریؓ، (۲۷) حضرت عمر بن خطاب عدویؓ، (۲۸) حضرت عثمان بن عفان قریشیؓ (جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کی تیمارداری کے لئے پیچھے چھوڑ گئے تھے اور آپؐ نے ان کا بھی حصہ رکھا تھا)، (۲۹) حضرت علی بن ابی طالب ہاشمیؓ، (۳۰) حضرت عمرو بن عوف بنو عامر بن لوئی کے حلیف، (۳۱) حضرت عقبہ بن عمرو انصاریؓ، (۳۲) حضرت عامر بن ربیعہ عنزیؓ، (۳۳) حضرت عاصم بن ثابت انصاریؓ، (۳۴) حضرت عویم بن ساعدہ انصاریؓ، (۳۵) حضرت عتبان بن مالک انصاریؓ، (۳۶) حضرت قدامہ بن مظعونؓ، (۳۷) حضرت قتادہ بن نعمان انصاریؓ، (۳۸) حضرت معاذ بن عمرو بن الجموحؓ، (۳۹) حضرت معوذ ابن عفراءؓ (۴۰) اور ان کے بھائی (حضرت عوفؓ)، (۴۱) حضرت مالک بن

مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، مِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ، هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

ربیعہ ابو اُسید انصاریؓ، (۴۲) حضرت مرارہ بن ربیع انصاریؓ، (۴۳) حضرت معن بن عدی انصاریؓ، (۴۴) حضرت مسطحؓ بن اثاثہ بن عباد بن مطلب بن عبد مناف، (۴۵) حضرت مقداد بن عمرو کندیؓ حلیف بنی زہرہ، (۴۶) حضرت ہلال بن امیہ انصاری رضی اللہ عنہم۔

تشریح: تَسْمِيَةُ مَنْ سُمِّيَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فِي الْجَامِعِ: اس باب میں پنتیالیس بدری صحابہ کے نام ہیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی بھی ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ۔ جن صحابہ کا ذکر مستند احادیث میں اس تصریح کے ساتھ وارد ہوا ہے کہ وہ غزوۂ بدر میں شریک تھے ان میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا نام نہیں بحالیکہ ان کی شمولیت کے متعلق اتفاق ہے گو ان الفاظ میں ذکر نہیں کہ وہ غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ حافظ ضیاء الدین مقدسیؒ نے اپنی تصنیف کتاب الاحکام میں مجاہدین بدر کے نام مفصل لکھے ہیں۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۱۱) اور ابن اسحاقؒ نے بھی ان کے نام قبیلہ وار مع معاونین وغیرہ کا ذکر کر کے تین سو چودہ شمار کئے ہیں۔ ان میں سے مہاجرین تراسی اور انصار دو سو اکتیس جن میں سے بنو اوس اکسٹھ اور بنو خزرج ایک سو ستر ہیں۔[1]

امام ابن حجرؒ نے مذکورہ بالا فہرست میں ایک خامی کی طرف توجہ دلائی ہے، مثلاً حضرت عتبہ بن مسعودؓ برادر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا نام جو اس فہرست میں ہے، ان کا ذکر غزوۂ بدر میں شمولیت کے حوالے سے نہ بخاری میں اس مقام کے علاوہ آیا ہے اور نہ کسی دوسری کتاب مغازی میں۔ اسی طرح حضرت معوذ بن عفراءؓ کے بھائی کا ذکر ہے جن کا نام عوف بن حارث ہے ان کی ماں عفراء تھیں اور ان کے باپ کا نام حارث تھا۔ فقرہ أَخُوهُ کا تعلق حضرت معوذ بن عفراءؓ سے ہے۔ مَالِكُ بْنُ رَبِيْعَةَ علیحدہ فقرہ ہے اور مالک سے مراد حضرت مالک بن ربیعہ ابو اُسید انصاریؓ ہیں۔ جن کا ذکر حضرت معوذ بن عفراءؓ اور ان کے بھائی کے بعد آتا ہے۔

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، من حضر بدرا من المسلمين، عدد البدريين جميعا، جزء ۲ صفحہ ۳۴۵)

بَاب ١٤: حَدِيْثُ بَنِي النَّضِيْرِ
واقعہ بنونضیر

وَمَخْرَجُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {إِلَيْهِمْ[1]} فِي دِيَةِ الرَّجُلَيْنِ وَمَا أَرَادُوْا مِنَ الْغَدْرِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ كَانَتْ عَلَى رَأْسِ سِتَّةِ أَشْهُرٍ مِنْ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَبْلَ وَقْعَةِ أُحُدٍ. وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ (الحشر: ۳) وَجَعَلَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ بَعْدَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ وَأُحُدٍ.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو آدمیوں کی دیت (خون بہا) میں مدد لینے کے لئے (بنونضیر) کے پاس جانا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دغابازی کرنے کا ارادہ کیا (اس کا ذکر)۔ زُہری نے عروہ (بن زبیر) سے نقل کیا ہے کہ یہ واقعہ بدر کے واقعہ سے چھ مہینے بعد اور جنگِ اُحد سے پہلے ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: وہ خدا وہی ہے جس نے پہلی جنگ میں اہل کتاب کافروں کو اُن کی بستیوں سے نکالا۔ اور ابن اسحاق نے اس (بنونضیر کے) واقعہ کو بئر معونہ اور جنگِ اُحد کے بعد رکھا ہے۔

٤٠٢٨: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ وَالنَّضِيْرُ فَأَجْلَى بَنِي النَّضِيْرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ حَتَّى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ وَقَسَمَ نِسَاءَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوْا

۴۰۲۸: اسحاق بن نصر نے ہمیں بتایا۔ عبدالرزاق (بن ہمام) نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے، موسیٰ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: بنوقریظہ اور بنونضیر دونوں نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) لڑائی کی مگر آپؐ نے بنونضیر کو تو جلاوطن کر دیا اور بنوقریظہ کو رہنے دیا اور ان سے نیک سلوک کیا یہاں تک کہ بنوقریظہ نے (جنگ خندق میں آپؐ سے) لڑائی کی تو آپؐ نے اُن کے مَردوں کو قتل کئے جانے کا حکم

[1] لفظ إِلَيْهِمْ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہے (فتح الباری جزء ۷ حاشیہ صفحہ ۴۱۱) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآمَنَهُمْ وَأَسْلَمُوا وَأَجْلَى يَهُوْدَ الْمَدِيْنَةِ كُلَّهُمْ بَنِي قَيْنُقَاعَ وَهُمْ رَهْطُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَيَهُوْدَ بَنِي حَارِثَةَ وَكُلَّ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ.

دیا اور ان کی عورتیں بچے اور مال مسلمانوں کے درمیان تقسیم کئے گئے۔ ان میں سے بعض کے سوا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ملے، آپؐ نے اُن کو اَمان دی اور وہ مسلمان ہوگئے اور مدینہ کے سب یہودیوں کو جلاوطن کر دیا یعنی بنو قینقاع کو- اور وہ عبداللہ بن سلام کی قوم میں سے تھے- اور ایسا ہی بنو حارثہ کے یہودیوں کو بھی اور ان تمام یہودیوں کو جو مدینہ میں تھے۔

٤٠٢٩: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْ سُورَةُ النَّضِيْرِ. تَابَعَهُ هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ.

اطرافهُ: ۴۶۴۵، ۴۸۸۲، ۴۸۸۳۔

۴۰۲۹: حسن بن مدرک نے مجھے بتایا۔ یحيٰ بن حماد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوبشر (جعفر بن ابی وحشیہ) سے، ابوبشر نے سعید بن جبیر سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت ابن عباسؓ سے میں نے کہا: سورۃ الحشر تو انہوں نے کہا: اسے سورۃ النضیر کہو۔ ابوعوانہ کی طرح ہُشَیم نے بھی ابوبشر سے یہی روایت بیان کی۔

٤٠٣٠: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتَّى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ.

اطرافهُ: ۲۶۳۰، ۳۱۲۸، ۴۱۲۰۔

۴۰۳۰: عبداللہ بن ابی اسود نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ (سلیمان) سے روایت کی کہ (انہوں نے کہا:) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا۔ وہ کہتے تھے: انصار میں سے بعض لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھجور کے درخت مخصوص کر دیتے تھے یہاں تک کہ قریظہ اور نضیر مفتوح ہوئے تو اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ میں دیئے ہوئے درخت ان لوگوں کو واپس کرنے لگے۔

٤٠٣١ : حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَنَزَلَتْ: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ (الحشر: ٦)

اطرافهُ: ۲۳۲۶، ۳۰۲۱، ۴۰۳۲، ۴۸۸۴۔

۴۰۳۱: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے کھجوروں کے درخت جلوا دیئے اور کٹوا ڈالے یعنی بُوَیرہ باغ کے۔ اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی تم نے کھجوروں کے جو درخت کاٹ ڈالے ہیں یا جنہیں اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا ہے تو یہ سب اللہ کے حکم سے ہوا۔

٤٠٣٢ : حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ أَخْبَرَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ قَالَ وَلَهَا يَقُوْلُ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ:

وَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ
حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرُ

قَالَ فَأَجَابَهُ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ:

أَدَامَ اللّٰهُ ذٰلِكَ مِنْ صَنِيْعٍ
وَحَرَّقَ فِي نَوَاحِيْهَا السَّعِيْرُ

۴۰۳۲: اسحاق (بن منصور) نے مجھ سے بیان کیا (کہا:) حبان نے ہمیں خبر دی کہ جویریہ بن اسماء نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کی کھجوروں کے درخت جلوا دیئے۔ کہتے تھے اور انہی کی نسبت حضرت حسان بن ثابتؓ نے یہ شعر کہے:

بنو لؤی کے سرداروں کے لئے یہ معمولی بات
تھی وہ آگ جو بُوَیرہ میں شعلہ زن ہوئی

حضرت ابن عمرؓ کہتے تھے: ابوسفیان بن حارث (بن عبدالمطلب) نے (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) حسان کو یہ جواب دیا:

اللہ اس کارروائی کو ہمیشہ جاری رکھے اور
مدینہ کے چاروں طرف آگ بھڑکتی رہے،

سَتَعْلَمُ أَيُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ
وَتَعْلَمُ أَيُّ أَرْضَيْنَا تَضِيرُ

عنقریب تم جان لو گے کہ ہم میں سے کون اس آگ سے دور رہے گا اور یہ بھی جان لو گے کہ ہمارے ملک میں سے کس علاقہ کو یہ آگ نقصان دے گی۔

اطرافہٗ: ۲۳۲۶، ۳۰۲۱، ۴۰۳۱، ۴۸۸۴۔

٤٠٣٣ : حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيُّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَعَاهُ إِذْ جَاءَهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ هَلْ لَّكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ فَقَالَ نَعَمْ فَأَدْخِلْهُمْ فَلَبِثَ قَلِيْلًا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ هَلْ لَّكَ فِي عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ يَسْتَأْذِنَانِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا دَخَلَا قَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّذِي أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ {مَّالِ[1]} بَنِي النَّضِيْرِ فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ فَقَالَ الرَّهْطُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ عُمَرُ اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ

۴۰۳۳: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا کہ زہری سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: مالک بن اوس بن حدثان نصری نے مجھے خبر دی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا (وہ ان کے پاس آگئے) اتنے میں حضرت عمرؓ کے پاس اُن کا دربان یرفأ آیا اور کہنے لگا: کیا آپؓ اجازت دیتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن (بن عوفؓ)، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد (بن ابی وقاصؓ) آپؓ سے ملیں؟ یہ لوگ آپؓ سے اجازت طلب کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: ہاں اُن کو اندر لے آؤ۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ پھر وہ آیا اور کہنے لگا: کیا آپؓ چاہتے ہیں کہ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ آپؓ سے ملیں؟ یہ دونوں اجازت چاہتے ہیں۔ آپؓ نے کہا: ہاں۔ جب یہ دونوں اندر آئے، حضرت عباسؓ نے کہا: امیرالمؤمنین! میرے اور علیؓ کے درمیان فیصلہ کر دیں اور اُن دونوں کے درمیان اس مالِ غنیمت سے متعلق اختلاف تھا جو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نضیر سے دلوایا تھا۔ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے ایک دوسرے کو سخت سُست کہا تھا۔ اس جماعت نے کہا: امیرالمؤمنین! ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دیں

[1] لفظ مَّال فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہے (فتح الباری جزء ۷ حاشیہ صفحہ ۴۱۸) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهُ قَالُوْا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ قَدْ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ فَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ: وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ إِلَى قَوْلِهِ قَدِيْرٌ (الحشر:۷) فَكَانَتْ هٰذِهِ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُونَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَقَسَمَهَا فِيْكُمْ حَتَّى بَقِيَ هٰذَا الْمَالُ مِنْهَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ

اور ایک کو دوسرے سے چھٹکارا دلائیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: ذرا ٹھہریں، میں تم کو اُس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے؟ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ذات مراد تھی۔ کہنے لگے: بے شک آپؐ نے یہ فرمایا تھا۔ اس پر حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا؟ دونوں نے کہا: ہاں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: تب میں تمہیں اس معاملہ کی اصلیت بتاتا ہوں۔ اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مالِ غنیمت میں ایک خاص حق دیا تھا جو آپؐ کے سوا کسی اور کو نہیں دیا۔ چنانچہ اللہ جل ذکرہ نے فرمایا ہے: جو مال اللہ نے اپنے رسولؐ کو اُن سے دلوایا ہے اور تم نے اس کے لئے نہ گھوڑے دوڑائے ہیں نہ اونٹ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس کا چاہتا ہے مالک بنا دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے، تو یہ مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھا۔ پھر بخدا آپؐ نے تمہیں چھوڑ کر یہ مال اپنے لئے محفوظ نہیں رکھا اور اسے اپنے لئے خاص نہیں کیا بلکہ تمہیں دیا اور تم پر تقسیم کیا اور اس غنیمت میں سے یہ مال باقی رہا اور اس مال میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کو اُن کے ایک سال کا خرچ دیا کرتے

يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللهِ فَعَمِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهُ ثُمَّ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَأَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهُ أَبُو بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيهِ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ وَقَالَ تَذْكُرَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ عَمِلَ فِيْهِ كَمَا تَقُوْلَانِ وَاللهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ فِيْهِ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهُ سَنَتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِي أَعْمَلُ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَاللهُ يَعْلَمُ أَنِّي فِيْهِ صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ جِئْتُمَانِي كِلَاكُمَا وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ فَجِئْتَنِي يَعْنِي عَبَّاسًا فَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَلَمَّا

تھے اور پھر جو باقی رہتا اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ساری زندگی میں ایسا ہی کرتے رہے۔ آپؐ فوت ہوگئے تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائمقام ہوں اور حضرت ابو بکرؓ نے یہ مال اپنے قبضہ میں لیا اور انہوں نے اس میں ایسا ہی تصرف کیا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور یہ کہہ کر حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تم دونوں کو یاد ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے اس میں ایسا ہی کیا جیسا کہ تم (بھی) کہتے ہو۔ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اس کارروائی میں سچے اور نیک تھے اور صراط مستقیم پر قائم اور حق کے متبع رہے۔ پھر اللہ نے حضرت ابو بکرؓ کو وفات دی اور میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کا میں جانشین ہوں۔ میں نے اپنی امارت میں دو برس تک یہ مال اپنے قبضہ میں رکھا اور اس میں ویسے ہی تصرف کرتا رہا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر نے کیا تھا اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس میں صادق، نیک، صراطِ مستقیم پر قائم اور حق کا متبع تھا۔ پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور تم دونوں کی بات اور تمہارا معاملہ ایک ہی تھا۔ پھر تم اے عباس! (اکیلے بھی) میرے پاس آئے میں نے تم سے یہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ جب مجھے مناسب

بَدَا لِي أَنْ أَدْفَعَهُ إِلَيْكُمَا قُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللهِ وَمِيثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِ فِيهِ بِمَا عَمِلَ فِيهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَمَا عَمِلْتُ فِيهِ مُذْ وَلِيتُ وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِي فَقُلْتُمَا ادْفَعْهُ إِلَيْنَا بِذَلِكَ فَدَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ فَوَاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهِ بِقَضَاءٍ غَيْرِ ذَلِكَ حَتَّى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهُ فَادْفَعَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهُ.

معلوم ہوا کہ میں اس مال کو تم دونوں کے سپرد کروں تو میں نے کہا: اگر تم دونوں چاہو تو میں اس شرط سے تمہارے سپرد کئے دیتا ہوں کہ تم دونوں پر اللہ کا عہد و پیماں ہے۔ تم اس میں ویسا ہی تصرف کرو جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے کیا تھا اور جیسا میں نے خلافت سنبھالنے کے بعد کیا ہے، ورنہ مجھ سے بات نہ کرو۔ تم دونوں نے کہا: اسی شرط پر ہمیں یہ دے دیں اور میں نے تمہارے سپرد یہ مال کر دیا۔ اب کیا تم مجھ سے اس کے سوا کوئی اور فیصلہ چاہتے ہو؟ اسی اللہ کی قسم ہے جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں! میں اس سے متعلق قیامت تک بھی کوئی اور فیصلہ نہیں کروں گا۔ اگر تم اس مال کو سنبھالنے سے عاجز آگئے ہو تو پھر میرے سپرد کر دو، میں تمہاری جگہ اس کی نگرانی کروں گا۔

اطرافہ: ۲۹۰۴، ۳۰۹۴، ۴۸۸۵، ۵۳۵۷، ۵۳۵۸، ۶۷۲۸، ۷۳۰۵۔

٤٠٣٤: قَالَ فَحَدَّثْتُ هَذَا الْحَدِيثَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ صَدَقَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ أَنَا سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ ثُمُنَهُنَّ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ أَنَا أَرُدُّهُنَّ فَقُلْتُ لَهُنَّ أَلَا تَتَّقِينَ اللهَ

۴۰۳۴: زہری کہتے تھے: میں نے یہ حدیث عروہ بن زبیر سے بیان کی تو انہوں نے کہا: مالک بن اوس نے سچ کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی سنا، وہ کہتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے حضرت عثمانؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیجا وہ اس مالِ غنیمت سے جو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا تھا اپنے ترکہ کا آٹھواں حصہ مانگتی تھیں مگر میں انکار کرتی تھی، میں نے اُن سے کہا: کیا تم اللہ کے

أَلَمْ تَعْلَمْنَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ بِذَلِكَ نَفْسَهُ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هَذَا الْمَالِ فَانْتَهَى أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَا أَخْبَرَتْهُنَّ قَالَ فَكَانَتْ هَذِهِ الصَّدَقَةُ بِيَدِ عَلِيٍّ مَنَعَهَا عَلِيٌّ عَبَّاسًا فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا ثُمَّ كَانَ بِيَدِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَحَسَنِ بْنِ حَسَنٍ كِلَاهُمَا كَانَا يَتَدَاوَلَانِهَا ثُمَّ بِيَدِ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ وَهِيَ صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا.

اطرافهُ: ۶۷۲۷، ۶۷۳۰۔

غضب سے نہیں ڈرتیں؟ کیا تم نہیں جانتیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے؟ اس سے آپؐ کی مراد اپنی ہی ذات تھی، آلِ محمد ﷺ اس مال میں سے اپنے کھانے کے لئے لیا کریں گے۔ چنانچہ نبی ﷺ کی ازواج اس کو سن کر جو میں نے ان کو بتایا تھا ترکہ کا حصہ مانگنے سے رُک گئیں۔ عروہ کہتے تھے: یہ صدقہ حضرت علیؓ کے ہاتھ میں رہا، حضرت علیؓ نے حضرت عباسؓ کو نہ دیا اور پھر اُن سے زبردستی یہ مال لیا۔ پھر اس کے بعد حضرت حسن بن علیؓ کے ہاتھ رہا۔ پھر حضرت حسین بن علیؓ کے ہاتھ میں، پھر علی بن حسین اور حسن بن حسن کے ہاتھ میں۔ دونوں باری باری اس کا انتظام کرتے رہے۔ پھر زید بن حسن کے ہاتھ میں رہا اور یہ مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح طور پر صدقہ رہا۔

٤٠٣٥: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيْرَاثَهُمَا أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ.

اطرافهُ: ۳۰۹۲، ۳۷۱۱، ۴۲۴۰، ۶۷۲۵۔

۴۰۳۵: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا۔ ہشام نے ہمیں خبر دی کہ معمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام اور حضرت عباسؓ دونوں اپنا ورثہ مانگنے کے لئے حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ زمین جو فدک میں ہے اور آپؐ کا وہ حصہ جو خیبر میں ہے۔

٤٠٣٦: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ وَاللهِ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي.

اطرافہ: ۳۰۹۳، ۳۷۱۲، ۴۲۴۱، ۶۷۲۶۔

۴۰۳۶: حضرت ابوبکرؓ نے کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں، ہم جو چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے۔ آلِ محمدؐ اس مال سے کھائیں گے۔ اللہ کی قسم! اپنے رشتہ داروں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار مجھے زیادہ پیارے ہیں کہ میں ان کے ساتھ حسن سلوک کروں۔

تشریح: حَدِيْثُ بَنِي النَّضِيْرِ: جس طرح غزوۂ بدر کے اسباب سے متعلق کتب مغازی وغیرہ میں خلط ملط ہے اسی طرح غزوہ بنی نضیر کے بارے میں بھی ان کے بیانات مخدوش ہیں۔ اس باب میں اس کی تاریخ وقوع وغیرہ سے متعلق غلطی کا ازالہ کیا گیا ہے جیسا کہ عنوانِ باب ہی میں عروہ بن زبیر کی روایت کا حوالہ دے کر اُن راویوں کی غلطی کا ذکر ہے جنہوں نے واقعہ بئر معونہ کے بعد اس غزوہ کا ذکر کیا ہے۔ داودی نے ابن اسحاقؒ کی روایت کو ترجیح دی ہے جو درست نہیں۔ امام ابن حجرؒ نے ان کا استدلال کمزور قرار دے کر دلائل سے اس کا ردّ کیا ہے۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۱۳)

امام زہریؒ کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ بنو نضیر کا واقعہ (بقول عروہ بن زبیر) غزوۂ بدر سے چھ ماہ بعد ہوا تھا۔ کتب مغازی کی تمہید سے ظاہر ہوتا ہے کہ غزوات سے متعلق عروہ کی روایات زیادہ قابل وثوق ہیں۔ ابن اسحاقؒ نے غزوات کی ترتیب میں غزوہ بنی نضیر کو واقعہ رجیع، بئر معونہ اور غزوۂ اُحد کے بعد رکھا ہے۔ ابن سعد نے بھی ابن ہشام کا تتبع کیا۔ ان کی ترتیب سے غزوۂ بنی نضیر کے اسباب مشتبہ ہو جاتے ہیں۔ اس غلطی کا ازالہ کرنے کی غرض سے عنوانِ باب میں عروہ بن زبیر کی روایت کا حوالہ دینے کے بعد سورۃ الحشر کی آیات کا حوالہ دیا گیا ہے۔

یہ غزوہ آخری کڑی ہے متعدد حوادث کی جو اس سے قبل اور جنگ بدر کے بعد چھ ماہ کے مختصر عرصے میں یکے بعد دیگرے رونما ہوئے جن میں یہودی قبائل مدینہ کا ہاتھ تھا، جب تک ان کی غداری نمایاں نہیں ہوگئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے چشم پوشی اور درگذر فرماتے رہے اور آپؐ نے میثاقِ مدینہ کا پاس رکھا جو ہجرت کے شروع ہی میں داخلی حفاظت کی غرض سے ضبط تحریر میں لایا گیا تھا۔ مدینہ کے یہودی قبائل بھی اس معاہدے میں شامل تھے۔ پیشتر اس سے کہ وہ اسباب بیان کئے جائیں جو غزوۂ بنی نضیر کا باعث ہوئے، میثاقِ مدینہ کا نقل کرنا ضروری ہے۔ یہ معاہدہ قبائل مدینہ کے ناموں اور جائے سکونت کی تصریح کے ساتھ سیرت ابن ہشام میں مفصل درج ہے۔ اس کی ضروری شقیں حسب ذیل ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

➢ هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَثْرِبَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ فَلَحِقَ بِهِمْ وَجَاهَدَ مَعَهُمْ إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ مِنْ دُونِ النَّاسِ.

محمد نبی ﷺ کی طرف سے یہ تحریر ہے کہ قریش اور یثرب کے مومن اور مسلم اور جو اُن کے تابع ہوں اور ان میں شامل ہو جائیں اور ان کے ساتھ مل جل کر جہاد کریں وہ دوسرے لوگوں کے سوا ایک امت ہوں گے۔

➢ وَ إِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرُ عَلَى مَنْ حَارَبَ أَهْلَ هَذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَ إِنَّ بَيْنَهُمُ النُّصْحَ وَالنَّصِيْحَةَ وَالْبِرَّ دُوْنَ الْإِثْمِ وَ إِنَّهُ لَمْ يَأْثَمِ امْرُءٌ بِحَلِيْفِهِ وَ إِنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُوْمِ... وَإِنَّ يَثْرِبَ حَرَامٌ جَوْفُهَا لِأَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيْفَةِ.

جس نے اس معاہدہ میں شریک ہونے والوں سے جنگ کی وہ اس کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں گے، ان کا آپس میں خیر خواہی اور نیکی کا برتاؤ ہوگا، محرمات کا ارتکاب نہیں کیا جائے گا اور اپنے حلیف سے بھی ناجائز بات نہیں کی جائے گی، ناروا سلوک نہیں ہوگا اور مظلوم کی مدد کی جائے گی... اور وادئ یثرب اس معاہدہ میں شریک ہونے والے کے لئے حرم (محفوظ جگہ) ہے۔

➢ وَإِنَّ الْجَارَ كَالنَّفْسِ غَيْرَ مُضَارٍّ وَلَا آثِمٍ وَإِنَّهُ لَا تُجَارُ حُرْمَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ أَهْلِهَا.

ہمسایہ سے بھی اپنے نفس کا سا سلوک ہوگا۔ اسے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچایا جائے گا اور اس سے کوئی ناروا بات نہیں کی جائے گی اور کسی خاتون کو اُس کے اقرباء کی اجازت کے بغیر پناہ نہیں دی جائے گی۔

➢ وَإِنَّهُ لَا تُجَارُ قُرَيْشٌ وَلَا مَنْ نَصَرَهَا، وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلَى مَنْ دَهَمَ يَثْرِبَ، وَإِذَا دُعُوا إِلَى صُلْحٍ يُصَالِحُوْنَهُ وَيَلْبَسُونَهُ، فَإِنَّهُمْ يُصَالِحُونَهُ وَيَلْبَسُونَهُ، وَ إِنَّهُمْ إِذَا دُعُوا إِلَى مِثْلِ ذَلِكَ فَإِنَّهُ لَهُمْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا مَنْ حَارَبَ فِي الدِّيْنِ، عَلَى كُلِّ أُنَاسٍ حِصَّتُهُمْ مِنْ جَانِبِهِمُ الَّذِي قِبَلَهُمْ.

قریش کو (مدینہ میں) پناہ نہیں دی جائے گی اور نہ اُن کے مددگاروں کو۔ یثرب پر حملہ آور کے خلاف آپس میں مدد کی جائے گی اور اگر حملہ آور صلح کی دعوت دے اور اُس پر عمل پیرا ہو تو معاہدہ میں شریک ہونے والے دعوت صلح قبول کریں گے اور اس پر عمل پیرا ہوں گے اور اسی طرح اگر یہ لوگ حملہ آوروں کو دعوت صلح دیں تو مومنوں پر بھی ان کی دعوت میں شریک ہونا ضروری ہوگا، دینی جنگ اس سے مستثنیٰ ہوگی۔ ہر فریق صلح و جنگ میں اپنا حصہ ادا کرنے کا ذمہ وار ہوگا۔ (یعنی اگر تاوان ادا کرنے کا فیصلہ ہو تو)

➢ وَإِنَّ الْيَهُودَ يُنْفِقُونَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ مَا دَامُوا مُحَارَبِينَ. وَإِنَّ عَلَى الْيَهُودِ نَفَقَتَهُمْ وَعَلَى الْمُسْلِمِيْنَ نَفَقَتَهُمْ.

یہود اور مومن جب تک حملہ آور سے جنگ رہے گی مل کر خرچ برداشت کریں گے۔ یہود اپنے اخراجات کے ذمہ وار ہوں گے اور مسلمان اپنے اخراجات کے۔

➤ وَ إِنَّهُ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا بِإِذْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ان میں سے کوئی بغیر اجازت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لئے نہیں نکلے گا۔

➤ وَ إِنَّهُ لَا يُنْحَجَزُ عَلَى ثَأْرِ جُرْحٍ وَ إِنَّهُ مَنْ فَتَكَ فَبِنَفْسِهِ فَتَكَ وَأَهْلِ بَيْتِهِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَ إِنَّ اللهَ عَلَى أَبَرِّ هَذَا.

کسی زخم کا بدلہ لینے میں کوئی روک پیدا نہیں کی جائے گی جو کسی پر حملہ کرے گا تو وہ اپنے آپ پر اور اپنے اہل ہی پر حملہ کرے گا سوائے اس کے کہ کوئی مظلوم ہو۔ (یہ معاہدہ نہایت نیک شکل میں اور پوری وفاداری سے پورا کیا جائے گا) اس کے لئے اللہ تعالیٰ ضامن ہے۔

➤ وَ إِنَّ يَهُوْدَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، لِلْيَهُوْدِ دِيْنُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِيْنِ دِيْنُهُمْ مَوَالِيهِمْ وَأَنْفُسُهُمْ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَثِمَ فَإِنَّهُ لَا يُوتِغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ. وَ إِنَّ لِيَهُودِ بَنِي النَّجَّارِ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي الْحَارِثِ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي سَاعِدَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي جُشَمٍ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي الْأَوْسِ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي ثَعْلَبَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَثِمَ فَإِنَّهُ لَا يُوتِغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ، وَإِنَّ جَفْنَةَ بَطْنٍ مِنْ ثَعْلَبَةَ كَأَنْفُسِهِمْ وَإِنَّ لِبَنِي الشَّطَيْبَةِ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ.

بنی عوف کی بستی کے یہودی مومنوں کے ساتھ مل کر بحیثیت ایک امت متصور ہوں گے۔ یہود کا اپنا دین اور مسلمانوں کا اپنا دین ہے اسی طرح ان کے حلیف اور متعلقین اپنے اپنے دین میں آزاد ہوں گے مگر جو ظلم کرے گا اور محرمات کا مرتکب ہوگا تو اُسے خیال رہے کہ وہ اپنے آپ ہی کو اور اپنے اہل کو ہلاک کرے گا۔ اسی طرح بنی نجار بستی کے یہود اور بنو حارث، بنو ساعدہ، بنو جشم، بنو اوس، بنو ثعلبہ کے یہود بھی مومنوں کے ساتھ مل کر ایک امت ہوں گے اور وہ بھی انہی شرطوں پر معاہدہ میں شریک ہیں جن پر بنو عوف کے یہود۔ مگر جو ظلم کرے گا اور محرمات کا مرتکب ہوگا تو اُسے خیال رہے کہ وہ اپنے آپ ہی کو اور اپنے اہل کو ہلاک کرے گا۔ اور بنو جفنہ جو ثعلبہ کا حصہ ہی ہیں وہ بھی انہی کی طرح ہوں گے۔ اور بنو شطیبہ بھی انہی شرطوں پر معاہدہ میں شریک ہیں جن پر بنو عوف کے یہود۔

➤ وَ إِنَّهُ مَا كَانَ بَيْنَ أَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ مِنْ حَدَثٍ أَوْ اشْتِجَارٍ يُخَافُ فَسَادُهُ فَإِنَّ مَرَدَّهُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ إِلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ اللهَ عَلَى أَتْقَى مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَأَبَرِّهِ.

اس معاہدہ میں شریک ہونے والوں کے درمیان کوئی ایسا حادثہ یا تنازعہ پیدا ہو جس سے فساد کا اندیشہ ہو تو اس کے

فیصلہ میں اللہ عزّ وجلّ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اللہ ہی ضامن ہے کہ اس معاہدہ کی رو سے غایت درجہ تقویٰ اور نیکی سے کام لیا جائے گا۔

➢ ... عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ بَيْنَهُمْ، وَهُمْ يَفْدُوْنَ عَانِيَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ ... يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى ... وَكُلُّ طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ.

(ہر قبیلہ کا نام لے کر یہ فقرہ دُہرایا گیا ہے:) خون بہا اور فدیہ کا سابقہ دستور انصاف سے اُن میں قائم رہے گا۔ اور ہر قبیلہ اپنے قیدیوں کو آزاد کرانے کا خود اسی طرح ذمہ دار ہوگا جس طرح وہ پہلے ہوتا تھا۔

➢ وَ إِنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ عَلَى مَنْ بَغَى مِنْهُمْ، أَوِ ابْتَغَى دَسِيعَةَ ظُلْمٍ أَوْ إِثْمٍ أَوْ عُدْوَانٍ أَوْ فَسَادٍ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ إِنَّ أَيْدِيَهُمْ عَلَيْهِ جَمِيعًا وَلَوْ كَانَ وَلَدَ أَحَدِهِمْ...وَ إِنَّ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَاحِدَةٌ، يُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَدْنَاهُمْ، وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضُهُمْ مَوَالِي بَعْضٍ دُونَ النَّاسِ، وَإِنَّهُ مَنْ تَبِعَنَا مِنْ يَهُودَ فَإِنَّ لَهُ النَّصْرَ وَالْأُسْوَةَ، غَيْرَ مَظْلُومِينَ وَلَا مُتَنَاصَرِيْنَ عَلَيْهِمْ وَ إِنَّ سِلْمَ الْمُؤْمِنِينَ وَاحِدَةٌ لَا يُسَالَمُ مُؤْمِنٌ دُونَ مُؤْمِنٍ فِي قِتَالٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، إِلَّا عَلَى سَوَاءٍ وَعَدْلٍ بَيْنَهُمْ.

معاہدین میں سے جس نے بغاوت کی یا ظالمانہ وطیرہ اختیار کیا یا گناہ کا مرتکب ہوا یا تعدّی کی یا فساد کیا تو متقی مومن اس کے خلاف ہوں گے، سب کے ہاتھ اس کا مقابلہ کرنے میں ایک ہوں گے خواہ اُن کا اپنا بچہ ہی کیوں نہ ہو۔... اللہ (تعالیٰ) کی ذمہ داری ایک سی ہے۔ ان میں سے معمولی شخص بھی پناہ دے سکتا ہے۔ مومن دوسرے لوگوں کے علاوہ ایک دوسرے کے معاون ہوں گے اور یہودیوں میں سے جس نے ہمارا ساتھ دیا تو اُس کو مدد دی جائے گی اور اس کے ساتھ مساوات کا سلوک ہوگا، ایسے لوگوں پر کوئی ظلم نہیں ہوگا اور نہ اُن کے خلاف کسی کی مدد کی جائے گی۔ مومنوں کا معاہدہ امن ایک سا ہے، کوئی مومن دوسرے مومن سے علیحدہ دینی جنگ میں اپنے طور پر الگ صلح نہیں کرے گا سبھی عدل و انصاف سے اس میں برابر شریک ہوں گے۔

➢ وَ إِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَقَرَّ بِمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَآمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَنْصُرَ مُحْدِثًا وَلَا يُؤْوِيهِ وَأَنَّهُ مَنْ نَصَرَهُ أَوْ آوَاهُ فَإِنَّ عَلَيْهِ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَغَضَبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَإِنَّكُمْ مَهْمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ مَرَدَّهُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کسی مومن کے لئے جس نے اس تحریر کا اقرار کیا اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا، جائز نہ ہوگا کہ وہ کسی رخنہ پیدا کرنے والے کی مدد کرے یا اسے پناہ دے، جس نے اس کی مدد کی یا پناہ دی تو اُس پر اللہ کی لعنت اور اس کا غضب قیامت کے روز ہو۔ نہ اس سے کوئی رقم لی جائے اور نہ کوئی معاوضہ اور تمہیں جس بات میں بھی آپس میں اختلاف ہوگا تو اُس کے تصفیہ کے لئے اللہ عزّ وجلّ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ (یعنی فیصلہ ہر قوم کی شریعت کے مطابق ہوگا) اور تنازعہ محمد (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوگا۔

> وَ إِنَّ اللّٰهَ عَلَى أَصْدَقِ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَأَبَرِّهِ وَ إِنَّهُ لَا يَحُوْلُ هَذَا الْكِتَابُ دُوْنَ ظَالِمٍ وَآثِمٍ، وَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ آمِنٌ وَمَنْ قَعَدَ آمِنٌ بِالْمَدِيْنَةِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ أَوْ أَثِمَ، وَ إِنَّ اللّٰهَ جَارٌ لِمَنْ بَرَّ وَاتَّقَى.

اللہ ضامن ہے کہ جو معاہدہ اس تحریر میں قرار پایا ہے پوری سچائی اور وفاداری سے اس پر عمل ہوگا اور یہ تحریر کسی ظالم وگنہگار کو سزا سے بچانے میں حائل نہیں ہوگی۔ جو (مدینہ سے) نکل جائے گا وہ امن میں ہوگا اور جو مدینہ میں رہے گا وہ بھی امن سے رہے گا لیکن جو ظلم کرے گا اور محرمات کا مرتکب ہوگا اسے امان نہیں دی جائے گی۔ اور جس نے نیکی اور تقویٰ اختیار کیا، وہ اللہ کی پناہ میں ہوگا۔
(السيرة النبوية لابن هشام، كتابه ﷺ بين المهاجرين والأنصار وموادعة يهود، جزء ۲، صفحہ ۱۴۳ تا ۱۴۶)

مذکورہ معاہدہ جس کا شق وار لفظی ترجمہ کیا گیا ہے ”میثاقِ مدینہ“ کے نام سے مشہور ہے۔ میثاق کے معنی ہیں پختہ معاہدہ۔ فریقین کی باہمی رضامندی، قول واقرار اور اللہ تعالیٰ کے نام سے یہ معاہدہ نہایت پختہ کیا گیا تھا۔ اس میں صراحت ہے کہ اس کی خلاف ورزی کرنے والا ہر قسم کی حمایت، رُو رعایت، جنبہ داری اور مدد سے محروم ہوگا اور یہ بھی صراحت ہے کہ ہر فریق کو مذہبی آزادی ہوگی۔ اگر یہود یا مسلمانوں پر کوئی حملہ کرے گا تو مل کر اس کا مقابلہ کیا جائے گا اور اگر کوئی فریق حملہ آور سے صلح کرے گا تو دوسرا بھی شریک صلح ہوگا۔ مذہبی جنگ اس شق سے مستثنیٰ ہوگی۔ معاہدے میں شریک ہونے والے ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں گے۔ باہمی معاملات عدل وانصاف، نیکی اور تقویٰ پر مبنی ہوں گے۔ ایک دوسرے کی عزت و حرمت کا پاس رکھا جائے گا۔ محرمات کا ارتکاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ وادئ یثرب کا علاقہ حرم ہوگا۔ یثرب وہ بستی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت گاہ تھی اور علاقے کا نام بھی ہے جو جوفِ مدینہ کہلاتا تھا۔ یہ دس میل لمبا اور پانچ میل چوڑا میدان تھا جو پہاڑیوں اور وادیوں سے گھرا ہوا تھا۔ قبائلی بستیاں عام طور پر وادیوں کے قریب واقع تھیں جہاں آب رسانی کا انتظام کاریزوں اور کنوؤں کے ذریعے کیا گیا تھا۔ یہ بستیاں سرسبز وشاداب تھیں۔ یہاں نخلستان اور باغات اور گنجان آبادیاں شمالاً جنوباً پھیلی ہوئی تھیں۔ جنوب کی طرف قباء سے شمال میں جبل اُحد تک، جنوب مشرق میں زیادہ تر یہودی قبائل آباد تھے، شمال مغربی جہت میں وادئ عقیق کا سرسبز وشاداب علاقہ بھی یہودیوں کے قبضہ میں تھا۔ وادئ یثرب کا نام جوفِ مدینہ تھا اور یثرب کی بستی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت گاہ ہے اس جوف کے درمیان ہے۔ یہودی بستیوں میں دو یا سہ منزلہ قلعہ نما پختہ مکانات تھے جنہیں آطام کہتے تھے جو جنگی غرض کے لئے مستحکم ومسلح کئے گئے تھے۔ بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ مذکورہ بالا بستیوں میں آباد تھے، ان کے نام بھی عربی ہیں۔ قَیْن کے معنی ہیں صَانِع اور قَاع کے معنی ہیں ہموار اور نرم زمین۔ یہ لوگ پیشہ آہن گری، زرگری اور زراعت کی وجہ سے قینقاع کہلاتے تھے۔ (أقرب الموارد- قين، قاع)

معاہدہ میں یہود کے حوالے سے آٹھ قبیلے مذکور ہیں یعنی یہود بنی عوف، یہود بنی نجار، یہود بنی الحارث، یہود بنی ساعدہ، یہود بنی جشم، یہود بنی اوس، یہود بنی ثعلبہ (اور انہی میں سے بنی جفنہ بھی)، یہود بنی شطیبہ۔

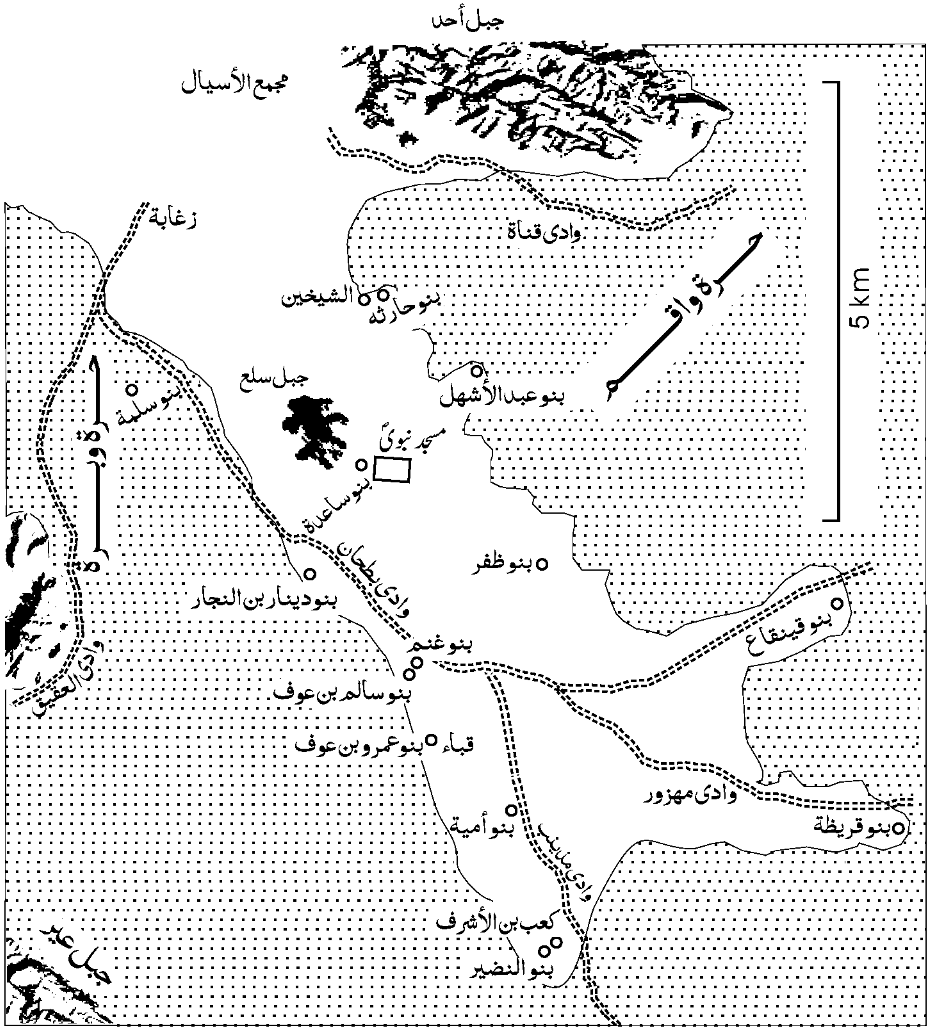

ظہورِ اسلام کے وقت جزیرۂ عرب میں یہود کی سب سے بڑی آبادی یثرب اور خیبر میں تھی جو کسی زمانہ میں عمالقہ کا مرکز تھا، حرم کی اصطلاح ان تمام بستیوں پر حاوی تھی اور یہ اصطلاح انہی معنوں میں اطلاق پاتی تھی جن میں آج کل محفوظ شہر کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ معاہدے میں صراحت ہے کہ اس کے اندرونی امن میں خلل نہیں ڈالا جائے گا اور بیرونی حملے کا متحدہ دفاع ہوگا۔ ہر قوم اپنے اپنے اخراجات خود برداشت کرے گی۔ کسی فریق کو دشمن سے صلح کرنی پڑے تو دوسرا فریق بھی شریک صلح ہوگا سوا اس کے کہ جنگ مذہبی ہو۔ تمام باشندگان کی عزت و آبرو اور مال و جان محفوظ ہوں گے اور ظالم و مجرم کو قانون الٰہی کے مطابق سزا دی جائے گی اور اس میں روک نہیں ڈالی جائے گی۔ قریش مکہ اور ان کے معاونین کو کسی قسم کی مدد اور پناہ نہیں دی جائے گی۔ کوئی فریق بغیر اجازت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لئے نہیں نکلے گا۔ اس معاہدہ کی رو سے کوئی ظالم یا مرتکب محرمات یا مفسد - سزا یا انتقام سے محفوظ نہیں ہو گا۔ تنازعات و اختلافات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا جائے گا اور فیصلہ ہر قوم کی شریعت کے مطابق ہو گا۔

مذکورہ بالا معاہدے کی ہر شق واضح ہے۔ تمام قبائل مدینہ نے برضاء ورغبت اسے تسلیم کیا۔ سرداران یہود نے بھی اس پر دستخط کئے اور معاہدے کی ایک ایک نقل اپنے پاس محفوظ رکھ لی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے لئے بقول ابن اسحاقؒ رمضان ۲ھ میں کوچ کیا یعنی ہجرت سے ڈیڑھ سال بعد۔[۱] اس عرصہ میں معاہدے پر عمل ہوا۔ مسلمان اور یہودیوں کے درمیان کھیتی باڑی سے متعلق بعض تنازعات ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان فیصلے فرمائے۔ ظلم وتعدی ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے شریعت موسوی کے مطابق فیصلہ فرمایا جو نافذ کیا گیا۔ (کتاب الخصومات، باب ۱، روایت نمبر ۲۴۱۳) تجارتی کاروبار میں جھگڑا ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کارروائی فرمائی۔ (کتاب الخصومات، باب ۳، روایت نمبر ۲۴۱۷) اور محرمات کا ارتکاب ہونے پر تورات کی سزا نافذ کی گئی۔ (کتاب المناقب باب ۲۶، روایت نمبر ۳۶۳۵)

جہاں تک معاہدہ کے احترام و نفاذ کا تعلق ہے تحویل قبلہ تک حالت بالعموم تسلی بخش رہی۔ کیونکہ عقیدہ توحید، عباداتِ الٰہی، نفی شرک، تلقین اخلاق و اعمالِ صالحہ اور ممانعت منکرات و محرمات سے متعلق شریعت موسوی و شریعت اسلامیہ میں اتفاق تھا۔ غسل و طہارت سے متعلقہ احکام میں مماثلت پائی جاتی تھی۔ صدقات و خیرات پر بھی عمل تھا۔ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں بھی پڑھی جاتی تھیں اور ذرائع دولت، صنعت و حرفت، زراعت و تجارت اور سودی کاروبار کی وجہ سے یہود مدینہ کے دیگر باشندوں کی نسبت بہت اچھی حالت میں تھے بلکہ دوسرے ان کے محتاج اور مقروض تھے۔ اس لئے یہودیوں کی اس فوقیت اور امتیاز نے انہیں وادیٔ یثرب میں محسود بنا دیا تھا اور وہ اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھے جاتے تھے اور انہیں عربوں کی طرف سے اندیشہ رہتا تھا۔ (جیسا کہ پنجاب میں سودی کاروبار کرنے والے ساہوکاروں کا حال تھا کہ زمیندار طبقہ انہیں اچھا نہیں سمجھتا تھا اور ان کے خلاف تھا یہی حال مدینہ میں یہودی ساہوکار کا تھا۔) اس لئے یہود مذکورہ بالا معاہدے کو غنیمت سمجھ کر بخوشی اس میں شامل ہو گئے اور انہوں نے معاہدہ کی حرمت کا پاس رکھا۔ اسی میں وہ اپنے مادی فوائد کو محفوظ پاتے تھے لیکن جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا اور یہ حکم غزوۂ بدر سے تقریباً ایک ماہ قبل نازل ہوا تھا۔ مدینہ میں تحویل قبلہ سے پہلے سولہ سترہ مہینے مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس ہی رہا تھا اور ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھی ہیں۔ بیت المقدس اور بیت اللہ ایک ہی سمت تھے اور آپ کا یہ طریق تھا کہ جب تک کوئی نیا حکم نازل نہ ہو تورات کے احکام کی اتباع ملحوظ رکھتے تھے۔ (اس تعلق میں کتاب الإیمان باب ۳۰، کتاب الصلاۃ باب ۳۱، ۳۲ بھی دیکھئے) مدینہ منورہ میں مشرکین کا قبلہ تو بیت اللہ ہی تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ بیت المقدس اور اسے یہود بالطبع

[۱] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ بدر الکبری، خروج رسول اللہ ﷺ، جزء ۲، صفحہ ۲۵۵)

اپنے مذہب کی فوقیت سمجھتے تھے۔ اب جبکہ تحویل قبلہ کا حکم پوری تفصیل سے نازل ہوا تو یہودیوں میں برہمی پیدا ہوگئی۔ ڈیڑھ سال کے عرصہ میں انہوں نے یہ بھی محسوس کیا کہ میثاقِ مدینہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاسِ قدسیہ اور اسوۂ حسنہ کی برکت سے وادیٔ یثرب کے مسلم قبائل میں اخوت کی گرہیں مضبوط سے مضبوط تر ہو رہی ہیں، ان کے اخلاق میں پاکیزگی نمایاں ہے، اقتصادی حالت پہلے سے اچھی ہے، ان میں بیداری پیدا ہو چکی ہے اور طبائع اصلاح کی طرف مائل ہیں۔ اس کے برعکس یہودیوں کے ہاتھ معاہدے کی ذمہ واری کے بندھنوں سے جکڑے ہوئے ہیں اور عربی قبائل کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اُٹھانے میں پہلے کی سی آزادی انہیں حاصل نہیں رہی۔ ان کا یہ احساس تحویل قبلہ کے ساتھ شدت پکڑ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روز افزوں اقتدار نے اُن کے حسد کی آگ بھڑکانی شروع کر دی۔ ان کے اس حاسدانہ تغیر کا ذکر سورۃ البقرۃ میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (البقرۃ:۱۱۰) ترجمہ: اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ بعد اس کے کہ حق اُن پر خوب کھل چکا ہے، اس حسد کی وجہ سے جو اُن کی اپنی ہی جانوں سے (پیدا ہوا) ہے، چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لے آنے کے بعد تمہیں پھر کافر بنا دیں۔ پس تم اس وقت تک کہ اللہ اپنے حکم کو نازل فرمائے، انہیں معاف کرو اور (اُن سے) درگذر کرو۔ اللہ یقیناً ہر ایک امر پر پورا (پورا) قادر ہے۔

جہاں اس آیت میں مومنوں کو عفو اور درگذر کی تلقین فرمائی ہے اور ان سے کہا گیا ہے کہ یہودیوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و تقدیر کے حوالے کیا جائے۔ یہودیوں کو اُن کی غداری کے انجام بد سے آگاہ کیا گیا ہے اور سورۃ البقرۃ میں بار بار مؤثر انداز سے انہیں اپنے مقام علم و فضل کا لحاظ رکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ فرماتا ہے: يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ (البقرۃ:۴۸، ۱۲۳)[۱] اور کھلے الفاظ میں تنبیہ کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے دوبارہ منعم بننے کا جو موقع ملا ہے اگر اس سے فائدہ نہ اُٹھایا اور اسے ضائع کر دیا تو پھر وہ دن آجائے گا جس میں کوئی نفس کسی نفس کے کام نہیں آئے گا، تاوان اور معاوضہ قبول نہیں کیا جائے گا اور سفارش بے سود ہوگی اور مددیں بے کار۔ فرماتا ہے: وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ (البقرۃ:۴۹)[۲] صرف اس تنبیہ پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ بطور اتمامِ حجت احکامِ الٰہیہ بھی ایک ایک کر کے بیان کئے گئے ہیں جن کے ساتھ ضمناً احکام تورات کا

۱۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری اُس نعمت کو جو میں نے تم پر کی اور یہ بھی کہ میں نے تمہیں سب جہانوں پر فضیلت دی۔“

۲۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اور ڈرو اس دن سے جب کوئی نفس کسی دوسرے نفس کے کچھ کام نہیں آئے گا اور نہ اس سے (اس کے حق میں) کوئی شفاعت قبول کی جائے گی اور نہ اس سے کوئی بدلہ وصول کیا جائے گا اور نہ وہ (لوگ) کسی قسم کی مدد دیئے جائیں گے۔“

بھی ذکر ہے کہ وہ ان کا پاس کریں اور یہ سارا بیان ایسے لطیف پیرایہ میں ہے کہ اسلامی شریعت کی فضیلت از خود واضح ہو جاتی ہے۔ احکامِ الٰہی کی طرف توجہ دلانے کے بعد پھر اس تنبیہہ اور اپیل کا اعادہ زیادہ واضح الفاظ میں کیا گیا ہے کہ لَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ (البقرۃ:۱۲۴) دیکھو کوئی سفارش نفع نہیں دے گی۔

سورۃ البقرۃ میں پیشگوئی فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ (البقرۃ:۲۵)[۱] کا تعلق مشرکین قریش کے انجام سے ہے جو غزوات بدر اور اُحد وغیرہ میں ظاہر ہوا اور وَ اتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ (البقرۃ:۴۹)[۱] کی پیشگوئی یہودیوں کے انجام سے متعلق ہے جو غزوات بنی نضیر وخیبر وغیرہ میں ظاہر ہوا اور اس طرح دونوں پیشگوئیاں آنحضرت ﷺ کے دعویٰ رسالت کی حقیّت کے لئے آیات بینات کی صورت میں ابدی نشانِ صداقت بنیں۔ دراصل یہی وہ دعویٰ تھا جس کے ساتھ مشارٌ الیہا آیات شروع ہوئیں۔ وَ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (البقرۃ:۲۴)[۲]

مذکورہ بالا معاہدۂ مدینہ اور صورت واقعات وہ پس منظر ہیں جن کی روشنی میں غزوہ بنی نضیر سے متعلق حدیث کی شرح ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔ امام بخاریؒ نے یہ حدیث تابع رکھی ہے آیاتِ سورۃ الحشر کے، جن کا حوالہ عنوانِ باب میں دیا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ غزوہ بنی نضیر کے اسباب سمجھنے کے لئے میثاقِ مدینہ اور یہودیوں کی طرف سے نقضِ میثاق کے واقعات بیان کئے جائیں کیونکہ سورۃ البقرۃ میں اس امر کی صراحت ہے کہ وہ یہ میثاق توڑیں گے، اپنے لوگوں کو قتل کروائیں گے، انہیں اپنے وطنوں سے نکالیں گے، محرمات کا ارتکاب کریں گے، حدود کا پاس نہ رکھیں گے اور شرارت وفتنہ انگیزی میں ایک دوسرے کی پیٹھ ٹھونکیں گے، فرماتا ہے: وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ○ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ٘ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ٘ وَ اِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَ هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ٘ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ٘ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا٘ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ٘ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ (البقرۃ:۸۵،۸۶) ترجمہ: اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ تم (آپس میں) اپنے خون نہ بہاؤ گے اور اپنے آپ کو (یعنی اپنی قوم کے لوگوں کو) اپنے گھروں سے نہ نکالو گے اور تم نے (اس کا) اقرار کر لیا تھا اور تم (اس عہد کے متعلق) ہمیشہ گواہی دیتے رہے ہو۔ پھر تم لوگ ہی ہو کہ (اس عہد کے باوجود) آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو اور اپنے میں سے ایک جماعت کو گناہ اور ظلم کے ساتھ (اُن کے دشمنوں کی) مدد کرتے

---

[۱] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔“

[۲] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اور اگر تم اس بارے میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے پر اُتارا ہے تو اس جیسی کوئی سورۃ تو لا کے دکھاؤ...“

ہوئے اُن کے گھروں سے نکالتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی ہو کر (مدد مانگنے کیلئے) آئیں تو تم فدیہ دے کر اُنہیں چُھڑا لیتے ہو، گو حقیقتاً اُن کا (گھروں سے) نکالنا (بھی) تم پر حرام کیا گیا تھا۔ تو کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر تو ایمان لاتے ہو اور ایک حصہ کا انکار کرتے ہو۔ پس تم میں سے جو ایسا کرتے ہیں، ان کی سزا اِس (جہان کی) زندگی (ہی) میں رسوائی (اُٹھانے) کے سوا اور کیا ہے (جو انہیں ملے گی) اور وہ قیامت کے دن اس سے بھی سخت عذاب کی طرف لَوٹائے جائیں گے اور جو کچھ تم کر رہے ہو، اللہ اس سے ہرگز بے خبر نہیں۔

عنوانِ باب میں واقعہ دیت سے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ غزوۂ بدر سے چھ مہینے بعد اور غزوۂ اُحد سے قبل ہوا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ میثاقِ مدینہ پر تقریباً عرصہ دو سال گزر چکے تھے کہ یہود کی طرف سے نقض معاہدہ سے متعلق مقدمات شروع ہونے لگے اور جنگ اُحد انہی کے انگیخت سے ہوئی تھی جیسا کہ اس کا مفصل ذکر ابھی ہوگا۔

باب ۱۴ کے تحت نو روایتیں نقل کی گئی ہیں۔ پہلی روایت میں ہے کہ بنو نضیر، بنو قریظہ، بنو قینقاع، بنو حارثہ اور باقی یہودِ مدینہ سب جلاوطن کئے گئے سوا اُن کے جنہوں نے امان طلب کی۔ روایت میں یہ صراحت بھی ہے کہ اوّل الذکر دو قبیلوں نے جنگ کی۔ ان میں سے ایک جلاوطن ہوا اور دوسرا مدینہ میں رہنے دیا گیا اور پھر جب اس نے جنگ کی تو اُن کے مرد قتل کئے گئے اور ان کی جائیدادیں، عورتیں اور بچے بطور مالِ غنیمت تقسیم ہوئے۔ یہ روایت موسیٰ بن عقبہؒ سے مروی ہے۔ غزواتِ نبویہ کی تمہید میں بتایا گیا ہے کہ امام زہریؒ کے شاگردوں میں سے دو شخص ہیں جن کے ذریعے غزوات کے بارے میں معلومات ہم تک پہنچی ہیں۔ ایک موسیٰ بن عقبہؒ اور دوسرے محمد بن اسحاقؒ۔ اوّل الذکر خاندانِ زبیر کے غلام تھے ان کی ملاقات حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے ثابت ہے اس لئے یہ تابعی ہیں۔ امام مالکؒ ان کے بہت مداح تھے اور ان سے انہوں نے احادیث اخذ کیں اور ان کا قول ہے کہ غزوات کا علم ان سے حاصل کیا جائے۔[1] ان کی روایت ۴۰۲۸ سے معلوم نہیں ہوتا کہ بنو نضیر اور بنو قریظہ نے کیوں جنگ کی اور ان میں سے ایک قبیلہ کیوں جلا وطن کیا گیا اور دوسرا کیوں رہنے دیا گیا اور یہ قبیلہ مدینہ میں کب تک رہا اور باقی یہودیوں کی جلاوطنی کن اسباب سے عمل میں آئی۔ ان سوالوں کا جواب سورۃ البقرۃ، سورۃ الحشر اور سورۃ الاحزاب سے ملتا ہے۔ شرح باب ۱۴ کے شروع میں بتایا گیا ہے کہ واقعہ بنو نضیر آخری کڑی ہے کئی واقعات کی جن میں یہودی قبائل نے نقض عہد کیا، ظلم و تعدی اور فتنہ و فساد سے کام لیا۔ سورۃ البقرۃ کی مذکورہ بالا آیت تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ میں صراحت ہے کہ یہودی محرمات اور شرارت میں ایک دوسرے کی پیٹھ ٹھونکتے تھے اور اسی سورۃ میں یہ بھی صراحت ہے: اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ (البقرۃ:۱۰۱)[2] یعنی اُن کا وتیرا ہو چکا تھا کہ وہ بار بار نقض عہد کے مرتکب ہوتے تھے۔ معاہدہ کی ذمہ داریوں سے دیانت داری سے عہدہ برا ہونے کی جگہ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ

[1] (سير أعلام النبلاء للذهبي، الطبقة الرابعة من التابعين، موسى بن عقبة، جزء ۶ صفحہ ۱۱۴، ۱۱۵)

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "کیا جب کبھی بھی وہ کوئی عہد کریں گے ان میں سے ایک فریق اس (عہد) کو پرے پھینک دے گا؟"

عَلٰی مُلْكِ سُلَیْمٰنَ (البقرۃ:۱۰۳)[۱] کے مطابق وہ مسلمانوں کے استیصال سے متعلق ریشہ دوانیوں اور منصوبہ بازیوں میں مشغول ہوگئے تھے جس سے انہیں اسی آیت کے آخر میں سمجھایا اور ڈرایا گیا ہے کہ ان کی یہ غداریاں بجائے نفع دینے کے نقصان رساں ہوں گی مگر انہوں نے نہ نصیحت سے فائدہ اُٹھایا نہ انذار سے بلکہ آمادہ پیکار ہوگئے جس کا مجمل ذکر موسیٰ بن عقبہؒ کی مذکورہ بالا روایت میں ہے۔

عنوانِ باب ۱۴ میں سورۃ الحشر کا حوالہ دے کر روایت کے اجمال کو واضح کیا اور اس کے بعد پانچ روایتوں سے بتایا ہے کہ سورۃ الحشر کا تعلق غزوہ بنونضیر سے ہے۔ حشر کے معنی ہیں جنگ کے لئے جمع ہونا، ہنگامہ آرائی اور فوج کشی کرنا۔ قرآنِ مجید نے یہ لفظ کئی بار ان معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ (دیکھئے سورۃ الکہف آیت ۴۸، سورۃ النمل آیت ۱۸) سورۃ الحشر کی آیت نمبر۳ میں فقرہ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ سے بظاہر یہ پایا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کی یہ پہلی صف آرائی تھی اور اس کے بعد اسی قسم کی اور بھی جنگی کارروائیاں ہیں لیکن اسی سورۃ کی آیت ۱۶ (كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ[۲]) میں صراحت ہے کہ بنونضیر سے پہلے یہودیوں کے ایک اور قبیلے کا انہی جیسا بدانجام ہوچکا ہے۔ مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سے مراد بنوقینقاع کی جلاوطنی ہے۔[۳] اسی طرح روایت نمبر ۴۰۲۸ میں بنوقینقاع سے متعلق جو اجمال ہے اس کی وضاحت بھی سورۃ الحشر ہی کے حوالہ سے کی گئی ہے جس کے دوسرے رکوع میں باقی قبائل یہود کے انجام کا بھی ذکر ہے کہ منافقین انہیں مدینہ میں رہنے اور جنگ کی صورت میں انہیں مدد دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ فرماتا ہے: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَىِٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَىِٕنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَىِٕنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَىِٕنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ (الحشر: ۱۲،۱۳) ترجمہ: کیا تُو نے اُن منافقوں کو نہیں دیکھا جو اہل کتاب میں سے اپنے کافر بھائیوں کو کہتے ہیں کہ اگر تم کو (مدینہ سے) نکالا گیا تو ہم تمہارے ساتھ ہی نکل جائیں گے اور تمہارے خلاف کبھی بھی کسی کی بات نہیں مانیں گے۔ اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ اگر ان (اہل کتاب) کو نکال دیا گیا تو یہ (منافق) اُن کے ساتھ کبھی نہیں نکلیں گے اور اگر ان (اہل کتاب) سے جنگ کی گئی تو یہ (منافق) ان کی کبھی مدد نہیں کریں گے۔ اور اگر مدد کی بھی تو (ایسے جھوٹے دل سے کریں گے کہ) جنگ ہوتے ہی پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ اور (انہوں نے ان کی مدد تو کیا کرنی ہے خطرہ کے موقع پر) ان کی اپنی مدد

---

[۱] ترجمہ حضرت مصلح موعودؓ: ”نیز وہ (یہودی) اُس (طریق عمل) کے پیچھے پڑ گئے جس کے پیچھے سلیمان کی حکومت کے زمانہ میں (اس کی حکومت کے) باغی پڑے رہتے تھے۔“

[۲] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”(یہ) ان لوگوں کی طرح (ہیں) جو اُن سے تھوڑا عرصہ پہلے اپنے اعمال کا وبال چکھ چکے ہیں۔“

[۳] (تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، سورۃ الحشر آیت کمثل الذین من قبلهم، جزء۸ صفحہ ۷۵)

کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔(ترجمہ از تفسیر صغیر حضرت مصلح موعودؓ) نیز فرماتا ہے: لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ (الحشر:۱۵) یعنی وہ متحد ہو کر تمہارا مقابلہ نہیں کریں گے۔ قلعہ بند بستیوں ہی میں محفوظ ہو کر تم سے لڑیں گے۔ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور ان کا انجام بنوقینقاع کے انجام کے مانند ہوگا یعنی جلاوطنی۔ سورۃ الحشر کی ان آیات میں مذکورہ بالا روایت کے اجمال کی تفصیل موجود ہے اور اسی سورۃ میں کعب بن اشرف اور ابورافع سرغنہ ہائے یہود کے انجام سے متعلق بھی پیشگوئی ہے جو بنونضیر وغیرہ قبائل کی پیٹھ ٹھونکنے میں پیش پیش تھے۔ فرماتا ہے: فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ (الحشر:۱۸) یعنی ان دونوں کا انجام یہ ہوگا کہ وہ دونوں آگ میں پڑیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ظالموں کی یہی جزا ہوتی ہے جس جنگ کو انہوں نے بھڑکایا ہے اس کے بُرے انجام سے بچ نہیں سکیں گے۔ نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ ان دونوں سرغنوں کے انجام کا ذکر مابعد کے ابواب میں کیا گیا ہے۔ وہاں متعلقہ آیات کی شرح دیکھئے۔

غرض باب۱۴ کا عنوان الفاظ "حَدِيْثُ بَنِي النَّضِيْرِ" قائم کر کے بحوالہ سورۃ الحشر روایات کا بیان اسی طرح آیات کے تابع رکھا گیا ہے۔ جس طرح کہ الفاظ "قِصَّةُ غَزْوَةِ بَدْرٍ" سے غزوۂ بدر کے بارے میں روایات زبان زد آیاتِ قرآنیہ کے تابع رکھی گئی ہیں۔ سیرت ابن ہشام میں غزوہ بنی قینقاع کا بیان ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے: وَكَانَ مِنْ حَدِيْثِ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَمَعَهُمْ بِسُوْقِ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ۔[1] بنو قینقاع کی بات یوں ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قینقاع کی منڈی میں جمع کیا۔ باب کے الفاظ "حَدِيْثُ بَنِي النَّضِيْرِ" سے اس بات کی طرف اشارہ ہے جو محمد بن اسحاقؒ وغیرہ نے نقل کی ہے اور سورۃ الحشر کے شانِ نزول سے متعلق چند مستند روایات سے ثبوت بہم پہنچایا گیا ہے کہ اس کا تعلق بنونضیر وغیرہ کے قتال و جلاوطنی سے ہے۔

اب ذیل میں بعض ایسے واقعات کا ذکر کرنا ضروری ہے جو بنوقینقاع اور بنونضیر کی جلاوطنی کا باعث ہوئے۔ ان میں سے دو کا حوالہ تو عنوانِ باب میں موجود ہے۔ ایک حوالہ دیت کے واقعہ کا جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنونضیر کے پاس گئے اور دوسرا حوالہ اُن کے غدر کا۔ ان دونوں حوالوں کا تعلق بنونضیر کی جلاوطنی سے ہے۔ قبیلہ بنوقینقاع کا واقعہ پہلے بیان کیا جاتا ہے جس کی جلاوطنی کا ذکر باب۱۴ کی پہلی روایت اور سورۃ الحشر کی آیت ۱۶ میں ہے کہ انہوں نے بنونضیر سے پہلے اپنے کئے کی سزا پائی۔

قریش مکہ نے مدینہ منورہ پر جو پہلا حملہ کیا وہ غزوۂ بدر کے نام سے مشہور ہے اور مدینہ کے مہاجرین و انصار قلت تعداد اور کمی سازوسامان کے سبب سے جس حالت ضعف میں تھے وہ معلوم ہے اور میثاقِ مدینہ کا تقاضا یہ تھا کہ مدینہ کا امن برقرار رکھا جائے اور اس مشترکہ غرض میں وہ پورا پورا تعاون کریں لیکن تحویل قبلہ پر اُن کی حالت دگرگوں ہوگئی۔ اس امتحانِ الٰہی نے ان کا نفاق ظاہر اور بُغض نمایاں کر دیا۔ منافقین و مخلصین کا امتیاز ہوگیا۔ وہ بدر میں

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، أمر بنى قينقاع، جزء۳ صفحہ ۹)

شریک نہیں ہوئے اور نہ وہ اَز روئے میثاق بیرون از مدینہ جنگ میں شریک ہونے کے لئے پابند کئے گئے تھے۔ اس بارے میں عدم تعاون کی وجہ سے ان پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی تھی۔ مسلمانوں کا بیشتر حصہ میدانِ جنگ میں تھا اور مدینہ منورہ میں صرف اتنی تعداد تھی جو حفاظت کے لئے ضروری تھی۔ یہودیوں کو یقین تھا کہ قریش مکہ کی مسلح طاقتور فوج کا مقابلہ نہیں ہو سکے گا اور مسلمانوں کی نہ صرف شکست یقینی ہے بلکہ ان کا زندہ لوٹنا بھی مشکل ہے۔

ایک طرف وہ مسلمانوں کی ہلاکت کے انتظار میں تھے اور دوسری طرف انہیں مدینہ میں فتنہ انگیزی کی تدبیر سوجھی تا وہ مجاہدین بدر کو پریشان کریں اور فتح مند قریش پر ظاہر کر دیں کہ وہ ان کے ممدّ و معاون تھے۔ اس فتنہ انگیزی میں پیش قدمی قبیلہ بنو قینقاع کی طرف سے ہوئی۔ پیشہ کے لحاظ سے یہ لوگ زرگر و آہن گر اور اسلحہ سازی میں ماہر تھے اور سپہ گری میں طاق اور انہیں اپنی طاقت پر غرور تھا۔ غزوۂ بدر کے ایّام میں یہ سمجھ کر کہ قریش غالب آئیں گے مسلمانوں کا مذاق اُڑانے لگے اور خواتین سے تعرض شروع کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر موجودگی میں مدینہ کی فضا مکدر کر دینی چاہی۔ طبقات ابن سعد میں ہے: فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ بَدْرٍ أَظْهَرُوا الْبَغْيَ وَالْحَسَدَ وَنَبَذُوا الْعَهْدَ وَالْمُدَّةَ۔[1] یعنی واقعہ بدر کے ایّام میں بنو قینقاع نے شرارت کی، حاسدانہ رویہ اختیار کیا اور پختہ عہد کی قطعاً پرواہ نہیں کی اور ابن اسحاق کا قول ہے: إِنَّ بَنِي قَيْنُقَاعَ كَانُوا أَوَّلَ يَهُودٍ نَقَضُوا مَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔[2] یعنی بنو قینقاع یہودیوں میں سے پہلے ہیں جنہوں نے معاہدہ توڑا اور انہی دِنوں کا واقعہ ہے کہ ایک انصاری خاتون ایک قینقاع زرگر کی دُکان پر زیور بنوانے یا لینے کے لئے گئی۔ اس کا اوباشانہ طریق سے مذاق اُڑایا گیا۔ وہ ایک طرف بیٹھی انتظار میں تھی کہ دُکاندار نے حیاء دار انصاری خاتون کی اوڑھنی کا پچھلا حصہ تکلے سے اس کے تہ بند کے ساتھ ٹانک دیا۔ جب وہ اُٹھی تو جھٹکے سے اس کا تہ بند کھل گیا جس پر دُکاندار اور اس کے ساتھیوں نے قہقہہ لگایا۔ مسلمان خاتون اپنی بے عزتی پر چلائی اور مدد طلب کی۔ ایک مسلمان جو قریب سے گزر رہا تھا موقع پر پہنچ گیا اور دُکاندار کو وہیں تہ تیغ کر دیا۔ یہودی اس پر لپک پڑے اور وہ مسلمان بھی شہید ہو گیا۔ جب مسلمانوں کو اس واقعہ کا علم ہوا تو اُن کی آنکھوں میں خون اُتر آیا اور یثرب میں بلوے کی صورت پیدا ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میدانِ بدر سے ظفر مند ہو کر مدینہ میں واپس آ چکے تھے۔ آپؐ کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپؐ بنو قینقاع کے محلے میں آئے جو مدینہ ہی کا حصہ تھا اور ان کے ورثاء کو بلایا اور سمجھایا کہ شہر کے امن میں سب کی بھلائی ہے اسے مکدر کرنا مناسب نہیں۔ اس قسم کے فساد سے معاہدہ کی غرض مٹ جائے گی۔[3]

بنو قینقاع کو نہ صرف اپنی قوت اور مال و دولت کا غرور تھا بلکہ منافقین خزرج اور یہودی ہمسایہ قبیلہ بنو نضیر کی بھی شہ حاصل تھی۔ مجاہدین بدر تھکے ماندے تھے اور ان میں سے بعض زخمی۔ بنو قینقاع کو اُمید نہیں تھی کہ مسلمان اس

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، السیرۃ النبویۃ، غزوۃ بنی قینقاع، جزء ۲ صفحہ ۲۶)
[2] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، أمر بنی قینقاع، جزء ۳ صفحہ ۹)
[3] (تاریخ الخمیس، حوادث السنۃ الثانیۃ من الھجرۃ، غزوۃ بنی قینقاع)

حالت میں لڑائی کر سکیں گے۔ یہودیوں میں جنگ بدر سے پہلے ہی تغیر پیدا ہو چکا تھا۔ خانہ جنگی کی صورت پیدا کر کے میثاقِ مدینہ کو کالعدم کرنے میں اپنا فائدہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ محلہ قبا کا واقعہ اس پر شاہد ہے۔ انہوں نے اوس و خزرج کو ایک دوسرے کے خلاف اکسایا اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موقع پر نہ پہنچ جاتے تو اُن میں تلوار چل جاتی اور ایامِ جاہلیت کی سی خانہ جنگی عود کر آتی۔ مگر آپؐ کے تشریف لے آنے سے دونوں قبیلوں کا اشتعال فرو ہو گیا۔[۱]

موجودہ فساد میں بنوقینقاع کو شہ دینے میں کچھ خزرجی منافق اور کچھ اُن کے قدیمی دشمن بنونضیر کا بھی ہاتھ تھا[۲] جو اُن کی ثروت و طاقت پر حسد کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ ان کی لڑائی ہمسایہ قبیلہ خزرج و اوس سے چھڑ جائے تا اُن کی طاقت ٹوٹے۔ اس لئے انہوں نے بنو قینقاع کو اکسایا اور اپنی مدد کا وعدہ کیا۔ آیت تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (البقرۃ:۸۶)[۳] میں ان کی اس شرارت کا ذکر ہے۔ بنو قینقاع کی نیتیں بگڑ چکی تھیں۔ اپنے غرور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت سے فائدہ نہ اُٹھایا۔ آپؐ نے مذکورہ بالا فتنہ میں مسلمانوں کو صبر اور درگذر کی تلقین فرمائی۔ انہوں نے صبر سے کام لیا۔ بحالیکہ ان کا نہ صرف آدمی ہی مارا گیا تھا بلکہ مسلمان خاتون سے تمسخر اور اس کی بے آبروئی، ان کی عزت پر ایسا داغ تھا جو اُن کے نزدیک تمسخر کرنے والے کے قتل سے مٹ نہیں سکتا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے کہ ان کے ایک کتے کے مارے جانے پر وہ برسوں آپس میں لڑتے رہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھانے سے ان کا غصہ تو فرو ہو گیا لیکن بنو قینقاع کے مغرور یہودی چونکہ فساد پر تلے ہوئے تھے اور سمجھتے تھے کہ مسلمان ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں میثاقِ مدینہ کی تجدید کے لئے توجہ دلائی گئی تو اُن کے سرداروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں سابقہ معاہدہ کو توڑ دیا اور آپؐ کے مصالحانہ رویے اور آپؐ کی مشفقانہ نصیحت کی پرواہ نہ کی اور مسلمانوں کی خاموشی کو اُن کی کمزوری پر محمول کر کے انہیں طعنے دینے لگے کہ بتوں کے پوجنے والے، جنگ سے ناواقف، قریش مکہ کو شکست دینا کونسی بات تھی۔ ہم سے سابقہ پڑا تو پتہ لگ جائے گا۔[۴] اس بارے میں ابوداؤدؒ کے الفاظ یہ ہیں: لَا يَغُرَّنَّكَ مِنْ نَّفْسِكَ أَنَّكَ قَتَلْتَ نَفَرًا مِّنْ قُرَيْشٍ كَانُوْا أَغْمَارًا لَا يَعْرِفُوْنَ الْقِتَالَ، إِنَّكَ لَوْ قَاتَلْتَنَا لَعَرَفْتَ أَنَّا نَحْنُ النَّاسُ۔[۵] یعنی تمہیں یہ بات دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ تم نے قریش کے چند لوگوں کو جو لڑنا نہیں جانتے تھے قتل کیا ہے۔ اگر تمہاری ہم سے لڑائی ہوئی تو اللہ کی قسم! تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم ہی جواں مرد ہیں۔ سیرت ابن ہشام میں اسی مفہوم کی ایک روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: إِنَّكَ لَقِيْتَ قَوْمًا لَّا عِلْمَ لَهُمْ بِالْحَرْبِ فَأَصَبْتَ مِنْهُمْ فُرْصَةً إِنَّا

---

[۱] (السيرة الحلبية، باب بدء الأذان ومشروعيته، جزء ۲ صفحہ ۱۴۳)

[۲] (المغازی للواقدی، غزوة قينقاع، جزء اوّل، صفحہ ۱۷۸)

[۳] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "تم گناہ اور ظلم کے ذریعہ ان کے خلاف ایک دوسرے کی پشت پناہی کرتے ہو۔"

[۴] (تاریخ الطبری، القول في سيرة النبوية، السنة الثانية من الهجرة، غزوة بني قينقاع، جزء ۲ صفحہ ۴۷۹)

[۵] (سنن أبي داود، كتاب الخراج، باب كيف كان إخراج اليهود من المدينة)

وَاللّٰهِ لَئِنْ حَارَبْتَكَ لَتَعْلَمَنَّ اَنَّا نَحْنُ النَّاسُ۔[1] یعنی تمہیں ان لوگوں سے واسطہ پڑا ہے جو لڑائی کرنا نہیں جانتے اور تم کو انہیں قتل کرنے کا موقع مل گیا۔ اگر تمہاری جنگ ہمارے ساتھ ہوئی تو تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ ہم کیسے جوانمرد ہیں۔ بنو قینقاع کے مذکورہ جواب سے ظاہر ہے کہ انہیں منافقین اور بنو نضیر کی درپردہ شہ حاصل تھی کیونکہ تعداد کے لحاظ سے وہ چھوٹا سا قبیلہ تھا جو مدینہ کے ایک محلہ میں رہتا تھا۔ کثیر التعداد بنو اوس اور خزرج کے ساتھ تنہا جرأت نہیں کر سکتا تھا، بنو خزرج کے اکثر خاندان سوا خاندان عبداللہ بن اُبَیّ مسلمان ہو چکے تھے۔ ان کا جواب اور جنگ پر آمادگی بتاتی ہے کہ انہیں دوسروں کی مدد کا یقین دلایا گیا تھا۔ غرض ان کے غرور نے انہیں آپے سے باہر کر دیا اور انہوں نے قلعہ بند ہو کر مورچے سنبھال لئے اور لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔[2]

اس زمانہ کے دستور کے مطابق قلعہ بند ہونا ایک کھلا اعلانِ جنگ تھا۔ لڑائی دو طریقوں سے کی جاتی تھی۔ کھلے میدان میں یا قلعہ بند ہو کر۔ بتایا جا چکا ہے کہ مدینہ میں اور جہاں جہاں یہودیوں کی اہم بستیاں تھیں ان میں آطام یعنی قلعہ نما مکانات اسی غرض سے بنائے گئے تھے کہ محفوظ ہو کر دشمن سے جنگ کی جائے۔ یہ آطام مستحکم تھے اور ان میں ذخائر رسد، آب رسانی اور اسلحہ کا خاطر خواہ انتظام تھا۔ ان کی طرف سے مسلمانوں پر حملے شروع ہو گئے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ کا حکم دیا جو کم و بیش پندرہ دن رہا۔ انہیں متوقع مدد کہیں سے نہ ملی اور آخر بنو قینقاع تاب مقاومت نہ لا کر مصالحت پر اُتر آئے۔ مدد نہ ملنے کی بڑی وجہ یہی تھی کہ بنو قینقاع اور بنو نضیر و بنو قریظہ کے درمیان قدیم سے شدید عداوت تھی۔ ہجرتِ نبوی سے چند سال قبل بنو اوس اور بنو خزرج کے درمیان جنگ بعاث ہوئی جو تاریخ عرب کا مشہور واقعہ ہے۔ بعاث نامی بستی بنو قریظہ کی تھی۔[3] اس خانہ جنگی میں بنو قینقاع نے قبیلہ خزرج کا ساتھ دیا اور بنو نضیر اور بنو قریظہ نے قبیلہ اوس کا۔ لڑائی میں بنو قینقاع کا سخت جانی اور مالی نقصان ہوا تھا۔ مستشرقین کو بھی تسلیم ہے کہ بنو قینقاع سے باقی یہودی قبائل یثرب کی عداوت قدیم سے تھی[4] اور انہیں اس قبیلہ سے حسد بھی تھا کہ وہ زیادہ دولت مند اور بڑے جنگجو تھے اور اسلحہ سازی میں ماہر۔ اس قدیم بغض و حسد کی وجہ سے وہ ان کے بدخواہ تھے۔ اس لئے دونوں قبیلے بنو قینقاع سے عمداً کنارہ کش رہے۔ سورۃ الحشر کی آیت بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ (الحشر:۱۵) اور الفاظ آیت قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى (الحشر:۱۵) میں ان کی اسی شدید عداوت کا ذکر ہے۔

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ بنو قینقاع کے ہتھیار ڈالنے پر اُن کے خزرجی حلیف عبداللہ بن اُبَیّ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے ساتھ نرمی برتنے کی سفارش کی جس پر آپؐ نے جنگجو لوگوں سے درگذر کرتے ہوئے ان

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، أمر بني قينقاع، جزء۳ صفحہ ۹)

[2] (تاريخ الخميس، حوادث السنة الثانية من الهجرة، غزوة بني قينقاع، جزءاوّل صفحہ ۴۰۹)

[3] (معجم البلدان، باب الباء والعين — بعاث)

[4] (تاريخ اليهود في بلاد العرب، الباب الخامس مكة ويثرب ازاء الحركة الاسلامية، صفحہ ۱۰۷)

کی جلاوطنی ہی پر اکتفا فرمایا۔[۱] اس سزا کی تصریح میثاقِ مدینہ میں موجود ہے کہ جو معاہدہ کی خلاف ورزی کرے گا تو وہ سزاوار ہوگا اور اگر وہ مدینہ سے چلا جائے تو اس سے تعرض نہیں کیا جائے گا۔

غزوۂ بدر کے اثناء میں اور اس کے بعد بنو قینقاع کا معاندانہ رویہ اور باغیانہ تمرد اتنا واضح تھا کہ ہر شخص جانتا تھا کہ انہوں نے میثاقِ مدینہ کی خلاف ورزی ہی نہیں کی بلکہ اسے توڑ ہی ڈالا اور اپنے غرور میں اندھے ہوکر دوسروں کی مدد کے بھروسے پر آمادہ جنگ ہو گئے۔

بنو قینقاع سے بنو نضیر اور بنو قریظہ کی قدیم دشمنی، ان کی قلیل التعداد آبادی، ان کی تونگری اور جنگجوئی، غزوۂ بدر کے دوران ان کی شرارت اور عدم تلافی، نقض میثاق اور پھر تجدید معاہدہ سے انکار، قلعہ بند ہوکر جنگ پر آمادگی، ان کے حلفاء بنو خزرج کا قبول اسلام، عبداللہ بن اُبَیّ کے خاندان اور بنو نضیر و بنو قریظہ کی عدم امداد- یہ سب واقعات ہیں جو مذکورہ بالا تفصیل کی تائید کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ان واقعات کی موجودگی میں بنو قینقاع نے کس بناء پر لڑائی چھیڑی؟ اس کا حل مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔ فرماتا ہے: ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ٘ تَظٰهَرُوْنَ عَلَیْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ (البقرۃ:۸۶) یعنی پھر تم لوگ ہی ہو کہ (اس عہد کے باوجود) آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو اور اپنے میں سے ایک جماعت کو گناہ اور ظلم کے ساتھ (ان کے دشمنوں کی) مدد کرتے ہوئے، ان کے گھروں سے نکالتے ہو۔

یہ امر کہ بنو قینقاع کسی مفاہمت امداد اور منافقین خزرج اور بنو نضیر، بنو قریظہ کی شہ پر قلعہ بند ہوکر آمادہ پیکار ہوئے تھے، کسی بین شہادت کا محتاج تھا جس کے بغیر اَز روئے معاہدہ اُن کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَز روئے میثاقِ مدینہ قبائل یہود سے ایفائے میثاق اور تجدیدِ معاہدہ کا مطالبہ کیا۔ بنو قینقاع سے بھی جس کا انہوں نے طیش سے جواب دیا اور معاہدہ توڑ دیا۔ بنو نضیر و بنو قریظہ سے بھی جنہوں نے تجدید معاہدہ کیا۔ اس مطالبہ کے اسباب واضح تھے کہ ان کے تیور بدل چکے تھے اور نمایاں تغیر سے نہ صرف شہر کے داخلی امن کے لئے خطرہ پیدا ہوگیا تھا جس کی بابت اطمینان حاصل کرنا ضروری تھا بلکہ قریش مکہ کی انتقامی تیاری کے لحاظ سے بھی تجدید معاہدہ کا مطالبہ نہایت ضروری ہوگیا۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ غزوۂ بدر میں بجائے تعاون و ہمدردی کے بنو قینقاع کی طرف سے شہر میں تشویشناک صورت پیدا کر دی گئی تھی جس کا نتیجہ جنگ اور اخراج کی صورت میں ظاہر ہوا اور اُن کی اس جلاوطنی نے حالت امن مزید مخدوش کر دی تھی۔

موسیٰ بن عقبہؒ کی مذکورہ بالا روایت (نمبر ۴۰۲۸) میں بنو نضیر کے باغیانہ رویے کی صراحت ہے۔ اس روایت سے ظاہر ہے کہ بنو نضیر حربی (جنگجو) تھے اور موقع دیئے جانے کے باوجود انہوں نے تجدید معاہدہ سے انکار کر دیا۔

---

[۱] (السیرۃ النبویۃ لابن هشام، أمر بنی قینقاع، جزء۳ صفحہ ۱۰)

اس لئے نقضِ معاہدہ اور کھلی بغاوت اور جنگ کی بنا پر وہ مدینہ سے جلاوطن کئے گئے۔ ان کے برعکس بنو قریظہ نے تجدید معاہدہ کی پیش کش منظور کی اور وہ مدینہ میں رہنے دیئے گئے جیسا کہ اسی روایت میں مذکور ہے۔ عنوانِ باب اور روایت میں اختصار ہے جو تفصیل چاہتا ہے اور جو تفصیل ابھی بیان ہوئی ہے، واقعات پر مبنی ہے۔

ابو داؤدؒ کی ایک روایت سے ظاہر ہے کہ قریش مکہ نے غزوۂ بدر کے بعد یہودِ مدینہ کو لکھا کہ تمہیں مہاجرین سے لڑنا ہوگا ورنہ ہم تم سے لڑیں گے۔ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں: كَتَبَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ إِلَى الْيَهُودِ إِنَّكُمْ أَهْلُ الْحَلْقَةِ وَالْحُصُونِ وَإِنَّكُمْ لَتُقَاتِلُنَّ صَاحِبَنَا أَوْ لَنَفْعَلَنَّ كَذَا وَكَذَا وَلَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَدَمِ نِسَائِكُمْ شَيْءٌ... فَلَمَّا بَلَغَ كِتَابُهُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْمَعَتْ بَنُو النَّضِيرِ بِالْغَدْرِ فَأَرْسَلُوا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُخْرُجْ إِلَيْنَا فِي ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِكَ وَلْيَخْرُجْ مِنَّا ثَلَاثُونَ حَبْرًا حَتَّى نَلْتَقِيَ بِمَكَانِ الْمَنْصَفِ فَيَسْمَعُوا مِنْكَ فَإِنْ صَدَّقُوكَ وَآمَنُوا بِكَ آمَنَّا بِكَ فَقَصَّ خَبَرَهُمْ فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ غَدَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْكَتَائِبِ فَحَصَرَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّكُمْ وَاللّٰهِ لَا تَأْمَنُونَ عِنْدِي إِلَّا بِعَهْدٍ تُعَاهِدُونَنِي عَلَيْهِ فَأَبَوْا أَنْ يُعْطُوهُ عَهْدًا فَقَاتَلَهُمْ يَوْمَهُمْ ذٰلِكَ ثُمَّ غَدَا الْغَدُ عَلَى بَنِي قُرَيْظَةَ بِالْكَتَائِبِ وَتَرَكَ بَنِي النَّضِيرِ وَدَعَاهُمْ إِلَى أَنْ يُعَاهِدُوهُ فَعَاهَدُوهُ فَانْصَرَفَ عَنْهُمْ وَغَدَا عَلَى بَنِي النَّضِيرِ بِالْكَتَائِبِ فَقَاتَلَهُمْ حَتَّى نَزَلُوا عَلَى الْجَلَاءِ فَجَلَتْ بَنُو النَّضِيرِ وَاحْتَمَلُوا مَا أَقَلَّتِ الْإِبِلُ۔[1] یعنی قریش نے بدر کی لڑائی کے بعد یہود کو لکھا کہ تمہارے پاس ہتھیار اور قلعے ہیں۔ تمہیں ہمارے ساتھی سے لڑنا ہوگا ورنہ تمہارے ساتھ یہ یہ کارروائی کی جائے گی اور تمہاری عورتوں کی پازیبوں سے کوئی روک نہیں سکے گا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی اس خط وکتابت کی اطلاع ملی اور بنو نضیر نے بالاتفاق فیصلہ کیا کہ غداری کریں اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ آپؐ اپنے ساتھیوں میں سے تیس آدمی لے کر ہمارے پاس آئیں اور ہمارے تیس آدمی بھی آئیں گے اور ایسی جگہ جمع ہوں جو درمیان میں ہو اور آپؐ کی باتیں سنیں۔ اگر تو انہوں نے آپؐ کو سچا مان لیا اور آپؐ پر ایمان لے آئے تو ہم بھی مان لیں گے۔ راوی نے یہ واقعہ بیان کیا اور کہا: جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دستہ فوج لے کر گئے اور انہیں محصور کر لیا اور ان سے کہا: تم میرے پاس امن سے نہیں رہ سکو گے مگر صرف اس صورت میں کہ مجھ سے عہد کرو تو انہوں نے عہد کرنے سے انکار کر دیا جس پر اُن سے اس دن لڑائی ہوئی۔ پھر آپؐ دوسرے دن صبح سویرے بنو قریظہ کے پاس دستہ فوج لے کر گئے اور بنو نضیر کو چھوڑ دیا اور بنو قریظہ کو عہد کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے عہد کیا جس پر آپؐ وہاں سے لوٹ آئے اور بنو نضیر کے پاس دستہ فوج لے کر گئے اور ان سے لڑائی ہوئی یہاں تک کہ انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اس شرط پر کہ وہ شہر سے چلے جائیں گے۔ چنانچہ بنو نضیر چلے گئے اور جو سامان اونٹ اُٹھا سکتے تھے وہ ساتھ لے گئے۔

---

[1] (سنن أبي داود، كتاب الخراج، باب في خبر النضير)

یہ روایت ابن مردویہؒ نے بھی بسند صحیح امام زہریؒ نقل کی ہے۔ اس کے راوی معمرؒ ہیں اور اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ کفار قریش نے غزوۂ بدر سے پہلے عبداللہ بن اُبَیّ وغیرہ مشرکین مدینہ کو لکھا تھا کہ تمہارا مہاجرین مکہ کو پناہ دینا سارے عرب سے جنگ چھیڑنا ہے جس پر اُن کی نیّتیں بگڑ گئیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سمجھایا کہ قریش مکہ مدینہ والوں کے خیر خواہ نہیں، ان کے درمیان خانہ جنگی برپا کرنا چاہتے ہیں اور وہ سمجھ گئے اور ان مہاجرین سے تعرض نہیں کیا جن کی حفاظت کی ذمہ داری بنو اوس اور بنو خزرج میں سے مسلمانوں نے لی تھی۔ ان سے مایوس ہو کر کفارِ قریش نے ان کو لکھا اور اس روایت میں ان کی خط و کتابت کے وہی الفاظ ہیں جو ابوداؤدؒ کی روایت کے ہیں۔ مذکورہ بالا روایت کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

اوّل: قریش مکہ نے بدر کے وقت یہود کو دھمکی دی کہ اگر وہ مہاجرین سے نہ لڑے تو وہ اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھیں، قریش مکہ ان سے لڑیں گے اور ان کی عورتوں کی عصمت دری کی جائے گی۔

دوم: جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مذکورہ بالا خط و کتابت کا علم ہوا تو آپؐ نے قبائل یہود سے تجدید معاہدہ کا مطالبہ کیا۔ ان میں سے بنو قریظہ نے آپؐ کی تجویز منظور کر لی اور وہ بدستور مدینہ میں باامن رہنے دیئے گئے اور بنو نضیر نے انکار کیا اور ان سے جنگ ہوئی۔

یہی خلاصہ روایت نمبر ۴۰۲۸ کا ہے جو موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے۔ امام ابن حجرؒ نے ابن مردویہ والی جس روایت کا حوالہ دیا ہے اس میں تیس کی جگہ تین تین شخص لائے جانے کا ذکر ہے اور اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ بنو نضیر نے اپنے تین آدمیوں کو خنجروں سے مسلح کیا اور ان سے یہ سمجھوتہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب آئیں تو موقع پا کر وہ قتل کر دیئے جائیں، ان کا یہ راز فاش ہو گیا۔ امام ابن حجرؒ کے نزدیک غزوہ بنی نضیر کا اصل سبب ان کی یہ غداری تھی۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۱۴)

سورۃ البقرۃ کی پیشگوئی کہ یہودِ مدینہ میثاق توڑیں گے تو انہیں ایک ایسا دن دیکھنا پڑے گا جس میں انہیں نہ سفارش کام آئے گی اور نہ تاوان اور نہ کوئی مدد (البقرۃ:۴۹، ۱۲۴) جیسا بنو قینقاع کے حق میں پوری ہوئی بنو نضیر کے حق میں بھی پوری ہوئی۔ روایت نمبر ۴۰۲۸ میں یہ ذکر نہیں کہ بنو قینقاع اور بنو نضیر کس جگہ جلاوطن کئے گئے اور ان دونوں کے جلاوطن کئے جانے میں کتنی مدت تھی۔ ان امور کی تفصیل کتب مغازی و تاریخ میں موجود ہے۔ بنو قینقاع نے وادی القریٰ اور اذرعات اور بنو نضیر نے خیبر میں جانا پسند کیا جو یہودیوں کی زرخیز بستیاں تھیں اور جہاں ان کے باغات اور مستحکم قلعے تھے۔ یہ علاقہ وسیع ہے اور یہود کی جگہ جگہ بستیاں تھیں۔ ان دونوں کی جلاوطنی کے زمانہ میں زیادہ وقفہ نہ تھا جس کی وجہ سے بعض کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ ان دونوں کی جلاوطنی کا وقت ایک ہی ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۱۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قبیلوں کو مہلت دی کہ اپنا لین دین صاف کر لیں اور جو اشیاء فروخت کرنی ہوں وہ فروخت کر لی جائیں۔ اوّل الذکر قبیلے کو ان کے حلیف حضرت عبادہ بن صامتؓ کی نگرانی اور ثانی الذکر

قبیلے کو اُن کے حلیف حضرت محمد بن مسلمہؓ کی نگرانی میں روانہ کیا گیا اور وہ بحفاظت اپنی اپنی سکونتی جگہوں میں پہنچائے گئے۔[۱] اس تعلق میں سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۵۷ تا ۴۶۲ نیز ۵۲۲ تا ۵۲۸ بھی دیکھئے۔

بنو نضیر کو جلاوطنی کے وقت اجازت دی گئی تھی کہ سوائے اسلحہ کے جو اثاثہ اور سیم وزر وہ اونٹوں وغیرہ پر لے جاسکتے ہوں، لے جائیں۔ چنانچہ وہ چھوٹی بڑی سب اشیاء اپنے ساتھ لے گئے حتیٰ کہ چھت کی لکڑیاں اور چوکھٹیں بھی۔[۲] جس کی وجہ یہ تھی کہ حسب وصیت موسوی جس کا ذکر کتاب استثناء باب ۶: ۱ تا ۹ میں ہے، یہود دس احکام تورات چوکھٹوں اور پھاٹکوں پر لکھتے تھے تا وہ ان کے ہمیشہ مدنظر رہیں۔[۳] چھتوں کے شہتیروں پر بھی یہ احکام لکھے جاتے۔ اس لئے یہ سب چیزیں ان کے لئے متبرک تھیں۔

یہودی قبائل یثرب تعداد میں کئی تھے جیسا کہ میثاق مدینہ میں بعض کے نام مذکور ہیں۔ ہر قبیلہ میثاقِ مدینہ میں شامل کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ان کے ساتھ بعض خاص معاہدات بھی تھے جن کی رو سے ہر قبیلے پر معین ذمہ داری عائد ہوتی تھی یا اسے خاص مراعات حاصل تھیں۔ مثلاً بنو قریظہ زراعت پیشہ تھے وہ حملے کی صورت میں شرکت جنگ سے مستثنیٰ تھے اور خون بہا میں اُن پر دیت نصف اور بنو نضیر سے پوری دیت واجب الادا ہوا کرتی تھی۔[۴] بنو نضیر بوقت حملہ دفاعِ مدینہ کے لئے اسی طرح ذمہ دار قرار دیئے گئے تھے جس طرح اوس و خزرج وغیرہ۔ غزوۂ اُحد کے وقت بنو نضیر کی طرف سے عذر کیا گیا تھا کہ سبت کے ایّام ہیں، ہمیں لڑائی جائز نہیں اور یہ بھی عذر کیا گیا کہ مدینہ کے اندر لڑائی ہو تو وہ اَز روئے معاہدہ لڑائی میں شریک ہونے کے پابند ہیں، باہر کی جنگوں میں شریک ہونے کے ذمہ دار نہیں۔[۵] ان کے اس عذر سے ظاہر ہے کہ ان کے ساتھ اس بارے میں الگ معاہدہ تھا جسے انہوں نے عذر بہانے سے ٹال دیا اور منافقین مدینہ کی طرح اصرار کیا کہ مدینہ کے اندر حملہ آوروں سے مقابلہ کیا جائے۔

قبائل کے ساتھ معاہدات کی مذکورہ بالا صورت سیاسی طور پر بھی اس صورت سے کہ سب ایک ہی معاہدہ میں شامل کئے، زیادہ مفید تھی کیونکہ مختلف معاہدات کی وجہ سے ہر قبیلے کی ذمہ داری اپنی مصلحت تک ہی محدود رہتی اور ایک قبیلہ کی طرف سے خلاف ورزی کی صورت میں دوسرا قبیلہ اس کے مخصوص معاہدہ کی ذمہ داری سے آزاد تھا۔ اگر ایک ہی معاہدہ ہوتا تو ایک قبیلہ کی طرف سے نقض معاہدہ ہونے پر دوسرا قبیلہ بھی ذمہ دار قرار پاتا ہے اور ایک پر حملہ

---

[۱] (المغازی للواقدی، غزوۃ قینقاع، جزء اوّل، صفحہ ۱۷۸۔ غزوۃ بنی النضیر، جزء اوّل صفحہ ۳۷۴)

[۲] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، أمر إجلاء بنی النضیر، جزء ۳ صفحہ ۱۴۴، ۱۴۵)

[۳] (تاریخ الیھود فی بلاد العرب، باب ۶: ھجرۃ الرسول إلی یثرب واجلاؤہ بنی قینقاع والنضیر، صفحہ ۱۳۸)

[۴] (المغازی للواقدی، غزوۃ الخندق، جزء ۲، صفحہ ۴۵۸)
(تاریخ الیھود فی بلاد العرب، باب ۷: غزوۃ بنی قریظۃ، صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸)

[۵] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، حدیث مخیریق، جزء ۲ صفحہ ۱۵۹)
(تاریخ الیھود فی بلاد العرب، باب ۶: ھجرۃ الرسول إلی یثرب واجلاؤہ بنی قینقاع والنضیر، صفحہ ۱۳۲)

دوسرے پر حملہ سمجھا جاتا۔ اس لئے جب ایک قبیلے کی طرف سے نقض معاہدہ ہوا اور اسے سزا ملی تو دوسرے قبیلے نے جہاں قدیم باہمی عداوت کی وجہ سے دخل نہیں دیا وہاں معاہدہ کی رو سے بھی اسے دخل دینے کی گنجائش نہیں تھی۔

موسیٰ بن عقبہ کی روایت نمبر ۴۰۲۸ میں غایت درجہ اختصار ہے لیکن اس کے الفاظ سے بھی پایا جاتا ہے کہ بنو نضیر اور بنو قریظہ کے ساتھ دو قسم کا سلوک بلا وجہ نہیں تھا۔ اس جداگانہ سلوک سے ظاہر ہے کہ معاہدات کی رو سے دونوں کی ذمہ داریوں میں فرق تھا۔ جنگ بدر کے بعد بنو نضیر نے شہری دفاع سے متعلق اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی بلکہ ان کا سردار کعب ہی درحقیقت اُحد کے حملہ کا محرک ہوا جیسا کہ کعب کے واقعہ قتل کی تفصیلات سے ظاہر ہے۔ (دیکھئے تشریح باب ۱۵)

ابن ہشام نے بنو نضیر کی جلاوطنی کا سبب بیان کیا ہے کہ انہوں نے دیت دینے سے انکار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ تیار کیا تھا[۱] یہ ایک ضمنی سبب تو ہو سکتا ہے لیکن اصل سبب نہیں۔ ابن ہشام کی اس بارے میں روایت مخدوش ہے اور امام بخاریؒ نے عنوانِ باب میں اس کا حوالہ دے کر اسے نظر انداز کیا ہے۔ اصل سبب وہی ہے جو موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں مذکور ہے اور سورۃ الحشر کی آیات میں بیان ہوا ہے۔ مستشرقین کو بھی دیت والی وجہ غیر معقول قرار دینا پڑی ہے۔[۲]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چکی کا پتھر پھینکنے کی تدبیر بعض افراد کا جرم تھا، وہ وقوع میں نہیں آیا۔ دیت کی ادائیگی سے انکار بے شک میثاقِ مدینہ کی رو سے قابل مؤاخذہ تھا مگر اس سے بڑھ کر اُن کا جرم یہ تھا کہ غزوۂ احد کے محرک بنے۔ اس میں کفارِ قریش کو مدد دینے کا وعدہ کیا اور اس میں اپنے حلفاء کی مدد سے پہلوتہی کی اور پھر نقض معاہدہ کا اعلان کر کے قلعہ بند ہو کر اُن سے لڑنے لگے۔ ان جرموں کی موجودگی میں دیت کا انکار اور منصوبہ قتل والا جرم بنو نضیر کی سزا کا ایک ضمنی سبب تو ہے مگر اصل سبب نہیں کیونکہ میثاقِ مدینہ میں صراحت ہے کہ افراد یا خاص خاندان کے جرم کی سزا صرف جرم کرنے والے افراد یا خاندان تک ہی محدود ہوگی۔ پس یہ معقول بات نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انفرادی جرم کی وجہ سے سارے قبیلہ کو مستوجب سزا قرار دیا ہو۔ لاریب قبیلہ بنو نضیر کی جلاوطنی بھی سنگین جرموں کی پاداش تھی۔ جسے انہیں اسی طرح قبول کرنا پڑا جس طرح ان سے پہلے بنو قینقاع کو۔ اسی طرح بنو قریظہ کا جرم بھی واضح تھا۔ تینوں جلاوطنیاں تقریباً ایک ایک سال کے بعد عمل میں آئیں۔ اس تعلق میں باب ۳۰ کی تشریح بھی دیکھئے۔

مَخْرَجُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دِيَةِ الرَّجُلَيْنِ: اس فقرے سے روایت محمد بن اسحاقؒ کی طرف اشارہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بئر معونہ کے واقعہ میں عامر بن طفیل نے اپنی ماں کی نذر پوری

---

۱ (السيرة النبوية لابن هشام، أمر إجلاء بني النضير، جزء ۳ صفحہ ۱۴۳)

۲ (تاريخ اليهود في بلاد العرب، الباب السابع غزوة بني قريظة، صفحہ ۱۳۶)

کرنے کی نیت سے ایک اسیر حضرت عمرو بن امیہؓ کو آزاد کر دیا تھا۔ جب حضرت عمروؓ مدینہ کو لوٹے تو راستہ میں قبیلہ بنو عامر کے دو شخص ان سے ملے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قبیلے سے عہد و پیمان تھا جس کا حضرت عمروؓ کو علم نہ تھا، یہ خیال کر کے کہ وہ دونوں اس قبیلے کی شاخ سے ہیں جس نے واقعہ بئر معونہ میں صحابہؓ کو قتل کر دیا تھا۔ ان دونوں کو بحالت خواب قتل کر دیا اور جب انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپؐ کو اُن کے اس فعل سے رنج ہوا اور آپؐ نے مقتولین کے وارثوں کو دیت دی۔ قبیلہ بنو عامر یہود بنو نضیر کا بھی حلیف تھا، اس لئے میثاقِ مدینہ کی رو سے اور قدیم دستور کے مطابق بنو نضیر کو بھی دیت میں شریک ہونا چاہیے تھا جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مطالبہ فرمایا اور بنو نضیر نے آپؐ کو اپنی بستی میں آنے کی دعوت دی۔ آپؐ اُن کے ہاں گئے اور یہ محسوس کر کے کہ وہ آپؐ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں وہاں سے چلے آئے۔[1] (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۱۳، ۴۱۴) یہ خلاصہ ہے ابن اسحاقؒ کی روایت کا جسے اکثر مؤرخین غزوات نے قبول کیا ہے۔

چونکہ واقعہ بئر معونہ جنگ اُحد کے بعد ہوا اور عروہ بن زبیر کی روایت کے مطابق غزوہ بنو نضیر جنگ اُحد سے پہلے ہوا تھا۔ اور مغازی کے راویوں میں سے عروہ بن زبیر امام بخاریؒ کے نزدیک زیادہ معتبر ہیں۔ اسی لئے عنوانِ باب میں انہی کی روایت کا حوالہ دیا گیا۔ بنو عامر کے دو مقتولین کی دیت کا سوال بوقت غزوہ بنی نضیر اُٹھ ہی نہیں سکتا تھا۔ امام ابن حجرؒ کے نزدیک بھی ابن مردویہؒ والی روایت صحت کے زیادہ قریب ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۱۴)

امام بخاریؒ نے غزوہ بنو نضیر کے اسباب سے متعلق مذکورہ بالا روایات نظر انداز کر دی ہیں اور سورۃ الحشر کا حوالہ دیا ہے جس میں یہودیوں کے جلاوطن کئے جانے کی وجہ ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○ (الحشر:۵) یعنی یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت کی اور جو اللہ کا باغی ہوتا ہے تو اللہ کی سزا بھی نہایت سخت ہوتی ہے۔

لفظ مُشَاقَّةٌ، شَقَّ سے باب مفاعلہ ہے جس کے معنی عداوت مخالفت اور بغاوت کے ہیں۔ شِقٌّ کے معنی طرف کے ہیں اور شَقٌّ کے معنی ہیں چاک کرنا اور شَاقَّهُ کے معنی ہیں خَالَفَه وَعَادَاهُ وَحَقِيْقَتُهُ اَنْ يَّأْتِيَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِيْ شِقٍّ غَيْرِ شِقِّ صَاحِبِهِ۔ مُشَاقَّةٌ حقیقت میں دو ساتھیوں میں سے ایک کا دوسرے سے الگ ہو جانا اور مختلف سمتیں اختیار کرنا ہے۔ (أقرب الموارد - شقّ) آیت شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ سے یہ مراد ہے کہ اللہ اور رسول سے علیحدگی اختیار کر کے ان کے مدمقابل ہو گئے۔ اسی باب سے لفظ شِقَاقٌ اور مُشَاقَّةٌ ہے جو قرآنِ مجید میں علیحدگی اور دشمنی، مخالفت اور بغاوت کے معنوں میں وارد ہوا ہے۔ فرماتا ہے: وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ○ (النساء:۱۱۶) یعنی جو شخص بھی ہدایت پوری طرح واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت ہی کرتا چلا جائے گا اور مومنوں کا راستہ چھوڑ کر

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، أمر إجلاء بنى النضير، جزء۳ صفحہ ۱۴۳)

(ان کے خلاف) اُلٹی راہ چلے گا ہم بھی اسے اسی راہ کے سپرد کر دیں گے جسے اُس نے خود اختیار کیا ہے اور اسے جہنم میں جھونکیں گے اور اس رویے کا انجام بہت ہی بُرا ہے۔

سورۃ الحشر کی آیت ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ کا بھی یہی مفہوم ہے کہ یہودی قبائل نے اللہ اور رسول کی راہ چھوڑ کر اس کے برعکس معاندانہ رویہ اختیار کیا، اس لئے انہوں نے اس کا بُرا انجام دیکھا۔ ان کا یہ معاندانہ رویہ مختلف صورتوں میں ظاہر ہوا، جن کا ذکر مع انجام سورۃ البقرۃ میں تفصیل سے موجود ہے۔ ان کا سب سے بڑا جرم جیسا کہ بتایا جاچکا ہے آیت تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (البقرۃ:۸۶)[۱] اور آیت وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ (البقرۃ:۱۰۳)[۲] میں بیان ہوا ہے۔ یعنی نقض معاہدہ، ارتکاب محرمات، فتنہ و شرانگیزی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ریشہ دوانی اور آپؐ کے دشمنوں سے ساز باز اور قتل نفس اور مطالبۂ دیت والے واقعہ سے متعلق یہ آیت بھی ہے: وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۚ ○ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ (البقرۃ:۷۳، ۷۴)[۳]

حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے ان آیات میں مذکور قتل نفس سے انصاری خاتون کی بے عزتی پر حمایت کرنے والے صحابی کے قتل کا واقعہ مراد لیا ہے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نوراللہ مرقدہ نے بھی ان سے اتفاق کر کے تفصیل سے بتایا ہے کہ یہ واقعہ انفرادی نہ تھا بلکہ ایک منصوبہ کے تحت ظہور میں آیا جو کعب بن اشرف، ابورافع وغیرہ سرغنوں کی فتنہ خیزی کے نتیجہ میں رونما ہوا تھا[۴] جس کی وجہ سے الفاظ وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا میں یہودی اس شرارت کے ذمہ وار قرار دیئے گئے ہیں۔ قَتَلْتُمْ سے خطاب صیغہ جمع کا ہے۔ دراصل فتنہ کی یہ پہلی چنگاری تھی جو ملائکۃ اللہ کی تحریک سے فروزاں ہوئی اور ہنگامہ ہائے مابعد کا باعث بنی۔ اگر قواعد صرف ونحو، معنی وبیان اور اسلوب قرآن مدنظر رکھے جائیں تو ان آیات کی تطبیق مذکورہ بالا واقعہ سے ہو جائے گی۔

- ضمیر مذکر (ہٗ) کا اسم موصول (مَا) بطور صلہ استعمال ہونا ایک معروف قاعدہ ہے۔ جیسا کہ مَا بِهٖ، مَا عَلَيْهِ، مَا اِلَيْهِ اور مَا فِيْهِ میں۔ زیر تشریح آیات سے پہلے رکوع میں آیت خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اذْكُرُوْا مَا فِيْهِ (البقرۃ:۶۴) وارد ہوئی ہے اور اس میں بھی (مَا) کا صلہ ضمیر مذکر (ہٗ) ہے۔ یعنی ہم نے جو حکم تمہیں

---

۱ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”تم گناہ اور ظلم کے ذریعہ ان کے خلاف ایک دوسرے کی پشت پناہی کرتے ہو۔“

۲ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اور انہوں نے پیروی کی اس کی جو شیاطین سلیمان کے ملک کے خلاف پڑھا کرتے تھے۔“

۳ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”پس ہم نے کہا: (کھوج لگانے کی خاطر) اس جیسی اور واردات پر اس (واقعہ) کو چسپاں کرو۔ اسی طرح اللہ مُردوں کو (ان کے قاتلوں کا مؤاخذہ کر کے) زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنے نشان دکھاتا ہے تاکہ تم عقل کرو۔“

۴ (تفسیر کبیر مصنفہ حضرت مصلح موعودؓ، سورۃ البقرۃ آیت ۷۳، جلد اوّل صفحہ ۵۱۸ تا ۵۲۴)

دیئے ہیں ان کی مضبوطی سے پابندی کرو اور (اس کے علاوہ) حکم کا جو مقصد و مدعا ہے اسے مدنظر رکھو۔
یہی اسم موصول (مَا) اور اس کا صلہ (ہٗ) آیت وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (البقرة:۷۳) میں ہے یعنی تَكْتُمُوْنَ میں ضمیر (ہٗ) مقدر ہے۔ جو تم چھپائے ہوئے ہو اللہ اسے نکالنے والا ہے۔ یعنی وہ واقعہ قتل نفس جس میں تم نے ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈالنے کی کوشش کی، دلوں کی اندرونی کیفیت کے ظاہر ہونے کا ذریعہ بنے گا تا ان کا علاج ہوکر اصلاح ہو یا سزا ملے۔ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (البقرة:۷۴) کہہ کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ روحانی مُردوں کے احیاء میں اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے۔ اس لئے وہ تمہیں اپنے نشانات دکھائے گا تا تم سمجھو۔

➢ ضمیر (هُوَ) اور (ہٗ) بعض دفعہ جملے کے مفہوم کی طرف بھی عود کرتی ہے جیسا کہ آیت وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا کے لحاظ سے فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ میں ضمیر (ہٗ) واقعہ قتل نفس کی طرف بھی عود کرتی ہے اور مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ کی طرف بھی۔ اس اسلوب بیان کی مثالیں قرآنِ مجید میں بکثرت ہیں۔ جیسا کہ مشہور آیت وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (النساء:۱۵۸) میں ضمیر مستتر (هُوَ) جو شُبِّهَ فعل ماضی مجہول میں ہے وہ واقعہ قتل و صلب کی طرف عود کرتی ہے جس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ یہ واقعہ مشتبہ کر دیا گیا جس سے حضرت مسیح علیہ السلام جو زندہ تھے مُردہ سمجھے گئے۔ اسی طرح آیت وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ (النساء:۱۶۰) میں بِهٖ کی ضمیر واقعہ قتل کی طرف عود کرتی ہے یعنی تمام اہل کتاب مسیح کے واقعہ قتل و صلیب پر یقین رکھتے ہیں۔ یہود بھی اور عیسائی بھی اور یہ یقین دونوں کے ایمانیات کا جزو ہے۔ قَبْلَ مَوْتِهٖ کی ضمیر اِنْ (اَحَدٍ) مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ میں اَحَدٍ کی طرف جو مقدر ہے عود کرتی ہے۔ غرض ضمیر (هُوَ) یا (ہٗ) کبھی اسم کی طرف اور کبھی واقعہ کی طرف عود کرتی ہے۔ آیت فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ (البقرة:۳۷) {یعنی اس نے انہیں اس سے جس میں وہ تھے نکال دیا} میں اسم موصول (مَا) اور اس کا صلہ (ہ) جو فِيْهِ میں ہے، اس کا تعلق آیت اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا (البقرة:۳۶) {یعنی تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور اس میں سے جہاں سے چاہو بافراغت کھاؤ} کے مفہوم سے ہے یعنی سکونت جنت اور حالت خوشحالی سے ان دونوں کو نکال دیا۔

➢ قَالَ (اس نے کہا) قُلْنَا (ہم نے کہا) کے الفاظ قرآنِ مجید میں بعض دفعہ اجرائے تقدیر الٰہی کے مفہوم میں وارد ہوئے ہیں جس کے لئے ضروری نہیں کہ لفظ بھی بولے جائیں۔ جیسے آیت فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ (البقرة:۶۶) یعنی ہم نے یہودیوں سے کہا: ذلیل بندر ہو جاؤ۔ یا آیت وَّ قُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ؕ (بنی اسرائیل:۱۰۵) {اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ موعودہ سرزمین میں سکونت اختیار کرو۔ پس جب آخرت کا وعدہ آئے گا تو ہم تمہیں پھر اکٹھا کر کے لے آئیں گے۔} میں قَالَ یا قُلْنَا کا یہ مخصوص اسلوب قرآنِ مجید میں

جابجا موجود ہے۔ مذکورہ بالا دونوں آیات میں لفظی قول مراد نہیں بلکہ مراد وہ تقدیرِ الٰہی ہے جو احکامِ الٰہی کی نافرمانی کی وجہ سے طبعی نتائج کی صورت میں جاری ہوئی۔ یہود نے احکامِ تورات کو پس پشت ڈالا اور نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں غیر قوموں کی نقالی کرنی پڑی اور ملک میں فتنہ وفساد برپا کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں دنیا میں منتشر کر دیا گیا۔ اسی اسلوب کلام کے مطابق آیت فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ میں فَقُلْنَا سے مراد وہ تقدیرِ الٰہی ہے جو یہودِ مدینہ کے بارے میں ملائکۃ اللہ کی تحریکات سے ظہور پذیر ہوئی۔ اضْرِبُوْهُ میں (ہ) کی ضمیر کسی قاتل یا مقتول کی طرف عود نہیں کرتی کیونکہ اِذْ قَتَلْتُمْ کے الفاظ میں قاتل قوم کے افراد مخاطب کئے گئے ہیں۔ صیغہ جمع مخاطب کی طرف ضمیر (ہ) جو مفرد ہے کسی صورت میں نہیں پھر سکتی۔ بلکہ (هُمْ) ضمیر جمع ہونی چاہیے تھی اور نہ یہ ضمیر مقتول کی طرف پھر سکتی ہے کیونکہ آیت میں مقتول نفس کو قرار دیا گیا ہے جو مؤنث مفرد ہے جس کے لئے ضمیر (هَا) ہونی چاہیے۔ غرض آیت فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ میں نہ قاتلوں کے مارنے یا قتل کرنے کا سوال پیدا ہوتا ہے نہ نفس مقتول کے۔ اس کے علاوہ قاتل کی سزا ضرب نہیں بلکہ قتل ہے۔ لہٰذا (ہ) کی ضمیر واقعہ قتل نفس کی طرف اسی قاعدہ کے تحت پھرے گی جو اوپر بیان ہوا ہے۔ ضرب کے معنی مارنے کے علاوہ اور بھی ہیں ان میں سے ایک معنی آمیزش کے بھی ہیں۔ چنانچہ ضَرَبَ الشَّيْءَ بِالشَّيْءِ کے معنی ہیں خَلَطَهُ یعنی ایک شئے دوسری شئے سے ملادی اور دوسرے معنی شراب کی تیزی کو پانی ملا کر کم کر دینے کے ہیں۔ ضَرَبَ الْخَمْرَ بِالْمَاءِ اَيْ خَفَّفَ حِدَّتَهَا۔ تیسرے معنی ہیئت وشکل تبدیل کر دینے کے ہیں۔ ضَرَبَ الْخَاتَمَ اَيْ صَاغَهُ یعنی سنار نے سونا ڈھال کر انگوٹھی بنائی۔ نیز کہتے ہیں: ضَرَبَ الدِّرْهَمَ: سَبَكَهُ وَطَبَعَهُ: چاندی ڈھال کر درہم بنایا اور اس پر مہر لگائی۔ قلب ماہیت کے معنوں میں بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے اور تعمیر کے معنوں میں بھی۔ چنانچہ کہتے ہیں: يُضْرَبُ الصِّرَاطُ: راستہ بنایا جائے گا اور یہ لفظ حرکت کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ کہتے ہیں: ضَرَبَ فِي الْأَرْضِ: زمین میں حرکت کی، چلا۔ ضَرَّبَهُ فِي الْحَرْبِ: حَرَّضَهُ یعنی اُسے جنگ کے لئے اکسایا اور تحریک کی۔ یہ لفظ تفرقے کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے کہتے ہیں: ضَرَبَ الدَّهْرُ بَيْنَهُمْ أَيْ فَرَّقَهُمْ وَبَدَّدَ شَمْلَهُمْ یعنی زمانے نے انہیں جدا اور پراگندہ کر دیا۔ لفظ ضرب کے معنی دراصل حرکت کے ہیں۔ ضَرَبَانُ النَّبْضِ اور ضَرَبَانُ الْقَلْبِ دل کی دھڑکن کو حرکت کی وجہ سے ہی کہا جاتا ہے۔ ضَرَبَ فِي الْأَرْضِ کے معنی ہیں زمین میں حرکت کی۔ مارنے سے بھی حرکت ہوتی ہے اور حرکتوں کے معنوں میں لفظ ضَرَبَ لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ کہتے ہیں: ضَرَبَ الْحَاسِبُ كَذَا فِي كَذَا: حساب کرنے والے نے ایک عدد کو دوسرے عدد سے بار بار ملا کر اسے بڑھایا۔ ضَرْب کی یہ اصطلاح علم ریاضیات میں مشہور ہے، اس میں حرکت پیہم کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

(أقرب الموارد۔ضرب) (لسان العرب۔ضرب) (معجم اللغة العربية المعاصرة۔ضرب)

غرض آیت فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ میں ضمیر (ہ) واقعہ قتل نفس کی طرف پھیرنے کی صورت میں اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے (ملائکہ کو) حکم دیا کہ اس واقعہ میں حرکت پیدا کرو اور اُبھارو۔ اور جملہ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ کی طرف پھیرنے کی صورت میں آیت کے یہ معنی ہیں کہ ان کے پوشیدہ جذبات بغض وعداوت کو حرکت دو کہ وہ ظاہر ہوں تا اُن کا علاج ہو یا اگر وہ بھڑکیں تو دشمن سزا پائے۔ جب تک بیماری چھپی رہے اور زہریلے مواد ظاہر نہ ہوں، مرض کا علاج نہیں ہوسکتا۔

➢ ایک قاعدہ یہ ہے کہ جب اضافتیں ایک سے زیادہ جمع ہو جائیں تو اُن میں سے بعض مقدر کر دی جاتی ہیں۔ عربی زبان کے اس قاعدہ کی بھی مثالیں بکثرت ہیں اور عرب اپنی زبان کے ساتھ مانوس ہونے کی وجہ سے فوراً معلوم کر لیتا ہے کہ کونسا مضاف یا مضاف الیہ کسی کلام میں حذف ہے۔ کامل مبرد نے حذف اضافت سے متعلق ایک مستقل باب باندھا ہے اور اس کی مثالیں دی ہیں۔[1] بِبَعْضِهَا میں بھی ایک اضافت محذوف ہے۔ قتل نفس کی صورت میں اَقْرِبَاء مقدر ہے۔ یعنی اِضْرِبُوْهُ بِبَعْضِ اَقْرِبَائِهَا: نفس مقتول کے رشتہ داروں کے ذریعہ سے اس واقعہ کو حرکت دو اور مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ کی صورت میں لفظ قُوٰی مقدر ہو گا یعنی نفس کی قوتیں تحریک میں لاؤ کہ نفس کی بیماریوں کا علاج نفس کے اندر ہی موجود ہے۔ غضب کا علاج حلم، حرص وطمع کا علاج سخاوت، انتقام کا علاج عفو ہے۔

درحقیقت نفس بشریہ اضداد کا ایک پیکرِ پنہاں ہے۔ مثبت و منفی قوتوں کا مجموعہ اور امراض نفس کا علاج اس کے باطنی قویٰ کے ذریعہ سے ہی ہوتا ہے۔ اسی اصل پر شریعت الٰہیہ کی بنیاد ہے اور اس کے تمام احکام نفی و اثبات، نہی و امر کی شکل میں ہیں۔ بُری نظر سے نہ دیکھو، غض بصر اور استخفاء سے کام لو۔ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى: اللہ تعالیٰ اسی طریق سے مُردوں کو زندہ کیا کرتا ہے۔ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ میں (ہ) کی ضمیر مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ کی طرف پھیرنے سے اس فقرہ کا مفہوم یہ ہے کہ ہم نے کہا کہ امراض نفس کا قلب ماہیت قویٰ نفسیہ ہی کے ذریعہ سے کرو۔ دو مضافوں میں سے ایک مضاف مقدر اور ضمیر (هَا) کا اسم ظاہر کرنے کی صورت میں جملے کی شکل یہ ہوگی: اِضْرِبُوْا (مَا تَكْتُمُوْنَ) بِقُوَى النَّفْسِ بَعْضِهَا بِبَعْضٍ۔ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى... لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ یعنی جو بیماریاں تم چھپائے ہوئے ہو، انہیں نفس کی قوتوں کے ذریعہ سے بعض کو بعض کے ساتھ تبدیل کرو، اسی طرح اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کیا کرتا ہے... تاکہ تم عقل سے کام لو۔ سیاقِ کلام کا موضوع یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت سے قبل ایمان مُردہ ہوتا ہے پھر وہ طوری قسم کی تجلی سے زندہ کیا جاتا ہے۔ مَا تَكْتُمُوْنَ کا جملہ بار بار قرآنِ مجید میں امراضِ نفس کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔[2] سورۃ البقرۃ کے دوسرے رکوع میں فرماتا ہے: فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا (البقرۃ:۱۱) ان کے دلوں میں بیماری ہے (جس کے علاج سے وہ غفلت برت رہے ہیں اور احکامِ الٰہی کی نافرمانی کر رہے ہیں) نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری کو بڑھا دیا ہے۔ یہاں بیماری سے مراد

[1] (الکامل فی اللغة والأدب، باب ۱۵ جزء اوّل صفحہ ۱۲۴۔ باب ۵۳ جزء ثالث صفحہ ۲۱۹، ۲۲۰)

[2] دیکھئے: البقرۃ:۳۴، المائدۃ:۱۰۰، الأنبیاء:۱۱۱، النور:۳۰۔

اَمراضِ نفس ہیں۔ سنت اللہ اسی طرح جاری ہوئی ہے کہ زہریلے مواد مختلف ذرائع سے ظاہر کئے جاتے ہیں اور پھر اُن کا مداوا دو طریق سے ہوتا ہے۔ شریعت حقہ کے ذریعہ یا تقدیر الٰہی مواخذہ کی شکل میں نازل ہو کر ان کا قلع قمع کر دیتی ہے۔ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ سے مراد یہ ہے کہ (اوّل) ہم نے ملائکۃ اللہ کو کہا کہ واقعہ قتل نفس کو حرکت دو، اس نفس کے بعض متعلقین کے ذریعہ سے۔ تا بد قماش لوگ کیفر کردار کو پہنچیں۔ (دوم) ہم نے احکام شریعت نازل کر کے (مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ) باطنی امراضِ نفس کا علاج اس نفس کی قوتوں ہی کے ذریعہ سے کیا ہے تا بدی کے میلانات کی اصلاح اُن کے مقابل کے نیک میلانات سے ہو۔ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ میں خطاب ملائکۃ اللہ سے ہے اور الفاظ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى میں اپنی سنت مستمرہ کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کے بعد فرماتا ہے: ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ۔ واقعہ قتلِ نفس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے اور قساوتِ قلبی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ وہ پتھروں کی مانند ہیں۔ لیکن شریعت اسلامی کے ذریعہ احیاء کا معجزہ دکھایا جائے گا کہ انہی پتھروں سے سوتے پھوٹیں گے، چشمے جاری ہوں گے اور سخت دل خشیتِ الٰہی سے نرم ہوں گے جیسا کہ يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ میں اشارہ ہے۔ اس سیاقِ کلام میں حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی شرح مذکورہ بالا ٹھیک بیٹھتی ہے۔ کیونکہ انصاری عورت کی ہتک اور انصاری مرد کا قتل ایسے فتنہ کا موجب ہوا جس میں دیت کا سوال بھی اُٹھا اور پھر وہ ہنگامہ آرائیوں کے ایک طویل سلسلہ کا موجب بن گیا جس طرح نخلہ کا واقعہ بنا تھا اور یہودیوں کی ہنگامہ آرائیوں کے تعلق میں ملائکۃ اللہ کو اسی طرح فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ کا حکم ہوا جس طرح قریش مکہ کی ہنگامہ آرائیوں کے تعلق میں فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ کا حکم ہوا تھا۔ فرماتا ہے: اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۝ (الأنفال: ۱۳ تا ۱۵)[1]

دونوں گروہوں (مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا) کفار و یہود نے لڑائی کی آگ بھڑکائی اور دونوں کا انجام آسمانی تقدیر سے ایک ہی صورت میں تکمیل پایا اور احیاء موتی کا عظیم الشان کام بھی انہی ہنگامہ آرائیوں کے درمیان اپنی تکمیل کو پہنچا۔ عربی سیاقِ کلام کو سمجھنے کے لئے عربی قواعد سے واقفیت ضروری ہے۔ صحابہ کرامؓ وغیرہ کو یہ ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ اپنی زبان سے خوب واقف تھے۔

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”(یاد کرو) جب تیرا ربّ فرشتوں کی طرف وحی کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پس وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں انہیں ثبات بخشو۔ میں ضرور ان لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے کفر کیا، رُعب ڈال دوں گا۔ پس (ان کی) گردنوں پر مارو اور ان کے جوڑ جوڑ پر ضربیں لگاؤ۔ یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی سخت مخالفت کی اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ یہ ہے (تمہاری پاداش) پس اسے چکھو اور (جان لو) کہ یقیناً کافروں کے لئے آگ کا عذاب ہے۔“

➢ زبان عربی کا ایک قاعدہ ہے جس کا تعلق سیاقِ کلام ہے۔ یہ قاعدہ اطناب و ایجاز کا ہے۔ اطناب کے معنی ہیں بات پھیلا کر بیان کرنا۔ طُنُبٌ خیمہ کی قناتیں پھیلا کر باندھنے والی رسی کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع اَطْنَابٌ ہے اور اسی سے مصدر اِطْنَاب (پھیلانا) ہے۔ اس اصطلاح کے مقابل کی اصطلاح ایجاز ہے جس کے معنی ہیں اختصار سے بات کرنا۔ یہ لفظ وَجْز سے ہے جس کے معنی ہیں جلدی سے دے دینا، سمجھا دینا۔ وَجَزٌ اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی عطاء اور داد و دہش میں جلدی کرتا ہے۔ (لسان العرب۔ طنب، وجز) اِطْنَاب و اِیجَاز کے دو اسلوبِ بیان- کلام کے موقع و محل کی نسبت سے استعمال ہوتے ہیں۔ جہاں تفصیل کی ضرورت نہیں وہاں اِیجَاز اور جہاں تفصیل کی ضرورت ہو وہاں اِطْنَاب اختیار کیا جاتا ہے۔ زیر شرح آیات میں دونوں طریق اختیار کئے گئے ہیں۔ چونکہ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ میں خطاب ملائکۃ اللہ سے ہے جن کے سپرد عقاب الٰہی کو جاری کرنا ہے اور جو مورد العطاس وحی ہونے کی وجہ سے مشیئت الٰہی کی تفصیلات سے آگاہی رکھتے ہیں۔ اس لئے انہیں خطاب کرنے کا موقع ایجاز کا ہے جو لوگ وحی الٰہی کے انداز سے واقف ہیں وہ محل ایجاز کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ بعض وقت وحی لفظاً غایت درجہ مختصر ہوتی ہے۔ ایک دو کلمے بلکہ صرف اشارے سے بھی قلب و ذہن میں ایک وسیع مضمون برقی رَو کی طرح پھیل جاتا ہے۔ ملائکۃ اللہ سے خطاب ایجاز کا تقاضا کرتا تھا۔ اس لئے آیت فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ میں "ایجاز" ہے اور جب خطاب ان حیلہ جُو انسانوں سے ہوا جو مختلف بہانوں سے اوامر شریعتِ الٰہیہ ٹالنے کے خوگر ہوتے ہیں تو اس وقت کلام میں اِطناب کا طریق اختیار کیا گیا ہے۔ چنانچہ قَتْلِ نفس کی آیت سے ماقبل آیات میں بسط ہے جن میں بنی اسرائیل کے ذبیحہ بقرہ سے متعلق حکم کا ذکر ہے۔ سوالات و جوابات سے ظاہر کیا گیا ہے کہ بہانہ ساز انسان کس طرح حکم کی تعمیل کو ٹالتا چلا جاتا ہے۔ ان آیات میں اسلوب اِطناب سے یہی امر ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ نفس کے عذروں کا سلسلہ لمبا ہوتا ہے جو اُن سے بچتا ہے شریعت پر عمل کرنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے اور جو نہیں بچتا اس کے لئے عمل کرنا دشوار۔ ذبیحہ بقرہ کی آیات سے ماقبل یہ بتایا ہے کہ تقویٰ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ احکامِ شریعت کی ظاہری پابندی کے ساتھ ان کے مقاصد مدنظر رکھے جائیں۔ اگر صرف ظاہر پر زور دیا گیا اور مقصد نظر انداز کر دیا تو نقال بندروں کی سی کیفیت ہو جائے گی اور اس نقالی سے تقویٰ کی صحیح کیفیت پیدا نہ ہوگی۔ فرماتا ہے: وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۚ (البقرۃ:۶۶)[۱] حدود توڑنے والے یہودیوں کو ظاہر پرستی کام نہ آئی اور تقلید اعمیٰ پر مبنی ایمان ان کے لئے نجات کا موجب نہ ہوا کہ وہ تجلیات الٰہیہ کے مشاہدات سے محروم تھے۔ ایمان اسی وقت زندہ ایمان کا ذریعہ ہوتا ہے جب انسان کو الٰہی تجلیات کا مشاہدہ ہو۔

---

[۱] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور یقیناً تم ان لوگوں کو جان چکے ہو جنہوں نے تم میں سے سبت کے بارہ میں تجاوز کیا تو ہم نے اُن سے کہا کہ ذلیل بندر بن جاؤ۔"

یہ وہ سیاق کلام ہے جو آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ النَّصٰرٰی وَ الصّٰبِـِٕیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○(البقرة:۶۳)[1] سے شروع اور آیت وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (البقرة:۷۵) پر ختم ہوتا ہے۔ اسی سیاقِ کلام کے ضمن میں واقعہ قتل نفس کا ذکر کرکے بتایا گیا ہے کہ یہ واقعہ الٰہی تجلیات رحم وغضب کا پیش خیمہ بنے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام جنگیں انہی تجلیات کی شہادت بین تھیں۔ ان جنگوں کے ذریعہ سے دلوں کی سنگلاخ زمین نرم ہو کر آب حیات کا چشمہ رواں بنی۔ زندہ ہونے والے زندہ ہوگئے اور ہلاک ہونے والے ہلاک۔ لِّیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّ یَحْیٰى مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۙ (الأنفال:۴۳)[2]

بعض علماء کا خیال ہے کہ چونکہ زیر شرح آیات کے سیاقِ کلام میں بنی اسرائیل کا ذکر ہے اس لئے اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا میں حضرت یحیٰ علیہ السلام کے قتل یا حضرت مسیح علیہ السلام کے واقعہ صلیب کی طرف اشارہ ہے جنہیں یہودی اپنے زعم میں قتل کر چکے تھے[3] اور اس صلیبی واقعہ میں بھی بہت بڑا اختلاف ہوا اور اس ظلم عظیم پر یہودیوں کو قیصر رومی طیطاؤس کے ذریعہ سے نہایت عبرت ناک سزا ملی تھی۔[4] یہ قتل اور اس قسم کا ہر وہ واقعہ قتل، آیت سے مراد لیا جاسکتا ہے جو غضب الٰہی کے بھڑکانے کا موجب ہوا ہو۔ دراصل آیت وَاِذْ قَتَلْتُمْ سے یہ امر ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ یہود کی بد اعتقادی کے ساتھ ان کی بدعملی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ خود قتل کرکے اس کی ذمہ داری دوسرے بے گناہوں پر ڈالنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ دَرَأَ عَنْهُ کے معنی ہیں اس سے الزام دور کیا۔ اِدَّارَأْتُمْ: تم نے ایک دوسرے پر الزام ڈالا۔ (تاج العروس۔ درأ) یہ حالت نفس غایت درجہ قساوتِ قلب پر مبنی ہے۔ اس آیت میں ایجاز اسی لئے اختیار کیا گیا ہے کہ تفصیل مقصود بالذات نہیں بلکہ مقصود بالذات حالت قساوتِ قلبی کا بیان ہے اور یہ اسلوب بیان ایسا ہے کہ سابقہ واقعات پر بھی منطبق ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو واقعہ قتل نفس یہود کی تباہی کا موجب ہوا، اس پر بھی۔

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ جو یہودی ہیں اور نصاریٰ اور دیگر الٰہی کتب کے ماننے والے جو بھی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، اور نیک اعمال بجالائے اُن سب کے لئے اُن کا اَجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور اُن پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کریں گے۔"

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "تا کہ کھلی کھلی حجت کی رُو سے جس کی ہلاکت کا جواز ہو، وہی ہلاک ہو اور کھلی کھلی حجت کی رُو سے جسے زندہ رہنا چاہیے، وہی زندہ رہے اور یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔"

[3] (تفسیر کبیر مصنفہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ، سورۃ البقرۃ آیت ۷۳، جلد اوّل صفحہ ۵۱۶)

[4] (The Encyclopaedia Britannica, under word: "Jews", Vol:15, Page:402)

یاد رہے کہ ہر زبان کا ایک خاص اسلوب بیان ہے اور اس کے کچھ معین قواعد ہیں جو معانی کے حامل ہوتے ہیں۔ صرف لفظی ترجمہ پورے مفہوم کو ادا نہیں کر سکتا جب تک مخصوص اسلوب اور قواعد زبان ملحوظ نہ رکھے جائیں۔ ہر زبان کے بہت سے محاورے ایسے ہیں، دوسری زبان میں جن کا ترجمہ ممکن نہیں۔ یہ سوال کہ آیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اپنے وقت میں آیات زیر شرح کا مفہوم وہی سمجھے تھے جو بیان کیا گیا ہے؟ تو یہاں صرف اس قدر بیان کر دینا کافی ہے کہ الفاظ کے معانی اور پیشگوئیوں کا مجمل مفہوم سامعین خوب سمجھتے تھے۔ مثلاً فَادّٰرَءْتُمْ کے معنی یہی مروی ہیں کہ تم نے قتل نفس کے بارے میں جھگڑا کیا۔[۱] اور جہاں تک مجمل پیشگوئیوں کی تفصیل کا تعلق ہے تو وہ جب پوری ہوئیں تو اس وقت صحابہ کرامؓ نے اظہار کیا کہ سورۃ الحشر یہودی قبائل مدینہ کی جلاوطنی سے متعلق ہے اور سورۃ الانفال غزوۂ بدر سے اور فلاں سورۃ کی فلاں آیت کا تعلق فلاں واقعہ سے ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی طرف سے آیات و واقعات میں اس قسم کی تطبیق شانِ نزول کی اصطلاح سے مشہور ہے جس کا ذکر اپنے موقع پر انشاء اللہ تعالیٰ مفصل آئے گا۔ صحابہ کرامؓ اہل زبان تھے۔ انہیں تفسیر قرآن کریم لکھنے لکھوانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی جیسا کہ ان کے بہت بعد اُن لوگوں کو اِحساس ہوا جو زبان عربی سے نابلد اور واقعات سے ناواقف تھے جس کی وجہ سے محققین نے تابعین اور تبع تابعین وغیرہ سے روایتیں جمع کرنے کی کوشش کی۔ ان میں سے ایک بہت بڑے پائے کے محقق حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ ہیں۔

باب ۱۴ کے معنونہ فقرات (۱) مَخْرَجُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ، (۲) فِيْ دِيَةِ الرَّجُلَيْنِ اور (۳) مَا اَرَادُوْا مِنَ الْغَدْرِ کی تشریح ہو چکی ہے۔ شعر وَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ کا تعلق بنو نضیر کی جلاوطنی سے اور آیت مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ (الحشر:۶) کا تعلق بھی انہی سے ہے۔

بنی لوئی سے مراد قریش مکہ ہیں۔ حضرت حسان بن ثابتؓ ان اشعار میں بنو نضیر کو ملامت کرتے ہیں کہ قریش کی خاطر تم نے معاہدہ چاک کر ڈالا اور ان کی مدد کے بھروسے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازش کی مگر جب تمہارے بویرہ والے باغ میں آگ لگی تو قریش کو ذرا بھی احساس نہ ہوا، تمہاری خانہ بربادی حقیر سی بات سمجھی۔ "بویرہ" بُؤْرَةٌ کا اسم تصغیر ہے۔ بُؤْرَةٌ کے معنی ہیں گڑھا۔ یثرب کی وادیوں میں سے ایک وادی میں بنو نضیر کے باغات تھے جو "بویرہ" نام سے مشہور تھے[۲] یہ مقام مدینہ کے جنوب مشرق میں مسجد قباء کے قریب ہے، اسے بُوَیلہ بھی کہتے ہیں۔ لِيْنَة ناقص قسم کی کھجور ہے جسے دَقَل بھی کہتے ہیں۔ اس کا پھل ادنیٰ قسم کا اور کھانے میں کم استعمال ہوتا ہے۔ عَجْوَة اور بَرْنِی قسم کی کھجوریں عمدہ ہوتی ہیں، یہ نہیں جلوائی گئیں۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۱۶) جب حصار طول پکڑنے لگا تو مرعوب کرنے کی غرض سے کھجوروں کا ایک حصہ جلوا دیا گیا جس سے طبعاً بنو نضیر خوفزدہ ہوئے اور جب اندرونی اور بیرونی امداد سے انہیں مایوسی ہوئی تو وہ ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے۔ بعض کا خیال ہے کہ مورچہ بندی کی

---

[۱] (بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب واذ قال موسی لقومہ ان اللہ یأمرکم أن تذبحوا بقرۃ)

[۲] (معجم المعالم الجغرافیة فی السیرة النبویة، البویرة)

غرض سے ایک حصہ باغ جلوایا گیا تھا۔[1] حضرت حسان بن ثابتؓ اپنے اشعار میں بنو نضیر کی غداری اور اس کے انجام کا ذکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں:

تَفَاقَدَ مَعْشَرٌ نَصَرُوْا قُرَيْشًا وَلَيْسَ لَهُمْ بِبَلْدَتِهِمْ نَصِيْرُ

هُمْ أُوْتُوا الْكِتَابَ فَضَيَّعُوْهُ وَهُمْ عُمْيٌ مِنَ التَّوْرَاةِ بُوْرُ

كَفَرْتُمْ بِالْقُرْاٰنِ وَقَدْ أَتَيْتُمْ بِتَصْدِيْقِ الَّذِيْ قَالَ النَّذِيْرُ

فَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِيْ لُؤَيٍّ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرُ

ایک گروہ کھو گیا اُس نے قریش کو مدد دی اور اب حالت یہ ہے کہ (قریش کے) شہر میں اُن کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ انہیں کتاب ملی تھی جو انہوں نے ضائع کر دی اور وہ تورات سے نابینا ہیں وہ برباد ہیں۔ تم نے قرآن کا بھی انکار کر دیا بحالیکہ جو بات خطرے سے آگاہ کرنے والے نے کہی تھی اسے تم سچ پا چکے ہو۔ بویرہ کی شعلہ زن آتش بنو لوئی (قریش) کے سرداروں کے لئے ایک معمولی سی بات ہے (جن کے بِرتے پر تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غداری کی۔ انہوں نے تمہاری پرپشہ بھر پرواہ نہیں کی۔)

امام بخاریؒ کے سیرت ابن ہشام کے مذکورہ بالا اشعار قبول کرنے سے ظاہر ہے کہ محمد بن اسحاقؒ کی ان اشعار سے متعلق روایت درست ہے۔

جب ابوسفیان کو حسان بن ثابتؓ کے محولہ بالا اشعار کا علم ہوا تو چونکہ وہ اور قریش ان میں مطعون ہیں کہ اپنے حلیفوں کی مدد سے قاصر رہے ہیں اس لئے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے اس کا جواب شعروں میں دیا اور بددعا کی کہ مدینہ کے ارد گرد آگ ہمیشہ بھڑکتی رہے۔ سیرت ابن ہشام میں یہ شعر بھی منقول ہیں:

أَدَامَ اللّٰهُ ذٰلِكَ مِنْ صَنِيْعٍ وَحَرَّقَ فِيْ طَرَائِقِهَا السَّعِيْرُ

سَتَعْلَمُ أَيُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ وَتَعْلَمُ أَيُّ أَرْضَيْنَا تَضِيْرُ

فَلَوْ كَانَ النَّخِيْلُ بِهَا رِكَابًا لَقَالُوْا لَا مُقَامَ لَكُمْ فَسِيْرُوْا[2]

صحیح بخاری کی روایت نمبر ۴۰۳۲ کے شعر میں طَرَائِقِهَا کی جگہ نَوَاحِيْهَا منقول ہے۔ یہ الفاظ مفہوماً ایک ہی ہیں "طَرَائِق" طَرِيْقَة کی جمع ہے۔ یعنی ارد گرد، چاروں طرف۔ ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے: اللہ یہ کارروائی ہمیشہ جاری رکھے اور مدینہ کے چاروں طرف آگ بھڑکائی جاتی رہے۔ تمہیں عنقریب علم ہو جائے گا کہ کون اس آگ سے دور رہتا ہے اور پتہ لگ جائے گا کہ ہمارے علاقوں میں سے کس علاقہ کو وہ نقصان دے گی۔ اگر کھجوروں کے درخت سواریاں بن جائیں تو اُن پر سوار ہو جاؤ۔ تمہارے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں یہاں سے چلے جاؤ۔

---

[1] (الکشاف للزمخشری، تفسیر سورۃ الحشر آیت ۵، جزء ۴ صفحہ ۵۰۱)

[2] (السيرة النبوية لابن هشام، ما قيل من الشعر في أمر الخندق وبني قريظة، جزء ۳ صفحہ ۲۱۷)

ابوسفیان نے جب یہ شعر کہے تو اس وقت اپنے آبائی دین پر تھے اور فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ مذکورہ اشعار سیرت ابن ہشام میں بنو قریظہ کی غداری کے ذکر میں نقل کئے گئے ہیں۔[۱] ابن ہشام کے مطابق بنو قریظہ نے متوقع مدد سے مایوس ہوکر قلعے کے دروازے کھول دیئے۔ بنو قریظہ نے میثاقِ مدینہ توڑ کر خلافتِ معاہدہ قریش کے ساتھ سمجھوتہ کرلیا تھا کہ ان کے مدینہ داخل ہونے پر یہود اُن کی مدد کریں گے اور اگر بیرونی حملہ آوروں کو خندق عبور کرکے شہر کے اندر داخل ہونے کا موقع مل جاتا تو بنو قریظہ محصور مسلمانوں کی خون ریزی اور تباہ کاری سے کبھی دریغ نہ کرتے۔ جب تک یہ قبیلہ اپنے معاہدہ پر قائم رہا، اس نے مدینہ میں امن وآزادی سے زندگی بسر کی اور اس وقت جلا وطن کیا گیا جب اس کی غداری ایک کھلی حقیقت بن گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان یہودی قبائل سے نیک سلوک اور آپؐ کا ان سے عفو و درگزر اتنا واضح ہے اور اس کے مقابل میں ان کی طرف سے نقضِ میثاق کا جرم اتنا عیاں کہ ہر قبیلے کی جلاوطنی کے وقت کوئی دوسرا قبیلہ ان کی مدد کے لئے آگے نہ بڑھا اور نہ اس کے حلیفوں میں سے کوئی حلیف اس کے کام آیا۔ آپؐ کے ایفائے عہد سے متعلق تاکیدی احکام اور اس بارے میں آپؐ کے اسوۂ حسنہ اور شدید دشمن کی شہادت کا ذکر کتاب الجزیۃ والموادعۃ باب ۱۳ تا ۱۷ میں گزر چکا ہے۔

بنو نضیر کی جلاوطنی کے تعلق میں قبیلہ بنو قریظہ کی جلاوطنی کا ذکر باب ۱۴ کے تحت ضمناً کیا گیا ہے۔ یہود کے مدینہ سے اخراج کے ضمن میں کتاب الجہاد باب ۱۶۸، کتاب فرض الخمس باب ۱۲، کتاب الجزیۃ والموادعۃ باب ۶، کتاب المغازی باب ۳۰ بھی دیکھئے۔ باب ۱۴ کی روایت نمبر ۴۰۲۸ میں یہود بنی حارثہ کی جلاوطنی کا بھی ذکر ہے۔ نصِ میثاق جو شرح باب کے شروع میں نقل کی گئی ہے۔ اس کی مکمل عبارت میں ان سے متعلق بھی یہ الفاظ ہیں: وَإِنَّ لِيَهُودِ بَنِي الْحَارِثِ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ[۲] یعنی جو معاہدہ یہود بنی عوف کے ساتھ ہے وہی معاہدہ یہود بنی حارث کے ساتھ۔ وادیٔ یثرب کی بستیاں قبائل کے نام سے مشہور تھیں۔ یہودی قبائل بھی ان میں آباد تھے۔ ان میں سے ہر قبیلہ کسی نہ کسی عربی قبیلے کا حلیف تھا اور اس کی طرف منسوب ہوتا۔

روایت نمبر ۴۰۳۳ کے تعلق میں دیکھئے کتاب فرض الخمس باب ۱، کتاب الفرائض باب ۳۔ باغِ فدک جو بطور فئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آیا۔ حسب ارشاد باری تعالیٰ اس کی آمد سے خرچ ہوتا رہا جیسا کہ مفصل بیان کیا جاچکا ہے۔

سورۃ الحشر کی آیت نمبر ۴ ہے: وَ لَوْ لَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ترجمہ: اگر اللہ ان کے لئے جلاوطنی نہ لکھتا تو انہیں دنیا میں ہی سزا دیتا اور انہیں آخرت میں آگ کی سزا ملے گی۔ یعنی یہود کی جلاوطنی ان کے حق میں مفید تھی کیونکہ انہیں ایسے ماحول سے الگ کیا گیا جس میں وہ امن سے نہیں رہ سکتے تھے۔ ان کی ذہنیت بگڑ چکی تھی۔ اپنے حلیفوں سے بھی ان کے تعلقات کشیدہ تھے۔ ان کی

[۱] (السیرۃ النبویۃ لابن هشام، ما قیل من الشعر فی أمر الخندق وبنی قریظۃ، جزء ۳ صفحہ ۲۱۷)

[۲] (السیرۃ النبویۃ لابن هشام، کتابه ﷺ بین المهاجرین والأنصار وموادعۃ یهود، جزء ۲، صفحہ ۱۴۵)

بد طینتی اور کج رَوِی کی وجہ سے فتنے کا کوئی نہ کوئی شاخسانہ فساد کا باعث بن جاتا۔ اس لئے بموجب معاہدہ جلاوطنی کی کم از کم سزا انہیں دی گئی اور اس سزا کی تنفیذ میں بھی ان سے نرمی کا سلوک کیا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دس دن کی مہلت دی کہ سوائے اسلحہ کے جو قابل انتقال سامان وہ اپنے ساتھ لے جا سکیں لے جائیں اور جو فروخت کرنا چاہیں فروخت کرلیں۔ (عمدۃ القاری جزء۱۷ صفحہ ۱۲۶) اور پھر جہاں انہوں نے جانا پسند کیا ان کے حلیفوں میں سے قابل اعتماد حلیف حضرت محمد بن مسلمہؓ کی نگرانی میں وہ بحفاظت پہنچائے گئے۔

سیرت ابن ہشام اور تاریخ طبری کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جلوس کی صورت میں گاتے بجاتے نکلے۔[۱] الحشر کے معنی مطلق نقل مکانی ہے۔ یہ لفظ قیامت کے لئے مجازاً استعمال ہوا ہے کیونکہ اس میں بھی ایک قسم کی نقل مکانی ہوتی ہے۔ (أقرب الموارد- حشر) قبائل کے لئے نقل مکانی کوئی مشکل امر نہ تھا۔ یہود نے اپنی نقل مکانی کے لئے خیبر، تیماء، وادی قریٰ اور اذرعات وغیرہ کے زرخیز علاقے منتخب کئے جہاں دیگر یہودی قبیلے پہلے سے آباد تھے۔ بنو قینقاع کے سب قبائل کو جلاوطنی کی سزا نہیں دی گئی تھی بلکہ صرف سرغنہ اور فتنہ پرداز قبیلہ ہی جلاوطن کیا گیا تھا اور اس قبیلہ کے بعض افراد اپنی غلطی کی معافی طلب کرکے مدینہ میں پھر واپس آگئے تھے۔ اس تعلق میں غزوۂ خیبر کی تفصیلات دیکھی جائیں۔ (باب ۳۸: غزوۃ خیبر) امام شیبانیؒ نے اپنی کتاب العصر باب السیر میں لکھا ہے اور ان کی تائید میں سرخسیؒ نے المبسوط میں ذکر کیا ہے کہ بنو قینقاع نے بنو قریظہ کی جنگ میں مدد کی تھی۔[۲] اس سے بھی ظاہر ہے کہ سب جلاوطن نہیں ہوئے تھے بلکہ معاہدہ چاک کرکے لڑنے والا قبیلہ ہی مدینہ سے رخصت کیا گیا تھا۔

آج کل بھی دنیا کے جن علاقوں میں دو ہمسایہ قومیں کشیدہ تعلقات رہتی ہیں اور جہاں آئے دن فتنہ وفساد ہوتا رہتا ہے نقل مکانی کا طریق ہی پسند کیا گیا ہے جیسے ہندوستان، فلسطین اور کوریا وغیرہ کی تقسیم میں ہوا۔ ہمارے زمانہ میں بھی نقل مکانی ہوئی ہے اس میں جو وحشیانہ ہنگامے ہوئے اور جس قدر خون ریزی اور تباہی ہوئی بلکہ عمداً کرائی گئی وہ دنیا میں ہمیشہ لعنت کے ساتھ یاد کی جائے گی۔

ہندوستان کی تقسیم کے وقت جو المیہ ہماری آنکھوں کے سامنے رونما ہوا، وہ رہتی دنیا تک آنسو رُلانے والی داستان ہے۔ وحشت وبربریت میں تمام المناک واقعات پر سبقت لے گیا ہے اور ایسا روح فرسا اور نہایت ہی مکروہ سانحہ ہے جس کی مثال تاریخ عالم میں مشکل سے ملتی ہے۔ اس سے قبل ارضِ فلسطین میں عربوں کے ساتھ جو خون آشام ڈرامہ یہودیوں کے ہاتھوں سے کھیلا گیا، اس کے کھیلنے والے برطانیہ اور امریکہ ہی تھے۔ "پناہ گزین" مہذب دنیا

---

[۱] (السيرة النبوية لابن هشام، أمر إجلاء بنى النضير، جزء۳ صفحہ ۱۴۵)
(تاريخ الرسل والملوك للطبرى، سنة أربع من الهجرة، ذكر خبر جلاء بنى النضير، جزء۲ صفحہ ۵۵۴)

[۲] (المبسوط للسرخسى، كتاب السير، جزء۱۰ صفحہ ۲۳)

کی جو اصطلاح ہے اس کا نظارہ ہانگ کانگ کی گلی کوچوں، وادیٔ اردن وارضِ فلسطین و شام لبنان کی سرحدوں، ڈین بن فو (Dien Bien Phu)، الجزائر، ہنگری، تبت، ممالک شیوعیہ اور سرخ چین کے میدان ہائے محشر میں ناقابل دید تھا اور ناقابل گفتنی۔ گزشتہ بیس سال کی مدت میں چار کروڑ انسان خانہ بدوش بنائے گئے، نہایت شکستہ حالی اور اخلاق سوزی کا تختہ مشق۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو میگزین ٹائم ہفتہ وار واشنگٹن ۴ جنوری ۱۹۶۰ زیر عنوان Refugee۔ اس سے جلاوطنی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ عیسائی تمدن کے ان خونی ڈراموں سے بنو قینقاع کی ہجرت کیا نسبت رکھتی ہے جو ایک محدود قبیلے سے متعلق تھی اور محدود عرصہ کے لئے۔ کیونکہ بنو قینقاع کے مہاجر افراد بعد میں معافی طلب کر کے مدینہ واپس آگئے تھے اور انہوں نے بنو قریظہ کی جلاوطنی کے وقت مہاجرین اور انصار کی مدد کی تھی۔ اس کا ذکر آگے اپنے موقع پر آئے گا۔

آیت محولہ بالا کا مفہوم واقعات کے پیش نظر واضح ہے۔ یہود کے لئے مدینہ منورہ سے چلا جانا ہی بہتر تھا۔ ورنہ وہ بھی اپنی عادت فتنہ انگیزی کی وجہ سے خطرے میں رہتے اور مدینہ کا امن بھی مخدوش رہتا۔ اس وقت جو کچھ ہوا حق وحکمت سے ہوا اور تقاضائے وقت کے بالکل مطابق۔

بَاب ١٥ : قَتْلُ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ

کعب بن اشرف کا قتل

٤٠٣٧ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ[1] عَمْرٍو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأْذَنْ لِي أَنْ أَقُوْلَ شَيْئًا قَالَ قُلْ فَأَتَاهُ

۴۰۳۷: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ عمرو (بن دینار) کہتے تھے: میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کعب بن اشرف سے کون نپٹے گا؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو سخت اذیت دی ہے۔ محمد بن مسلمہؓ کھڑے ہو گئے، کہنے لگے: یا رسول اللہ! کیا آپؐ چاہتے ہیں کہ میں اسے مار ڈالوں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ کہا: تو پھر آپؐ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی طرف سے اس کے لئے کوئی صورت پیدا کروں۔

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں اس جگہ قَالَ ہے (فتح الباری جزء۷ حاشیہ صفحہ ۴۲۰) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً وَإِنَّهُ قَدْ عَنَّانَا وَإِنِّي قَدْ أَتَيْتُكَ أَسْتَسْلِفُكَ قَالَ وَأَيْضًا وَاللهِ لَتَمَلُّنَّهُ قَالَ إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ شَأْنُهُ وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو غَيْرَ مَرَّةٍ فَلَمْ يَذْكُرْ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ أُرَى فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ نَعَمِ ارْهَنُونِي قَالُوا أَيَّ شَيْءٍ تُرِيدُ قَالَ ارْهَنُونِي نِسَاءَكُمْ قَالُوا كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ فَارْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ قَالُوا كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَنَا فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ فَيُقَالُ رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا وَلَكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي السِّلَاحَ فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَجَاءَهُ لَيْلًا وَمَعَهُ أَبُو نَائِلَةَ وَهُوَ أَخُو كَعْبٍ

آپؐ نے فرمایا: اجازت ہے۔ چنانچہ محمد بن مسلمہؓ اس کے پاس آئے اور کہنے لگے: اس شخص (نبی کریم ﷺ) نے ہم سے صدقہ مانگا ہے اور ہمیں کئی تکلیفوں میں مبتلا کر دیا ہے، میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم سے اُدھار لوں۔ کعب بولا: (ابھی کیا ہے) اور بھی تکلیفیں اُٹھاؤ گے، بخدا اُس سے اکتا جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا: چونکہ ہم اس کے ساتھ ہو لئے ہیں اس لئے پسند نہیں کرتے کہ اسے چھوڑ دیں جب تک یہ نہ دیکھ لیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے اور ہم چاہتے ہیں ایک یا دو وسق[1] (غلہ یا کھجور) ہمیں ادھار دو۔ اور عمرو (بن دینار) نے یہ روایت کئی بار ہم سے بیان کی اور ایک یا دو وسق کا ذکر نہیں کیا۔ میں نے پوچھا: کیا اس روایت میں ایک یا دو وسق کا ذکر ہے؟ تو کہنے لگے: میں سمجھتا ہوں کہ ایک یا دو وسق کا ذکر ہے۔ کعب نے کہا: اچھا میرے پاس رہن رکھو۔ انہوں نے کہا: تم کیا شئے چاہتے ہو؟ کہنے لگا: اپنی عورتیں تم میرے پاس رہن رکھو۔ انہوں نے کہا: تمہارے پاس اپنی عورتیں کیسے رہن رکھیں بحالیکہ تم عربوں میں نہایت خوبصورت ہو۔ کہنے لگا: پھر اپنے بیٹے ہی میرے پاس رہن رکھو۔ انہوں نے کہا: ہم تمہارے پاس اپنے بیٹوں کو کیسے رہن رکھیں انہیں طعنہ دیا جائے گا، کہا جائے گا کہ وہ ایک یا دو وسق کے لئے رہن رکھے گئے تھے، یہ ہمارے لئے عار ہے لیکن تمہارے پاس اپنی زرہیں رہن رکھتے ہیں۔ سفیان کہتے تھے: زرہ سے ان کی

[1] ایک وسق بعض کے نزدیک حِمْلُ الْبَعِيْرِ یعنی ایک اونٹ کا بوجھ ہے۔ (المنجد فی اللغۃ)

مِنَ الرَّضَاعَةِ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْحِصْنِ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ أَيْنَ تَخْرُجُ هَذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَأَخِي أَبُو نَائِلَةَ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو قَالَتْ أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ قَالَ إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِيْعِي أَبُو نَائِلَةَ إِنَّ الْكَرِيْمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَأَجَابَ قَالَ وَيُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ قِيْلَ لِسُفْيَانَ سَمَّاهُمْ عَمْرٌو قَالَ سَمَّى بَعْضَهُمْ قَالَ عَمْرٌو جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو أَبُو عَبْسِ بْنُ جَبْرٍ وَالْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ عَمْرٌو جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ فَقَالَ إِذَا مَا جَاءَ فَإِنِّي قَائِلٌ بِشَعَرِهِ فَأَشَمُّهُ فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي اسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَأْسِهِ فَدُونَكُمْ فَاضْرِبُوهُ وَقَالَ مَرَّةً ثُمَّ أُشِمُّكُمْ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيحُ الطِّيْبِ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيحًا أَيْ أَطْيَبَ وَقَالَ غَيْرُ

مراد ہتھیار تھی چنانچہ محمد بن مسلمہؓ نے کعب سے پھر اُس کے پاس آنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ وہ اس کے پاس رات کو آئے اور ان کے ساتھ ابونائلہ بھی تھے جو کعب کے دودھ بھائی تھے، اس نے انہیں قلعہ کے اندر بلایا اور وہ ان کے پاس جب (اپنے بالاخانہ سے) نیچے آنے لگا تو اُس کی بیوی اُس سے کہنے لگی: اس وقت تم کہاں جاتے ہو؟ کعب نے کہا: یہ تو محمد بن مسلمہ اور میرے بھائی ابونائلہ ہیں۔ (سفیان کہتے تھے:) عمرو بن دینار کے سوا اور لوگوں نے اس روایت میں یہ بھی کہا ہے کہ اس کی بیوی کہنے لگی: میں ایسی آواز سنتی ہوں کہ گویا جس سے خون ٹپک رہا ہے۔ کعب بولا: میرے بھائی محمد بن مسلمہ اور دودھ بھائی ابونائلہ ہیں اور شریف آدمی کو رات کے وقت زخمی ہونے کے لئے بھی بلایا جائے تو وہ ضرور جائے گا۔ کہتے تھے اور محمد بن مسلمہ (قلعہ میں) اپنے ساتھ دو آدمی بھی لے گئے تھے۔ سفیان سے پوچھا گیا: کیا عمرو (بن دینار) نے ان کا نام لیا تھا؟ انہوں نے کہا: ان میں سے کسی کا نام لیا تھا۔ عمرو کہتے تھے: اور وہ اپنے ساتھ دو آدمی لے گئے۔ عمرو (بن دینار) کے علاوہ اوروں نے کہا: ابوعبس بن جبرؓ، حارث بن اوسؓ اور عباد بن بشرؓ کو (اپنے ساتھ لے گئے تھے۔) عمرو (بن دینار) نے یہی کہا تھا کہ وہ اپنے ساتھ دو آدمی لے گئے تھے۔ محمد بن مسلمہؓ (اپنے ساتھیوں سے) کہنے لگے: جب کعب آئے تو مَیں اس کے بال پکڑ کر سونگھوں گا، جب تم دیکھو کہ میں

عَمْرٍو قَالَ عِنْدِي أَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ عَمْرٌو فَقَالَ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشَمَّ رَأْسَكَ قَالَ نَعَمْ فَشَمَّهُ ثُمَّ أَشَمَّ أَصْحَابَهُ ثُمَّ قَالَ أَتَأْذَنُ لِي قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ قَالَ دُونَكُمْ فَقَتَلُوهُ ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ.

أطرافهُ: ۲۵۱۰، ۳۰۳۱، ۳۰۳۲۔

نے اس کا سر مضبوطی سے پکڑ لیا ہے تو تم بڑھ کر اس کا کام تمام کر دینا اور کبھی (عمرو بن دینار نے) یوں کہا: پھر تم کو بھی سنگھاؤں گا۔ چنانچہ کعب ان کے پاس آیا، اس نے چادر اوڑھی تھی جو خوشبو سے مہک رہی تھی۔ محمد بن مسلمہؓ کہنے لگے: آج جیسی خوشبو تو میں نے کہیں نہیں پائی یعنی بہت ہی اچھی خوشبو ہے۔ اور عمرو (بن دینار) کے سوا اوروں نے کہا: کعب نے جواب میں کہا: میرے پاس عرب کی عورتوں میں سے وہ عورت بھی ہے جو سب سے زیادہ معطر اور حُسنِ کامل ہے۔ عمرو (بن دینار) نے کہا: محمد بن مسلمہؓ نے یہ سن کر کہا: کیا مجھے اجازت ہے کہ تمہارے سر کو سونگھوں؟ اس نے کہا: ہاں۔ انہوں نے اس کے سر کو سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سنگھایا۔ پھر کہا: کیا (دوبارہ) سونگھنے کی اجازت ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ غرض جب (محمد بن مسلمہؓ نے اس کا سر) مضبوطی سے پکڑ لیا اور کہا: لو بڑھو، تو انہوں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر اس کے بعد وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپؐ سے یہ واقعہ بیان کیا۔

بَاب ١٦: قَتْلُ أَبِي رَافِعٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ

ابو رافع عبداللہ بن ابی الحقیق کا قتل

وَيُقَالُ سَلَّامُ بْنُ أَبِي الْحُقَيْقِ كَانَ بِخَيْبَرَ وَيُقَالُ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ هُوَ بَعْدَ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ.

اور اسے سلام بن ابی الحقیق بھی کہتے تھے۔ خیبر میں رہتا تھا اور کہا جاتا ہے کہ اپنے اس قلعے میں رہتا تھا جو حجاز کے علاقہ میں تھا۔ اور زہری کہتے تھے کہ کعب بن اشرف کے بعد وہ (قتل کیا گیا۔)

٤٠٣٨ : حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا إِلَى أَبِي رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهُ لَيْلًا وَهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهُ.

اطرافہُ: ۳۰۲۲، ۳۰۲۳، ۴۰۳۹، ۴۰۴۰۔

۴۰۳۸: اسحاق بن نصر نے مجھے بتایا۔ یحیٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ (یحیٰ) ابن ابی زائدہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے ابواسحاق (سبیعی) سے، انہوں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آدمیوں کو ابورافع کی طرف بھیجا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عتیکؓ اس کے گھر میں رات کے وقت گئے جبکہ وہ سویا ہوا تھا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

٤٠٣٩ : حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيِّ رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَتِيْكٍ وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِينُ عَلَيْهِ وَكَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ لِأَصْحَابِهِ

۴۰۳۹: یوسف بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسرائیل (بن یونس) سے، اسرائیل نے ابواسحاق سے، ابواسحاق نے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع یہودی کی طرف انصار کے کچھ آدمی بھیجے اور عبداللہ بن عتیکؓ کو اُن پر امیر مقرر کیا۔ ابورافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ایذا دیا کرتا تھا اور آپؐ کے خلاف دشمنوں کی مدد کرتا تھا۔ وہ اپنے قلعہ میں جو حجاز میں تھا، رہتا تھا۔ جب وہ لوگ اس کے قریب پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے جانوروں کے ریوڑ لے کر واپس ہو چکے تھے۔ عبداللہ (بن عتیکؓ) نے

اجْلِسُوا مَكَانَكُمْ فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ وَمُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ فَأَقْبَلَ حَتَّى دَنَا مِنَ الْبَابِ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَةً وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ يَا عَبْدَ اللهِ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ فَإِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ ثُمَّ عَلَّقَ الْأَغَالِيْقَ عَلَى وَدٍّ قَالَ فَقُمْتُ إِلَى الْأَقَالِيْدِ فَأَخَذْتُهَا فَفَتَحْتُ الْبَابَ وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ وَكَانَ فِي عَلَالِيَّ لَهُ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ قُلْتُ إِنِ الْقَوْمُ نَذِرُوْا بِي لَمْ يَخْلُصُوْا إِلَيَّ حَتَّى أَقْتُلَهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسْطَ عِيَالِهِ لَا أَدْرِي أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ فَقُلْتُ أَبَا رَافِعٍ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهِشٌ فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا وَصَاحَ

نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم اپنی جگہ پر بیٹھے رہو۔ میں جاتا ہوں اور دربان سے کوئی حیلہ کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ میں اندر چلا جاؤں۔ وہ گئے اور دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ پھر کپڑا اوڑھ لیا۔ جیسا کہ وہ قضائے حاجت کر رہے ہیں اور سب لوگ اندر جا چکے تھے۔ اتنے میں دربان آیا۔ ان کو آواز دی (کہا:) بندۂ خدا! اگر تم آنا چاہتے ہو تو آجاؤ۔ میں دروازہ بند کرنا چاہتا ہوں۔ میں اندر گیا اور گھات میں بیٹھ گیا۔ جب لوگ اندر آچکے اس نے دروازہ بند کیا۔ پھر کنجیاں ایک کیل پر لٹکا دیں۔ عبداللہ بن عتیکؓ کہتے تھے: میں اُٹھ کر کنجیوں کی طرف گیا اور اُن کو لے کر دروازہ کھولا اور لوگ ابورافع کے پاس بات چیت کرنے کے لئے رات کو بیٹھا کرتے تھے۔ وہ اپنے بالاخانہ میں رہتا تھا۔ جب باتیں کرنے والے اس کے پاس سے چلے گئے تو میں اس کی طرف بالاخانہ میں گیا اور جو دروازہ بھی کھولتا اُس کو اندر سے بند کرتا جاتا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر لوگ میری آہٹ پا بھی لیں تو جب تک میں اسے مار نہ لوں مجھ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ میں اس کے پاس پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک اندھیرے کمرے میں اپنے کنبے کے درمیان لیٹا ہوا ہے۔ مجھے پتہ نہ چلا کہ وہ کمرہ میں کہاں ہے۔ میں نے کہا: ابورافع! کہنے لگا: کون ہے؟ میں آواز کی طرف لپکا۔ تلوار

فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ فَأَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا هَذَا الصَّوْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ فَقَالَ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ إِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلُ بِالسَّيْفِ قَالَ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ ثُمَّ وَضَعْتُ ضَبِيبَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَبْوَابَ بَابًا بَابًا حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ لَهُ فَوَضَعْتُ رِجْلِي وَأَنَا أُرَى أَنِّي قَدِ انْتَهَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ فَقُلْتُ لَا أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَعْلَمَ أَقَتَلْتُهُ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيكُ قَامَ النَّاعِي عَلَى السُّورِ فَقَالَ أَنْعَى أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ الْحِجَازِ فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَقُلْتُ النَّجَاءَ فَقَدْ قَتَلَ اللهُ أَبَا رَافِعٍ فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ لِي ابْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا

سے ایک ضرب لگائی اور میں دہشت زدہ تھا۔ میں سمجھا کہ میں نے کچھ بھی نہ کیا اور ابورافع چلایا۔ تب میں کمرے سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا کہ میں پھر اس کے پاس گیا اور کہا: ابورافع! یہ کیا آواز ہے؟ کہنے لگا: تیری ماں ہلاک! کوئی آدمی کمرے میں ہے، جس نے مجھ پر اپنی تلوار سے وار کیا ہے۔ عبداللہ بن عتیکؓ کہتے تھے: پھر میں نے ایک اور ضرب لگائی جس نے اس کو گھائل تو کر دیا مگر وہ مرا نہیں اور اس کے بعد میں نے اس کے پیٹ پر تلوار کی نوک رکھی (اور اس کو اتنا دبایا) کہ اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی اور مجھے یقین ہوگیا کہ میں نے اس کو مار ڈالا ہے۔ پھر میں نے ایک ایک دروازہ کھولا اور سیڑھیوں تک پہنچ گیا۔ میں نے اپنا پاؤں رکھا اور سمجھا کہ زمین پر پہنچ گیا ہوں۔ میں گر پڑا۔ چاندنی رات تھی۔ میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ پھر پگڑی سے پنڈلی باندھ کر چل پڑا اور آکر دروازہ پر بیٹھ گیا اور (دل میں) کہنے لگا: آج رات باہر نہیں نکلوں گا، جب تک یہ نہ جان لوں کہ میں نے اسے مار ڈالا ہے۔ جب مرغ نے بانگ دی تو موت کی خبر دینے والا قلعہ کی دیوار پر کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ابورافع تاجرِ حجاز کے مرنے کی اطلاع دیتا ہوں۔ یہ سن کر میں اپنے ساتھیوں کے پاس چلا آیا۔ میں نے کہا: بچ نکلو، اللہ نے ابورافع کو مار ڈالا ہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور

فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ.

اطرافہ: ۳۰۲۲، ۳۰۲۳، ۴۰۳۸، ۴۰۴۰، ۴۰۴۰۔

آپؐ سے ماجرا بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا: اپنا پاؤں آگے کرو۔ میں نے اپنا پاؤں آگے کیا۔ آپؐ نے اس پر ہاتھ پھیرا۔ ایسا محسوس ہوا کہ مجھے ٹانگ میں کبھی درد ہی نہیں ہوا۔

٤٠٤٠: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحٌ هُوَ ابْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَتِيْكٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ فِي نَاسٍ مَعَهُمْ فَانْطَلَقُوا حَتَّى دَنَوْا مِنَ الْحِصْنِ فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ امْكُثُوا أَنْتُمْ حَتَّى أَنْطَلِقَ أَنَا فَأَنْظُرَ قَالَ فَتَلَطَّفْتُ أَنْ أَدْخُلَ الْحِصْنَ فَفَقَدُوْا حِمَارًا لَهُمْ قَالَ فَخَرَجُوْا بِقَبَسٍ يَطْلُبُوْنَهُ قَالَ فَخَشِيْتُ أَنْ أُعْرَفَ قَالَ فَغَطَّيْتُ رَأْسِي كَأَنِّي أَقْضِي حَاجَةً ثُمَّ نَادَى صَاحِبُ الْبَابِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ فَلْيَدْخُلْ قَبْلَ أَنْ أُغْلِقَهُ فَدَخَلْتُ ثُمَّ اخْتَبَأْتُ فِي مَرْبِطِ حِمَارٍ عِنْدَ بَابِ

۴۰۴۰: احمد بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ شُرَیح نے جو مسلمہ کے بیٹے ہیں ہمیں بتایا۔ (کہا:) ابراہیم بن یوسف (بن اسحاق) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے ابواسحاق سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عتیکؓ اور عبداللہ بن عتبہؓ کو کچھ لوگوں سمیت جو اُن کے ساتھ تھے ابورافع کی طرف بھیجا وہ چل پڑے۔ یہاں تک کہ قلعہ کے قریب پہنچے۔ عبداللہ بن عتیکؓ نے ان سے کہا: تم ٹھہرو اور میں جاکر دیکھتا ہوں۔ وہ کہتے تھے: میں چپکے سے بہانہ ڈھونڈنے لگا کہ کسی طرح قلعے میں داخل ہو جاؤں۔ اسی اثنا میں قلعہ والوں نے ایک گدھا گم پایا۔ کہتے تھے: وہ روشنی لے کر اُس کی تلاش میں نکلے۔ کہتے تھے: میں ڈرا کہ کہیں میں پہچانا نہ جاؤں۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنا سر ڈھانک لیا، جیسا کہ میں قضائے حاجت کر رہا ہوں۔ پھر دربان نے آواز دی۔ جس کو اندر آنا ہو دروازہ بند کرنے سے پہلے آجائے۔ اس پر میں بھی اندر چلا گیا اور پھر خرگاہ (گدھوں کے

الْحِصْنِ فَتَعَشَّوْا عِنْدَ أَبِي رَافِعٍ وَتَحَدَّثُوْا حَتَّى ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى بُيُوتِهِمْ فَلَمَّا هَدَأَتِ الْأَصْوَاتُ وَلَا أَسْمَعُ حَرَكَةً خَرَجْتُ قَالَ وَرَأَيْتُ صَاحِبَ الْبَابِ حَيْثُ وَضَعَ مِفْتَاحَ الْحِصْنِ فِي كَوَّةٍ فَأَخَذْتُهُ فَفَتَحْتُ بِهِ بَابَ الْحِصْنِ قَالَ قُلْتُ إِنْ نَذِرَ بِي الْقَوْمُ انْطَلَقْتُ عَلَى مَهَلٍ ثُمَّ عَمَدْتُ إِلَى أَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ فَغَلَّقْتُهَا عَلَيْهِمْ مِنْ ظَاهِرٍ ثُمَّ صَعِدْتُ إِلَى أَبِي رَافِعٍ فِي سُلَّمٍ فَإِذَا الْبَيْتُ مُظْلِمٌ قَدْ طُفِئَ سِرَاجُهُ فَلَمْ أَدْرِ أَيْنَ الرَّجُلُ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ قَالَ مَنْ هَذَا قَالَ فَعَمَدْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ وَصَاحَ فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ جِئْتُ كَأَنِّي أُغِيْثُهُ فَقُلْتُ مَا لَكَ يَا أَبَا رَافِعٍ وَغَيَّرْتُ صَوْتِي فَقَالَ أَلَا أُعْجِبُكَ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَضَرَبَنِي بِالسَّيْفِ قَالَ فَعَمَدْتُ لَهُ أَيْضًا فَأَضْرِبُهُ أُخْرَى فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا فَصَاحَ وَقَامَ أَهْلُهُ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ وَغَيَّرْتُ

باندھنے کی جگہ) میں جو قلعہ کے دروازے کے پاس تھی چھپ رہا۔لوگوں نے ابورافع کے پاس شام کا کھانا کھایا اور وہ باتیں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ کچھ رات گزر گئی اور وہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ جب آوازیں مدھم ہوگئیں اور میں کوئی حرکت نہ سنتا تھا تو میں (اس طویلہ سے) باہر نکلا۔ انہوں نے کہا: میں نے پہلے ہی دربان کو دیکھ لیا تھا جہاں اس نے طاقچے میں قلعے کی چابی رکھی تھی۔ میں نے وہ لے لی اور قلعے کا دروازہ کھولا۔ کہتے تھے: میں نے اپنے دل میں خیال کیا اگر لوگ میری آہٹ پا بھی لیں گے تو میں آہستہ سے چل دوں گا۔ پھر میں اُن کی کوٹھڑیوں کے دروازے کی طرف گیا اور ان کو باہر سے بند کر دیا۔ پھر اس کے بعد ایک سیڑھی پر سے چڑھ کر میں ابورافع کے پاس گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کمرہ تاریک ہے۔ چراغ گل ہوچکا ہے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ شخص کس جگہ پر ہے۔ میں نے کہا: ابورافع! وہ بولا: کون ہے؟ کہتے تھے: میں (اس کی) آواز کی طرف بڑھا اور پھر اس پر ایک ضرب لگائی۔ وہ چلایا، مگر اس ضرب نے کچھ نہ کیا۔ کہتے تھے: پھر میں آیا جیسا کہ میں اس کی مدد کو پہنچا ہوں۔ میں نے کہا: ابورافع! تمہیں کیا ہوا اور میں نے اپنی آواز بدلی۔ اس نے کہا: دیکھو ارے تمہاری ماں مرے۔ تعجب کی بات نہ بتاؤں؟ ابھی کوئی شخص میرے پاس آیا اور اس نے تلوار

صَوْتِي كَهَيْئَةِ الْمُغِيْثِ فَإِذَا هُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَأَضَعُ السَّيْفَ فِي بَطْنِهِ ثُمَّ أَنْكَفِئُ عَلَيْهِ حَتَّى سَمِعْتُ صَوْتَ الْعَظْمِ ثُمَّ خَرَجْتُ دَهِشًا حَتَّى أَتَيْتُ السُّلَّمَ أُرِيْدُ أَنْ أَنْزِلَ فَأَسْقُطُ مِنْهُ فَانْخَلَعَتْ رِجْلِي فَعَصَبْتُهَا ثُمَّ أَتَيْتُ أَصْحَابِي أَحْجُلُ فَقُلْتُ انْطَلِقُوا فَبَشِّرُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي لَا أَبْرَحُ حَتَّى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ فَلَمَّا كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ صَعِدَ النَّاعِيَةُ فَقَالَ أَنْعَى أَبَا رَافِعٍ قَالَ فَقُمْتُ أَمْشِي مَا بِي قَلَبَةٌ فَأَدْرَكْتُ أَصْحَابِي قَبْلَ أَنْ يَأْتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهُ.

سے مجھ پر وار کیا ہے۔ کہتے تھے: پھر میں اس کی طرف لپکا اور ایک اور ضرب لگائی۔ مگر اُس سے بھی کچھ نہ ہوا۔ وہ چلایا اور اس کے گھر والے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ کہتے تھے: پھر میں اس کے پاس آیا اور اپنی آواز بدلی۔ جیسے کوئی مدد کو پہنچتا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنی پیٹھ کے بل چت لیٹا ہے۔ میں نے تلوار اس کے پیٹ پر رکھی اور اس پر جھک کر بوجھ ڈالا۔ یہاں تک کہ میں نے ہڈی کا چٹاخہ سنا۔ پھر میں گھبرایا ہوا باہر نکلا اور سیڑھی تک پہنچا۔ اُترنا چاہتا تھا کہ میں گر پڑا اور میرے پاؤں کا جوڑ نکل گیا اور میں نے اس کو باندھ لیا۔ پھر پاؤں اُٹھاتا ہوا جیسے قیدی چلتا ہے، اپنے ساتھیوں کے پاس جا پہنچا۔ میں نے کہا: چلے جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کو خبر دو۔ کیونکہ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا، جب تک کہ موت کی خبر دینے والے کی آواز نہ سن لوں۔ جب صبح قریب ہوئی موت کی خبر دینے والا (قلعے کی دیوار پر) چڑھا اور اس نے کہا: میں ابورافع کے مرنے کی خبر دیتا ہوں۔ عبداللہ بن عتیکؓ کہتے تھے: میں اُٹھ کر چلنے لگا تو مجھے کوئی تکلیف نہ تھی۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو نبی ﷺ کے پاس پہنچنے سے پہلے جا لیا اور آپؐ کو (ابورافع کے قتل ہونے کی) خوشخبری دی۔

اطرافہٗ: ۳۰۲۲، ۳۰۲۳، ۴۰۳۸، ۴۰۳۹۔

تشریح: کعب بن اشرف سردارانِ بنی نضیر میں سے وجیہہ و بااثر سردار تھا۔ سیرت ابن ہشام اور طبقات ابن سعد میں اس کے قتل کے اسباب کم و بیش وہی بیان کئے گئے ہیں جو صحیح بخاری میں ہیں۔ اس بارے میں سیرت خاتم النبیین ﷺ مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے دیکھی جائے جس میں

اس واقعہ کا ہر ضروری پہلو مدلل بیان کیا گیا ہے۔[1] واقعات کی تفصیل سیرت نبویہ اور تاریخ سے ہے۔ جامع صحیح بخاری کا یہ موضوع نہیں۔ اس باب کی شرح میں وہی حصہ بیان کیا جائے گا جس کا تعلق اس باب کی مستند روایتوں سے ہے۔ امام موصوفؒ نے ترتیب واقعات کے لحاظ سے واقعہ کعب کو قبیلہ بنی نضیر کی جلاوطنی کے ساتھ ہی رکھا ہے کیونکہ یہ واقعہ بھی دراصل بنو نضیر کی بغاوت کے تسلسل میں رونما ہوا تھا۔

کعب بن اشرف یہودی النسل نہ تھا بلکہ جیسا کہ ابن ہشام نے اپنی سیرت میں لکھا ہے کہ وہ بنو نبہان میں سے تھا جو عیسائی قبیلہ طئی کی ایک شاخ تھی۔[2] کعب کے باپ اشرف نے ایک قتل کا ارتکاب کیا تھا اور انتقام سے بچنے کے لئے اپنا علاقہ چھوڑ کر قبیلہ بنو نضیر کی پناہ میں آ گیا۔ یہود کے قبائل کی بستیاں مدینہ سے جانب شرق قبا سے دامن اُحد تک شمالاً جنوباً پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ علاقہ سرسبز تھا جہاں نخلستان اور باغات بکثرت تھے۔ اشرف نے یہودی مذہب اختیار کیا اور رفتہ رفتہ اسے ان میں اس قدر اعتبار و اقتدار حاصل ہو گیا کہ بنو نضیر کے مقتدر سردار ابورافع بن ابی الحقیق کی بیٹی عقیلہ سے اس کی شادی ہو گئی۔ اشرف اور اس کے بیٹے کعب دونوں نے اس تعلق سے فائدہ اُٹھایا اور وہ متمول رئیس اور بڑے ساہوکار ہو گئے۔ سودی کاروبار، تجارت اور زراعت سے اپنی دولت بڑھائی اور انہیں نہ صرف قبیلہ بنو نضیر بلکہ دیگر قبائل میں بھی بڑا اثر و رسوخ حاصل ہو گیا۔ کعب خوبصورت، کشیدہ قامت، جسیم و لحیم اور شاعر بلیغ و فصیح و خوش بیان تھا۔ اس کی مجلس بزم شعر و سخن اور پر لطف ہوتی تھی جس کی وجہ سے قریش اور دیگر قبائل میں بڑی عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اور داد و دہش کی وجہ سے اپنوں اور غیروں میں ہر دلعزیز تھا۔ یہودی علماء کے سالانہ وظائف جاری کئے ہوئے تھے۔ وسیع ساہوکاری کاروبار کی وجہ سے بہت سے لوگ اس کے مرہونِ منت و زیر اثر تھے۔[3] یہ حال تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور میثاقِ مدینہ تحریر کیا گیا تو کعب نے بھی اس پر دستخط کئے اور اس کی ایک نقل اپنے پاس رکھ لی۔ ابتداء میں اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں کی بلکہ معاہدے کو ملحوظ رکھا اور دیگر یہودیوں کی طرح اس کا بھی یہ خیال تھا کہ آپؐ موحد اور ایک مظلوم پناہ گزین ہیں جو مع اپنے صحابہ توحید کی خاطر اپنے وطن سے بے وطن ہوئے ہیں۔ کعب کو وہم تک نہ تھا کہ یہ بے کس مظلوم، طرید قوم اور غریب الوطن کل کو ایک بہت بڑی شان رکھنے والا انسان ہو گا اور جیسا کہ تفصیل سے بتایا جا چکا ہے کہ تحویل قبلہ کے بعد ہی یہودیوں نے مخالفت اختیار کی جو بڑھتے بڑھتے اُن کی اپنی تباہی کا موجب بنی۔

مذکورہ بالا حالات غداری و شر انگیزی اور نقض معاہدہ کے تحت ثالثی فیصلے کے نفاذ پر جو عیسائی قومیں معترض ہیں، ان کا اپنا حال لیفٹیننٹ کرنل اڈولف اخمین Adlof Eichmann جرمن اسیر اسرائیل کے عدالتی بیانات ملاحظہ ہوں جو اخبارات میں ۱۹۶۱ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ مقتولین یہود کی لاشوں کے پشتوں کو الفاظ

[1] (سیرت خاتم النبیین ﷺ، مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ ۴۶۶ تا ۴۷۷)
[2] (السیرة النبویة لابن هشام، مقتل کعب بن الأشرف، جزء۳ صفحہ ۱۳)
[3] (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة، کتاب المغازی، قتل کعب بن الأشرف، جزء۲ صفحہ ۳۶۸)

"A Mountain of Corpses" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ گزشتہ عالمگیر جنگ ثانی میں جرمن یہودی رعایا کے لئے لمبی لمبی خندقیں جگہ جگہ کھودی گئیں اور ایسی ہوا بند بیرکیں تعمیر کی گئیں جن سے مشینوں کے ذریعہ ہوا خارج کی جاسکتی تھی اور انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح ان میں ہانک دیا جاتا تا دم گھٹ کر وہ ہلاک ہو جائیں یا خندقوں میں زہریلی گیس ڈال کر وہ ہلاک کر دیئے جاتے اور تڑپتی لاشیں پستول سے ختم کر دی جاتیں اور اس انتہائی سنگدلانہ کارروائی میں نہ عورتوں کی تمیز کی گئی اور نہ معصوم بچوں پر ترس کھایا گیا۔ دس ہزار نفوس روزانہ کا شمار بتایا گیا ہے جو ریل گاڑی پر سوار کر کے ان کے ذبیحہ خانوں واقعہ ہنگری اور پولینڈ وغیرہ کی طرف لے جائے جاتے تھے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ماہنامہ لائف (Life) جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۹ تا ۱۹ مع تصاویر قاتل و مقتول و مناظر قید و بند۔

مذکورہ بالا بیانات دوران مقدمہ قلمبند ہوئے اور مختلف اخبارات میں شائع کئے گئے۔ یہودیوں کے ساتھ جو کچھ ہوا، وہ سب ان کی غداری کا نتیجہ تھا۔ اس تعلق میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا ہیبت ناک اور لرزہ انگیز نوشتہ نظرِ عبرت سے قابل غور ہے۔ فرماتا ہے: لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○ (آل عمران: ۱۸۲) ترجمہ: جن لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ تو محتاج ہے اور ہم غنی ہیں، اللہ نے ان کی یہ بات یقیناً سن لی ہے، ہم ضرور اُن کا یہ قول اور انبیاء سے ناحق مقابلہ کرتے رہنا لکھیں گے اور کہیں گے جلنے کا عذاب چکھو۔ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۚ (آل عمران: ۱۸۳) ترجمہ: یہ سزا اُن اعمال کی وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے اس سے پہلے کئے ہیں اور حق یہ ہے کہ اللہ بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا۔ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا کا مطلب یہ ہے کہ ان کا قول و مقابلہ تاریخی داستان بنایا جائے گا اور ان کے عمل کی پاداش نہایت المناک عذاب حریق یعنی جلانے والی سزا کی صورت میں ظاہر ہوتی رہے گی جس سے لوگ جان لیں گے کہ مال و دولت یہود کے کسی کام نہیں آئے گا۔ جس ملک میں جائیں گے انہیں دولت ضرور دی جائے گی اور پھر وہی دولت ان کے لئے جہنم بن جائے گی۔

مذکورہ بالا انذار کے الفاظ مختصر ہیں لیکن نہایت ہی شدید غضب اور دھمکی پر مشتمل ہیں اور یہ اسلوب شاہانہ اسلوب ہے۔ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا کا جملہ انتہائی غضب پر دلالت کرتا ہے اور کوئی صدی نہیں گزری جس میں دنیا نے اس غضب ناک انداز کو بھیانک شکل میں پورا ہوتے نہ دیکھا ہو۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ۔

بَاب ۱۷: غَزْوَةُ أُحُدٍ

جنگ اُحد (کا واقعہ)

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى: وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور (یاد کرو وہ وقت) جب تو صبح صبح اپنے اہل بیت سے رخصت ہو کر مومنوں

لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ

(آل عمران:۱۲۲)

کے لئے لڑنے کی جگہیں مقرر کرنے چلا اور اللہ (دعائیں) سننے والا (حالات کا) جاننے والا ہے۔

وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَ لِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ○ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ يَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ○ وَ لَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۠ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۧ

(آل عمران:۱۴۰-۱۴۴)

اور اللہ جل ذکرہ کا فرمانا: اور تم کمزوری نہ دکھلاؤ اور غمگین نہ ہو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اگر تمہیں زخم پہنچے ہیں تو تمہارے دشمن لوگوں کو بھی ویسے ہی زخم پہنچ چکے ہیں اور یہ (شکست و فتح کے) دن ایسے ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان نوبت بہ نوبت چکر دیتے ہیں اور ایسا اس لئے بھی ہے کہ اللہ ان لوگوں کو ظاہر کر دے جو مومن ہیں اور تم میں سے بعض کو شاہد بنائے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور وہ لوگ جو مومن ہیں اللہ انہیں پاک و صاف کر کے نکھار دے اور کافروں کو مٹادے۔ کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے بحالیکہ ابھی تک اللہ نے ان لوگوں کو ظاہر نہیں کیا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہے اور نہ انہیں جو صابر ہیں اور تم جنگ کی آرزو کیا کرتے تھے پیشتر اس کے کہ تمہیں اس کا سامنا کرنا پڑا اور اب تم نے اس کو دیکھ لیا ہے اور دیکھ رہے ہو۔

وَقَوْلُهُ: وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ - تَسْتَأْصِلُوْنَهُمْ قَتْلًا - بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اب اللہ نے تم سے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے جبکہ تم اس کے حکم سے انہیں مار مار کر فنا کر رہے ہو یہاں تک کہ جب تم نے سستی کی اور حکم کی تعمیل میں اختلاف کیا اور نافرمانی کی

تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ○
(آل عمران:۱۵۳)

بعد اس کے کہ اللہ نے تم کو وہ کچھ دکھا دیا تھا جو تم پسند کرتے تھے۔ تم میں سے بعض دنیا کے طالب تھے اور بعض آخرت کے طالب۔ پھر اللہ نے تم کو اُن سے ہٹا کر بچالیا تا وہ تمہیں آزمائے اور اس نے درگذر کیا اور اللہ مومنوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ الْآيَةَ. (آل عمران:۱۷۰)

(اور اس کا یہ فرمانا:) اور ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے تم مردے نہ سمجھو۔ وہ تو اپنے ربّ کے حضور زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

٤٠٤١ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ هَذَا جِبْرِيلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ.

طرفہ: ۳۹۹۵۔

۴۰۴۱: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب نے ہمیں خبر دی۔ خالد (حذاء) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے دن فرمایا: یہ جبریل اپنے گھوڑے کا سر تھامے جنگی ہتھیار لگائے آپہنچے۔

٤٠٤٢ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ

۴۰۴۲: محمد بن عبدالرحیم (صاعقہ) نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا بن عدی نے ہمیں خبر دی۔ (عبداللہ) بن مبارک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حیوہ سے، حیوہ نے یزید بن ابی حبیب سے، یزید نے ابوالخیر (مرثد بن عبداللہ) سے، ابوالخیر نے حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ سال بعد اُحد کے شہیدوں پر

بَعْدَ ثَمَانِيَ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنبَرَ فَقَالَ إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ وَأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيدٌ وَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هَذَا وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا قَالَ فَكَانَتْ آخِرَ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اطرافہ: ۱۳۴۴، ۳۵۹۶، ۴۰۸۵، ۶۴۲۶، ۶۵۹۰۔

نمازِ جنازہ پڑھی جیسے کوئی زندوں اور مُردوں کو الوداع کر رہا ہو پھر اس کے بعد آپؐ منبر پر گئے اور فرمایا: میں تمہارے آگے تمہارا پیشرو ہوں گا اور میں تمہارا گواہ ہوں گا اور اب تم سے ملنے کا مقام حوضِ کوثر ٹھہرا ہے اور میں اس حوض کو یہاں سے جہاں میں کھڑا ہوں دیکھ رہا ہوں اور تمہارے متعلق مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ تم مشرک ہو جاؤ گے۔ لیکن تمہارے متعلق مجھے یہ ڈر ہے کہ اس دنیا کے بارے میں کہیں ایک دوسرے سے بڑھ کر حرص نہ کرنے لگو۔ حضرت عقبہؓ کہتے تھے: اور یہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا آخری دیدار تھا جو مجھے نصیب ہوا۔

٤٠٤٣: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَقِيْنَا الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَئِذٍ وَأَجْلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا مِنَ الرُّمَاةِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللهِ وَقَالَ لَا تَبْرَحُوْا إِنْ رَأَيْتُمُوْنَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوْا وَ إِنْ رَأَيْتُمُوْهُمْ ظَهَرُوْا عَلَيْنَا فَلَا تُعِيْنُونَا فَلَمَّا لَقِينَا هَرَبُوا حَتَّى رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ فِي الْجَبَلِ رَفَعْنَ عَنْ سُوْقِهِنَّ قَدْ بَدَتْ

۴۰۴۳: عبید اللہ بن موسیٰ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسرائیل سے، اسرائیل نے ابو اسحاق (عمرو بن عبد اللہ سبیعی) سے، انہوں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: اُحد کے دن ہم نے مشرکوں سے مقابلہ کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں کا ایک دستہ گھاٹی پر بٹھا دیا اور حضرت عبد اللہ (بن جبیرؓ) کو اُن پر امیر مقرر کیا اور فرمایا: تم اس جگہ سے نہ ہٹنا خواہ تم یہ بھی دیکھ لو کہ ہم ان پر غالب آگئے ہیں تو بھی اس جگہ کو نہ چھوڑنا اور اگر تم انہیں دیکھو کہ وہ ہم پر غالب آگئے ہیں تو بھی ہماری مدد کو نہ آنا۔ جب ہماری کافروں سے مڈبھیڑ ہوئی تو وہ بھاگ گئے یہاں تک کہ میں نے (ان کی) عورتوں کو دیکھا کہ وہ پہاڑ میں بھاگ

خَلَاخِلُهُنَّ فَأَخَذُوْا يَقُوْلُوْنَ الْغَنِيْمَةَ الْغَنِيْمَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا تَبْرَحُوْا فَأَبَوْا فَلَمَّا أَبَوْا صُرِفَ وُجُوهُهُمْ فَأُصِيْبَ سَبْعُوْنَ قَتِيْلًا وَأَشْرَفَ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ فَقَالَ لَا تُجِيْبُوْهُ فَقَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ قَالَ لَا تُجِيْبُوْهُ فَقَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنَّ هٰؤُلَاءِ قُتِلُوْا فَلَوْ كَانُوا أَحْيَاءً لَأَجَابُوا فَلَمْ يَمْلِكْ عُمَرُ نَفْسَهُ فَقَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللهِ أَبْقَى اللهُ عَلَيْكَ مَا يُخْزِيْكَ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ اعْلُ هُبَلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيْبُوْهُ قَالُوْا مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوْا اللهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ لَنَا الْعُزَّى وَلَا عُزَّى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيْبُوْهُ قَالُوْا مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوْا اللهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ وَتَجِدُوْنَ مُثْلَةً

رہی ہیں، انہوں نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھایا ہوا تھا، ان کی پازیبیں دکھائی دیتی تھیں۔ مسلمانوں نے کہنا شروع کر دیا: غنیمت! غنیمت! حضرت عبد اللہ (بن جبیرؓ) نے (اپنے ساتھیوں سے) کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تاکید فرمائی تھی کہ تم اس جگہ سے نہ ہٹنا۔ وہ نہ مانے۔ جب وہ نہ مانے (اور اپنی جگہ چھوڑ دی) تو مسلمانوں کے منہ پھیر دیئے گئے اور ستر آدمی مارے گئے۔ ابوسفیان ایک اونچے مقام پر چڑھ کر پکارا: کیا ان لوگوں میں محمد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اس کو جواب نہ دو۔ پھر وہ پکارا: کیا ان لوگوں میں ابو قحافہ کا بیٹا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جواب نہ دو۔ پھر وہ پکارا: کیا ان لوگوں میں خطاب کا بیٹا ہے؟ (صحابہ چپ رہے۔) تب ابوسفیان کہنے لگا: یہ لوگ تو مارے گئے ہیں، اگر وہ زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔ حضرت عمرؓ اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکے اور بول اُٹھے: ارے اللہ کے دشمن! تو نے جھوٹ کہا ہے، اللہ اُس کو زندہ رکھے جو تجھے ذلیل کرتا رہے۔ ابوسفیان پکارا: ہبل کا بول بالا ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جواب دو۔ کہنے لگے: کیا کہیں؟ آپؐ نے فرمایا: کہو، اللہ سب سے بلند اور سب سے بزرگ ہے۔ ابوسفیان بولا: عُزّیٰ دیوی ہماری مددگار ہے اور تمہاری کوئی بھی عُزّیٰ نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جواب دو۔ کہنے لگے: کیا کہیں؟ فرمایا: کہو، اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے۔ ابوسفیان نے کہا:

لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِي.

اطرافہ: ۳۰۳۹، ۳۹۸۶، ۴۰۶۷، ۴۵۶۱۔

یہ دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور لڑائی (میں جیت) کبھی تمہاری کبھی ہماری۔ اور تم ناک کان کٹی ہوئی لاشیں پاؤ گے جس کا میں نے حکم نہیں دیا اور مجھے بُرا بھی معلوم نہیں ہوا۔

٤٠٤٤: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ اصْطَبَحَ الْخَمْرَ يَوْمَ أُحُدٍ نَاسٌ ثُمَّ قُتِلُوْا شُهَدَاءَ.

اطرافہ: ۲۸۱۵، ۴۶۱۸۔

۴۰۴۴: عبداللہ بن محمد نے مجھے خبر دی کہ سفیان (بن عُیَینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو سے، عمرو نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: جنگ اُحد کے دن بعض لوگوں نے صبح کو شراب پی اور پھر وہ جنگ میں شریک ہوکر شہید ہو گئے۔

٤٠٤٥: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ أُتِيَ بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ، وَأُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ أَوْ قَالَ أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا وَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا قَدْ عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ.

اطرافہ: ۱۲۷۴، ۱۲۷۵۔

۴۰۴۵: عبدان نے ہمیں بتایا۔ عبداللہ (بن مبارک) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعد بن ابراہیم سے، سعد نے اپنے باپ ابراہیم سے روایت کی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پاس کھانا لایا گیا اور وہ روزہ دار تھے، انہوں نے کہا: مصعب بن عمیرؓ شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے اور ایسی چادر میں کفنائے گئے کہ اگر اُن کا سر ڈھانپا جاتا تو اُن کے پاؤں ظاہر ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر ظاہر ہو جاتا اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ حمزہؓ بھی شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ پھر ہمارے لئے دنیا کی کشائش ہوئی یا کہا: ہمیں دنیا سے جو ملا، ملا اور ہمیں ڈر ہے کہیں ہماری نیکیوں کا ثواب ہمیں جلدی سے نہ دے دیا گیا ہو۔ پھر وہ رونے لگے، اتنا روئے کہ کھانا چھوڑ دیا۔

٤٠٤٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا قَالَ فِي الْجَنَّةِ فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ.

۴۰۴۶: عبد اللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، کہتے تھے: ایک شخص نے جنگ اُحد کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: بھلا بتلائیں کہ اگر میں مارا جاؤں میں کہاں ہوں گا؟ آپؐ نے فرمایا: جنت میں۔ یہ سن کر اُس نے کھجوریں جو اس کے ہاتھ میں تھیں پھینک دیں۔ پھر وہ ایسا لڑا کہ شہید ہوگیا۔

٤٠٤٧: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللهِ وَمِنَّا مَنْ مَّضَى أَوْ ذَهَبَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا كَانَ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ لَمْ يَتْرُكْ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلِهِ

۴۰۴۷: احمد بن یونس نے ہمیں بتایا۔ زُہیر (بن معاویہ) نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شقیق (بن سلمہ) سے، شقیق نے حضرت خباب بن ارتّ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی، اللہ کی رضامندی چاہتے تھے اور ہمارا اجر اللہ کے ذمے ہوگیا اور ہم میں سے بعض وہ ہیں جو چل دئے یا کہا: چلے گئے، اپنے اجر سے کچھ نہ کھایا۔ ان میں سے مصعب بن عمیرؓ بھی تھے جو جنگ اُحد کے دن شہید ہوئے، انہوں نے سوائے ایک دھاری دار کمبل کے کچھ نہ چھوڑا تھا۔ جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں ڈھانپتے تو سر کھل جاتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: اس سے ان کا سر ڈھانپ دو اور ان کے پاؤں پر اِذخر گھاس رکھ دو

الْإِذْخِرَ أَوْ قَالَ أَلْقُوا عَلَى رِجْلِهِ مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

یا فرمایا: ان کے پاؤں پر کچھ اذخر گھاس ڈال دو۔ اور ہم میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کا میوہ خوب پک چکا ہے اور وہ اسے چن رہے ہیں۔

اطرافہ: ۱۲۷۶، ۳۸۹۷، ۳۹۱۳، ۳۹۱۴، ۴۰۸۲، ۶۴۳۲، ۶۴۴۸۔

٤٠٤٨ : أَخْبَرَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ عَمَّهُ غَابَ عَنْ بَدْرٍ فَقَالَ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ أَشْهَدَنِيَ اللهُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَرَيَنَّ اللهُ مَا أُجِدُّ فَلَقِيَ يَوْمَ أُحُدٍ فَهُزِمَ النَّاسُ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُسْلِمِيْنَ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا جَاءَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَتَقَدَّمَ بِسَيْفِهِ فَلَقِيَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ أَيْنَ يَا سَعْدُ إِنِّي أَجِدُ رِيحَ الْجَنَّةِ دُوْنَ أُحُدٍ فَمَضَى فَقُتِلَ فَمَا عُرِفَ حَتَّى عَرَفَتْهُ أُخْتُهُ بِشَامَةٍ أَوْ بِبَنَانِهِ وَبِهِ بِضْعٌ وَثَمَانُوْنَ مِنْ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ وَرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ.

۴۰۴۸: حسان بن حسان نے ہمیں بتایا۔ محمد بن طلحہ نے ہم سے بیان کیا کہ حمید (طویل) نے ہمیں بتایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے چچا غزوۂ بدر کے وقت کہیں باہر گئے ہوئے تھے، کہنے لگے: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی جنگ سے غیر حاضر ہوگیا، اگر اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجھے کسی لڑائی میں شریک کیا تو پھر اللہ دیکھ لے گا کہ میں کیسے جہاد کرتا ہوں۔ چنانچہ غزوۂ اُحد کا موقع ان کو مل گیا اور لوگ شکست کھا کر بکھر گئے تو (حضرت انس بن نضرؓ) کہنے لگے: اے اللہ! جو کچھ ان لوگوں یعنی مسلمانوں نے کیا ہے میں ان کی طرف سے تیرے حضور معذرت کرتا ہوں اور جو مشرکوں نے کیا ہے اس سے تیرے حضور بیزاری کا اظہار کرتا ہوں، یہ کہہ کر تلوار لی، آگے بڑھے اور راستے میں حضرت سعد بن معاذؓ سے ملے (جو دوڑے آرہے تھے۔) حضرت انسؓ نے کہا: سعدؓ کہاں جاتے ہو؟ میں تو اُحد کے سامنے جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں، یہ کہہ کر آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ (اتنے زخم تھے کہ) پہچانے نہ گئے۔ آخر اُن کی بہن نے اُن کے ایک تل کے نشان سے یا انگلی کے پور سے انہیں پہچانا۔ ان پر اسّی سے کچھ اوپر نیزے کے زخم، تلوار کی ضربیں اور تیر کے نشان تھے۔

اطرافہ: ۲۸۰۵، ۴۷۸۳۔

٤٠٤٩: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الْأَحْزَابِ حِيْنَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ: مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ (الأحزاب: ٢٤) فَأَلْحَقْنَاهَا فِي سُورَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ.

۴۰۴۹: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ ابن شہاب نے ہم سے بیان کیا۔ (انہوں نے کہا:) خارجہ بن زید بن ثابت نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے: جب ہم مصحف لکھ رہے تھے تو مجھے سورۂ احزاب کی ایک آیت نہ ملی جو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے سنا کرتا تھا۔ ہم نے اس کی تلاش کی اور وہ خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے پاس ملی (وہ یہ ہے:) ان مومنوں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا، سچا کر دیا۔ پس بعض تو ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نیت کو پورا کر دیا (یعنی لڑتے لڑتے مارے گئے) اور اُن میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہم نے اس سورۃ میں جہاں اس کا موقع تھا مصحف میں داخل کر دیا۔

اطرافہٗ: ۲۸۰۷، ۴۶۷۹، ۴۷۸۴، ۴۹۸۶، ۴۹۸۸، ۴۹۸۹، ۷۱۹۱، ۷۴۲۵۔

٤٠٥٠: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيْدَ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى غَزْوَةِ أُحُدٍ[1] رَجَعَ نَاسٌ مِمَّنْ خَرَجَ

۴۰۵۰: ابوالولید (طیالسی) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ عدی بن ثابت سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے عبداللہ بن یزید سے سنا۔ وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ انہوں نے کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی طرف نکلے تو اُن لوگوں میں سے جو آپؐ کے ساتھ جنگ کے لئے نکلے تھے

[1] عمدۃ القاری میں اس جگہ إِلَى أُحُدٍ کے الفاظ ہیں (عمدۃ القاری جزء۱۷ صفحہ ۱۴۶) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

مَعَهُ وَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً تَقُوْلُ نُقَاتِلُهُمْ وَفِرْقَةً تَقُوْلُ لَا نُقَاتِلُهُمْ فَنَزَلَتْ: فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا(النساء: ۸۹) وَقَالَ إِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الذُّنُوبَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ.

کچھ لوگ واپس آ گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ دو گروہ تھے۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم ان سے لڑیں گے اور ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم ان سے نہ لڑیں۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: تمہیں کیا ہے کہ منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو بحالیکہ اللہ نے ان اعمال کی وجہ سے جو انہوں نے کئے، انہیں وہیں لوٹا دیا جہاں وہ تھے۔ اور آپؐ نے فرمایا: یہ مدینہ طیبہ ہے، گناہوں کو اسی طرح نکال کر پھینک دیتا ہے جیسے آگ چاندی کی میل۔

اطرافہ: ۱۸۸۴، ۴۵۸۹۔

تشریح: غَزْوَةُ أُحُدٍ: غزوہ اُحد سے متعلق بارہ ابواب قائم کئے گئے ہیں۔ ان میں سے سات ابواب سورۃ آل عمران کی آیات سے معنون ہیں جن میں اس غزوہ کا ذکر ہے۔ پہلے باب میں یہ آیات ہیں:

اوّل: وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ(آل عمران: ۱۲۲)

ترجمہ: اور (اس وقت کو یاد کر) جب تو اپنے اہل کے پاس سے نکل کر صبح صبح اس لئے گیا تھا کہ مومنوں کو اُن کی مقررہ جگہوں پر بٹھا دے اور اللہ (تعالیٰ تیری دعائیں) بہت سننے والا (اور تمہارے حالات کو) خوب جاننے والا ہے۔

دوم: وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَ لِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ○ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ يَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ○ وَ لَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۠ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۧ(آل عمران: ۱۴۰ تا ۱۴۴) (ترجمہ) اور تم کمزوری نہ دکھاؤ اور نہ غم کرو اور اگر تم مومن ہو تو تم ہی بالا رہو گے۔ اگر تمہیں کوئی زخم پہنچے تو اُن لوگوں کو بھی تو ویسا ہی زخم پہنچ چکا ہے اور یہ (غلبہ کے) دن ایسے ہیں کہ ہم انہیں لوگوں کے درمیان نوبت بہ نوبت پھراتے رہتے ہیں (تاکہ وہ نصیحت پکڑیں) اور تاکہ اللہ ان لوگوں کو ظاہر کر دے جو ایمان لے آئے ہیں اور تم میں سے (بعض کو) شہید بنائے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور تاکہ جو مومن ہیں انہیں اللہ پاک و صاف کر دے اور کافروں کو ہلاک کر دے۔ کیا تم نے (یہ) سمجھ لیا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے تم

میں سے اُن لوگوں کو جو مجاہد ہیں ظاہر نہیں کیا اور نہ انہیں جو صابر ہیں ابھی اُس نے ظاہر کیا ہے۔ اور تم (لوگ تو) اس موت (یعنی جہاد اور شہادت) کی خواہش اس کے وقت سے بھی پہلے کیا کرتے تھے۔ سو (اب) تم نے اسے اس حالت میں دیکھ لیا ہے کہ اس کا سب حسن و قبح تم پر ظاہر ہوگیا ہے۔ (پھر اَب بعض کیوں گریز کر رہے ہیں)

سوم: وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَ عَصَیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِیَبْتَلِیَكُمْ ۚ وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ ○ (آل عمران:۱۵۳) ترجمہ: اور اللہ نے (اس وقت) جبکہ تم انہیں اس کے حکم سے مار مار کر فنا کر رہے تھے تم سے اپنا وعدہ یقیناً پورا کر دیا یہاں تک کہ جب تم نے سستی کی اور (رسول اللہ کے) حکم کے متعلق باہم جھگڑا کیا اور اس کے بعد کہ جو کچھ تم پسند کرتے تھے اس نے تمہیں دکھا دیا تھا، نافرمانی کی (تو اُس نے اپنی مدد روک دی) بعض تم میں سے دنیا کے طالب تھے اور بعض تم میں سے آخرت کے طالب تھے۔ پھر اس نے تمہیں تمہاری آزمائش کرنے کے لئے اُن (دشمنوں) کے حملہ سے بچا لیا اور اس نے تمہیں یقیناً معاف کر دیا ہے اور اللہ مومنوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔

غزوۂ اُحد کے تین اہم مرحلے ہیں:

- مورچہ بندی وصف آرائی
- ایک غلطی کی وجہ سے فتح مبدل بہ شکست
- تدارک وتلافی شکست اور دشمن کی پسپائی وہزیمت

ان تین مرحلوں سے متعلق مذکورہ بالا آیات میں ذکر ہے۔ ان کے علاوہ چوتھی آیت کا حوالہ بھی دیا گیا ہے جس کا تعلق شہدائے اُحد کے نیک انجام سے ہے۔

چہارم: فرماتا ہے: وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ○ فَرِحِیْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ (آل عمران: ۱۷۰ تا ۱۷۲) ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں تم انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو۔ وہ تو اپنے ربّ کے حضور زندہ ہیں جنہیں رزق دیا جاتا ہے۔ خوش ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے اور ان لوگوں سے متعلق بھی خوش ہیں جو ابھی ان کے پیچھے سے آکر ان سے نہیں ملے کہ انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ اس نعمت اور فضل پر خوشی پاتے ہیں جو اللہ سے انہیں حاصل ہوئی ہے اور اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

محولہ بالا آیات میں چھ باتیں خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں جو مجملاً یہ ہیں:

۱. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ اُحد کے موقع پر لشکر اسلام کی نقل و حرکت، مورچہ بندی اور صف آرائی کا خود انتظام فرمانا۔
۲. آغاز جنگ سے قبل کڑی آزمائش کے ذریعہ سے منافقوں کا مومنوں سے الگ کر دیا جانا۔
۳. اطاعت کی اہمیت، فرمانبرداری کی برکت سے موعودہ غلبہ کا حاصل ہونا، نافرمانی سے فتح کا شکست سے مبدل ہو جانا۔
۴. مخدوش حالات کا فوری تدارک۔
۵. صحابہ کرامؓ کا نمونہ صدق و وفا اور اللہ تعالیٰ کا ایفائے وعدہ۔
۶. فتح یا شکست کا دارومدار انجام پر ہونا۔

یہ چھ باتیں ہیں جو محولہ بالا آیات کا خلاصہ ہیں اور اس تعلق میں دس روایتیں نقل کی گئی ہیں۔ پہلی روایت (نمبر ۴۰۴۱) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاشفے کا ذکر ہے جس میں آپؐ نے جبریل کو مسلح اپنے گھوڑے کی لگام تھامے دیکھا۔ اس کی تعبیر ظاہر ہے کہ الٰہی نصرت جنگ میں آپؐ کے شامل حال ہوگی۔ محولہ بالا پہلی آیت کے آخر میں ہے: وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ کہ اللہ (دعاؤں کو) بہت سننے والا (حالات کو) خوب جاننے والا ہے (کہ کون ظالم ہے اور کون مظلوم اور مدد کا مستحق۔) غزوہ اُحد قبولیت دعا اور ملائکۃ اللہ کی مدد کا نشان ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کی مذکورہ بالا روایت جنگ بدر کے تعلق میں بھی زیر باب ۱۱ (روایت نمبر ۳۹۹۵) گزر چکی ہے۔

دوسری روایت (نمبر ۴۰۴۲) کا تعلق ایک دوسرے مکاشفے سے ہے۔ آٹھ سال کے بعد آپؐ نے شہدائے اُحد کی نمازِ جنازہ پڑھی جو اُن کے بلند مرتبہ پر دلالت کرتا ہے۔ اس روایت کے راوی حضرت عقبہ بن عامرؓ ہیں۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی آخری ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ یہ کشف ایسے علم غیب پر مشتمل ہے جس کا تعلق دنیا و آخرت دونوں کے واقعات سے ہے۔ اِنِّيْ لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَّقَامِيْ هٰذَا۔ میں اپنے حوض کو اپنی اس جگہ سے جہاں میں کھڑا ہوں دیکھ رہا ہوں۔ اہل اللہ جو روحانی مشاہدات کا تجربہ رکھتے ہیں ان کی اس بارے میں یہ شہادت ہے کہ

> ”ان کی معرفت اور خدا شناسی بذریعہ کشوفِ صادقہ و علومِ لدنیہ والہاماتِ صریحہ و مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت و دیگر خوارق عادت بدرجہ اکمل و اتم پہنچائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ان میں اور عالم ثانی میں ایک نہایت رقیق اور شفاف حجاب باقی رہ جاتا ہے جس میں سے ان کی نظر عبور کر کے واقعات اخروی کو اسی عالم میں دیکھ لیتی ہے۔ برخلاف دوسرے لوگوں کے کہ جو بباعث پُر ظلمت ہونے اپنی کتابوں کے اس مرتبہ کاملہ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے بلکہ ان کی کج تعلیم کتابیں ان کے حجابوں پر اور بھی صدہا حجاب ڈالتے ہیں اور بیماری کو آگے سے آگے بڑھا کر موت تک پہنچاتے ہیں۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۴۳، حاشیہ نمبر ۳)

تیسری روایت (نمبر۴۰۴۳) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مورچہ بندی کا ذکر ہے جس سے محولہ بالا پہلی روایت کی شرح ہوتی ہے۔ جبلِ اُحد مدینہ منورہ کے شمال میں تقریباً تین میل کے فاصلہ پر شرقاً غرباً کئی میل تک پھیلا ہوا ہے۔ دامن کوہ میں ایک وادی ہے جس میں دو چشمے ہیں۔ وادی کا نام قناۃ (نالہ) ہے۔ اس میں ایک پہاڑی ٹیلہ ہے جس کا نام دو چشموں کی وجہ سے جبل عینین ہے یعنی دو چشموں والا پہاڑ۔ یہ جگہ جبلِ اُحد کے تقریباً وسط میں واقع ہے جہاں بوجہ خمیدگی کوہ نیم دائرہ کی شکل کا ایک وسیع میدان ہے۔ اس کے عقبی یعنی شمالی حصے میں ایک تنگ درہ ہے جہاں سے گزرنے پر کھلے میدان ہیں اور احتمال تھا کہ دشمن اس درے سے اپنا دستہ فوج بھیج کر عقب سے حملہ آور ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درے کو محفوظ کرنے کی غرض سے جبل عینین کی چوٹی پر عمرو بن عوف کے سردار حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی قیادت میں پچاس تیر انداز متعین فرمائے تا دشمن درے سے حملہ نہ کر سکے۔ اس پہاڑی کا نام بدیں وجہ جبل الرماۃ بھی ہے یعنی تیر اندازوں کی پہاڑی۔ یہاں اب بھی دو چشمے ہیں۔ درے کے ورے حضرت زبیرؓ کی قیادت میں کچھ مجاہدین جن میں دو سوار تھے متعین فرمائے تا وہ تیر اندازوں سے مل کر عقب محفوظ رکھنے میں ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔ آپؐ کے پاس فوج بہت تھوڑی تھی۔ کل سات سو مجاہد جن میں سے پچاس تیر انداز، باقی ساڑھے چھ سو مقاتل، ان میں صرف ایک سو زرہ پوش۔ اس کے مقابل میں کفار قریش کا لشکر تین ہزار کے لگ بھگ تھا، دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ۔[۱] تعداد کے لحاظ سے دونوں فوجوں کی نسبت ظاہر ہے کہ دشمن چار گنے سے بھی زیادہ تھا اور سامانِ جنگ کے لحاظ سے اسلامی طاقت دشمن کی طاقت سے کچھ نسبت نہیں رکھتی تھی۔ اس کمی کا تدارک مورچہ بندی اور صف آرائی سے کیا گیا یعنی آپؐ نے ایسی جگہ اپنے مجاہدین کے لئے منتخب فرمائی جہاں جبلِ اُحد بطور پشت پناہ کا کام دے سکتا تھا۔ درے کا رخنہ دو اسپ سواروں سے محفوظ کیا گیا۔ دامن کوہ کے ڈھلوان پر اسلامی فوج کی صف آرائی فرمائی اور دشمن کو سامنے رکھا جو کھلے میدان میں بمقام زغابہ مورچے قائم کر کے گھات لگائے منتظر بیٹھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے رستے سے نکلیں گے اور اسلامی فوج چاروں طرف سے محصور ہو کر کھلے میدان کی لڑائی میں ختم کر دی جائے گی۔ مدینہ کا عام راستہ وادی عقیق کی طرف سے جاتا ہے، آپؐ نے یہ راستہ چھوڑ کر دیار بنی حارثہ والا راستہ اختیار کیا اور دشمن کے عقب میں ایسی جگہ مورچہ بندی کی جس نے لڑائی کا پانسہ پلٹ دیا، دشمن بوکھلا گیا، بجائے حملہ آور ہونے کے دفاع پر مجبور ہو گیا۔ اسے خیال تک نہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راتوں رات دشوار گزار راستوں سے آکر اس مقام پر مورچہ بندی کر لیں گے جہاں سے دشمن چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں تقسیم ہو کر خود بخود زد میں آجائے گا۔ قلیل سی فوج کے لئے کھلے میدان میں پھیلی ہوئی فوجِ کثیر کا مقابلہ مشکل تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برمحل مورچہ بندی نے اسے مجبور کر دیا کہ وہ نشیبی میدان سے تنگ اور بلند مقام کی طرف آکر حملہ کرے۔ ایک دور اندیش اور محل شناس سپہ سالار مدمقابل کو اپنی مرضی کے مطابق لڑنے کے لئے مجبور

---

[۱] (تاريخ الرسل والملوك للطبري، السنة الثالثة من الهجرة، غزوة أحد، جزء ۲ صفحہ ۵۰۴، ۵۰۵)

کر دیتا ہے۔ غزوۂ اُحد میں بھی اسی طرح ہوا۔ دشمن کو بلند اور تنگ جگہ جا کر حملہ کرنے میں اپنی فوج کو مختلف ٹکڑیوں میں تقسیم کرنے کے سوا چارہ نہ تھا اور بلندی پر قابض شدہ فوج کے لئے ان ٹکڑیوں کو اپنی زد میں لے لینا آسان تھا۔ آیت وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ (آل عمران:۱۲۲)[۱] میں اسی جنگی تدبیر کی طرف اشارہ ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے سیرت خاتم النبیین ﷺ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ ۴۸۴ تا ۴۹۱)

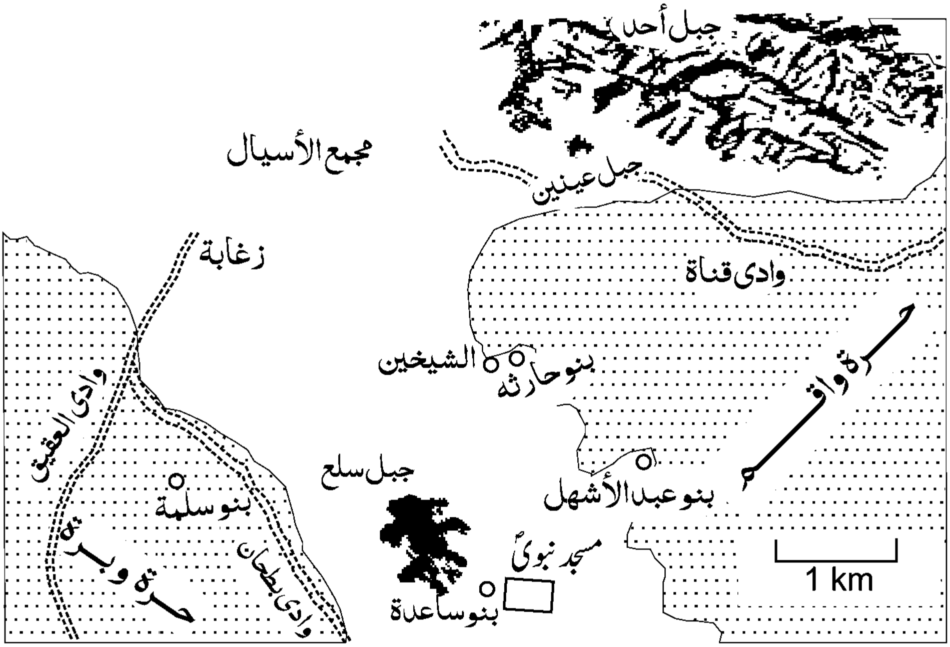

سیرت ابن ہشام میں مشہور مجاہد حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کا مشہور رزمیہ شعر درج ہے جس سے موقع جنگ کا علم ہوتا ہے۔ غزوۂ اُحد کے موقع پر انہوں نے موت کا سرخ پٹکا نکال کر سر پر باندھ لیا تھا اور یہ رزمیہ شعر پڑھتے ہوئے صف دشمن میں گھس گئے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ۔

اَنَا الَّذِيْ عَاهَدَنِيْ خَلِيْلِيْ   وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَى النَّخِيْلِ

اَلَّا اَقُوْمَ الدَّهْرَ فِي الْكَيُّوْلِ   اَضْرِبْ بِسَيْفِ اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

(السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، تمام قصة أبي دجانة، جزء۲ صفحہ ۶۸)

یعنی میں وہ ہوں جس کے ذمہ میرے حبیب نے ایک ذمہ داری عائد کی ہے جبکہ ہم نخلستان کے قریب پہاڑی کے ڈھلوان پر تھے کہ میں پچھلی صف میں نہ رہوں۔ اللہ اور رسول کی تلوار سے ماروں۔

---

[۱] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اور (یاد کر) جب تُو صبح اپنے گھر والوں سے مومنوں کو (ان کی) لڑائی کے ٹھکانوں پر بٹھانے کی خاطر الگ ہوا۔“

حضرت ابودجانہؓ مشہور پہلوان تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار میان سے نکال کر مجاہدین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ کون یہ تلوار لے کر اس کا حق ادا کرے گا؟ کئی مجاہد بڑھے مگر آپؐ نے تلوار حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہؓ کو دی جو بنو ساعدہ کے خاندان میں سے تھے۔ انہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا: أَنْ تَضْرِبَ بِهِ فِي الْعَدُوِّ حَتَّى يَنْحَنِيَ[1] دشمن میں تلوار ایسی چلاؤ کہ وہ جھک جائے۔ اسی شمشیر زنی کی طرف حضرت ابودجانہؓ کی رجزخوانی میں اشارہ ہے۔

غرض پہلے شعر میں اسلامی میدان جنگ کی تائید ہوتی ہے کہ وہ پہاڑ کی ڈھلوان پر نخلستان کے قریب تھا۔ سَفْحٌ کے معنی ہیں پہاڑی ڈھلوان، جہاں سے پانی نشیب کی طرف بہتا ہو۔ آج کل یہ جگہ برساتی پانی کا مسلسل بہاؤ ہوتے رہنے کی وجہ سے تقریباً ہموار ہو گئی ہے۔

باب کی تیسری روایت (نمبر۴۰۴۳) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مورچہ بندی اور تیراندازوں کو آپؐ کی انتہائی تاکید کا ذکر ہے کہ ہمیں فتح ہو یا شکست وہ اپنا مورچہ نہ چھوڑیں۔ موقع جنگ کی بلندی، نخلستان کی رکاوٹ اور مورچہ جبل عینین کی تیراندازی نے خالد بن ولید اور عکرمہ کے بار بار حملوں کو پسپا کیا اور اسی مورچے کی تیراندازی کی پناہ میں اسلامی سپاہ محفوظ رہ کر دلیری سے لڑی جس سے دشمن کے قدم اُکھڑ گئے۔ روایت نمبر۴۰۴۳ کے الفاظ رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ فِي الْجَبَلِ، رَفَعْنَ عَنْ سُوْقِهِنَّ، قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ سے ظاہر ہے کہ مجاہدین اسلام دست بدست جنگ میں دشمن کے آخری مورچے تک پہنچ گئے تھے کیونکہ عورتیں لڑنے والی فوج کے آخری حصے میں ہوتی ہیں۔ بھاگتی عورتوں کی پازیبیں نظر آنے سے یہی پایا جاتا ہے کہ اسلامی فوج دشمن کو مکمل شکست دے چکی تھی اور شکست کے بعد ہی یغما و غنیمت کی اجازت ہوتی تھی اس سے پہلے نہیں۔ آج کل بھی یہی ہوتا ہے۔ لیکن جونہی جبل عینین کا مورچہ خالی ہوا، معاً خالد بن ولید اور عکرمہ نے وہی اہم مورچہ اپنے قبضہ میں لے لیا جس سے لڑائی کا رُخ بدل گیا۔ فتح شکست میں تبدیل ہو گئی اور دشمن کو خوشی کا نعرہ لگانے کا موقع مل گیا جیسا کہ اس روایت کے آخر میں مذکور ہے، گو یہ عارضی خوشی تھی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نئی مورچہ بندی اور صف آرائی دیکھ کر اسے ہمت نہیں ہوئی کہ وہ اپنی فتح سے فائدہ اُٹھائے یا مقابلہ جاری رکھے۔ نعرہ بازی کو ہی اپنی فتح کی علامت سمجھ کر میدان چھوڑ گیا۔ روایت نمبر۴۰۴۳ کے تعلق میں کتاب الجہاد والسیر، باب ۱۶۴، روایت نمبر ۳۰۳۹ بھی دیکھئے۔

مذکورہ بالا واقعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مورچہ بندی کی اہمیت مثبت اور منفی دونوں جہت سے جس قدر واضح ہے محتاج بیان نہیں۔ کم سامان اور کم تعداد فوج کا ساز و سامان اور بڑی تعداد والی فوج سے کامیاب مقابلے کے لئے موقع و محل کا صحیح انتخاب جنگ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ محل وقوع کے لحاظ سے جو لڑائی کا موقع آپؐ نے منتخب فرمایا، اس نے اسلامی فوج کے لئے طبعی حفاظت کا کام دیا اور دشمن کے رسالے کو بیکار اور پیادہ فوج کی نقل و حرکت کو دشوار

[1] (تاریخ الخمیس، الموطن الثالث في وقائع السنة الثالثة من الهجرة، غزوة أحد، جزء اوّل صفحہ ۴۲۴)
(أسد الغابة، أبو دجانة سماك بن خرشة)

بنا دیا۔ اس نے وادی قناۃ کا کھلا میدان اس لئے منتخب کیا تھا کہ اس کے رسالے اور پیادہ فوج کے لیے نقل و حرکت میں آسانی ہو اور مدینہ کے عام راستے سے مجاہدین کے نکلتے ہی ان پر حملہ کر دے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راتوں رات دشوار گزار راستوں کا چکر کاٹتے ہوئے صبح سویرے دشمن کے عقب پر ایسی جگہ اچانک پہنچ گئے تھے جو اس کے لئے ہر لحاظ سے خطرناک ثابت ہوئی۔ اسی مورچہ بندی کا ذکر آیت وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ (آل عمران: ۱۲۲) اور روایت نمبر ۴۰۴۳ میں علی الصبح مورچہ بندی شروع کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یہ کام صبح اوّل وقت میں نہیں کیا جا سکتا تھا جب تک رات کو سفر نہ کیا جاتا کیونکہ میدانِ جنگ مدینہ سے تین چار میل کے فاصلے پر ہے جہاں پہنچنے کے لئے دو راستے ہیں۔ ایک عام راستہ جو مدینہ کے مغرب سے نکلتا ہے۔ مدینہ کی بستی وادی یثرب کی بستیوں کے درمیان واقع ہے۔ جوفِ مدینہ دس گیارہ میل لمبا اور چار پانچ میل چوڑا میدان ہے۔ یہ میدان اونچی اونچی پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے جو ایک دوسرے سے متصل ہیں، یہ سلسلہ کوہ دور تک پھیلا ہوا ہے اور آمد و رفت تنگ وادیوں اور دشوار گزار گھاٹیوں میں سے ہوتی ہے۔ انہی پہاڑیوں میں سے شمال میں جبل ثور اور جبل اُحد اور جنوب میں جبل عیر ہیں اور انہیں میں سے ایک پہاڑی جبل عینین ہے اور دوسری پہاڑی جبل سلع، مدینہ کے مشرق و مغرب دونوں سمت شمالاً جنوباً لاوے کے میدان ہیں جنہیں لابہ اور حرہ کہتے ہیں۔ جنگی اعتبار سے یہ پہاڑیاں اہمیت رکھتی تھیں۔ مدینہ کا محل وقوع جنوب کی سمت جبل عیر کے نزدیک ہے۔ جبل عیر سے جبل ثور تک وادی یثرب میں عربی اور یہودی قبائل کی بستیاں فرلانگ دو فرلانگ کے فاصلے پر تھیں۔ ان بستیوں کے درمیان زرعی زمینیں، نخلستان اور باغات تھے۔ پتھر کے بنے ہوئے رہائشی مکانات کے علاوہ ہر بستی میں برج نما بلند مستحکم عمارتیں دو تین منزلہ تھیں جو بوقت جنگ عورتوں، بچوں اور مال مویشی وغیرہ کی حفاظت کے لئے استعمال کی جاتیں۔ ایسی عمارت کا نام اُطُم ہے جس کی جمع آطام ہے۔ نیچے کی منزل لاوے کے سیاہ پتھر کی اور اوپر کی منزل سفید پتھر کی ہوتی تھی۔

پہلا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخین نامی آطام میں کیا جہاں آپؐ کے اہل بیت اور صحابہؓ کی عورتیں ٹھہرائی گئیں اور حفاظت کا انتظام کیا گیا۔ آیت اِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ سے مراد یہی مقام ہے جہاں مجاہدین کو جمع ہونے کا حکم ہوا اور جہاں آپؐ نے فوج کا جائزہ لیا اور نو عمر لڑکوں کو واپس کیا۔ مطابق روایات مغازی یہ دن جمعہ ۱۳ شوال ۳ھ بمطابق ۲۹ مارچ ۶۲۵ء تھا۔ دوسرا مقام وہ ہے جو نبی اکرم ﷺ نے مورچہ بندی کے لئے چنا۔ جہاں آپؐ بروز ہفتہ ۱۴ شوال[1] بمطابق ۳۰ مارچ ۶۲۵ء[2] سحری کے وقت پہنچے۔ قریش سے اپنی نقل و حرکت پوشیدہ رکھنے کی غرض سے آپؐ نے عام راستہ اختیار نہیں کیا بلکہ وہ دشوار گزار راہ اختیار کی جو شیخین سے دیارِ بنی حارثہ میں سے گزرتی ہے۔

جنوب مشرق میں قبا اور عوالی کی آبادیاں اور نخلستان تھے۔ عَوَالِیْ جمع ہے عَالِيَةٌ کی جس کے معنی بلند مقام پر واقع بستی۔ علاقہ پوٹھوہار میں ایسی بستی کو موہڑا کہتے ہیں۔ یہاں بھی مشرق میں یہودی بستیاں قبا سے لے کر جبل احد

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، غسل السيوف، جزء ۳ صفحہ ۶۴)
[2] (التوفيقات الإلهامية لمحمد مختار باشا المصري، سنة ۳ هجرية، جزء اوّل صفحہ ۳۵)

تک دور تک مسلسل پھیلی ہوئی تھیں۔ شمال مغرب میں وادیٔ عقیق کے کنارے بئرِ رَومہ تک نخلستان اور باغات بکثرت تھے۔ ادھر سے مدینہ کا راستہ کھلا تھا۔ جنوب مغربی راستہ تنگ اور گلیوں اور لاوے کے پتھروں سے اَٹا ہوا دشوار گزار تھا۔ مکہ مکرمہ مدینہ کے جنوب میں اڑھائی سو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ قریش مکہ جنوب کی طرف سے آکر حملہ آور ہوتے لیکن راستے کی تنگی اور دشوار گزاری کی وجہ سے انہوں نے مدینہ کی شمالی سمت سے داخل ہونے کو ترجیح دی کیونکہ اس طرف سرسبز وشاداب چراگاہیں تھیں، پانی بافراط اور میدان جنگ وسیع تھا، اس لئے قریش نے وادی عقیق میں زغابہ کے مَجْمَعُ الْأَسْيَال (سنگم) پر ڈیرہ ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کی اس نقل و حرکت کا علم ہو چکا تھا۔ آپؐ نے ایسا مقام چنا جو جنگی نقطہ نگاہ سے دشمن کی نقل و حرکت کے لئے مشکلات پیدا کرنے والا تھا۔ لاوے کے پتھروں سے اَٹے ہوئے راستے، درختوں کی رکاوٹ اور جبل عینین کے تیراندازوں کی بوچھاڑ سے رسالے کے لئے ناممکن تھا کہ مجاہدین کو گھیرے میں لا سکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خالد سالارِ میمنہ اور عکرمہ سالارِ میسرہ نے راست وچپ سے بار بار بڑھنے کی کوشش کی مگر انہیں ہر دفعہ پسپا ہونا پڑا۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مورچہ بندی کی اہمیت واضح ہے جس کا ذکر محولہ بالا آیت میں کیا گیا ہے۔

کتب مغازی کی روایات میں ذکر ہے کہ اس مقام پر پہنچنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ راستہ اختیار کیا جو بنی حارثہ کی پتھریلی وادیوں اور نخلستانوں سے گزرتا تھا۔ ابن ہشام میں ہے کہ آپؐ نے راستے کے لیے ایک واقف شخص حضرت ابوخیثمہؓ (جو بنوحارثہ میں سے تھے) کو اپنے ساتھ لیا اور ان سے فرمایا: مِنْ طَرِيْقٍ لَا يَمُرُّ بِنَا عَلَيْهِمْ[1] ایسے راستے سے ہمیں لے جاؤ جو قریش کے پاس سے نہ گزرتا ہو۔ حضرت ابوخیثمہؓ دیارِ بنی حارثہ سے مِربع بن قیظی کی بستی کی طرف آپؐ کو لے گئے۔ یہ شخص نابینا اور منافق طبع تھا۔ اس نے مجاہدین کو اپنی بستی سے گزرنے کی اجازت نہیں دی اور انہیں بُرا بھلا کہنے لگا۔ بعض صحابہؓ نے اسے مارا اور قتل کرنا چاہا تا وہ دشمن کو اطلاع نہ دے سکے۔ آپؐ نے انہیں اس سے منع فرمایا اور وہاں سے جبل اُحد کی ایک گھاٹی میں آئے اور نماز صبح کے بعد وادی قناۃ کے کنارے پر مورچہ بندی کی۔ اس جگہ کے مقابل میں دشمن کا لشکر وادی قناۃ کے نشیبی میدان میں عریض چراگاہ کے قریب ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا۔

ابن سعدؒ کی روایات میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محلہ بنی نجار میں شیخین کے مقام پر جمعہ کی شام کو قیام فرمایا اور پھر وہاں سے رات ہی میں روانہ ہو گئے۔ طبقات کے الفاظ یہ ہیں: وَبَاتَ بِالشَّيْخَيْنِ وَكَانَ نَازِلًا فِيْ بَنِي النَّجَّارِ... وَاَدْلَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّحَرِ وَدَلِيْلُهُ اَبُو حَثْمَةَ الْحَارِثِيُّ فَانْتَهَى اِلَى اُحُدٍ[2] آپؐ شیخین میں رات ٹھہرے اور سحری کے وقت آپؐ نے کوچ فرمایا، حضرت ابوحثمہ حارثیؓ آپؐ کو راستہ دکھانے والے تھے جو اُحد تک آپؐ کو لے گئے۔

1۔ (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، ما كان من مربع المنافق، جزء ۳ صفحہ ۲۸)
2۔ (الطبقات الكبرى لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ أحدًا، جزء ۲ صفحہ ۳۵ تا ۳۷)

دونوں مؤرخین نے عبد اللہ بن اُبَیّ بن سلول کے تین سو ساتھیوں سمیت واپس چلے جانے کا ذکر کیا ہے۔ اس نے کہا: یہ جنگ نہیں موت کے منہ میں جانا ہے۔ سیرت ابن ہشام کے یہ الفاظ ہیں: قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ حَتّٰی اِذَا کَانُوْا بِالشَّوْطِ بَیْنَ الْمَدِیْنَۃِ وَاُحُدٍ انْخَذَلَ عَنْہُ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ اُبَیِّ بْنِ سَلُوْلٍ بِثُلُثِ النَّاسِ وَقَالَ اَطَاعَھُمْ وَعَصَانِیْ مَا نَدْرِیْ عَلَامَ نَقْتُلُ اَنْفُسَنَا ھٰھُنَا۔ محمدؐ نے اُن کی بات مانی ہے اور میری نہیں مانی، ہمیں معلوم نہیں کس لئے ہم اپنے آپ کو یہاں ہلاک کریں اور جب حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حرامؓ (خزرجی والد حضرت جابرؓ) نے جو بنوسلمہ میں سے تھے ان لوگوں کو سمجھایا تو انہوں نے کہا: لَوْ نَعْلَمُ اَنَّکُمْ تُقَاتِلُوْنَ لَمَا اَسْلَمْنَاکُمْ وَلٰکِنَّا لَا نَرٰی اَنَّہٗ یَکُوْنُ قِتَالٌ۔ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ جنگ کے لئے نکل رہے ہیں تو ہم تمہیں اس طرح نہ چھوڑ دیتے لیکن یہ لڑائی نہیں بلکہ موت کے منہ میں جانا ہے۔[1] یہ کہہ کر تین سو آدمی مدینہ کو لوٹ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات سو مجاہدین باقی رہ گئے۔ یہ واقعہ مغازی اور تاریخ اسلام کی کتابوں میں مذکور ہے۔

سورۃ البقرۃ کے رکوع ۳۳ میں طالوت کی جنگ کا ذکر ہے کہ اس کے ساتھیوں کی پانی کے ذریعے سے آزمائش ہوئی جس میں اکثر پھسل گئے اور تھوڑی سی تعداد جو ثابت قدم رہی، بڑی تعداد پر غالب آگئی۔ غزوۂ اُحد میں بھی یہی ہوا کہ عبد اللہ بن اُبَیّ دیار بنی حارثہ تک اپنے قبیلے کے تین سو آدمیوں سمیت گیا اور وہاں جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام راستہ ترک کر دیا ہے اور ایسا راستہ اختیار فرمایا ہے جو دشوار گزار اور نامعلوم ہے اور اس لئے بنوحارثہ میں سے ایک واقف کار راہنما سے مدد لینی پڑی تو وہ بگڑ گیا۔ اس تبدیلی کی وجہ ظاہر ہے کہ عبد اللہ بن اُبَیّ کی رائے مدینہ میں رہ کر قریش مکہ کا مقابلہ کرنے کے بارہ میں تھی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی انصار و مہاجرین کے مشورے میں شامل کیا تھا۔ غزوۂ بدر کے موقع پر اس کی ہمدردی قریش مکہ کے ساتھ تھی اور وہ اس جنگ میں شریک نہیں ہوا تھا بلکہ اس وقت وہ اسلام کے خلاف تھا اور غزوۂ بدر کے بعد مدینہ کے داخلی امن کو خطرہ میں ڈالنے والے جو واقعات رونما ہوئے، ان میں اس کی ہمدردی غدار یہودیوں کے ساتھ تھی۔ ایسے حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عبد اللہ بن اُبَیّ کو شریک مشورہ کرنا بلاوجہ نہیں تھا۔ آپؐ اس کی رائے سے دشمن کا ارادہ معلوم کرنا چاہتے تھے۔ وہ مدینہ میں گھس کر منافقین کی مدد سے اسے تاخت و تاراج کرنا چاہتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تدبیر نے دشمن اور منافقین کے اس منصوبے کو ناکام بنا دیا۔ بے شک بعض صحابہؓ اس کی رائے سے متاثر تھے کہ وہ بھلائی چاہتا ہے لیکن درحقیقت اس کی رائے سے دشمن کے عزائم کا پتہ چلتا ہے اور یہ قطعاً درست نہیں کہ محض نوجوانوں کے جوش سے متاثر ہو کر آپؐ نے ان کی رائے قبول کر لی کہ مدینہ سے باہر جا کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ آپؐ نے منشاءِ الٰہی کے مطابق علیٰ وجہ البصیرت ہو کر وہ راستہ اختیار کیا جو بیک وقت عبد اللہ بن اُبَیّ اور اس کے ساتھیوں کی آزمائش اور قریش کے منصوبہ جنگ کو بے اثر بنانے کا سبب ہوا۔ آپؐ نے حسب معمول اپنی نقل و حرکت راز داری میں رکھی۔ دیارِ بنو حارثہ پہنچ کر عام راستہ ترک کر کے اپنا رُخ ادھر پھیر لیا جدھر دشوار گزار گھاٹیاں تھیں۔ معلوم ہوتا ہے

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ أحد، انخذال المنافقین، جزء۳ صفحہ ۲۷)

کہ منافقین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نقل و حرکت اپنے اس سمجھوتے کے خلاف دیکھی جو درپردہ اُن کے اور قریش کے درمیان طے پایا تھا۔ منافقین کی علیحدگی اسلامی فوج کے لئے اسی طرح مفید ثابت ہوئی جس طرح طالوت کی فوج سے کمزوروں کی علیحدگی۔ منافقین کی علیحدگی کا ذکر اس باب کی روایت نمبر ۴۰۵۰ میں ہے۔

صحابہ کرامؓ اور کفارِ قریش کی جنگی طاقت کا مقابلہ کریں اور پھر اس صورت حال پر نظر ڈالیں جو مدینہ کے اندر لڑائی ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئی، دشمنوں کا منافقینِ مدینہ سے مل کر مٹھی بھر مسلمانوں کو ختم کر دینا آسان تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ سے باہر جا کر کھلے میدان میں لڑائی کو ترجیح دینا جو شیلے نوجوانوں کی رائے سے مطابقت کے نتیجے میں ہرگز نہیں بلکہ آپؐ نے جو قدم اُٹھایا تھا ایک واضح وحی الٰہی کی راہنمائی میں اُٹھایا تھا۔ آیت كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ (البقرۃ:۲۵۰) ترجمہ: کتنی ہی کم تعداد جماعتیں ہیں جو اللہ کے حکم سے کثیر التعداد جماعتوں پر غالب آگئیں اور آیت وَ لَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ (البقرۃ:۲۵۱) ترجمہ: پس جب وہ جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلے کے لئے نکلے۔ یہ دونوں (آیات) آپؐ کی راہنمائی کر رہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کھلے میدان میں بھی ایک کم تعداد فوج کو بڑی تعداد فوج پر غالب کر سکتا ہے۔

لفظ بِرَاز کے معنی ہیں کھلے میدان میں نکل کر مقابلہ کرنا۔ (لسان العرب۔ برز) کتب سیرت و مغازی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خواب کا ذکر ہے جو آپؐ کو اُس رات دکھایا گیا جس کے اگلے روز آپؐ نے غزوۂ اُحد کے لئے مدینہ سے کوچ کیا تھا۔ آپؐ نے گائے ذبح ہوتی دیکھی اور دیکھا کہ آپؐ کی تلوار کی نوک ٹوٹ گئی ہے اور آپؐ نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط اور محفوظ زرہ میں ڈالا ہے اور ایک روایت میں مینڈھے پر آپؐ کے سوار ہونے کا بھی ذکر ہے۔ صحابہؓ کے دریافت کرنے پر آپؐ نے اس خواب کی یہ تعبیر فرمائی کہ گائے کا ذبیحہ بعض صحابہؓ کی شہادت اور تلوار کی نوک کا ٹوٹنا آپؐ کے کسی قریبی رشتہ دار کی شہادت پر دلالت کرتا ہے اور زرہ میں ہاتھ ڈالنے سے مراد یہ ہے کہ مدینہ کے اندر رہ کر لڑنا مناسب ہوگا۔ مینڈھے پر سواری کی تعبیر یہ کی گئی کہ دشمن کے لشکر کا علمبردار ہلاک ہوگا۔[1] كَبْش کے معنی ہی مینڈھا اور سردار ہیں۔ علمبردار لشکر بھی کبش کہلاتا تھا۔ (لسان العرب- کبش)

صحیح بخاری میں بھی اس رؤیا کا ذکر آتا ہے۔ (دیکھئے روایت نمبر ۴۰۸۱) باوجود اس رؤیا کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے میدان کی لڑائی کو ترجیح دی کیونکہ رؤیا تاویل طلب ہوتی ہے اور وحی الٰہی بینات میں سے۔ اس لئے آپؐ نے واضح راہنمائی کی پیروی مقدم رکھی اور اللہ تعالیٰ کے کھلے وعدہ نصرت پر بھروسہ کیا اور یہ الٰہی وعدہ پورا ہوا۔ فرماتا ہے: وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ (آل عمران:۱۵۳) ”اور اللہ نے (اس وقت) جبکہ تم انہیں اُس کے حکم سے مار مار کر فنا کر رہے تھے تم سے اپنا وعدہ یقیناً پورا کر دیا۔“ (ترجمہ از تفسیر صغیر) اور مضبوط زرہ میں ہاتھ ڈالنے والا نظارہ بھی پورا ہوا جب آپؐ جاں نثار صحابہؓ کی حفاظت میں نئے مورچے پر پہنچ گئے۔ بقول ابن ہشامؒ ان

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، رؤيا رسول الله ﷺ، جزء۳ صفحہ ۲۶)
(الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ أحدًا، جزء۲ صفحہ ۳۴)

صحابہ کرامؓ میں سے حضرت زیاد بن سکنؓ بھی تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطرے میں دیکھ کر پانچ انصاریوں کے ساتھ فوراً موقع پر پہنچ گئے اور آپؐ کو دائیں بائیں سے بچاتے ہوئے ایک ایک کر کے وَجْهِي لِوَجْهِكَ۔ نَفْسِيْ لِنَفْسِكَ کہتے ہوئے شہید ہوئے۔ حضرت ابن سکنؓ زخموں سے نڈھال ہو کر جب گرے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں میرے پاس لاؤ تو انہوں نے اپنا رُخسار آپؐ کے قدم پر رکھ دیا اور جان دے دی۔ اسی طرح دوسرے صحابہؓ بھی آپؐ کے سامنے پروانہ وار گرتے چلے گئے۔ ان محافظین میں سے حضرت ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازنیہؓ بھی ہیں جو موقع خطرہ پر پہنچ گئی تھیں اور آپؐ کا دفاع کرنے لگیں۔ انہیں نے ابن قمیہ کا پہلا وار روکا اور اس پر تلوار سے حملہ کر دیا اور اس مقابلے میں ان کا کندھا زخمی ہو گیا۔ اسی طرح آپؐ کا دفاع کرنے والے صحابہؓ میں سے حضرت ابودجانہؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت طلحہؓ بھی ہیں۔[1] ان سب نے مضبوط و محفوظ زرہ کا کام دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب کے مصداق بنے۔ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔

بَاب ۱۸: اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (آل عمران: ۱۲۳)

جب تم میں سے دو گروہ کمزوری دکھانے لگے تھے بحالیکہ اللہ اُن کا مددگار تھا اور مومنوں کو اللہ پر توکّل کرنا چاہیے

٤٠٥١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيْنَا: اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا بَنِي سَلِمَةَ وَبَنِي حَارِثَةَ وَمَا أُحِبُّ أَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ وَاللّٰهُ يَقُولُ: وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا. (آل عمران: ۱۲۳)

طرفہ: ۴۵۵۸۔

۴۰۵۱: محمد بن یوسف نے ہمیں بتایا کہ ابن عیینہ نے ہم سے بیان کیا۔ ابن عیینہ نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے حضرت جابر (بن عبداللہ) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: یہ آیت ہمارے متعلق اُتری ہے۔ یعنی جب تم میں سے دو گروہ کمزوری دکھانے لگے تھے۔ بنی سلمہ اور بنی حارثہ سے متعلق۔ اور مجھے پسند نہیں کہ وہ نہ اُترتی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ اُن کا حامی (اور مددگار) ہے۔

٤٠٥٢: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِي

۴۰۵۲: قتیبہ (بن سعید) نے ہمیں بتایا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو (بن دینار)

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، من شجاعة أصحاب الرسول ﷺ، جزء۳ صفحہ۴۴ تا۴۶)

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَكَحْتَ يَا جَابِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَاذَا أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ لَا بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ أَبِي قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ كُنَّ لِي تِسْعَ أَخَوَاتٍ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجْمَعَ إِلَيْهِنَّ جَارِيَةً خَرْقَاءَ مِثْلَهُنَّ وَلَكِنِ امْرَأَةً تَمْشُطُهُنَّ وَتَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ قَالَ أَصَبْتَ.

نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت جابر (بن عبد اللہ انصاریؓ) سے روایت کی، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: جابر! کیا تم نے نکاح کرلیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے کہا: کنواری نہیں بیوہ سے۔ آپؐ نے فرمایا: کسی دوشیزہ سے کیوں نہ کیا کہ وہ تم سے کھیلتی؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! میرے باپ جنگ اُحد کے دن شہید ہو گئے تھے اور وہ نو بیٹیاں چھوڑ گئے ہیں جو میری نو بہنیں ہیں۔ میں نے ناپسند کیا کہ ان کے ساتھ ایک اُنہی جیسی نادان کم عمر لڑکی اکٹھی کر دوں اور چاہا ایک ایسی عورت سے شادی کروں جو اُن کی کنگھی کرے اور تربیت کرے۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کیا۔

اطرافہُ: ۴۴۳، ۱۸۰۱، ۲۰۹۷، ۲۳۰۹، ۲۳۸۵، ۲۳۹۴، ۲۴۰۶، ۲۴۷۰، ۲۶۰۳، ۲۶۰۴، ۲۷۱۸، ۲۸۶۱، ۲۹۶۷، ۳۰۸۷، ۳۰۸۹، ۳۰۹۰، ۵۰۷۹، ۵۰۸۰، ۵۲۴۳، ۵۲۴۴، ۴۲۴۵، ۵۲۴۶، ۵۲۴۷، ۵۳۶۷، ۶۳۸۷۔

٤٠٥٣: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا وَتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ فَلَمَّا حَضَرَ جِزَازُ النَّخْلِ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِي قَدْ

۴۰۵۳: احمد بن ابوسُریج نے مجھ سے بیان کیا کہ عبید اللہ بن موسیٰ نے ہمیں خبر دی کہ شیبان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے فراس (بن یحییٰ) سے، فراس نے (عامر) شعبی سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت جابر بن عبد اللہ (انصاری) رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے باپ اُحد کے دن شہید ہو گئے اور اپنے ذمے قرضہ چھوڑ گئے اور چھ بیٹیاں بھی چھوڑ گئے جب کھجوروں کی کٹائی کا وقت آ گیا، کہتے تھے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، میں نے کہا: آپؐ جانتے ہیں کہ میرے

اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيرًا وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْغُرَمَاءُ فَقَالَ اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلَى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوْا إِلَيْهِ كَأَنَّهُمْ أُغْرُوا بِي تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُوْنَ أَطَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِي أَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتَّى أَدَّى اللهُ عَنْ وَّالِدِي أَمَانَتَهُ وَأَنَا أَرْضَى أَنْ يُؤَدِّيَ اللهُ أَمَانَةَ وَالِدِي وَلَا أَرْجِعَ إِلَى أَخَوَاتِي بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا حَتَّى إِنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً.

والد اُحد کے دن شہید ہو گئے اور بہت قرضہ چھوڑ گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ قرض خواہ آپؐ سے ملیں۔ آپؐ نے فرمایا: جاؤ ہر قسم کی کھجوروں کے الگ الگ ڈھیر لگاؤ۔ میں نے ایسا ہی کیا پھر آپؐ کو بلا بھیجا۔ جب قرض خواہوں نے آپؐ کو دیکھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ اس وقت میرے متعلق اور بھی بھڑک اُٹھے ہیں جب آپؐ نے دیکھا جو کچھ وہ کر رہے تھے، آپؐ نے جو سب سے بڑا ڈھیر تھا، اس کے گرد تین چکر لگائے۔ پھر اس کے قریب بیٹھ گئے۔ آپؐ نے فرمایا: اپنے ساتھیوں کو بلا لو۔ آپؐ اُن کو ماپ ماپ کر دیتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے میرے والد کی طرف سے ان کی امانت ادا کر دی اور میں اس بات سے خوش تھا کہ اللہ میرے والد کی امانت ادا کر دے اور میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی لے کر نہ لوٹوں۔ مگر اللہ نے وہ ڈھیر سالم کے سالم بچا دئے اور یہ حالت تھی کہ میں اس ڈھیر کو جس کے پاس نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بیٹھے تھے، دیکھ رہا تھا جیسے اس سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔

اطرافہ: ۲۱۲۷، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۴۰۵، ۲۶۰۱، ۲۷۰۹، ۲۷۸۱، ۳۵۸۰، ۶۲۵۰۔

٤٠٥٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ

۴۰۵۴: عبد العزیز بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ (سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف) سے، انہوں نے ان کے دادا (ابراہیم) سے، وہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ وَمَعَهُ رَجُلَانِ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ كَأَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُحد کے دن دیکھا کہ آپؐ کے ساتھ دو شخص ہیں جو آپؐ کی مدافعت کر رہے ہیں، وہ سفید کپڑے پہنے نہایت سختی سے لڑ رہے تھے، میں نے اُن کو نہ اس سے پہلے دیکھا اور نہ اس کے بعد۔

طرفہُ: ۵۸۲۶۔

٤٠٥٥: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ السَّعْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُوْلُ نَثَلَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِنَانَتَهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي.

۴۰۵۵: عبد اللہ بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ مروان بن معاویہ نے ہمیں بتایا۔ ہاشم بن ہاشم سعدی نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے سعید بن مسیب سے سنا، کہتے تھے: میں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے دن اپنے ترکش سے تیر نکال کر میرے لئے بکھیر دیئے اور آپؐ نے فرمایا: تیر چلاؤ تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

اطرافہُ: ۳۷۲۵، ۴۰۵۶، ۴۰۵۷۔

٤٠٥٦: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ جَمَعَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ.

۴۰۵۶: مسدد (بن مسرہد) نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحيٰ بن سعید (انصاری) سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے سعید بن مسیب سے سنا، کہتے تھے: میں نے حضرت سعد (بن ابی وقاصؓ) کو یہ کہتے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے دن مجھ سے فرمایا: میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔

اطرافہُ: ۳۷۲۵، ۴۰۵۵، ۴۰۵۷۔

٤٠٥٧ : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَمَعَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَبَوَيْهِ كِلَيْهِمَا يُرِيْدُ حِينَ قَالَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي وَهُوَ يُقَاتِلُ.

اطرافہٗ: ۳۷۲۵، ۴۰۵۵، ۴۰۵۶۔

۴۰۵۷: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحيٰ (بن سعید انصاری) سے، یحيٰ نے (سعید) بن مسیب سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے دن میرے لئے اپنے ماں باپ دونوں کو اکٹھا کیا۔ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ آپؐ نے جب سعدؓ لڑ رہے تھے یہ فرمایا: میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔

٤٠٥٨ : حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ غَيْرَ سَعْدٍ.

اطرافہٗ: ۲۹۰۵، ۴۰۵۹، ۶۱۸۴۔

۴۰۵۸: ابونعیم (فضل بن دکین) نے ہم سے بیان کیا کہ مسعر (بن کدام) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعد (بن ابراہیم) سے، سعد نے (عبداللہ) بن شداد سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ آپؐ نے کسی کے لئے یہ فرمایا ہو کہ میرے ماں باپ تیرے قربان، سوا سعد (بن ابی وقاص) کے۔

٤٠٥٩ : حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ

۴۰۵۹: یسرہ بن صفوان نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے عبداللہ بن شداد سے، عبداللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ آپؐ نے کسی سے کہا ہو کہ میرے ماں

فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يَوْمَ أُحُدٍ يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي.

اطرافہ: ۲۹۰۵، ۴۰۵۸، ۶۱۸۴۔

باپ تیرے قربان، سوا سعد بن مالکؓ کے۔ میں نے آپؐ کو جنگ اُحد کے دن یہ فرماتے سنا: سعدؓ تیر پھینکو میرے ماں باپ تیرے قربان۔

۴۰۶۰-۴۰۶۱: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ مُعْتَمِرٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ زَعَمَ أَبُو عُثْمَانَ أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي يُقَاتِلُ فِيْهِنَّ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيْثِهِمَا.

اطرافہ: ۳۷۲۲، ۳۷۲۳۔

۴۰۶۰-۴۰۶۱: موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معتمر (بن سلیمان) سے، معتمر نے اپنے باپ سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے۔ ابوعثمان (نہدی) نے کہا: ان جنگوں میں سے جو آپؐ نے دشمنوں سے لڑیں ایک جنگ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ کے سوا کوئی بھی باقی نہیں رہا تھا۔ ابوعثمان نے یہ ان دونوں سے سن کر بیان کیا۔

۴۰۶۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ صَحِبْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ وَالْمِقْدَادَ وَسَعْدًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَوْمِ أُحُدٍ.

طرفہ: ۲۸۲۴۔

۴۰۶۲: عبداللہ بن ابی الاسود نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم بن اسماعیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد بن یوسف سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت سائب بن یزیدؓ سے سنا، کہتے تھے: میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت مقداد (بن اَسوَد) اور حضرت سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہم کے ساتھ رہا۔ میں نے ان میں سے کسی کو بھی (جنگ کے متعلق) کوئی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے نہیں سنا۔ ہاں میں نے حضرت طلحہؓ کو جنگ اُحد کی بابت بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

٤٠٦٣ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ.

اطرافہٗ: ۳۷۲۴۔

۴۰۶۳: عبد اللہ بن ابی شیبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ وکیع (بن جراح) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل (بن ابی خالد) سے، اسماعیل نے قیس (بن ابی حازم) سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت طلحہؓ کا ایک ہاتھ شل دیکھا جس کے ذریعہ سے انہوں نے جنگِ اُحد کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا تھا۔

٤٠٦٤ : حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَّهُ وَكَانَ أَبُوطَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيْدَ النَّزْعِ كَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ بِجَعْبَةٍ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُوْلُ انْثُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ قَالَ وَيُشْرِفُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي لَا تُشْرِفْ يُصِيْبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِي دُونَ

۴۰۶۴: ابو معمر (عبد اللہ بن عمرو) نے ہمیں بتایا کہ عبد الوارث (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ عبد العزیز (بن صہیب) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: جب اُحد کی جنگ ہوئی تو لوگ شکست کھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جُدا ہو گئے۔ اور حضرت ابو طلحہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپؐ کو اپنی ایک ڈھال سے آڑ میں لئے کھڑے رہے اور حضرت ابو طلحہؓ ایسے تیر انداز تھے کہ جو زور سے کمان کھینچا کرتے تھے، انہوں نے اس دن دو یا تین کمانیں توڑ دیں اور جو کوئی آدمی تیروں کا ترکش اپنے ساتھ لئے گزرتا تو آنحضرت ﷺ فرماتے: ابو طلحہؓ کے لئے پھینک دو۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سر اُٹھا کر لوگوں کو دیکھتے تو حضرت ابو طلحہؓ کہتے: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، سر اُٹھا کر نہ دیکھیں مبادا ان لوگوں کے تیروں میں سے کوئی تیر آپؐ کو لگے۔ میرا سینہ

نَحْـرِكَ وَلَقَـدْ رَأَيْـتُ عَائِشَـةَ بِنْـتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرَى خَـدَمَ سُـوقِهِمَا تُنْقِـزَانِ الْقِـرَبَ عَلَى مُتُوْنِهِمَا تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُـمَّ تَرْجِعَـانِ فَتَمْلَآنِهَـا ثُـمَّ تَجِيْئَـانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّـيْفُ مِـنْ يَـدَيْ أَبِـي طَلْحَـةَ إِمَّـا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا.

اطرافہ: ۲۸۸۰، ۲۹۰۲، ۳۸۱۱۔

آپؐ کے سینے کے سامنے ہے اور میں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی (امّ المؤمنین) حضرت عائشہؓ کو اور (اپنی والدہ) حضرت امّ سُلَیمؓ کو دیکھا کہ وہ اپنے پائنچے چڑھائے ہوئے ہیں، ان کی پنڈلیوں کی پازیبیں نظر آتی تھیں، اپنی پیٹھوں پر مشکیں بھر کر اُچھالتی ہوئی لاتی تھیں اور لوگوں کے مونہوں میں ڈالتی تھیں۔ پھر جاتیں اور اُنہیں بھر کر پھر آتیں اور لوگوں کے مونہوں میں ڈالتی تھیں۔ اور حضرت ابوطلحہؓ کے ہاتھ سے تلوار دو یا تین دفعہ گر گئی تھی۔

٤٠٦٥ : حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَـتْ لَمَّـا كَـانَ يَـوْمُ أُحُـدٍ هُـزِمَ الْمُشْـرِكُوْنَ فَصَـرَخَ إِبْلِيْسُ لَعْنَةُ اللهِ عَلَيْهِ أَيْ عِبَادَ اللهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُـمْ فَاجْتَلَـدَتْ هِـيَ وَأُخْـرَاهُمْ فَبَصُرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَـالَ أَيْ عِبَـادَ اللهِ أَبِـي أَبِـي قَـالَ قَالَتْ فَوَاللهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتَّى قَتَلُوْهُ فَقَـالَ حُذَيْفَـةُ يَغْفِـرُ اللهُ لَكُـمْ قَـالَ عُـرْوَةُ فَـوَاللهِ مَـا زَالَـتْ فِـي حُذَيْفَـةَ بَقِيَّـةُ خَيْـرٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ بَصُرْتُ

۴۰۶۵: عبید اللہ بن سعید نے مجھ سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، کہتی تھیں: جب جنگ اُحد ہوئی تو مشرک شکست کھا کر بھاگ نکلے تو ابلیس نے اللہ کی اس پر لعنت ہو پکارا۔ ارے اللہ کے بندو! اپنے پچھلوں سے بچو۔ چنانچہ یہ سن کر جو اُن سے آگے تھے وہ لوٹے۔ اگلے اور پچھلے آپس میں تلواروں سے لڑ پڑے۔ حضرت حذیفہؓ نے دیکھا کہ ان کے باپ حضرت یمانؓ سے لوگ لپٹے ہیں۔ وہ بولے: ارے اللہ کے بندو! میرا باپ ہے میرا باپ۔ عروہ نے کہا: حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: اللہ کی قسم! وہ نہ رُکے، اس کو مار ہی ڈالا۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا: اللہ تمہیں بخشے۔ عروہ کہتے تھے: بخدا

عَلِمْتُ مِنَ الْبَصِيرَةِ فِي الْأَمْرِ وَأَبْصَرْتُ مِنْ بَصَرِ الْعَيْنِ وَيُقَالُ بَصُرْتُ وَأَبْصَرْتُ وَاحِدٌ.

حضرت حذیفہؓ میں ہمیشہ ہی نیکی رہی یہاں تک کہ وہ اللہ سے جا ملے۔ بَصُرْتُ فِي الْأَمْرِ کے معنی عَلِمْتُ یعنی میں نے جانا اور اَبْصَرْتُ آنکھ کا دیکھنا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بَصُرْتُ اور اَبْصَرْتُ ایک ہی معنی میں ہیں۔

اطرافہٗ: ۳۲۹۰، ۳۸۲۴، ۶۶۶۸، ۶۸۸۳، ۶۸۹۰۔

تشریح: إِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا: غزوہ اُحد کے تعلق میں دوسرا باب جس آیت سے معنون ہے، یہ ہے: اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ (آل عمران:۱۲۳، ۱۲۴) ترجمہ: پھر اس وقت کو بھی یاد کرو جبکہ حالات کو دیکھ کر تم میں سے دو گروہ بزدلی دکھانے پر تیار ہو گئے تھے حالانکہ اللہ ان کا مددگار تھا اور مومنوں کو تو اللہ پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیے اور (اس سے پہلے) بدر (کی جنگ) میں جبکہ تم حقیر تھے اللہ یقیناً تمہیں مدد دے چکا ہے، سو تم اللہ ہی کو سپر بناؤ تا کہ شکر گزار ہو۔

اس باب کے تحت پندرہ روایتیں ہیں جن میں غزوۂ احد کے اس مرحلے کا ذکر ہے جس میں بعض مجاہدین کی طرف سے کمزوری ظاہر ہوئی تھی لیکن وہ جلدی ہی سنبھل گئے اور سخت نادم ہوئے۔ ان کی ہمت افزائی عفو و درگزر سے کی گئی ہے۔ لفظ فَشَل کے چار معانی ہیں۔ (۱) رائے کی کمزوری۔ (۲) جسمانی کمزوری۔ (۳) بزدلی اور پسپائی۔ (۴) کسل اور درماندگی۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۴۶) (لسان العرب۔ فشل) واقعات جنگ اُحد میں چاروں صورتیں پائی جاتی ہیں۔

باب کی پہلی روایت (نمبر ۴۰۵۱) میں قبیلہ بنی سلمہ اور بنی حارثہ کے افراد سے کمزوری ظاہر ہونے کا واقعہ اختصار سے بیان کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ اُحد کے لئے ۱۳ شوال[۱] جمعہ کے دن مدینہ منورہ میں نمازِ عصر پڑھ کر روانہ ہوئے اور بنی نجار کی بستی میں شیخین کے مقام پر اُترے جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

بنو سلمہ بن جشم قبیلہ خزرج کی شاخ ہے جس کا سردار عبد اللہ بن اُبَیّ تھا اور بنو حارثہ بن نبیت قبیلہ اوس کی شاخ۔ یہ دونوں قبیلے (بقول ابن ہشام هُمَا الْجَنَاحَانِ[۲]) دو بازو تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام راستہ چھوڑ کر دیارِ بنی حارثہ کا راستہ اختیار کیا تو وہ آپؐ کا قصد نہ سمجھ سکے اور عبد اللہ بن اُبَیّ کی باتوں سے متاثر ہو کر قریب تھا کہ وہ بھی اس کے ساتھ اپنے گھروں کو چلے جائیں لیکن حضرت عبد اللہ بن عمروؓ (والد حضرت جابر رضی اللہ عنہ) کے سمجھانے

[۱] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ أحد، غسل السیوف، جزء۳ صفحہ ۶۴)
[۲] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ذکر ما أنزل اللہ فی أحد من القرآن، جزء۳ صفحہ ۷۰)

سے سنبھل گئے۔ آیت اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا اور روایت نمبر۴۰۵۱ میں انہی کی کمزوری کا ذکر ہے۔ اس روایت کے راوی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ہیں، وہ اس امر سے خوش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قبیلے کو اپنے دوستوں میں شمار کیا ہے۔ وَلِی کے معنے دوست اور مددگار کے ہیں۔ روایات سے ظاہر ہے کہ دونوں قبیلوں کے افراد بڑی مردانگی اور بہادری سے لڑے اور اس طرح انہوں نے اپنی کمزوری کا داغ مٹا دیا جس کی وجہ سے وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا کی تعریف سے سرفراز کئے گئے۔

باب۱۸ کی دوسری اور تیسری روایت (نمبر۴۰۵۲، ۴۰۵۳) بھی حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ ان روایتوں میں ان کے والد حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کے غزوۂ اُحد میں وفات پانے اور قرض اور اولاد چھوڑنے کا ذکر ہے، یہ قبیلہ بنوسلمہ میں سے تھے۔ روایت نمبر۴۰۵۴تا۴۰۵۹ میں حضرت سعد بن مالک (یعنی سعد بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ کی کفار کے ساتھ جنگ میں نبرد آزمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے داد شجاعت لینے کا ذکر ہے۔ یہ مہاجرین میں سے تھے۔ مسلمؒ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات انصار اور دو مہاجرین کے ثابت قدم رہنے کا ذکر ہے۔[۱] اور ابن سعدؒ کی روایت میں سات مہاجرین اور سات انصار کا ذکر ہے۔[۲] حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ اور انصار میں سے حضرت ابودجانہؓ، حضرت حباب بن منذرؓ، حضرت عاصم بن ثابتؓ، حضرت حارث بن صمہؓ، حضرت سہل بن حنیفؓ، حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت اُسید بن حضیرؓ۔ ایک روایت میں مؤخر الذکر دو کی جگہ حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت محمد بن مسلمہؓ کا نام ہے۔ یہ کل چودہ افراد ہیں جنہوں نے لڑائی میں بڑی مردانگی دکھائی۔ امام ابن حجرؒ کے نزدیک یہ تعداد حالت جنگ کی وجہ سے گھٹتی بڑھتی رہی ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۴۹، ۴۵۰)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ والی داد شجاعت کا تعلق اس موقع جنگ سے ہے جب خالد بن ولید نے جبل الرماۃ والا عقبی مورچہ خالی دیکھ کر حضرت عبد اللہ بن جبیرؓ اور ان کے چند ساتھیوں کو گھائل کیا اور اس پر قبضہ کر کے غنیمت میں مشغول مجاہدین کو اپنے تیروں کا نشانہ بنایا اور کفار کی شکست خوردہ فوج پلٹ کر اُن مجاہدین پر ٹوٹ پڑی اور انہیں چپ وراست سے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا۔ یہ مجاہد اچانک حملے سے سراسیمہ ہو کر اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔

روایت نمبر۴۰۶۵ میں ان کی اسی سراسیمگی کا ذکر ہے کہ انہوں نے اپنے ہی آدمیوں کو مارنا شروع کر دیا۔ شعار جنگ کلمہ أَمِتْ أَمِتْ تھا جس سے دوست دشمن کا امتیاز ہوتا تھا لیکن وہ یہ شعار بھول گئے۔[۳] صف مجاہدین میں یہ انتشار فَشَل کی دوسری صورت تھی۔ اس تشویش ناک صورت حال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر قائم

---

۱ (مسلم، کتاب الجهاد والسير، باب غزوة أحد)

۲ (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ أحدًا، جزء۲ صفحہ ۴۰)

۳ (أنساب الأشراف للبلاذري، القول في السيرة النبوية، غزوات رسول الله ﷺ، غزوة أحد، نمبر۶۹۷: ضرب بعض المسلمين بعضا حين اختلطوا ولم يدركوا شعارًا، جزء اوّل صفحہ ۳۲۲)

رہے۔ حضرت ابو طلحہؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جس جاں نثاری اور بے جگری سے لڑے وہ آنحضرت ﷺ کے الفاظ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ سے ظاہر ہے۔ ان دونوں کے علاوہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اور حضرت مقداد بن اسودؓ بھی ثابت قدم رہے اور بڑی دلیری سے لڑے۔[1] (دیکھئے روایات نمبر ۴۰۶۲ تا ۴۰۶۴)

پھر غزوہ اُحد کا تیسرا مرحلہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کے اُکھڑے ہوئے قدم دوبارہ جما دئے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے سیرت خاتم النبیین ﷺ مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے، حصہ دوم صفحہ ۴۹۱ تا ۴۹۷۔ نیز دیکھئے سیرت النبی ﷺ مصنفہ علامہ شبلی نعمانی، جلد اوّل صفحہ ۲۱۷ تا ۲۱۹۔

دشمن کے حملے کا سارا زور اس مقام پر تھا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس گھمسان کی لڑائی میں آپؐ پر بار بار حملہ ہوتا رہا۔ ان حملوں کا دفاع کرتے ہوئے اپنے چند پروانہ وار جاں نثار مجاہدین کی حفاظت میں آپؐ ایسے بلند مقام پر پہنچ گئے جہاں سے دشمن کا دوبارہ مقابلہ کیا جا سکتا تھا۔ دوسرے مجاہدین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سن کر کہ آپؐ خطرے میں گھرے ہوئے ہیں وہاں موقع پر پہنچ گئے۔ ان کے تیور دیکھ کر ابوسفیان کو جرأت نہ ہوئی کہ جنگ جاری رکھے۔ خالد بن ولید نے اس نئے مورچے کا رُخ کیا اور چاہا کہ اس پر حملہ آور ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خالد اِدھر نہ آنے پائے۔ سیرت ابن ہشام میں یہ الفاظ ہیں: فَبَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشِّعْبِ مَعَهُ أُولَئِكَ النَّفَرُ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ عَلَتْ عَالِيَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ الْجَبَلَ... كَانَ عَلَى تِلْكَ الْخَيْلِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ... فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ لَهُمْ أَنْ يَّعْلُوْنَا. فَقَاتَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَرَهْطٌ مَّعَهُ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حَتّٰى أَهْبَطُوْهُمْ مِّنَ الْجَبَلِ.[2] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی پر اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ تھے کہ قریش کے اسپ سواروں کا ایک دستہ زیر قیادت خالد بن ولید ایک بلند مقام پر حملہ کرنے کے لئے آیا۔ آپؐ نے فرمایا: انہیں اوپر نہ آنے دیا جائے چنانچہ حضرت عمرؓ نے مہاجرین کی ایک ٹولی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور انہیں پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔

ابوسفیان نے اُعْلُ هُبَل کا نعرہ لگا کر جنگ ختم کرنے کا اعلان کیا اور یہی نعرہ غنیمت سمجھتے ہوئے میدانِ جنگ سے نکل گیا۔ کتنا بڑا الٰہی تصرف اور حیرت انگیز یہ ماجرا ہے کہ دشمن کی جیتی ہوئی جنگ یکایک شکست میں تبدیل ہو گئی اور اس کی سراسیمگی کا یہ عالم تھا کہ اسے اپنے مردے اُٹھانے کا بھی حوصلہ نہ ہوا اور آخر مسلمان مجاہدین کو کفارِ قریش کے مردے دفنانے پڑے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عزم و استقلال اور دشمن سے مقابلہ جاری رکھنے کے تعلق میں ابن سعدؒ کے یہ الفاظ ہیں: ثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزُوْلُ يَرْمِيْ عَنْ قَوْسِهِ حَتّٰى صَارَتْ شَظَايَا وَيَرْمِيْ

---

[1] (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، كتاب المغازی، غزوة أحد، جزء۲ صفحہ ۴۱۸)

[2] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، صعود قريش الجبل وقتال عمر لهم، جزء۳ صفحہ ۴۹)

بِالْحَجَرِ وَثَبَتَ مَعَهُ عِصَابَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ أَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا۔[1] یعنی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنی جگہ ثابت قدم رہے، اِدھر اُدھر نہیں ہٹے۔ اپنی کمان سے تیر چلاتے رہے یہاں تک کہ جب وہ ٹوٹ گئی تو آپؐ نے پتھروں سے کام لیا اور آپؐ کے ساتھ چودہ صحابہؓ بھی ثابت قدم رہے۔ ابن ہشام کی روایت کے الفاظ بھی انہی معنوں میں ہیں۔[2]

روایات میں آتا ہے کہ ابن قمئہ نے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وار کرنا چاہا تو حضرت امّ عمارہ رضی اللہ عنہا نے وہ وار روکا اور ابن قمئہ پر تلوار سے حملہ کیا اور اس کی زرہ پر ضرب لگائی۔[2] اتنے میں اس نے آپؐ پر دوسرا وار کیا جس سے آپؐ گر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرنے سے ابن قمئہ سمجھا کہ آپؐ شہید ہوگئے ہیں اور وہ پکارا محمد کو مار ڈالا اور اس کی یہ پکار صرخة الشيطان سے تعبیر کی گئی ہے[3] جسے سن کر عاشقانِ رسول کے دل دہل گئے اور اس آواز نے میدانِ جنگ میں ایک قیامت برپا کر دی اور یہی آواز سن کر پراگندہ جاں نثار صحابہؓ آناً فاناً اس تیسرے موقع جنگ پر اکٹھے ہوگئے۔ ان کی آنکھوں میں خون تھا اور دلوں میں ایک نیا جوش۔ یہ حالت دیکھ کر ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے حوصلے پست ہوگئے۔ صحابہؓ کی عورتوں (صحابیات) نے بھی دلیری اور شجاعت کا قابلِ رشک نمونہ دکھایا جس کا کچھ ذکر روایت نمبر ۴۰۶۴ میں بھی ہے۔ حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہا بھی ان بہادر خواتین میں سے تھیں جو غزوۂ احد میں شریک ہوئیں۔ (دیکھئے کتاب الجہاد والسیر باب ۶۵، ۶۶ روایت نمبر ۲۸۸۰، ۲۸۸۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا کے مشکیں بھر بھر کر لانے کا ذکر روایت نمبر ۴۰۶۴ میں ہے۔ کفار قریش کی عورتیں بھی شاملِ جنگ تھیں اور وہ بے خوف و خطر اپنا کام کر رہی تھیں۔ اس سے عربوں کے جنگی دستور کا علم ہوتا ہے کہ لڑائی کے اثناء میں عورتوں سے تعرض نہیں کیا جاتا تھا اور عورت کی حرمت کا یہاں تک خیال رکھا جاتا تھا کہ ایک موقع پر ہندہ جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر وحشت و بربریت کا انتہائی مظاہرہ کیا تھا، حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی زد میں آگئی اور انہوں نے اُس پر تلوار اُٹھائی مگر یہ خیال کر کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار عورت کے خون سے آلودہ نہ ہو، رُک گئے۔[4]

روایت نمبر ۴۰۶۵ میں ہے کہ ابلیس پکارا: عِبَادَ اللّٰهِ! أُخْرَاكُمْ۔ امام ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ کلمہ أُخْرَاكُمْ اس وقت کہا جاتا ہے جب پشت کی طرف سے کسی سپاہی پر حملے کا خوف ہو اور اسے ہوشیار کرنا مقصود ہو کہ اپنی پشت کی طرف سے بچو۔ یہ آواز امام ابن حجرؒ کے نزدیک اس وقت سنی گئی تھی جب مجاہدین کفار قریش سے لڑتے ہوئے ان کے آخری مورچوں تک پہنچ گئے تھے اور جبل عینین کے تیر انداز غنیمت میں شریک ہونے کے لئے میدانِ جنگ میں اُترے تو اگلے مجاہدین کو ان الفاظ سے دھوکا دیا گیا تھا کہ ان کے عقب سے ان پر حملہ ہو رہا ہے جس پر یہ فاتح مجاہد پلٹے

---

[1] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ أحدًا، جزء ۲ صفحہ ۳۹، ۴۰)
[2] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، من شجاعة أصحاب الرسول ﷺ، جزء ۳ صفحہ ۴۵)
[3] (زاد المعاد، غزوة أحد، ذكر بعض الحكم والغايات المحمودة التي كانت في وقعة أحد، جزء ۳ صفحہ ۲۰۲)
[4] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، أبو سفيان وامرأته يحرضان قريشا، جزء ۳ صفحہ ۳۳، ۳۲)

اور گھبراہٹ میں اپنوں ہی سے گتھم گتھا ہو گئے اور اس طرح دشمن کا فریب وقتی طور پر چل گیا۔ اسی موقع پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے باپ حضرت یمان رضی اللہ عنہ اپنے ہی آدمیوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے تھے اور جس قسم کے خلق کریم کا نمونہ صبر و تحمل اور بے نفسی ان کے بیٹے نے دکھایا وہ غیر معمولی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیت (خون بہا) دینی چاہی مگر انہوں نے دیت لینا بھی گوارا نہ کیا۔ عفو اور نزاہت نفس کا یہ اعلیٰ نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تزکیہ نفس کا بیش بہا نتیجہ تھا۔ حضرت یمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ دونوں بوڑھے اور عورتوں وغیرہ کی حفاظت پر مامور تھے۔ جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سنی تو دونوں ہی یہ کہتے ہوئے میدانِ جنگ میں آگئے کہ آپؐ کے بعد زندگی کیا اور دونوں نے جامِ شہادت پیا۔ حضرت یمانؓ نے اپنوں کے ہاتھ سے اور حضرت ثابتؓ نے بیگانوں کے ہاتھوں سے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۵۳) یہ واقعہ صحیح بخاری میں بھی اختصار سے بیان ہوا ہے (دیکھئے روایت نمبر ۴۰۶۵)

روایت نمبر ۴۰۶۰ سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ اُحد میں سوائے حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ کے صحابہؓ میں سے اور کوئی باقی نہیں رہا تھا، یہ درست نہیں۔ راوی کی مراد یہ ہے کہ ایک وقت ایسا آیا کہ مہاجرین میں سے یہ دونوں صحابیؓ ثابت قدمی سے آپؐ کی مدافعت کرتے رہے۔ امام ابن حجرؒ نے تفصیل سے اس غلط فہمی کا ازالہ کیا ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۴۹، ۴۵۰)

ایک دوسری سند میں بروایت حضرت سعد رضی اللہ عنہ صراحت ہے کہ حضرت مقداد بن اسودؓ بھی آپؐ کے ساتھ موجود تھے[1] اور جیسا کہ نمبر ۴۰۵۴ میں بھی انہی کی روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو سفید پوش دیکھے جو نہایت سختی سے لڑ رہے تھے۔ ابن ہشامؒ نے اپنی سیرت میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کا شعار سفید لباس تھا۔[2] امام مسلمؒ کی روایت میں ہے کہ غزوۂ اُحد میں ایک موقع پر صرف سات انصاری اور دو مہاجر آپؐ کی معیت میں رہ گئے تھے۔[3] امام ابن حجرؒ کا خیال ہے کہ یہ دو مہاجر حضرت طلحہؓ اور سعدؓ ہی تھے جن کی جاں نثاری کا ذکر روایت نمبر ۴۰۶۰ میں ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۴۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت پانے کا آوازہ سن کر عاشقانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں میں نیا جوش پیدا ہونا یقینی امر تھا جس کی تصدیق ابن ہشامؒ کی مندرجہ ذیل روایت سے ہوتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: عَنِ الزُّبَيْرِ (بْنِ الْعَوَّامِ) أَنَّهُ قَالَ ... إِذْ مَالَتِ الرُّمَاةُ إِلَى الْعَسْكَرِ ... فَأُتِينَا مِنْ خَلْفِنَا وَصَرَخَ صَارِخٌ أَلَا إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَانْكَفَأْنَا وَانْكَفَأَ عَلَيْنَا الْقَوْمُ۔ یعنی جب ہم نے لشکرِ کفار کو شکست دے کر تتر بتر کر دیا،

---

[1] (المستدرك على الصحيحين، كتاب المغازي، ذكر رمية سعد يوم أحد، جزء۳ صفحہ ۲۶)

[2] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، نزول الرسول بأحد، جزء۳ صفحہ ۲۹)

[3] (مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب غزوة أحد)

ہمارے تیرانداز اپنی جگہ چھوڑ کر جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مامور فرمایا تھا کفار کے اس شکست خوردہ لشکر کی طرف پلٹ پڑے۔ صورت یہ ہوگئی کہ ہمارے پشتیں گھڑ سواروں کی طرف ہوگئیں۔ اس وقت دشمن موقع پر ہمارے پیچھے سے آدھمکا اور دوسری طرف کسی آواز لگانے والے نے یہ آواز لگائی: سنو! سنو! محمد کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اب ہم مسلمان پلٹے تو کفار بھی پلٹ پڑے۔[1]

اس روایت کا ملخص یہ ہے کہ تیرانداز فوج کی طرف اُترے اور ہم پر ہماری پشت کی طرف سے حملہ کیا گیا تو کسی چلانے والے نے بلند آواز سے کہا: سنو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مارا گیا ہے۔ یہ سنتے ہی ہم پلٹے اور قریش ہم پر ٹوٹ پڑے۔ اس حوالے سے تین باتیں ظاہر ہیں:

- سفید پوش مجاہدین لوٹنے سے رُک گئے اور خطرے کے موقع پر فوراً پہنچ گئے۔
- صَرْخَةُ الشَّيْطَانِ (شیطان کی پکار) سے مراد ابن قمئہ کا وہی اعلان تھا جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔
- اس خبر سے مجاہدین میں بجائے مایوسی طاری ہونے کے نئی ہمت پیدا ہوگئی اور وہ خطرہ کی جگہ پر جا پہنچے جس سے میدان کارزار کا رُخ بدل گیا۔

بَاب ۱۹: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: یقیناً جو لوگ تم میں سے اس دن پھر گئے کہ جس دن دو گروہوں کا مقابلہ ہوا

اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ (آل عمران: ۱۵۶)

ان کو تو صرف شیطان نے بوجہ ان اعمال کے جو انہوں نے کئے پھسلا دیا تھا اور اللہ نے ان سے درگذر کر دی ہے۔ اللہ بہت مغفرت کرنے والا بردبار ہے۔

٤٠٦٦: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ مَنْ هَؤُلَاءِ الْقُعُودُ قَالُوْا هَؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ مَنِ الشَّيْخُ قَالُوا ابْنُ عُمَرَ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنِّي سَائِلُكَ

۴۰۶۶: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحمزہ نے ہمیں بتایا کہ عثمان بن موہب سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص آیا جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور پھر کچھ لوگوں کو بیٹھے دیکھا، اس نے پوچھا: جو بیٹھے ہیں کون ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ قریش ہیں۔ اس نے پوچھا: یہ بوڑھا کون ہے؟ انہوں نے کہا: (حضرت عبداللہ) بن عمرؓ۔ وہ ان کے پاس آیا اور

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ أحد، الزبیر یذکر سبب الھزیمۃ، جزء۳ صفحہ ۴۱)

عَنْ شَيْءٍ أَتُحَدِّثُنِي قَالَ أَنْشُدُكَ بِحُرْمَةِ هَذَا الْبَيْتِ أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَعْلَمُهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَخَلَّفَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَبَّرَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ لِأُخْبِرَكَ وَلِأُبَيِّنَ لَكَ عَمَّا سَأَلْتَنِي عَنْهُ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللهَ عَفَا عَنْهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَمَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ هَذِهِ

اس نے کہا: میں آپؓ سے ایک بات پوچھتا ہوں، کیا آپؓ بتلائیں گے؟ کہنے لگا: میں حرمت بیت اللہ کی قسم دے کر آپؓ سے پوچھتا ہوں: کیا آپؓ کو علم ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ جنگ اُحد کے دن بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: کیا پھر آپؓ کو یہ بھی علم ہے کہ وہ غزوۂ بدر سے غیر حاضر رہے اور اس میں شریک نہیں ہوئے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: پھر کیا آپؓ کو علم ہے کہ وہ بیعت رضوان سے بھی پیچھے رہ گئے تھے اور اس میں موجود نہ تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ (عثمان بن موہب) کہتے تھے: اس پر اس نے اللہ اکبر کہا (اور چلایا۔ حضرت عبد اللہ) بن عمرؓ نے کہا: ادھر آؤ میں تمہیں بتاؤں اور جن باتوں کی نسبت تم نے مجھ سے پوچھا ہے انہیں اچھی طرح بیان کردوں۔ جنگ اُحد کے دن جو اُن کا بھاگنا ہے تو میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ نے ان سے درگذر کردیا ہے اور جنگ بدر سے جو اُن کی غیر حاضری تھی وہ اس لئے تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ان کی بیوی تھیں اور وہ بیمار تھیں، نبی ﷺ نے اُن سے فرمایا تھا: تمہیں جنگ بدر میں شریک ہونے والے کا ہی اجر اور حصہ ملے گا اور بیعت رضوان میں جو اُن کی غیر حاضری تھی تو اگر وادیٔ مکہ میں اور کوئی حضرت عثمان بن عفانؓ سے بڑھ کر معزز ہوتا تو آپؐ (مشرکوں کو سمجھانے کیلئے) اُسی کو اُن کی جگہ بھیجتے مگر آپؐ نے حضرت عثمانؓ ہی کو بھیجا اور بیعت رضوان اس وقت ہوئی، جب حضرت عثمانؓ

لِعُثْمَانَ اذْهَبْ بِهٰذَا الْآنَ مَعَكَ.

مکہ جاچکے تھے، تو نبی ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا: یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ جاؤ اَب یہ باتیں اپنے ساتھ لے جاؤ۔

اطرافہ: ۳۱۳۰، ۳۶۹۸، ۳۷۰۴، ۴۵۱۳، ۴۵۱۴، ۴۶۵۰، ۴۶۵۱، ۷۰۹۵۔

تشریح: اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ: اس باب میں جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے اس کا تعلق دراصل عبداللہ بن اُبَیّ اور اس کے تین سو ساتھیوں سے ہے جو دیارِ بنی حارثہ سے واپس چلے آئے تھے اور غزوۂ اُحد کے جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ باغیانِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس آیت کی غلط تطبیق کی گئی تھی جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ردّ کر دی ہے۔ پوری آیت یہ ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ (آل عمران: ۱۵۶) ترجمہ: جس دن دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تھے، اس دن تم میں سے جنہوں نے پیٹھ پھیر لی تھی انہیں شیطان ہی نے اُن کے بعض اعمال کی وجہ سے پھسلایا تھا اور اب اللہ انہیں معاف کر چکا ہے۔ اللہ بہت ہی مغفرت کرنے والا اور بردبار ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھنے والا العلاء بن عرار مصری ہے (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۵۴) اس تعلق میں مزید دیکھئے کتاب التفسیر، سورۃ البقرۃ، باب ۳۰: وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ۔

معنونہ آیت سے ظاہر ہے کہ غزوۂ احد میں شریک نہ ہونے والوں سے بھی درگذر کی گئی تھی۔ اس اعلانِ عفو کے بعد مناسب نہیں کہ اُن پر اعتراض کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا انجام اچھا کیا ہے۔ عبداللہ بن اُبَیّ کا جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا، بوقت تدفین اپنی قمیض اسے پہنائی اور دعائے مغفرت فرمائی اور آپؐ اس کے مخلص بیٹے کی وجہ سے اس سے ہمیشہ نیک سلوک فرماتے رہے۔ (دیکھئے کتاب الجنائز، باب ۲۲، باب ۸۴) باب ۱۷ کی تشریح میں عبداللہ بن اُبَیّ اور اس کے ساتھیوں کا موقع و محل کی مناسبت سے مجملاً ذکر گزر چکا ہے۔

امام بخاریؒ نے محولہ بالا آیت سے عنوان باب قائم کر کے متعلقہ واقعات ذکر کرنے کی جگہ وہ روایت نقل کی ہے جس میں حضرت عثمانؓ پر اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ ایسی حالت میں انہیں محل نکتہ چینی بنانا پسندیدہ نہیں۔

بَاب ۲۰: اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَ لَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّ الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْۤ اُخْرٰىكُمْ

جب تم منہ اُٹھائے بے تحاشہ بھاگے جارہے تھے اور مڑ کر کسی کو نہیں دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے سے تمہیں بلا رہا تھا

فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا

پھر تم کو غم پر غم پہنچا کہ تم اس پر جو تمہارے ہاتھ

فَاتَكُمْ وَ لَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (آل عمران: ١٥٤)

سے نکل گیا اور جو تم کو نقصان پہنچا ہے غم نہ کھاؤ اور اللہ تمہارے اس عمل سے جو تم کر رہے ہو خوب واقف ہے۔

تُصْعِدُوْنَ: تَذْهَبُونَ، أَصْعَدَ وَصَعِدَ فَوْقَ الْبَيْتِ.

تُصْعِدُوْنَ کے معنی ہیں تم چلے جارہے تھے۔ اَصْعَدَ وَصَعِدَ فَوْقَ الْبَيْتِ دونوں کے معنی ہیں گھر پر چڑھا۔

٤٠٦٧: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللهِ بْنَ جُبَيْرٍ وَأَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُوْلُ فِي أُخْرَاهُمْ.

۴۰۶۷: عمرو بن خالد نے مجھ سے بیان کیا کہ زُہیر (بن معاویہ) نے ہمیں بتایا کہ ابواسحاق نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا، کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے دن پیادہ فوج پر حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کو مقرر فرمایا اور پیادہ سپاہی شکست کھا کر بھاگنے لگے۔ یہ وہ واقعہ ہے (جس کے متعلق قرآنِ مجید میں ہے) کہ جب رسول ان کو اُن کے پیچھے سے بلا رہا تھا۔

اطرافہ: ۳۰۳۹، ۳۹۸۶، ۴۰۴۳، ۴۵۶۱۔

تشریح: اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ: محولہ بالا آیت یہ ہے: اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْۤ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (آل عمران: ۱۵۴) ترجمہ: جب تم بے تحاشا دوڑے چلے جارہے تھے اور کسی کی طرف مڑ کر نہیں دیکھتے تھے بحالیکہ رسول تمہاری سب سے پچھلی صف میں کھڑا تمہیں بلا رہا تھا۔ اس پر اس نے تمہیں ایک غم کے بدلے میں ایک اور غم دیا تاجو تم سے جاتا رہا ہے اور جو (دُکھ) تمہیں پہنچا ہے اس پر تم غمگین نہ ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے خوب واقف ہے۔

مفسرین نے اس آیت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ پہلا غم فتح کے شکست سے بدل جانے کا تھا اور دوسرا غم نبی ﷺ کے زخمی ہونے اور آپؐ کی شہادت کی خبر کا۔[۱] یہ مفہوم درست نہیں کیونکہ سیاقِ کلام یہ ہے کہ تمہیں نافرمانی کی سزا

[۱] (تفسیر الطبری، تفسیر سورۃ آل عمران: فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ، جزء۷ صفحہ ۳۰۵ تا ۳۰۷)

دی گئی اور تمہاری فتح شکست سے تبدیل ہو گئی جس کی وجہ سے تم ایک غم میں مبتلا ہو گئے اور اگر دوسرے غم سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجروح ہونا ہو تو پھر اس کے یہ معنی ہوں گے کہ غلطی تو کریں تیر انداز اور ان کی اس غلطی کی پاداش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی کر دیئے جائیں تا غلطی کرنے والے دوسرے غم میں مبتلا ہو کر دوہری سزا بھگتیں۔ ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا آیت کا یہ مفہوم لینا درست نہیں۔ امام بخاریؒ نے روایت نمبر ۴۰۶۷ سے آیت کا صحیح مفہوم پیش کیا ہے۔ پہلا غم نافرمانی کا تھا اور باوجود تاکیدی حکم کے جبل عینین والا مورچہ چھوڑ کر سب مجاہدین خطرے میں ڈال دیئے گئے اور دوسرا غم اپنی ہزیمت کا۔ چنانچہ روایت مندرجہ بالا میں اسی ہزیمت کے صدمے کا ذکر ہے۔ آیت لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ سے یہ مراد نہیں ہے کہ غنیمت ہاتھ سے جانے کا انہیں غم ہوا تھا بلکہ جیتے ہوئے میدان کا ہاتھ سے نکل جانا مراد ہے اور مَآ اَصَابَكُمْ سے مراد ستر صحابہ کی شہادت ہے۔ فقرہ غَمًّا بِغَمٍّ میں پہلے غم کا تعلق مَا فَاتَكُمْ سے اور دوسرے غم کا تعلق مَآ اَصَابَكُمْ سے ہے۔

جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ: الرَّجَّالَة سے ساری پیادہ فوج مراد نہیں بلکہ پچاس کس تیر انداز مراد ہیں جو پیادہ فوج ہی کا ایک حصہ تھے اور حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اسی حصہ کے امیر مقرر کئے گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی فوج کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے کا سالار مقرر فرمایا تھا اور قبیلہ اوس کا امیر لواء حضرت اُسَید بن حُضَیرؓ کو، قبیلہ خزرج کا حضرت حباب بن منذرؓ کو اور مہاجرین کا حضرت مصعب بن عمیرؓ کو۔[1] حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ خاندان بنی عبد الدار میں سے تھے، زمانہ جاہلیت سے علمبرداری کا منصب اسی خاندان کے سپرد تھا۔ قریش نے بھی اسی خاندان میں سے ایک شخص کو اپنا علمبردار مقرر کیا تھا۔ فتح و شکست کا انحصار عَلَم (پرچم) پر ہوا کرتا تھا۔ عَلَم کا سرنگوں ہو جانا شکست کا اعلان سمجھا جاتا تھا۔ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ ابو سفیان نے بنو عبد الدار کو جو غزوۂ اُحد میں قریش کے علمبردار تھے غیرت دلائی اور کہا: يَا بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ إِنَّكُمْ قَدْ وَلَّيْتُمْ لِوَاءَنَا يَوْمَ بَدْرٍ فَأَصَابَنَا مَا قَدْ رَأَيْتُمْ وَإِنَّمَا يُؤْتَى النَّاسُ مِنْ قِبَلِ رَايَاتِهِمْ إِذَا زَالَتْ زَالُوْا فَإِمَّا أَنْ تَكْفُوْنَا لِوَاءَنَا وَإِمَّا أَنْ تُخَلُّوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فَنَكْفِيكُمُوْهُ فَهَمُّوْا بِهِ وَتَوَاعَدُوْهُ وَقَالُوْا نَحْنُ نُسْلِمُ إِلَيْكَ لِوَاءَنَا سَتَعْلَمُ غَدًا إِذَا الْتَقَيْنَا كَيْفَ نَصْنَعُ۔[2] ترجمہ: اے عبد الدار کے بیٹو! جنگِ بدر میں عَلَم تمہارے سپرد کیا گیا تھا سو جو ہمارا حال ہوا تم دیکھ چکے ہو، لوگوں کو فتح و شکست پرچم کے قائم رہنے یا اس کے گرنے سے ہی ہوتی ہے یا تو اس کا حق ادا کرو، ورنہ ہمارے سپرد کر دو۔ اس پر وہ بگڑے اور کہنے لگے: ہم اپنا پرچم تمہیں دیں! کل تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم اس کی حفاظت کس طرح کرتے ہیں۔ کتب مغازی میں ہے کہ کفار قریش کے دس علمبردار یکے بعد دیگرے مارے گئے یہاں تک کہ جب اُن کا علمبردار کوئی نہ رہا تو انہوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔[3]

[1] (الطبقات الكبرى لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ أحدًا، جزء ۲ صفحہ ۳۵)
[2] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، أبو سفيان وامرأته يحرّضان قريشاً، جزء ۳ صفحہ ۳۱)
[3] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، كتاب المغازي، غزوة أحد، جزء ۲ صفحہ ۴۱۰)

دوسرے مرحلہ جنگ میں قریش کے گرے ہوئے عَلَم کو عمرہ بنت علقمہ حارثیہ نے اُٹھایا اور کفار کی شکست خوردہ فوج اس کے ارد گرد جمع ہو کر جوش و خروش سے لڑنے لگی۔[۱] پہلے مرحلہ جنگ میں آخری شخص صواب نامی غلام تھا جس کے کٹ کر گرنے سے ان کا عَلَم سرنگوں ہوا اور پھر وہ بلند نہیں کیا جاسکا۔ لیکن اس کے بالمقابل حضرت مصعب بن عمیرؓ نے اسلامی عَلَم کی انتہائی جانفشانی سے حفاظت کی اور وہ اُن جانبازوں میں سے تھے جو اپنا عَلَم بلند کئے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرتے رہے اور آخر اسی دفاعی حالت میں شہید ہوئے رضی اللہ عنہ۔ عبد اللہ بن قمئہ نے بھی ان پر بار بار حملہ کیا کہ کسی طرح اسلامی عَلَم سرنگوں ہو جائے، ان کا دایاں ہاتھ کٹا تو انہوں نے بائیں ہاتھ میں عَلَم لے لیا، بایاں ہاتھ کٹا تو کٹے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اسے سنبھالا اور اپنے سینے سے لگایا۔ ابن قمئہ کے تیسرے وار سے وہ شہید ہو کر گرے تو بنو عبد الدار کے ہی ایک صحابی نے لپک کر وہ عَلَم اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اسلامی عَلَم کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔[۲] حضرت مصعبؓ کی شہادت پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو یہ علم سپرد فرمایا۔[۳] یہ وہ مصعب بن عمیرؓ ہیں جن سے متعلق روایت نمبر ۴۰۴۵ میں مذکور ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ ان کا ذکر کر کے رو پڑے اور کہا کہ وہ اپنی چادر میں کفنائے گئے جو اُن کے لئے کافی نہ تھی۔ غرض لفظ الرَّجَّالَة سے ساری پیادہ فوج مراد نہیں بلکہ صرف وہ تیر انداز مراد ہیں جو جبل عینین پر پشت کو محفوظ کرنے کی غرض سے متعین کئے گئے تھے۔

وَاَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ فَذَاكَ اِذْ يَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِيْ اُخْرَاهُمْ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں تو اختصار ہے لیکن ان کی روایت نمبر ۴۰۴۳ میں تفصیل موجود ہے۔ منتشر صحابہ کو جوں جوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ملتا گیا، وہ موقع جنگ پر پہنچ گئے۔ فقرہ الرَّسُوْلُ فِيْ اُخْرَاهُمْ سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ کر لڑنے والے مجاہدین کے ساتھ دشمن کے آخری مورچے پر تھے جہاں تیسرے مرحلہ جنگ میں گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی اور آپؐ دشمن کے نرغے میں تھے اور دفاع کے اس نازک مقام پر بھی جبکہ آپؐ سنگباری کا نشانہ بنے ہوئے تھے اور آپؐ پر تلوار سے بار بار حملہ ہو رہا تھا۔ آپؐ کے ہاتھ سے کوئی متنفس ہلاک نہیں ہوا۔ ایسا بہادر اور شیر دِل انسان چاہتا تو اپنے خون کے پیاسے حملہ آوروں کو ٹھکانے لگا سکتا تھا مگر آپؐ دفاع ہی پر رہے۔ صرف ایک موقع پر جبکہ آپؐ اپنا دفاع کرتے ہوئے نیا مورچہ قائم کرنے کی غرض سے آہستہ آہستہ ایک پہاڑی کی بلندی پر جا رہے تھے تو رؤسائے مکہ میں سے ایک رئیس اُبَیّ بن خلف لَا نَجَوْتُ اِنْ نَجَوْتَ (میں نہ بچا اگر تم بچ گئے) کہتے ہوئے آپؐ کی طرف لپکا۔ صحابہؓ اس کے آڑے آنے لگے۔ آپؐ نے اُن سے فرمایا: اِسْتَأْخِرُوْا (ہٹ جاؤ) اور جب وہ قریب پہنچا تو آپؐ نے اسے برچھی پر لیا۔ وہ چکر کھا کر زمین پر گرا اور چلاتا ہوا واپس بھاگا اور کاری زخم سے جانبر نہیں ہو سکا۔ مکہ پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک ہو گیا۔ سوا اس ایک شخص کے کسی اور کا آپؐ کے ہاتھ سے مارا جانا

---

۱ (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة، کتاب المغازی، غزوۃ أحد، جزء ۲ صفحہ ۴۱۱)
۲ (الطبقات الکبریٰ، طبقات البدریین، ذکر حمل مصعب لواء رسول اللہ ﷺ، جزء ۳ صفحہ ۱۱۲)
۳ (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة، کتاب المغازی، غزوۃ أحد، جزء ۲ صفحہ ۴۱۴)

ثابت نہیں بحالیکہ آپؐ نو جنگوں میں شریک ہوئے ہیں۔ طبقات ابن سعد میں مروی ہے کہ اُبَیّ بن خلف اسیرانِ بدر میں سے تھا اور جب فدیہ دے کر رہا ہوا تو اس نے کہا: میرا ایک گھوڑا ہے، اسے خوب کھلا کھلا کر پالوں گا تا اُس پر سوار ہو کر آپؐ کو قتل کروں۔ آپؐ نے جب یہ سنا تو فرمایا: انشاء اللہ میں ہی تمہیں قتل کروں گا چنانچہ یہی ہوا۔[1]

مذکورہ بالا واقعہ کا تعلق آخری مرحلہ جنگ سے ہے جیسا کہ عنوانِ باب ۲۰ کی آیت اِذْ تُصْعِدُوْنَ کا تعلق دوسرے مرحلہ جنگ سے ہے جب خالد اور عکرمہ کے رسالے نے میمنہ اور میسرہ اور عقب سے حملہ کیا اور مجاہدین پریشان ہوگئے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں پھر جمع کیا۔ آیت اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَ لَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ کے تعلق میں لفظ تُصْعِدُوْنَ کے لغوی معنی تَذْهَبُوْنَ کئے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ جب اَصْعَدَ اور صَعَدَ فَوْقَ الْبَيْتِ کہا جائے تو اس کے معنی چڑھنے کے ہیں۔ اس وضاحت سے یہ غرض ہے کہ اگر مطلق صَعَدَ اور اَصْعَدَ کہا جائے تو اس کے معنی جانے کے ہوتے ہیں اور صَعَدَ یا اَصْعَدَ فَوْقَ الْبَيْتِ یا فِي الْوَادِيْ کہا جائے تو اس کے معنی بلندی پر یا نشیب میں جانے کے۔ اَصْعَدَ فِي الْعَدْوِ کے معنی ہیں سرپٹ دوڑا۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۵۵) (المعجم الوسيط-صعد)

محولہ بالا آیت میں چونکہ تُصْعِدُوْنَ بلا قید ہے اس لئے اس کے معنی بلا قصدِ سمت جانے کے ہیں۔ وَ لَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ مڑ کر نہیں دیکھتے تھے کہ دائیں بائیں کون ہے۔ وَ الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْۤ اُخْرٰىكُمْ : اور رسول آخری صفوں میں تمہیں بلا رہا تھا۔ اس آیت سے جہاں بھاگنے والوں کی حواس باختگی ظاہر ہو رہی ہے وہاں یہ امر بھی ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دیگر مجاہدین کے ساتھ ایسے مقام پر پہنچ چکے تھے جو فتح کا مقام تھا مگر تیر انداز دستے کا اپنا مقررہ مورچہ چھوڑ دینے سے صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا۔ اگلے باب کی آیت میں بتایا گیا ہے کہ یہ وقتی سراسیمگی دور ہو کر جلد اطمینان کی صورت پیدا ہو گئی تھی۔

بَاب ۲۱ : ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا

(اللہ تعالیٰ کا فرمانا:) پھر اس نے اس غم کے بعد تم پر جمعیت خاطر (کی حالت) یعنی نیند نازل کی

يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَ طَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ

جو تم میں ایک گروہ پر طاری ہو رہی تھی اور ایک گروہ ایسا تھا کہ انہیں ان کی جانوں نے فکر مند کر رکھا تھا وہ اللہ کی نسبت جاہلیت کے گمانوں کی طرح جھوٹے گمان کر رہے تھے، وہ کہہ رہے تھے کہ کیا حکومت میں ہمارا بھی کچھ (دخل) ہے؟ تو کہہ دے (کہ) حکومت ساری کی ساری اللہ ہی کی

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، مقتل أبيّ بن خلف، جزء ۳ صفحہ ۴۷)
(الطبقات الكبرى لابن سعد، من قتل من المسلمين يوم أحد، جزء ۲ صفحہ ۴۳)

لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَ لِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَ لِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ (آل عمران: ۱۵۵)

ہے۔ وہ (منافق) اپنے دلوں میں وہ کچھ چھپاتے ہیں جسے وہ تجھ پر ظاہر نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمارا (بھی) حکومت میں کچھ دخل ہوتا تو ہم یہاں مارے نہ جاتے۔ تو کہہ دے (کہ) اگر تم اپنے گھروں میں (بھی) رہتے تو بھی جن لوگوں پر لڑائی فرض کی گئی ہے وہ اپنے (قتل ہوکر) لیٹنے کی جگہوں کی طرف ضرور نکل کھڑے ہوتے (تاکہ اللہ اپنے حکم کو پورا کرے) اور تاکہ جو تمہارے سینوں میں ہے اللہ اس کا امتحان کرے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے (پاک و) صاف کرے اور اللہ سینوں کی باتوں کو (بھی) خوب جانتا ہے۔

٤٠٦٨ : وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ تَغَشَّاهُ النُّعَاسُ يَوْمَ أُحُدٍ حَتَّى سَقَطَ سَيْفِي مِنْ يَدِي مِرَارًا يَسْقُطُ وَآخُذُهُ وَيَسْقُطُ فَآخُذُهُ.

طرفهُ: ٤٥٦٢۔

۴۰۶۸: اور خلیفہ (بن خیاط) نے مجھ سے کہا کہ یزید بن زُریع نے ہم سے بیان کیا کہ سعید (بن ابی عروبہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جن پر جنگ اُحد کے دن نیند طاری ہوئی تھی یہاں تک کہ میرے ہاتھ سے کئی بار تلوار گر پڑی۔ وہ گر جاتی میں اس کو لے لیتا۔ پھر گر جاتی پھر لے لیتا۔

تشریح: **ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا:** اس باب میں اس کیفیت کا بیان ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عزم و استقلال، جرأت و شجاعت، ثبات قدم اور حسن تدبیر سے دوبارہ پیدا ہو گئی تھی۔ میدانِ جنگ ہر قسم کے خدشات سے خالی ہوکر مجاہدین کے لئے امن اور تسکین کا مقام بن گیا تھا یہاں تک کہ صحابہؓ کو بوجہ سکون و طمانیت نیند آنے لگی۔ اس تعلق میں حضرت ابوطلحہؓ کی روایت پیش کی گئی ہے کہ مذکورہ بالا بیان میں مبالغہ نہیں بلکہ ایک امر واقعہ تھا جو خود انہیں پیش آیا۔ خطرے کی حالت میں نیند اُچٹ جاتی ہے۔

تین ہزار جنگجو حملہ آور اپنے گھروں سے مٹانے اور مر مٹنے کا عہد کر کے نکلے تھے۔ سات سو مجاہدین میں سے ایک حصے کو قتل و مجروح کر کے بزعم خود شکست دینے کے بعد کفار کا یکایک میدان خالی کر دینا ایک حیرت انگیز امر ہے اور اس سے بھی بڑھ کر حیرت انگیز قلیل سی مضمحل اور ناتوان پراگندہ فوج کا پھر سنبھلنا اور کثیر و قوی فوج کا اس سے مرعوب ہو جانا ہے۔ جس شان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچائے جانے کا وعدہ الٰہی اس غزوۂ اُحد میں پورا ہوا وہ آپ ہی اپنی نظیر ہے۔ آپؐ سے فرمایا گیا تھا: وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدۃ:۶۸) یعنی اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ يَعْصِمُ کا مصدر عِصْمَةٌ ہے جس کے معنی ہیں: خطرے میں گھرے ہوئے انسان کا بچایا جانا اور حفاظت کے معنی ہیں نگرانی اور نگہبانی جس کے لئے خطرے کی موجودگی ضروری نہیں۔ جبکہ وعدۂ عصمت کے لئے ضروری ہے کہ خطرہ موجود ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ اُحد میں خونخوار دشمنوں کے بار بار حملوں کی وجہ سے جس مخدوش حالت میں تھے کسی اور موقع پر ایسی خطرناک صورت آپؐ کو کبھی پیش نہیں آئی اور وہ وعدہ الٰہی کے مطابق آپؐ کا بچایا جانا ایک ایسا نشان ہے جو غزوۂ اُحد کو باقی تمام غزوات سے بلحاظ اعجاز ممتاز کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شدید خطرہ کی گھڑی میں آپؐ کے جاں نثار صحابہؓ کو آپؐ کے لئے ایک محفوظ زرہ بنا کر اپنے قادرانہ تصرفات کی ایسی نشان نمائی فرمائی ہے جو ابدی یادگار ہے۔ حالت ایسی خطرناک تھی کہ لوگوں میں سے بعض وعدۂ نصرت کے پورا ہونے میں متردّد ہو گئے تھے۔ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ: اللہ کی نسبت جاہلیت والے باطل گمان کرنے لگے۔ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ: انہیں اپنی جانوں کی فکر پڑ گئی تھی۔ طرح طرح کے خیال دل میں پیدا ہونے لگے۔ یہ کیفیت تھی کہ پُر خطر فضا یکایک پُر سکون ہو گئی۔ اس تقابل سے جہاں جنگ کا نقشہ واضح ہو جاتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے احسانِ عظیم کا اندازہ بھی۔ امام بخاریؒ نے یہی امر نمایاں کرنے کی غرض سے ایک خاص تسلسل میں ابواب ترتیب دے کر اس باب کا عنوان مشارٌ الیہ آیت سے قائم کیا ہے جس کا تعلق امن و خوف کی متضاد کیفیتوں سے ہے۔ شدت خوف کا احساس اور بدگمانی ہی تھی کہ بعض کہنے لگے کہ ہمارا مشورہ مانا جاتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے۔

پوری آیت یہ ہے: ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَ طَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَ لِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَ لِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ (آل عمران:۱۵۵) ترجمہ: پھر اُس نے اس غم کے بعد تم پر جمعیت خاطر (کی حالت) یعنی نیند نازل کی جو تم میں ایک گروہ پر طاری ہو رہی تھی اور ایک گروہ ایسا تھا کہ انہیں ان کی جانوں نے فکر مند کر رکھا تھا، وہ اللہ کی نسبت جاہلیت کے گمانوں کی طرح جھوٹے گمان کر رہے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ کیا حکومت میں ہمارا بھی کچھ (دخل) ہے تو کہہ دے (کہ) حکومت ساری کی ساری اللہ ہی کی ہے وہ (منافق) اپنے دلوں میں وہ کچھ چھپاتے ہیں جسے وہ تجھ پر ظاہر نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمارا (بھی) حکومت میں کچھ دخل ہوتا

تو ہم یہاں مارے نہ جاتے۔ تو کہہ دے (کہ) اگر تم اپنے گھروں میں (بھی) رہتے تو بھی جن لوگوں پر لڑائی فرض کی گئی ہے وہ اپنے (قتل ہو کر) لیٹنے کی جگہوں کی طرف ضرور نکل کھڑے ہوتے (تا کہ اللہ اپنے حکم کو پورا کرے) اور تا کہ جو تمہارے سینوں میں ہے اللہ اس کا امتحان کرے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے (پاک و) صاف کرے اور اللہ سینوں کی باتوں کو (بھی) خوب جانتا ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ غزوۂ اُحد صحابہ کرامؓ کے لئے ایک بہت بڑی تربیت گاہ ثابت ہوئی تا آئندہ مہمیں آسانی سے سر کی جاسکیں۔

بَاب ۲۱ [م] : لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

(اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا:) تیرا اس معاملہ میں کچھ (دخل) نہیں

أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَٰلِمُونَ ۝ (آل عمران: ۱۲۹)

(یہ سب معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے) چاہے تو ان پر فضل کرے اور چاہے تو اُن کو عذاب دے دے (اور وہ عذاب کے ہی مستحق ہیں) کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

قَالَ حُمَيْدٌ وَثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ شُجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ فَنَزَلَتْ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ. (آل عمران: ۱۲۹)

حمید اور ثابت (بنانی) نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ غزوۂ اُحد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سر زخمی ہوا۔ آپؐ نے فرمایا: وہ قوم کس طرح کامیاب ہوگی جس نے اپنے نبی کے سر کو زخمی کیا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: اس امر میں تجھے اختیار نہیں۔

۴۰۶۹: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ السُّلَمِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُولُ اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا بَعْدَ

۴۰۶۹: یحیٰ بن عبداللہ سُلمی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ معمر (بن راشد) نے ہمیں بتایا کہ زُہری سے مروی ہے۔ (انہوں نے کہا:) سالم نے مجھے بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ (حضرت عبداللہ بن عمرؓ) سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ جب فجر کی آخری رکعت میں رکوع سے اپنا سر اُٹھاتے تو یوں دُعا کرتے تھے: اے اللہ!

مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَأَنْزَلَ اللهُ: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ إِلَى قَوْلِهِ فَإِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ (آل عمران: ۱۲۹)

اطرافہُ: ۴۰۷۰، ۴۵۵۹، ۷۳۴۶۔

فلاں اور فلاں اور فلاں کو رحمت سے دور کیجیو۔ یہ دعا آپؐ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کے بعد کرتے تھے۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی: اس امر میں تیرا کوئی اختیار نہیں، وہ چاہے تو اُن پر فضل کرے اور چاہے تو اُن کو عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

۴۰۷۰: وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو عَلَى صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ وَسُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَزَلَتْ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ إِلَى قَوْلِهِ فَإِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ. (آل عمران: ۱۲۹)

اطرافہُ: ۴۰۶۹، ۴۵۵۹، ۷۳۴۶۔

۴۰۷۰: اور (اسی سند سے) عبداللہ بن مبارک نے حنظلہ بن ابوسفیان سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا:) میں نے سالم بن عبداللہ سے سنا۔ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام کے خلاف دعا کرتے تھے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: اس امر میں تیرا کوئی اختیار نہیں، وہ چاہے تو اُن پر فضل کرے اور چاہے تو اُن کو عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

تشریح: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ: جس آیت سے یہ باب قائم کیا گیا ہے وہ سابقہ ابواب کی آیات سے بہت پہلے کی ہے۔ اس میں موعودہ نصرتِ الٰہی بذریعہ ملائکہ دو طرح ظاہر ہونے کا ذکر ہے کہ دشمن کا ایک حصہ کاٹ دیا جائے گا اور باقی ذلیل ہو کر ناامید اور تہی دست لوٹ جائے گا۔ اس کے بعد فرماتا ہے: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ (آل عمران: ۱۲۹) ترجمہ: اس امر میں تیرا کوئی اختیار نہیں، (یہ سب معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے) چاہے تو ان پر فضل کرے اور چاہے تو اُن کو عذاب دے دے (اور وہ عذاب کے ہی مستحق ہیں) کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

امام ابن حجرؒ کا خیال ہے کہ اس باب میں مذکورہ بالا آیت کے شانِ نزول سے متعلق اختلاف کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ عنوانِ باب ہی میں حُمید اور ثابت کا قول درج ہے کہ یہ آیت غزوۂ اُحد کے سلسلہ میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے مجروح ہونے اور آپؐ کے قول کَیْفَ یُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِیَّهُمْ کے تعلق میں نازل ہوئی تھی۔ حمیدؒ کی روایت امام احمد بن حنبلؒ، ترمذیؒ اور نسائیؒ کے علاوہ ابن ہشام نے بھی ابن اسحاقؒ کی سند سے نقل کی ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُسِرَتْ رُبَاعِيَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ وَشُجَّ فِي وَجْهِهِ فَجَعَلَ الدَّمُ يَسِيْلُ عَلَى وَجْهِهِ وَجَعَلَ يَمْسَحُ الدَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ خَضَبُوْا وَجْهَ نَبِيِّهِمْ [1] یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اگلا دانت ٹوٹ گیا اور آپؐ کا چہرہ زخمی ہوگیا۔ خون آپؐ کے چہرہ پر سے بہہ رہا تھا اور آپؐ اسے پونچھتے اور فرما رہے تھے: وہ قوم کیسے کامیاب ہوسکتی ہے جس نے اپنے نبی کا چہرہ خون آلودہ کر دیا۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت امام مسلمؒ نے بھی اسی مفہوم میں نقل کی ہے [2] اور دونوں روایتوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ضمن میں مذکورہ بالا آیت نازل فرمائی۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۵۷)

سیرت ابن ہشام کی روایات میں تفصیل ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص کے پتھر سے آپؐ کا دانت ٹوٹا اور نچلا ہونٹ زخمی ہوا۔ عبد اللہ بن شہاب زُہری کے ہاتھ سے آپؐ کی پیشانی زخمی ہوئی اور عبد اللہ بن قمئہ کی تلوار سے آپؐ کی خَود کے دو حلقے رخسار مبارک میں دھنس گئے تھے جنہیں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے نکالا اور نکالتے وقت ان کے دو دانت اُکھڑے۔ [1] حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی یہ خواہش رہی کہ کاش وہ اپنے بھائی عتبہ سے اس کا انتقام لیں۔ [3]

امام بخاریؒ نے اس آیت کے شانِ نزول سے متعلق جو روایت نمبر ۴۰۶۹ نقل کی ہے وہ مذکورہ بالا روایات سے مختلف ہے۔ امام ابن حجرؒ کی رائے ہے کہ آیت کی تطبیق دونوں واقعات سے ہوسکتی ہے۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۵۷) شانِ نزول دراصل تطبیق آیات ہی ہے۔ غزوۂ اُحد کے تعلق میں محولہ بالا آیت کا شانِ نزول واضح ہے کہ تیرا کوچ، تیرا مورچہ بندی وصف آرائی کرنا اور اس تعلق میں جو واقعات رونما ہوئے وہ سب الٰہی تدبیر کے مطابق تھے، ان کے پس پردہ ارادۂ الٰہی کارفرما تھا۔ آیت کا یہ مفہوم ظاہر ہے اور روایت زیر باب میں جس تطبیق کا ذکر ہے وہ بھی اپنی جگہ ظاہر ہے۔ اس میں صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام کے خلاف دعا کرنے کا ذکر ہے اور تینوں فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوگئے تھے۔ ان کے اسلام قبول کرنے سے آیت کا منشاء واضح ہو جاتا ہے کہ سلسلہ مجازاۃ کلیۃً اللہ تعالیٰ کے دست تصرف میں ہے۔ اس بارہ میں کسی دوسرے کو اختیار نہیں دیا گیا، چاہے کسی پر رجوع برحمت ہو یا اسے سزا دے۔ ثواب وعقاب اور جزاء وسزا کا وہی مالک ہے۔ فرماتا ہے: وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (آل عمران: ۱۳۰) یعنی جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے۔ جسے چاہتا ہے مغفرت سے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے۔ اس کی یہ مشیئت دو صفتوں غفوریت

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، ما أصاب الرسول يوم أحد، جزء ۳ صفحہ ۴۲ تا ۴۴)

[2] (صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب غزوة أحد)

[3] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، سعد بن أبي وقاص يحرص على قتل عتبة، جزء ۳ صفحہ ۴۹)

اور رحیمیت کے ساتھ صادر ہوتی ہے۔ قرآنِ مجید میں جہاں کہیں بھی سلسلہ مجازاۃ کا ذکر ہے وہاں یہ آیت یا اس کے ہم معنی آیت ضرور دُہرائی گئی ہے۔ خالق سماوات وارض اپنے علم وقدرت میں کامل ہے۔ اس لئے اس نے اپنی بادشاہت میں جزا وسزا کا کام اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ (دیکھئے سورۃ البقرۃ آیت ۲۸۵ نیز سورۃ النجم آیت ۳۲)

باب کی پہلی روایت میں جن کفار کے لئے بد دعا کی گئی تھی ان کے ناموں کا ذکر نہیں۔ دوسری روایت میں ان کے نام مذکور ہیں اور جیسا کہ اوپر بتایا جاچکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق دی۔ غزوۂ اُحد میں صفوان بن امیہ سالار رسالہ تھا۔[۱] اس تعلق میں کتاب الجہاد والسیر باب ۱۰۰ بھی دیکھئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کی ایک اور روایت (نمبر ۴۰۹۰) زیر باب ۲۸ ہے۔ اس میں قبائل بنولحیان، رعل اور ذکوان کے خلاف دعا کرنے کا ذکر ہے۔ لیکن مذکورہ بالا آیت کے نزول کا ذکر نہیں۔ ان قبائل نے نہایت مکروہ قسم کی غداری کی تھی اور صحابہ کرامؓ کو جو تبلیغ کی غرض سے ان کے نمائندوں کی درخواست پر بھیجے گئے، وحشیانہ طریق سے قتل کر دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر بد دعا سے نہیں روکے گئے تھے۔

امام بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے بعید تھا کہ اپنے زخموں کی وجہ سے آپؐ اپنی قوم پر بد دعا کریں۔ طائف میں بھی تو آپؐ زخمی کئے گئے تھے اور آپؐ نے اس وقت اپنی قوم کے لئے مغفرت ورحمت کی دعا کی تھی۔ (کتاب بدء الخلق باب ۷ روایت نمبر ۳۲۳۱) غزوۂ اُحد میں بھی زخمی ہونے پر جو الفاظ کتب مغازی کی روایات میں آپؐ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ صرف تعجب پر دلالت کرتے ہیں نہ کہ بد دعا پر۔ آپؐ کے یہ الفاظ ہیں: كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ ۔ وہ قوم کس طرح کامیاب ہوگی جس نے اپنے نبی کے سر کو زخمی کیا ہو۔ ان الفاظ سے تعجب پایا جاتا ہے اور خواہش ہدایت۔ چنانچہ آپؐ کی خواہش کے مطابق قوم نے ہدایت پائی اور وہ لوگ جن کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زخم پہنچے تھے اسلام میں داخل ہوئے۔ جیسے صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو، حارث بن ہشام، خالد بن ولید، عکرمہ بن ابو جہل، وحشی قاتلِ حمزہ اور خود ابوسفیان سالار جیش۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعجب اور آپؐ کی خواہش درحقیقت ایک دعا ہی تھی جو پوری ہوئی، بد دعا نہ تھی۔ دعا کی یہ مخصوص کیفیت تعجب بھی ہے جو اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انتہائی کرب واضطراب کی حالت ہو اور دعا کرنے والا نہ سمجھ سکے کہ اس کی دعا کس طرح اور کب قبول ہوگی۔ آیت کا سیاق بھی اس مفہوم کا متحمل نہیں جو ان روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روکے گئے بلکہ جیسا کہ ابھی واضح کیا گیا ہے کہ آیت کا تعلق آپؐ کی نقل وحرکت، مورچہ بندی اور صف آرائی وغیرہ امور سے ہے کہ وہ تقدیر الٰہی سے ظہور میں آئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی خواہش یا کسی انسانی مشورے کا اس میں دخل نہ تھا بلکہ ان کی نشاندہی پہلے سے ہی سورۃ البقرۃ میں کردی گئی تھی۔ آسمانی سلسلہ تدبیرات کے وسیع حلقات میں عجیب وغریب مماثلت پائی جاتی ہے۔ غزوۂ اُحد کے

---

[۱] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، غزوۃ رسول اللہ ﷺ أحدا، جزء ۲ صفحہ ۳۷)

واقعہ کو طالوت وجالوت کی جنگ سے مشابہت دی گئی ہے۔ دونوں جنگوں میں ابتلاء سے کمزور حصہ فوج پھسل کر علیحدہ ہو گیا اور دوران جنگ ایک ایسا خطرناک مرحلہ آیا کہ لڑائی کا پانسہ پہلے مومنوں سے پلٹ گیا اور پھر اس کے بعد یکلخت اس کا رُخ ان کے حق میں ہو گیا۔ (دیکھئے عہد نامہ قدیم سیموئل ۱، باب ۱۷) اس باب میں یہاں تک ذکر ہے کہ ساؤل اور اسرائیل کے لوگوں نے جمع ہو کر ایلہ کی وادی میں ڈیرے ڈالے اور لڑائی کے لئے فلستیوں کے مقابل پر صف آرائی کی اور ایک طرف کے پہاڑ پر فلستی تھے اور دوسری طرف پہاڑ پر بنی اسرائیل کھڑے ہوئے اور ان دونوں کے درمیان وادی تھی ...... اور سب اسرائیلی مرد بھاگے اور ڈر گئے ...... آخر داؤدؑ کو دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوا۔ جدعون کے واقعہ جنگ میں بھی فتح وشکست کی تقریباً یہی صورت پیش آئی تھی۔ دیکھئے قضاۃ باب ۷۔

خلاصہ یہ کہ کتب کی روایات سے مذکورہ بالا آیت کی تطبیق کے بارے میں جو غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی اور آپؐ کو اس سے روک دیا گیا تھا۔ اس کا ازالہ باب ۲۱ میں کیا گیا ہے۔ سیاقِ کلام اس مفہوم کا قطعاً متحمل نہیں، فرماتا ہے: وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۙ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ○ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ (آل عمران: ۱۲۷ تا ۱۲۹) اس آیت سے پہلے آپؐ کے کوچ، مورچہ بندی اور صف آرائی کا ذکر ہے۔ یہ سیاقِ کلام اپنے مفہوم میں واضح ہے۔ فقرہ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ میں (ف) حرف تعقیب ہے اور اس کا تعلق يُعَذِّبَهُمْ سے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ ظالم ہیں اس لئے سزا کے مستوجب ہوں گے اور جنہیں توبہ نصیب ہو گی وہ سزا پانے والوں میں شامل نہیں ہیں۔

قرآنِ مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی جماعتیں خود اپنی مرضی سے نہیں چلتیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے چلائی جاتی ہیں۔ مشیئت الٰہی ان کے نفوس مقدسہ میں اسی طرح منعکس ہوتی ہے جس طرح ایک آبدار آئینہ میں اس کے سامنے آنے والی صورت۔ یہی مفہوم آیت لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ کا ہے یعنی جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے اس کا تعلق تیرے ارادے یا دعا سے نہیں بلکہ ارادۂ الٰہی کا انعکاس ہے اور دعا کی قبولیت وعدم قبولیت مذکورہ بالا قانونِ پاداش کے مطابق ظہور پذیر ہو گی۔

بَاب ۲۲: ذِكْرُ أُمِّ سَلِيْطٍ

حضرت امّ سلیطؓ کا ذکر

۴۰۷۱: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ إِنَّ عُمَرَ

۴۰۷۱: یحیٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے روایت کی۔ ثعلبہ بن

بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَسَمَ مُرُوْطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِّنْ نِّسَاءِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فَبَقِيَ مِنْهَا مِرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَعْطِ هَذَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي عِنْدَكَ يُرِيْدُوْنَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ أُمُّ سَلِيطٍ أَحَقُّ بِهِ وَأُمُّ سَلِيْطٍ مِنْ نِّسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ فَإِنَّهَا كَانَتْ تُزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ.

طرفهُ: ۲۸۸۱۔

ابی مالک کہتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کی عورتوں میں سے بعض کو اوڑھنیاں تقسیم کیں۔ ان میں سے ایک اچھی اوڑھنی بچ رہی جو لوگ ان کے پاس تھے، ان میں سے کسی نے ان سے کہا: اے امیر المؤمنین! آپؓ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیٹی کو دیں جو آپؓ کے پاس ہے۔ ان کی مراد حضرت علیؓ کی بیٹی حضرت ام کلثومؓ تھیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اُمّ سلیط اس کی زیادہ حق دار ہیں اور حضرت اُمّ سلیطؓ ان انصاری عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ حضرت عمرؓ نے کہا: وہ جنگ اُحد کے دن ہمارے لئے مشکیں اُٹھا کر لاتی تھیں۔

تشریح: **ذِكْرُ أُمِّ سَلِيطٍ:** حضرت اُمّ سلیط رضی اللہ عنہا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ ہجرت سے قبل ان کے پہلے خاوند ابوسلیط فوت ہو گئے تھے۔ پھر ان کا نکاح حضرت مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۵۸) طبقات ابن سعد میں ہے کہ یہ خاتون غزوۂ اُحد کے علاوہ غزوۂ خیبر اور غزوۂ حنین میں بھی شریک ہوئی تھیں۔[1] حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہا کا ذکر ان کی ممتاز خدمات کی وجہ سے نمایاں کیا گیا ہے جیسا کہ باب ۲۳ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر الگ طور پر کیا گیا ہے۔ جنگ اُحد میں عورتوں نے بھی جہاد فی سبیل اللہ کا اعلیٰ نمونہ دکھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور زخمیوں کی تیمارداری میں اپنی جانوں سے بے پرواہ ہو کر خدمات انجام دیں۔ ان میں حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ان کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ جنگ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت و مدافعت کے لیے پیش پیش ہوتی تھیں۔ اور اس بارے میں آپؐ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے: مَا الْتَفَتُّ يَمِيْنًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا وَأَنَا أَرَاهَا تُقَاتِلُ دُوْنِي۔ یعنی آپؐ نے فرمایا کہ غزوہ اُحد میں مَیں دائیں مڑتا یا بائیں، اُمّ عمارہؓ کو اپنے سامنے مدافعت کرتے پاتا۔[2]

---

[1] (الطبقات الکبریٰ، تسمیۃ النساء المبایعات، نساء بنی النجار، أمّ سلیط النجاریۃ، جزء ۱۰ صفحہ ۳۹۰)
[2] (الطبقات الکبریٰ، تسمیۃ النساء المبایعات، من نساء بنی النجار، أمّ عمارۃ، جزء ۱۰ صفحہ ۳۸۶)

بَاب۲۳: قَتْلُ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی شہادت

٤٠٧٢: حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ فَلَمَّا قَدِمْنَا حِمْصَ قَالَ لِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَدِيٍّ هَلْ لَّكَ فِي وَحْشِيٍّ نَسْأَلُهُ عَنْ قَتْلِ حَمْزَةَ قُلْتُ نَعَمْ وَكَانَ وَحْشِيٌّ يَسْكُنُ حِمْصَ فَسَأَلْنَا عَنْهُ فَقِيلَ لَنَا هُوَ ذَاكَ فِي ظِلِّ قَصْرِهِ كَأَنَّهُ حَمِيتٌ قَالَ فَجِئْنَا حَتَّى وَقَفْنَا عَلَيْهِ بِيَسِيرٍ فَسَلَّمْنَا فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ وَعُبَيْدُ اللهِ مُعْتَجِرٌ بِعِمَامَتِهِ مَا يَرَى وَحْشِيٌّ إِلَّا عَيْنَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ يَا وَحْشِيُّ أَتَعْرِفُنِي قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لَا وَاللهِ إِلَّا أَنِّي أَعْلَمُ أَنَّ عَدِيَّ بْنَ الْخِيَارِ تَزَوَّجَ امْرَأَةً

۴۰۷۲: ابوجعفر محمد بن عبد اللہ (بن مبارک) نے مجھے بتایا۔ حُجَین بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبد العزیز بن عبد اللہ بن ابی سلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبد اللہ بن فضل سے، عبد اللہ نے سلیمان بن یسار سے، سلیمان نے جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری سے روایت کی، انہوں نے کہا: میں عبید اللہ بن عدی بن خیار کے ساتھ (سفر میں) گیا۔ جب ہم حمص (جو ملک شام کا مشہور شہر ہے، اس میں) پہنچے تو عبید اللہ بن عدیؓ نے مجھ سے کہا: کیا آپ وحشی (بن حرب حبشی) سے ملنا چاہتے ہیں، حضرت حمزہؓ کے قتل کی بابت اس سے پوچھیں گے؟ میں نے کہا: اچھا اور وحشی حمص میں رہا کرتا تھا۔ چنانچہ ہم نے اس کا پتہ دریافت کیا۔ ہم سے کہا گیا کہ وہ اپنے محل کے سایہ میں بیٹھا ہے جیسے بڑی مشک ہو۔ جعفر کہتے تھے: ہم اس کے پاس جاکر تھوڑی دیر کھڑے رہے، ہم نے السلام علیکم کہا۔ اس نے سلام کا جواب دیا۔ کہتے تھے: اور عبید اللہ اس وقت پگڑی سے سر اور منہ لپیٹے ہوئے تھے۔ وحشی صرف ان کی آنکھیں اور پاؤں ہی دیکھ سکتا تھا، عبید اللہ نے کہا: وحشی! کیا مجھے پہچانتے ہو؟ کہتے تھے: اس نے انہیں غور سے دیکھا، پھر کہا: اللہ کی قسم! نہیں سوا اس کے کہ میں اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن

يُقَالُ لَهَا أُمُّ قِتَالٍ بِنْتُ أَبِي الْعِيْصِ فَوَلَدَتْ لَهُ غُلَامًا بِمَكَّةَ فَكُنْتُ أَسْتَرْضِعُ لَهُ فَحَمَلْتُ ذَلِكَ الْغُلَامَ مَعَ أُمِّهِ فَنَاوَلْتُهَا إِيَّاهُ فَلَكَأَنِّي نَظَرْتُ إِلَى قَدَمَيْكَ قَالَ فَكَشَفَ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ وَّجْهِهِ ثُمَّ قَالَ أَلَا تُخْبِرُنَا بِقَتْلِ حَمْزَةَ قَالَ نَعَمْ إِنَّ حَمْزَةَ قَتَلَ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ بِبَدْرٍ فَقَالَ لِي مَوْلَايَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ إِنْ قَتَلْتَ حَمْزَةَ بِعَمِّي فَأَنْتَ حُرٌّ قَالَ فَلَمَّا أَنْ خَرَجَ النَّاسُ عَامَ عَيْنَيْنِ وَعَيْنَيْنِ جَبَلٌ بِحِيَالِ أُحُدٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ وَادٍ خَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ إِلَى الْقِتَالِ فَلَمَّا اصْطَفُّوا لِلْقِتَالِ خَرَجَ سِبَاعٌ فَقَالَ هَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ قَالَ فَخَرَجَ إِلَيْهِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ يَا سِبَاعُ يَا ابْنَ أُمِّ أَنْمَارٍ مُقَطِّعَةِ الْبُظُورِ أَتُحَادُّ اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ فَكَانَ كَأَمْسِ الذَّاهِبِ قَالَ وَكَمَنْتُ لِحَمْزَةَ تَحْتَ صَخْرَةٍ فَلَمَّا دَنَا مِنِّي رَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِي فَأَضَعُهَا فِي ثُنَّتِهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ

خیار نے ایک عورت سے شادی کی تھی جسے امّ قتال بنت ابی العیص کہتے تھے وہ مکہ میں عدی کے لئے ایک بچہ جنی تھی اور میں (انّا سے) اسے دودھ پلوایا کرتا تھا، بچے کو اُٹھا کر اس کی ماں کے ساتھ لے جاتا اور پھر وہ بچہ اس کی ماں کو دے دیتا۔ میں نے تمہارا پاؤں دیکھا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی ہے۔ یہ سن کر عبید اللہ نے اپنا منہ کھول دیا۔ پھر انہوں نے کہا: کیا تم حضرت حمزہؓ کے قتل کا واقعہ ہمیں نہیں بتاؤ گے؟ اس نے کہا: ہاں۔ حضرت حمزہؓ نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو بدر میں قتل کیا تھا۔ میرے آقا جبیر بن مطعم نے مجھ سے کہا: اگر تم میرے چچا کے بدلے میں حمزہؓ کو قتل کرو تو تم آزاد ہو۔ اس نے کہا: جب لوگوں نے دیکھا کہ عینین کی جنگ ہونے والی ہے اور عینین اُحد کی پہاڑیوں میں سے ایک پہاڑی ہے، اُحد کے اور اس کے درمیان ایک وادی ہے، میں بھی لوگوں کے ساتھ لڑنے کے لئے نکلا۔ جب لوگ لڑنے کے لئے صف آراء ہوئے تو سباع (بن عبد العزیٰ) میدان میں نکلا اور اس نے پکارا: کیا کوئی مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں نکلے گا؟ کہتا تھا: یہ سن کر حضرت حمزہ بن عبد المطلبؓ اس کے مقابل پر نکلے اور کہنے لگے: ارے سباع! ارے امّ انمار، عورتوں کے ختنے کرنے والی کے بچے! کیا تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کرتے ہو؟ یہ کہہ کر حضرت حمزہؓ نے اس پر حملہ کیا۔ وہ ایسا ہو گیا جیسے کل کا گزرا ہوا دن۔ (وحشی نے) کہا: اور میں ایک

بَيْنِ وَرِكَيْهِ قَالَ فَكَانَ ذَاكَ الْعَهْدَ بِهِ فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ رَجَعْتُ مَعَهُمْ فَأَقَمْتُ بِمَكَّةَ حَتَّى فَشَا فِيهَا الْإِسْلَامُ ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى الطَّائِفِ فَأَرْسَلُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُسُلًا فَقِيلَ لِي إِنَّهُ لَا يَهِيجُ الرُّسُلَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتَّى قَدِمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآنِي قَالَ آنْتَ وَحْشِيٌّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَنْتَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ قُلْتُ قَدْ كَانَ مِنَ الْأَمْرِ مَا بَلَغَكَ قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّي قَالَ فَخَرَجْتُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ قُلْتُ لَأَخْرُجَنَّ إِلَى مُسَيْلِمَةَ لَعَلِّي أَقْتُلُهُ فَأُكَافِئَ بِهِ حَمْزَةَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ قَالَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي ثَلْمَةِ جِدَارٍ كَأَنَّهُ جَمَلٌ أَوْرَقُ ثَائِرُ الرَّأْسِ قَالَ فَرَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِي فَأَضَعُهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ

چٹان کے نیچے حضرت حمزہؓ کے لئے گھات میں بیٹھ گیا۔ جب وہ میرے قریب پہنچے تو میں نے اپنا برچھا مارا اور اس کو اُن کے زیر ناف رکھ کر جو زور سے دبایا تو وہ اُن کے دونوں سرینوں میں سے پار نکل گیا اور یہی اُن کی آخری گھڑی تھی۔ جب لوگ لوٹے تو میں بھی اُن کے ساتھ لوٹا اور میں مکہ میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ جب اس میں اسلام پھیلا تو میں وہاں سے نکل کر طائف چلا گیا۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایلچی بھیجے اور مجھ سے کہا گیا کہ آپؐ ایلچیوں سے تعرض نہیں کرتے۔ کہا: میں بھی ان کے ساتھ گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپؐ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: تم ہی وحشی ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے حمزہؓ کو قتل کیا تھا؟ میں نے کہا: ٹھیک بات ہے جو آپؐ کو پہنچی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تم سے ہو سکے تو میرے سامنے نہ ہو۔ کہا: یہ سن کر میں وہاں سے نکل گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور مسیلمہ کذاب نے بغاوت کی، میں نے کہا: میں مسیلمہ کی طرف ضرور جاؤں گا شاید میں اسے قتل کروں اور اس طرح حضرت حمزہؓ کے گناہ کا کفارہ کروں۔ کہا: میں بھی لوگوں کے ساتھ (جنگ میں) نکلا۔ پھر اس (جنگ) کا حال جو ہوا، وہ ہوا۔ کہا: میں نے دیکھا کہ ایک شخص دیوار کے ایک شگاف میں کھڑا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے گندمی رنگ اونٹ ہے، سر کے بال پراگندہ ہیں۔ کہا: میں نے اس کو

قَالَ وَوَثَبَ {إِلَيْهِ[1]} رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ عَلَى هَامَتِهِ. قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْفَضْلِ فَأَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ فَقَالَتْ جَارِيَةٌ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ وَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَتَلَهُ الْعَبْدُ الْأَسْوَدُ.

اپنا برچھامارا اور اس کی چھاتیوں کے درمیان رکھ کر زور سے جو دبایا تو دونوں کندھوں کے درمیان سے پار نکل گیا۔ کہا: ایک انصاری شخص بھی کود کر اُس کی طرف لپکا اور اس کی کھوپڑی پر تلوار کی ضرب لگائی۔ (عبد العزیز کہتے تھے:) عبداللہ بن فضل نے یہ بھی کہا کہ سلیمان بن یسار نے مجھے بتایا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سناوہ کہتے تھے کہ (جب مسیلمہ مارا گیا تو) ایک لڑکی جو کہ گھر کی چھت پر تھی بولی۔ امیر المومنین (یعنی مسیلمہ) کو بھی کالے غلام نے مار ڈالا ہے۔

تشریح: قَتْلُ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: اس باب کی روایت میں جس وفد کے ساتھ وحشی قاتل حضرت حمزہؓ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر مسلمان ہو جانے کا ذکر ہے وہ بنو ثقیف کا وفد تھا۔ اس قبیلے میں سے پہلے اسلام قبول کرنے والے شخص حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے واپس جا کر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اور وہ شہید کر دیئے گئے۔ اس کے بعد بنو ثقیف بہت پشیمان ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بصورت وفد حاضر ہو کر انہوں نے اسلام قبول کیا۔ ابن سعدؒ نے اس کا مفصل ذکر کیا ہے۔ بقول محمد بن اسحاقؒ کل ستر افراد تھے۔ اسی وفد میں وحشی بھی تھا اور جہاں دوسروں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت اسلام کی، اس نے بھی کی۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۶۲)

باب ۲۱(م) کی آیت (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ) کے تعلق ہی میں وحشیؓ کے مسلمان ہونے کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم اور مشیئت کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ انسان کا علم محدود ہوتا ہے اور وہ تعجب اور اعتراض کرتا ہے کہ فلاں دشمن کو کیوں ڈھیل دی گئی۔ بعض کو اس لئے بھی ڈھیل دی جاتی ہے کہ وہ مخالفت میں اپنا سارا زور لگا کر اپنی کوششوں کا انجام دیکھ لیں اور دنیا بھی دیکھ لے کہ الٰہی باتیں اٹل ہیں اور رسول راستباز اور منجانب اللہ ہے۔ وحشیؓ میں جو تبدیلی پیدا ہوئی وہ ان کے اخلاص پر دلالت کرتی ہے۔ ان کی خواہش تھی کہ وہ کسی طرح اپنی غلطی کا کفارہ دیں۔ چنانچہ یمامہ کی ہولناک جنگ میں اپنی یہ خواہش اور نذر پوری کر کے سرخرو ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّي بہت بلند اخلاق کے آئینہ دار ہیں۔ وحشیؓ سے خواہش کا اظہار

[1] لفظ إِلَيْهِ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہے (فتح الباری جزء ۷ حاشیہ صفحہ ۴۵۹) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

کیا کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو میرے سامنے نہ آیا کرو۔ یہ لب و لہجہ آمرانہ نہیں بلکہ التماس کا لب و لہجہ ہے اور اس سے اس محبت و عزت کا پتہ چلتا ہے جو حضرت حمزہؓ کے لئے آپؐ کے دل میں تھی۔ ایک منتقم مزاج انتقام لے کر دل ٹھنڈا کر سکتا تھا مگر آپؐ نے عفو سے کام لیا۔ صرف اتنا چاہا کہ وہ آپؐ کے سامنے نہ آئے تا حضرت حمزہؓ کی دردناک شہادت کی یاد سے آپؐ کے دل کو ٹھیس نہ پہنچے۔

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا بیان سے میدانِ جنگ کی تعیین ہوتی ہے کہ ان کا مورچہ وادئ عینین میں اس راستے پر تھا جو مدینہ کو جاتا ہے۔ لوگ عموماً اسی راستے سے آیا جایا کرتے تھے۔ کفار قریش نے خیال کیا کہ مسلمان عام راستے سے ہی نکلیں گے اور نکلتے ہی جلد ختم کر دیئے جائیں گے۔ اس خیال کا پیدا ہونا ان مخفی تصرفات کے تحت تھا جو مشیئت الٰہی کے ساتھ براہِ راست تعلق رکھتے ہیں اور آیت لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ کی صحیح تفسیر پیش کرتے ہیں۔ یہ سب باب ایک خاص ترتیب میں رکھے گئے ہیں۔

کفار قریش کا اپنے مردے میدانِ جنگ میں چھوڑ کر چلے جانا رعب کی وجہ سے تھا جس کا ذکر آیت سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ (آل عمران: ۱۵۲)[۱] میں کیا گیا ہے۔ اسی مفہوم کی آیت غزوۂ بدر کے تعلق میں بھی نازل ہوئی تھی (الأنفال: ۱۳) اور غزوہ بنی قینقاع و غزوہ بنی نضیر کے تعلق میں بھی (الحشر: ۳)۔ حدیثِ نبوی میں گزر چکا ہے کہ مجھے پانچ ایسی باتیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ رُعب سے میری مدد کی گئی ہے جو مہینہ بھر تک اثر انداز ہوتا ہے۔ (دیکھئے کتاب التیمم، باب ۱، روایت نمبر ۳۳۵۔ نیز کتاب الجهاد، باب ۱۲۲، روایت نمبر ۲۹۷۷) جب قبائل عرب نے سنا ہوگا کہ قریش کے تین ہزار مسلح لشکر کو اپنے مُردے سمیٹنے کی بھی ہمت نہیں ہو سکی تو اُن پر جو اثر ہوا ہوگا اُس کا بآسانی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ایسی خبروں کا سلسلہ جس قدر طویل اور دور رَس نتائج پیدا کرتا ہے وہ ظاہر ہے اور اس رُعب کا تعلق بھی مخفی تصرفات سے ہے۔

خَرَجَ سِبَاعٌ فَقَالَ هَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ: روایت نمبر ۴۰۷۲ میں وحشیؓ کا بیان کہ سباع بن عبد العزیٰ میدانِ جنگ میں آیا اور اس نے مبارزت طلبی کی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے کے لئے نکلے قابل وضاحت ہے۔ سیرت ابن ہشام اور طبقات ابن سعد کی روایات سے ظاہر ہے کہ لڑائی کی ابتداء ابو عامر راہب ضبیعی اور اس کے پچاس نوجوانوں کے ذریعے ہوئی۔ اور طلحہ بن عبد اللہ بن عبد العزیٰ علمبردار قریش نے ابو عامر کو پسپا ہوتے دیکھ کر مبارزت کے لئے پکارا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے کے لئے نکلے اور ایک دو وار ہی میں اس کا ہاتھ قلم کر دیا اور سر پر تلوار کی ضرب لگائی جس سے وہ ڈھیر ہو گیا۔ پھر طلحہ کے بھائی عثمان نے پرچم سنبھالا اور

---

[۱] ترجمہ حضرت خليفة المسيح الرابعؒ: "ہم ضرور ان لوگوں کے دلوں میں رُعب ڈال دیں گے جنہوں نے کفر کیا کیونکہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔"

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس کا کام تمام کیا۔ پھر ابو سعد بن ابی طلحہ، مسافع بن طلحہ، حارث بن طلحہ، کلاب بن طلحہ، جلاس بن طلحہ، ارطاۃ بن شرحبیل، شریح بن قارظ اور صؤاب (غلام طلحہ) پے در پے پرچم ہاتھ میں لیتے اور قتل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ کفار کا پرچم زمین پر گر گیا اور ان کے اوسان خطا ہوگئے اور قدم اُکھڑ گئے۔ صحابہ کرامؓ نعرۂ تکبیر بلند کرتے اور دشمن کو مارتے ہوئے اس کی آخری صفوں تک پہنچ گئے۔[1] اس تعلق میں سیرت خاتم النبیین ﷺ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے صفحہ ۴۸۸ تا ۴۹۰ بھی دیکھئے۔

ابن ہشامؒ نے سباع بن عبد العزیٰ غبشانی کا ذکر کیا ہے کہ ارطاۃ کے گرنے پر یہ سامنے آیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس کو ابن مقطعة البظور کے الفاظ سے مخاطب کرتے ہوئے لپکے اور اسے لقمہ اجل بنا دیا۔[2]

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب لڑائی اپنے پورے جوش پر تھی اور مجاہدین اسلام قریش کی آخری صفوں تک پہنچ چکے تھے۔ سیرت ابن ہشام کے حوالے سے بتایا جا چکا ہے کہ جنگ میں فتح و شکست کا دارومدار عَلَم کے بلند رہنے یا گرنے پر تھا اور اسی کے اردگرد لڑائی چکر کھاتی اور لڑنے والی فوج اسی کی حالت کے مطابق آگے بڑھتی یا پیچھے ہٹتی۔ وحشی کے بیان سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ لڑائی کی ابتداء سباع کی مبارزت سے ہوئی بلکہ اس کے بیان کا تعلق اس چٹان کے قرب و جوار کی لڑائی سے ہے جہاں وہ حضرت حمزہؓ کی گھات میں بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں کا تعلق علیحدہ علیحدہ مقامات جنگ سے ہے۔ جعفر بن عمرو بن امیہ کی روایت سیرت ابن ہشام میں بھی مروی ہے۔ ان کی یہ روایت محمد بن اسحاقؒ کی سند سے ہے اور صحیح بخاری کی روایت عبد العزیز بن عبد اللہ کی سند سے۔[2]

بَاب ٢٤

مَا أَصَابَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِرَاحِ يَوْمَ أُحُدٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ اُحد میں جو زخم لگے

٤٠٧٣: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ

۴۰۷۳: اسحاق بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الرزاق نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر (بن راشد) سے، معمر نے ہمام سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی ناراضگی اس قوم پر بہت ہی سخت ہے جنہوں نے

[1] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ أحدا، جزء ۲ صفحہ ۳۸)

[2] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، استشهاد حمزة، جزء ۳ صفحہ ۳۳)

فَعَلُوا بِنَبِيِّهِ يُشِيْرُ إِلَى رَبَاعِيَتِهِ اشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبِيْلِ اللهِ.

اپنے نبی سے یہ سلوک کیا، آپ نے اپنے سامنے کے دانتوں کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کی ناراضگی اس شخص پر بہت ہی سخت ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں مارا۔

٤٠٧٤: حَدَّثَنِي مَخْلَدُ بْنُ مَالِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ اشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبِيْلِ اللهِ اشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى قَوْمٍ دَمَّوْا وَجْهَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ.

طرفہ: ۴۰۷۶۔

۴۰۷۴: مخلد بن مالک نے مجھے بتایا۔ یحیٰ بن سعید اموی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے ہمیں بتایا، انہوں نے عمرو بن دینار سے، عمرو نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: اللہ کا غضب اس شخص پر بہت ہی سخت ہے جس کو نبی ﷺ نے اللہ کی راہ میں قتل کیا اور اللہ کی ناراضگی اس قوم پر بہت سخت ہے جس نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خون آلود کیا۔

٤٠٧٥: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَا وَاللهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ مَنْ كَانَ يَغْسِلُ جُرْحَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ يَسْكُبُ الْمَاءَ وَبِمَا دُوْوِيَ قَالَ كَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتُ

۴۰۷۵: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب (بن عبدالرحمٰن) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحازم (سلمہ بن دینار) سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت سہل بن سعدؓ سے سنا اور اس وقت ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: مجھ سے پوچھتے ہو تو اللہ کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم دھو رہا تھا اور کون پانی ڈال رہا تھا اور کیا دوا لگائی گئی تھی۔ حضرت سہلؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْسِلُهُ وَعَلِيٌّ يَسْكُبُ الْمَاءَ بِالْمِجَنِّ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ أَنَّ الْمَاءَ لَا يَزِيْدُ الدَّمَ إِلَّا كَثْرَةً أَخَذَتْ قِطْعَةً مِنْ حَصِيْرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَئِذٍ وَجُرِحَ وَجْهُهُ وَكُسِرَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ.

بیٹی حضرت فاطمہ علیہ السلام زخم دھو رہی تھیں اور حضرت علیؓ ڈھال میں سے پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی خون کو اور نکال رہا ہے تو انہوں نے بوریا کا ایک ٹکڑا لیا اور اس کو جلایا اور چپٹا دیا۔ اس سے خون رُک گیا اور اس دن آپؐ کا سامنے والا دانت ٹوٹ گیا اور آپؐ کا چہرہ زخمی ہو گیا تھا اور آپ کا خَود آپؐ کے سر پر ٹوٹ گیا۔

اطرافہ: ۲۴۳، ۲۹۰۳، ۲۹۱۱، ۳۰۳۷، ۵۲۴۸، ۵۷۲۲۔

٤٠٧٦: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ نَبِيٌّ وَاشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى مَنْ دَمَّى وَجْهَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۰۷۶: عمرو بن علی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوعاصم نے ہمیں بتایا۔ ابن جریج نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو بن دینار سے، عمرو نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: اللہ کی اس شخص پر سخت ناراضگی ہے جس کو نبی (ﷺ) نے قتل کیا اور اللہ کی اس پر بھی سخت ناراضگی ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خون آلود کیا۔

طرفہ: ۴۰۷۴۔

تشریح: مَا أَصَابَ النَّبِيَّ ﷺ مِنَ الْجِرَاحِ يَوْمَ أُحُدٍ: محمد بن اسحاقؒ سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ چند صحابہؓ کے ساتھ دشمنوں کے نرغے میں گھر گئے تو آپؐ پر پتھر برسائے گئے جس سے آپؐ کا چہرہ اور ہونٹ زخمی ہوئے اور سامنے کا دانت ٹوٹ گیا۔[1] ابن سعدؒ نے بھی آپؐ کے زخمی ہونے کا ذکر اسی طرح کیا ہے۔[2] حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص اور عبداللہ بن شہاب زہری نے آپؐ کو پتھروں کا نشانہ بنایا اور ابن ابی قمئہ نے آپؐ پر تلوار کا وار کیا جس سے خود کے دو حلقے ٹوٹ کر آپؐ کے

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، ما أصاب الرسول ﷺ يوم أحد، جزء۳ صفحہ ۴۲)
[2] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ أحدا، جزء۲ صفحہ ۴۵)

چہرے میں دھنس گئے اور تلوار کے صدمے سے آپؐ ایک گڑھے میں گر گئے۔ حضرت علیؓ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ نے سہارا دے کر آپؐ کو اُٹھایا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے خَود کے حلقے اپنے دانتوں سے کھینچ کر نکالے۔[1] مسند عبدالرزاق میں ایک روایت ہے کہ آپؐ کو غزوۂ اُحد میں تلوار کے ستر زخم لگے۔[2] یہ روایت مرسل ہے اور اس میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۶۵) اس قسم کی اور روایتیں بھی ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زخموں کا خون زمین پر اس وجہ سے گرنے نہیں دیا کہ آسمان سے عذاب نازل ہو جائے گا۔[3] ایسی سب روایتیں ساقط الاعتبار ہیں اور امام بخاریؒ کے معیارِ صحت کے مطابق صرف مندرجہ بالا روایتیں مستند ہیں۔

اس باب کے تحت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو روایات منقول ہیں یہ مرسل ہیں کیونکہ وہ دونوں جنگ میں موجود نہ تھے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۶۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الٰہی وعدہ تھا: وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدۃ: ۶۸) کہ اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو موت کے خطرہ سے بچالیا اور اس طرح اپنا وعدہ خارق عادت طور پر پورا فرمایا۔ شدید خطرے ہی کی صورت میں وعدہ پورا ہونے کی قادرانہ شان نمایاں ہوسکتی تھی جیسا کہ لفظ عصمت خود خطرے سے بچائے جانے کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہی سنت اللہ ہے کہ انہیں وعدہ کے مطابق شدید خطرے سے بچا کر منکرین پر حجت پوری کی جاتی ہے۔

باب ۲۴ کی پہلی دو روایتوں میں غضب الٰہی کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ غضب ہر جنگ میں ظاہر ہوتا رہا کہ دشمن کی ساری امیدیں خس و خاشاک ہوگئیں اور کفار کے سرغنے مارے گئے اور گھر گھر ماتم پڑ گیا اور آخر غزوہ فتح مکہ میں ان کی طاقت بالکل ٹوٹ گئی۔ قرآنِ مجید میں غزوۂ اُحد کا نتیجہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ○ (آل عمران: ۱۲۸) ترجمہ: تا کہ اللہ کافروں کے ایک حصے کو کاٹ دے یا اُن کو ذلیل کر دے کہ وہ ناکام واپس جائیں اور غزوۂ بدر کا نتیجہ ان الفاظ میں مذکور ہے: لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّ يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ (الأنفال: ۴۳) ترجمہ: تا وہ اس بات کو پورا کر دے جس کے کرنے کا اُس نے فیصلہ کر دیا تھا۔ (اور یہ نشان اس لئے بھی دکھایا گیا کہ) تا وہ جو دلیل کے ذریعہ سے ہلاک ہو، ہلاک ہو جائے اور جو دلیل کے ذریعہ سے زندہ ہو، زندہ ہو جائے اور اللہ یقیناً بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

---

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ أحد، ما أصاب الرسول ﷺ یوم أحد، جزء۳ صفحہ ۴۳، ۴۴)
[2] (مصنف عبد الرزاق، کتاب المغازی، وقعۃ أحد، روایت نمبر ۹۷۳۶، جزء۵ صفحہ ۳۶۶)
[3] (شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، کتاب المغازی، غزوۃ أحد، جزء۲ صفحہ ۴۲۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو الفاظ روایت نمبر ۴۰۷۳، ۴۰۷۴ میں منسوب کئے گئے ہیں اُن کا مفہوم بھی وہی غضب الٰہی ہے جس کا بیان ان آیات میں ہوا ہے۔ روایت کے الفاظ - جس نے نبی کو زخمی کیا یا نبی نے جسے قتل کیا- سے یہی مراد ہے کہ جو لوگ آپؐ سے لڑے وہ غضب الٰہی کے مورد ہوں گے۔

امام ابن حجرؒ نے اس باب کی روایات حضرت ابو ہریرہؓ و حضرت ابن عباسؓ کے بارے میں اس امر کی طرف توجہ منعطف کی ہے کہ ان دونوں کی روایتیں جیسا کہ سند سے ظاہر ہے مرسل ہیں یعنی دونوں نے یہ نہیں بتایا کہ کس صحابی سے انہوں نے سنا ہے کہ آپؐ نے غزوۂ اُحد میں مذکورہ بالا الفاظ فرمائے تھے جبکہ وہ اس جنگ میں موجود ہی نہ تھے۔ اس خامی کے پیش نظر احتیاط یہ چاہتی ہے کہ مذکورہ بالا الفاظ نبوی کا مفہوم آیات قرآن مجید کی روشنی میں سمجھا جائے۔ روایت نمبر ۴۰۷۵ حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے جو مرفوع ہے اور اس میں عینی شہادت کا ذکر ہے اور مذکورہ بالا الفاظ نہیں ہیں۔ امام ابن حجرؒ نے بحوالہ روایت ابی حازم جو طبرانی نے نقل کی ہے، بتایا ہے کہ مشرک میدانِ جنگ سے چلے گئے اور مسلم خواتین مدینہ صحابہؓ کی امداد کی غرض سے نکلیں۔ ان میں حضرت فاطمہؓ بھی تھیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغل گیر ہوئیں اور انہوں نے آپؐ کے زخم دھوئے۔ زخم کا خون بند ہوتے نہ دیکھ کر چٹائی کا ٹکڑا لیا اور جلا کر اس کی راکھ زخم پر ڈالی جس سے خون بند ہوگیا۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۶۶) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زخمیوں کی دیکھ بھال اور شہداء کی تدفین کے بعد اُسی دن شام کو مدینہ میں مجاہدین سمیت واپس تشریف لائے۔[1]

بَاب ۲۵ : اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ...(آل عمران: ۱۷۳)

جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم اپنے زخمی ہونے کے بعد بھی قبول کیا

ان میں سے ان کے لیے جنہوں نے اچھی طرح اپنا فرض ادا کیا اور تقویٰ اختیار کیا، بڑا اجر ہے

۴۰۷۷ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۚ (آل عمران: ۱۷۳)

۴۰۷۷ : محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معاویہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ (عروہ) سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آیت اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ... (صحابہ سے متعلق ہے) یعنی جن لوگوں نے اللہ اور رسولؐ کی بات مانی بعد اس کے کہ اُن کو زخم پہنچے، ان میں

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، جزء۳ صفحہ ۶۲ تا ۶۴)

قَالَتْ لِعُرْوَةَ يَا ابْنَ أُخْتِي كَانَ أَبَوَاكَ مِنْهُمْ الزُّبَيْرُ وَأَبُو بَكْرٍ لَمَّا أَصَابَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَصَابَ يَوْمَ أُحُدٍ وَانْصَرَفَ عَنْهُ الْمُشْرِكُوْنَ خَافَ أَنْ يَرْجِعُوْا قَالَ مَنْ يَذْهَبُ فِي إِثْرِهِمْ فَانْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ رَجُلًا قَالَ كَانَ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَالزُّبَيْرُ.

جنہوں نے نیک کام کئے اور تقویٰ اختیار کیا، اُن کے لئے بہت بڑا اجر ہوگا۔ حضرت عائشہؓ نے عروہ سے کہا: اے میرے بھانجے! تیرے آباء زبیرؓ اور حضرت ابوبکرؓ بھی انہی لوگوں میں سے تھے کہ جب جنگ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے اور مشرکین پلٹ گئے تو آپؐ کو خوف ہوا کہ کہیں وہ پھر نہ لَوٹ آئیں۔ آپؐ نے فرمایا: ان کا تعاقب کون کرے گا؟ تو اُن میں سے ستر آدمیوں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ عروہ کہتے تھے: ان میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت زبیرؓ بھی تھے۔

تشریح: اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ: اس باب میں جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بھی غزوہ اُحد کے تعلق میں نازل ہوئی تھی۔ پوری آیت یہ ہے: اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۚ (آل عمران: ۱۷۳) ترجمہ: جن لوگوں نے زخمی ہونے کے بعد اللہ اور رسول کے حکم کی تعمیل کی، وہ جنہوں نے اپنا فرض نہایت ہی اچھی طرح ادا کیا اور تقویٰ اختیار کیا اُن کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔ اس آیت اور اس کے بعد دو آیتوں میں روایت نمبر ۴۰۷۷ ہی کا مضمون بیان ہوا ہے۔ حمراء الاسد مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے جہاں کفارِ قریش نے جنگ اُحد کے بعد قیام کیا اور وہاں ان میں اپنی ناکامی سے متعلق ندامت کا احساس ہوا۔ ان میں سے کہنے والوں نے کہا کہ مکہ واپس لوٹ کر کیا کہو گے کہ تین ہزار کے لشکر نے کیا فتح حاصل کی۔ فتح کی ایک علامت مالِ غنیمت ہوتا ہے جو مغلوب سے حاصل ہوتا ہے۔ بعض نے یہ مشورہ دیا کہ یہاں سے لَوٹ کر پھر حملہ کیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے لَوٹنے کا احساس ہوا اور آپؐ نے صحابہؓ کی ایک جمعیت کفار کے تعاقب کے لئے تیار کی، اس خیال سے کہ مبادا وہ لَوٹیں۔ سیرت ابن ہشام میں اس تعاقب کا مفصل ذکر ہے۔ لکھا ہے کہ قریش کو خیال آیا کہ ہم کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں فتح حاصل ہوئی۔ نہ محمد (ﷺ) کو مار سکے، (نہ ابوبکرؓ و عمرؓ میں سے کوئی) نہ مدینہ والوں میں سے کسی کو ہم نے قید کیا اور نہ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ فتح کی علامتوں میں سے کوئی علامت بھی نہیں جو ہمارے غلبہ کی دلیل ہو۔ بہتر یہ ہوگا کہ ہم یہاں سے واپس ہوں اور مدینہ والوں کی بے خبری میں شہر میں داخل ہو جائیں اور سابقہ منصوبہ کے مطابق انہیں

تہ تیغ کر کے ان کا قصہ تمام کر دیں۔ اس خیال کا پیدا ہونا طبعی تھا، اس پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ ابوسفیان قائدِ حرب نے مقام حمراء الاسد میں مدینہ پر شب خون مارنے کی تیاری شروع کر دی۔[1]

علاوہ ازیں آپؐ نے دشمن کی نقل و حرکت معلوم کرنے کے لئے خبر رساں بھی بھیجے ہوئے تھے۔ آمدہ اطلاعات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندیشے کی تصدیق ہو گئی۔ دوسرے دن آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو تیاری کے لئے ارشاد فرمایا۔ آپؐ کے اعلانِ تیاری سے مدینہ میں غیر معمولی جوش پیدا ہو گیا۔ معبد خزاعی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قبیلہ خزاعہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق موالاۃ (دوستی) قائم ہو چکا تھا اور وہ مسلمانوں سے ہمدردی رکھتا تھا۔ اس نے صحابہ کرامؓ کے ولولہ انتقام اور تیاری کی صورت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، بعد ازاں مقامِ رَوحاء میں معبد اور ابوسفیان کی ملاقات ہوئی، حالات دریافت کرنے پر معبد نے ابوسفیان کو بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تعاقب کے لئے بہت بڑی تیاری کی ہے۔ یہ سن کر ابوسفیان کو ہمت نہ ہوئی اور اُس نے مکہ مکرمہ کو لوٹنے کے لئے جلدی سے کوچ کیا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے سیرت خاتم النبیین ﷺ صفحہ ۵۰۴، ۵۰۵۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی زخمی ہونے کے باوجود اس دستہ فوج میں شامل ہوئے اور آپؐ نے صرف انہی صحابہؓ کو شریک ہونے کی اجازت دی جو غزوۂ اُحد میں شریک ہو چکے تھے۔ آیت اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۚ[2] (آل عمران: ۱۷۳) میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ لوگوں کی اطلاع کے باوجود کہ کفار قریش دوبارہ مدینہ پر حملہ آور ہونے والے ہیں، زخمی صحابہؓ کی ہمتیں پست نہیں ہوئیں بلکہ بلند تھیں اور انہوں نے موت کی دھمکیوں کی پرواہ نہیں کی بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مدینہ میں دشمن کا انتظار کرنے کی بجائے وہ حمراء الاسد جا پہنچے مگر میدان خالی پایا۔ آپؐ نے وہاں تین دن قیام فرمایا۔ مگر ابوسفیان دوبارہ حملے کی جرأت نہ کر سکا۔ یہ واقعہ آیت سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ[3] (آل عمران: ۱۵۲) کی مزید تشریح ہے۔

محولہ بالا آیت میں دو لفظ "اَحْسَنُوْا" اور "اتَّقَوْا" قابل تشریح ہیں۔ صحیح بخاری کی اسی شرح میں متعدد بار بتایا جا چکا ہے کہ ہمیں ان الفاظ کا مترادف اردو یا کسی دوسری زبان میں نہیں ملتا۔ اِحسان عربی میں اِتقان کے معنوں میں بولا جاتا

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة حمراء الأسد، جزء۳ صفحہ ۶۵ تا ۶۷)
(المغازی للواقدی، غزوة حمراء الأسد، جزء اوّل صفحہ ۳۳۷، ۳۳۸)
(سبل الهدى والرشاد، أبواب المغازي، الباب الرابع عشر في غزوة حمراء الأسد، جزء۴ صفحہ ۳۰۸)

[2] ترجمہ حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ: "وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسول کو لبیک کہا بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکے تھے، ان میں سے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے احسان کیا اور تقویٰ اختیار کیا بہت بڑا اَجر ہے۔"

[3] ترجمہ حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ: "ہم ضرور اُن لوگوں کے دلوں میں رُعب ڈال دیں گے جنہوں نے کفر کیا۔"

ہے۔ کسی کام کو ایسی خوبی اور پختگی سے کرنا کہ اس میں کمال اور حُسن پیدا ہو جائے اور تقویٰ کے معنی ہیں احتیاطِ بلیغ یعنی انتہائی احتیاط۔ آیات متعلقہ واقعہ اُحد میں انہی دو لفظوں احسان اور تقویٰ کا ذکر کر کے زخمی صحابہؓ کا عمل سراہا اور ان سے اجرِ عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے جہاد کے عمل میں ایک نمایاں حسن پیدا کر دیا اور دفاع اور خود حفاظتی میں احتیاطی تدبیر آخری حد تک پہنچا دی تھی۔ یاد رہے کہ لفظِ اِحسان کا مفہوم اپنے مدلول کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کے تعلق میں اس کا مفہوم یہ بیان فرمایا ہے کہ تو اس طرح عبادت کرے کہ گویا تو معبود کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب ۳۷، روایت نمبر ۵۰)

انفاق فی سبیل اللہ سے متعلق احسان کا مفہوم جذبہ ایثار سے تکمیل پاتا ہے۔ اسی طرح جہاد میں اس کا مفہوم اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے نفس کی ایسی قربانی سے مکمل ہوتا ہے، جب احساس خوف والم، طمع و حرص اور شکوہ و شکایت سرِمو بھی راہ نہ پاسکیں بلکہ نفس خود فراموشی میں کھویا جائے۔ غزوۂ اُحد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسی جذبہ فدائیت کا شاندار نمونہ دکھایا ہے۔ مذکورہ بالا آیت اُن آخری آیتوں میں سے ہے جو غزوۂ احد سے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ امام بخاریؒ کا ابواب متعلقہ کے خاتمے پر اس آیت کا انتخاب نہایت برمحل ہے کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے جہاد کی شکل و صورت اپنے کمال حسن کے ساتھ آشکار ہو جاتی ہے۔ عَلَيْهِمْ رِضْوَانُ اللهِ جَمِيْعًا۔

قَامُوْا بِإِقْدَامِ الرَّسُوْلِ بِغَزْوِهِمْ كَالْعَاشِقِ الْمَشْغُوْفِ فِي الْمَيْدَانِ

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۹۱)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش قدمی کے ساتھ صحابہؓ یوں حملہ آور ہوئے جیسے کوئی عاشق شیدا اپنے معشوق کی طرف بڑھتا ہے۔

بَاب ۲۶: مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ أُحُدٍ

جنگ اُحد میں جو صحابہؓ شہید ہوئے

مِنْهُمْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَالْيَمَانُ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ

ان میں حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب، حضرت یمان، حضرت انس بن نضرؓ اور حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی تھے۔

۴۰۷۸: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِنْ

۴۰۷۸: عمرو بن علی (فلاس) نے ہمیں بتایا کہ معاذ بن ہشام نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا کہ قتادہ سے مروی

أَحْيَاءِ الْعَرَبِ أَكْثَرَ شَهِيْدًا أَغَرَّ[1] يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ. قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ أُحُدٍ سَبْعُونَ وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ سَبْعُونَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ سَبْعُونَ قَالَ وَكَانَ بِئْرُ مَعُونَةَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَوْمُ الْيَمَامَةِ عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ يَوْمَ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ.

ہے۔ انہوں نے کہا: ہم عرب قبائل میں سے کسی ایسے قبیلے کو نہیں جانتے جن کے (مرد) انصار سے زیادہ شہید ہوئے ہوں اور قیامت کے روز وہ زیادہ معزز ہوں۔ قتادہ نے کہا اور حضرت انس بن مالک ؓ نے ہم سے بیان کیا کہ ان (انصار) میں سے جنگ اُحد میں ستر شہید ہوئے تھے اور بئر معونہ کی جنگ میں بھی ستر اور یمامہ کی جنگ میں بھی ستر۔ قتادہ کہتے تھے: اور بئر معونہ کی جنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی اور یمامہ کا واقعہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں ہوا جس میں مسیلمہ کذاب سے جنگ ہوئی تھی۔

٤٠٧٩: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيْرَ لَهُ إِلَى أَحَدٍ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَنَا شَهِيْدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۴۰۷۹: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت کی کہ حضرت جابر بن عبداللہ (انصاری) رضی اللہ عنہما نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ اُحد کے دن دو دو شہیدوں کو ایک کپڑے میں اکٹھا کفناتے پھر فرماتے: ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد تھا؟ جب آپؐ کو کسی کے متعلق اشارہ کیا جاتا کہ اس کو قرآن زیادہ یاد تھا تو اُس کو پہلے لحد میں رکھتے اور (بالآخر) آپؐ نے فرمایا: میں قیامت کے روز ان کا گواہ ہوں گا اور آپؐ نے

[1] عمدۃ القاری میں اس جگہ لفظ اَعَزَّ ہے (عمدۃ القاری جزء ۱۷ صفحہ ۱۶۲) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا.

اُن کو اُن کے خونوں سمیت ہی دفن کرنے کا حکم دیا، نہ اُن کی نماز جنازہ پڑھی اور نہ انہیں غسل دیا۔

اطرافہ: ۱۳۴۳، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۵۳۔

٤٠٨٠: وَقَالَ أَبُو الْوَلِيْدِ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَبْكِي وَأَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ فَجَعَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَوْنَنِي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْكِهِ[1] مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ.

اطرافہ: ۱۲۴۴، ۱۲۹۳، ۲۸۱۶۔

۴۰۸۰: اور ابو الولید نے شعبہ سے، شعبہ نے (محمد) بن منکدر سے نقل کیا، کہتے تھے: میں نے حضرت جابرؓ سے سنا، انہوں نے کہا: جب میرے باپ شہید ہوئے میں رونے لگا اور ان کے چہرے سے کپڑا ہٹاتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مجھے روکتے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے) نہیں روکا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت فاطمہ بنت عمروؓ سے) فرمایا: ان کے لئے نہ رو، (یا فرمایا: کیا تم ان پر رُو رہی ہو، بحالیکہ) جب تک ان کا جنازہ نہیں اُٹھایا گیا ملائکہ ان پر اپنے پروں سے سایہ کئے رہے۔

٤٠٨١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أُرَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ أَنِّي

۴۰۸۱: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابواُسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ سے، برید نے اپنے دادا ابوبردہ سے، ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ میں سمجھتا ہوں انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، آپؐ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے

---

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں اس جگہ الفاظ ''لَا تَبْكِيهِ أَوْ مَا تَبْكِيهِ'' ہیں۔ (فتح الباری جزء۷ حاشیہ صفحہ ۴۶۸) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ بِهِ اللهُ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَأَيْتُ فِيْهَا بَقَرًا وَاللهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ.

اطرافه: ۳۶۲۲، ۳۹۸۷، ۷۰۳۵، ۷۰۴۱۔

ایک تلوار ہلائی اور اس کا اگلا حصہ ٹوٹ گیا ہے اور اس کی یہی تعبیر تھی جو جنگ اُحد میں مومن شہید ہوئے ہیں۔ پھر میں نے وہ دوبارہ ہلائی تو وہ پھر ویسی ہی اچھی ہوگئی جیسی کہ تھی اور اس کی یہی تعبیر ہے جو اللہ نے فتح دی اور مومنوں کو اکٹھا کر دیا ہے اور میں نے اس (خواب) میں چند گائیں دیکھیں (جو ذبح ہو رہی تھیں) اور اللہ سراسر بھلائی ہے اور اس کی تعبیر وہی مومن تھے جو جنگ اُحد میں کام آئے۔

٤٠٨٢: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللهِ فَمِنَّا مَنْ مَّضَى أَوْ ذَهَبَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا كَانَ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوا

۴۰۸۲: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا۔ زُہیر (بن معاویہ) نے ہمیں بتایا کہ اعمش نے شقیق سے، شقیق نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کی، وہ کہتے تھے: ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور ہم اللہ کی رضا مندی چاہتے تھے اس لئے اللہ کے ذمے ہمارا اجر ہوگیا۔ ہم میں سے بعض گزر گئے یا (کہا:) چلے گئے اور اپنی محنت کا کوئی ثمر نہ کھایا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی انہی میں سے تھے جو جنگ اُحد میں شہید ہوئے تھے اور انہوں نے سوائے ایک دھاری دار کملی کے کچھ نہ چھوڑا۔ جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانکتے تو ان کے دونوں پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں ڈھانپتے تو اُن کا سر کھل جاتا، یہ دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے

بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ الْإِذْخِرَ أَوْ قَالَ أَلْقُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

ان کا سر ڈھانک دو اور ان کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈالو یا فرمایا: ان کے پاؤں پر کچھ اذخر ڈال دو اور ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کا میوہ خوب پک گیا ہے اور وہ اُسے چن رہے ہیں۔

أطرافه: ۱۲۷۶، ۳۸۹۷، ۳۹۱۳، ۳۹۱۴، ۴۰۴۷، ۶۴۳۲، ۶۴۴۸۔

تشریح: مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ: عنوانِ باب میں جن صحابہ کرامؓ کی شہادت کا ذکر نمایاں کیا گیا ہے ان کی شجاعت کا نمونہ غیر معمولی ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ذکر باب ۲۳ میں، حضرت مصعب بن عمیرؓ کا ذکر باب ۱۷، روایت نمبر ۴۰۴۵، ۴۰۴۷ میں اور حضرت انس بن نضرؓ کا ذکر باب ۱۷ ہی کی روایت نمبر ۴۰۴۸ نیز کتاب الجہاد باب ۱۲، روایت نمبر ۲۸۰۵ میں گزر چکا ہے۔ حضرت انس بن نضرؓ کا نام غلطی سے ابوذر اور نسفی کے نسخوں میں نضر بن انسؓ آیا ہے جو دراصل ان کے بیٹے کا نام ہے۔ صحیح بخاری کے باقی نسخوں میں ان کا نام انس بن نضرؓ ہی ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۶۹) حضرت یمانؓ کا ذکر باب ۱۸، روایت نمبر ۴۰۶۵ میں آ چکا ہے۔

روایت نمبر ۴۰۴۸ میں گزر چکا ہے کہ حضرت انس بن نضرؓ نے اپنے قبیلہ کے کمزوری دکھانے والوں کی طرف سے معذرت کرتے ہوئے تلوار سونتی اور گھمسان کی لڑائی میں گھس گئے اور شہید ہو گئے۔ ان کے بدن پر اتنے زخم تھے کہ پہچانے نہ جاسکے، ان کی بہن نے ان کی انگلی کے پوروں سے انہیں پہچانا۔ رضی اللہ عنہ۔

حضرت انس بن نضرؓ حضرت انس بن مالکؓ کے چچا ہیں۔ ان کی نسبت محمد بن اسحاقؒ کی روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ وغیرہ صحابہ کو دیکھا کہ وہ افسردہ ہیں اور مایوسی کے عالم میں ایک طرف بیٹھے ہیں تو حضرت انسؓ (بن نضر) نے پوچھا کہ آپؓ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر زندگی کس کام کی۔ مُوْتُوْا عَلَى مَامَاتَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- جس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کو گلے لگایا ہے تمہاری موت بھی اسی پر ہو۔ یہ کہہ کر انہوں نے کفار پر حملہ کیا اور ان کی تلواروں سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔[1]

شہدائے اُحد کے مشہور صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ سالار دستہ جبل عینین، حضرت سعد بن ربیع، حضرت مالک بن سنانؓ والد حضرت ابوسعید، حضرت اوس بن ثابتؓ برادر حضرت حسانؓ، حضرت حنظلہ بن ابی عامرؓ (المعروف بغسیل الملائکۃ- ملائکہ کے نہلائے ہوئے)، حضرت خارجہ بن زید بن ابی زُہیرؓ داماد حضرت ابوبکر صدیقؓ

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، من شجاعة أصحاب الرسول ﷺ، جزء۳ صفحہ ۴۶)

اور حضرت عمرو بن جموحؓ کے نام بھی مذکور ہیں۔ رضوان اللہ علیہم۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۶۹) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (والد حضرت جابرؓ) کا واقعہ کتاب الجہاد والسیر باب ۲۰ روایت نمبر ۲۸۱۶ میں گزر چکا ہے۔

اس باب کے تحت پانچ روایتیں ہیں۔ پہلی روایت (نمبر ۴۰۷۸) جو قتادہ سے بصورت موصول مروی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہے جیسا کہ اسی روایت کے دوسرے حصہ سند میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ اَكْثَرَ شَهِيْدًا اَغَرَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: لفظ اَغَرَّ کشمیہنی کے نسخہ صحیح بخاری میں ہے۔ باقی نسخوں میں بجائے اَغَرَّ کے اَعَزَّ ہے۔ یعنی زیادہ معزز اور اَغَرَّ کے معنی ہیں زیادہ روشن۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۶۹) اس روایت میں جو تعداد ستر شہداء اُحد کی بتائی گئی ہے، ان میں اکثر انصار مدینہ تھے۔ رضی اللہ عنہم۔ سیرت ابن ہشام میں چونسٹھ انصار اور چھ مہاجر شہادت پانے والوں کا اسم وار ذکر ہے۔[۱] جبکہ طبقات ابن سعد میں صرف انصار شہداء کی تعداد ستر مذکور ہے۔[۲]

واقعہ بئر معونہ کے لئے دیکھئے کتاب الجہاد باب ۹، کتاب المغازی باب ۲۸۔ غزوۂ یمامہ کا تعلق مسیلمہ کذاب کی جنگ سے ہے جو حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں ہوئی تھی۔ اس کے لیے دیکھئے کتاب الجہاد باب ۳۹، کتاب المغازی باب ۲۳۔ روایت نمبر ۴۰۷۹ میں شہدائے احد کی تدفین کا ذکر ہے۔ اس تعلق میں کتاب الجنائز باب ۷۲ تا ۷۵ و ۷۸ کی تشریح بھی دیکھئے۔ روایت نمبر ۴۰۸۰ کی تشریح کے لیے دیکھئے کتاب الجنائز باب ۳۴۔

باب کی چوتھی روایت (نمبر ۴۰۸۱) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس خواب کا ذکر ہے اس کی شرح باب ۱۷ میں گزر چکی ہے۔ پانچویں روایت (نمبر ۴۰۸۲) کا اعادہ بطور خاتمہ ہے۔ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ (الأحزاب: ۲۴)[۳]

بَاب ۲۷: أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

اُحد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں

قَالَهُ عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عباس بن سہل نے ابوحُمید سے، ابوحُمید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ (الفاظ) نقل کئے۔

---

[۱] (السيرة النبوية لابن هشام، ذكر من استشهد بأحد من المهاجرين، جزء۳ صفحہ ۸۶- ۹۰)

[۲] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، من قتل من المسلمين يوم أحد، جزء۲ صفحہ ۴۰)

[۳] ترجمہ حضرت مصلح موعودؓ: ان مومنوں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا سچا کر دیا۔ پس بعض تو ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نیت کو پورا کر دیا (یعنی لڑتے لڑتے مارے گئے۔) اور اُن میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں اور اپنے ارادہ میں کوئی تزلزل انہوں نے نہیں آنے دیا۔

٤٠٨٣: حَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ.

۴۰۸۳: نصر بن علی نے مجھ سے بیان کیا، کہتے تھے: میرے باپ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے قُرّہ بن خالد سے، قُرّہ نے قتادہ سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا:) میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

أطرافهُ: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳۔

٤٠٨٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا.

۴۰۸۴: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مطلب کے غلام عمرو (بن ابی عمرو) سے، عمرو نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُحد دکھائی دیا تو آپؐ نے فرمایا: یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا اور میں اس کے دو پتھریلے میدانوں کے درمیان کی جگہ کو حرم قرار دیتا ہوں۔

أطرافهُ: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳۔

٤٠٨٥: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ

۴۰۸۵: عمرو بن خالد نے مجھ سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے یزید بن ابی حبیب سے روایت

عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا.

کرتے ہوئے ہمیں بتایا۔ یزید نے ابوالخیر (مرثد) سے، ابوالخیر نے حضرت عقبہؓ (بن عامر) سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر آئے اور اُحد والوں کی نماز جنازہ اسی طرح پڑھی جس طرح کہ میت کی پڑھا کرتے تھے، پھر آپؐ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تمہارا پیش رَو ہوں اور میں تمہارے لئے گواہی دوں گا اور میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں یا (فرمایا:) زمین کی چابیاں اور (فرمایا:) اللہ کی قسم! تمہارے متعلق مجھے یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے بلکہ تمہارے متعلق اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں تم دنیا میں ایک دوسرے سے بڑھ کر حرص نہ کرنے لگو۔

اطرافہُ: ۱۳۴۴، ۳۵۹۶، ۴۰۴۲، ۶۴۲۶، ۶۵۹۰۔

تشریح: أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ: اُحد سے محبت کی وجہ ظاہر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی کا اَبدی نشان ہے۔

وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِي وَلٰكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَا

(فتح الباری، کتاب الجهاد والسیر، باب ۷۴: من غزا بصبی للخدمة، جزء۶ صفحہ ۱۰۷)

میرے دل میں شہروں کی محبت نہیں بلکہ ان لوگوں کی محبت ہے جو اُن شہروں میں بستے ہیں

اس تعلق میں کتاب الحج باب ۵۷، باب ۶۰ بھی دیکھئے۔ نیز دیکھئے کتاب فضائل المدينة، باب حرم المدينة۔

بَاب ۲۸: غَزْوَةُ الرَّجِيْعِ وَ رِعْلٍ وَ ذَكْوَانَ وَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ

غزوۂ رجیع، رعل، ذکوان اور بئر معونہ

وَحَدِيْثُ عَضَلٍ وَالْقَارَةِ وَعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ وَخُبَيْبٍ وَأَصْحَابِهِ.

اور عضل اور قارہ نیز عاصم بن ثابتؓ و خبیبؓ اور ان کے ساتھیوں کا واقعہ۔

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ أَنَّهَا بَعْدَ أُحُدٍ.

ابن اسحاق نے کہا: عاصم بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ یہ واقعات اُحد کے بعد ہوئے۔

٤٠٨٦: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً عَيْنًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ وَهُوَ جَدُّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَانْطَلَقُوْا حَتَّى إِذَا كَانَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوْا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لَحْيَانَ فَتَبِعُوهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَامٍ فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى أَتَوْا مَنْزِلًا نَزَلُوْهُ فَوَجَدُوْا فِيْهِ نَوَى تَمْرٍ تَزَوَّدُوْهُ مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالُوْا هَذَا تَمْرُ يَثْرِبَ فَتَبِعُوْا آثَارَهُمْ حَتَّى لَحِقُوْهُمْ فَلَمَّا انْتَهَى عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوْا

۴۰۸۶: ابراہیم بن موسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام بن یوسف نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر (بن راشد) سے، معمر نے زُہری سے، زُہری نے عمرو بن ابی سفیان ثقفی سے، عمرو نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ فوج (قریش کے) حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا اور حضرت عاصم بن ثابتؓ کو اُن پر امیر مقرر کیا جو حضرت عاصم بن عمر بن خطابؓ کے نانا تھے۔ وہ روانہ ہوگئے یہاں تک کہ جب عسفان اور مکہ کے درمیان پہنچے تو ہذیل قبیلے کے ایک خاندان بنولحیان کو کسی نے اُن کی خبر دے دی۔ انہوں نے تقریباً ایک سو تیر اندازوں کے ساتھ صحابہؓ کے دستہ کا تعاقب کیا۔ وہ ان کے قدموں کے نشان پر چلے یہاں تک کہ ایک ایسے پڑاؤ پر پہنچے جہاں صحابہؓ اُترے تھے، انہوں نے وہاں کھجوروں کی گٹھلیاں پائیں جو صحابہؓ نے مدینہ سے بطور زادِ راہ لی تھیں۔ وہ تیر انداز اُن گٹھلیوں کو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ تو یثرب کی کھجوریں ہیں اور پھر وہ اُن کے قدموں کے نشانوں

إِلَى فَدْفَدٍ وَجَاءَ الْقَوْمُ فَأَحَاطُوْا بِهِمْ فَقَالُوْا لَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ إِنْ نَزَلْتُمْ إِلَيْنَا أَنْ لَّا نَقْتُلَ مِنْكُمْ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ فَقَاتَلُوْهُمْ حَتَّى قَتَلُوْا عَاصِمًا فِي سَبْعَةِ نَفَرٍ بِالنَّبْلِ وَبَقِيَ خُبَيْبٌ وَزَيْدٌ وَرَجُلٌ آخَرُ فَأَعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ فَلَمَّا أَعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ نَزَلُوْا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ حَلُّوْا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوْهُمْ بِهَا فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ الَّذِي مَعَهُمَا هَذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ فَأَبَى أَنْ يَّصْحَبَهُمْ فَجَرَّرُوْهُ وَعَالَجُوْهُ عَلَى أَنْ يَّصْحَبَهُمْ فَلَمْ يَفْعَلْ فَقَتَلُوْهُ وَانْطَلَقُوْا بِخُبَيْبٍ وَزَيْدٍ حَتَّى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ فَاشْتَرَى خُبَيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ فَمَكَثَ عِنْدَهُمْ أَسِيْرًا حَتَّى إِذَا أَجْمَعُوْا قَتْلَهُ اسْتَعَارَ مُوسًى مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ لِيَسْتَحِدَّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ قَالَتْ

پر اُن کے پیچھے چلتے گئے یہاں تک کہ اُن سے جا ملے۔ جب حضرت عاصمؓ اور اُن کے ساتھی ان کے مقابلہ سے رہ گئے تو انہوں نے ایک ٹیلے پر جا کر پناہ لی اور یہ تیر انداز بھی آ پہنچے اور اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور کہنے لگے: تم سے یہ عہد وپیمان ہے کہ اگر تم اُتر کر ہمارے پاس آ جاؤ تو ہم تم میں سے کسی شخص کو قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصمؓ نے کہا: میں تو کسی کافر کی پناہ میں نہیں اتروں گا۔ اے اللہ! اپنے نبیؐ کو ہمارے متعلق خبر دے۔ وہ اُن سے لڑے، آخر انہوں نے تیروں سے حضرت عاصمؓ کو بمع سات آدمیوں کے مار ڈالا اور حضرت خبیبؓ، حضرت زیدؓ اور ایک اور شخص بچ رہے۔ تیر اندازوں نے اُن کو عہد وپیمان دیا اور وہ ان کے عہد وپیمان دینے پر ان کے پاس آ گئے۔ جب انہوں نے انہیں قابو میں کر لیا تو اپنی کمانوں کی تانیں کھولیں اور اُن سے ان کو جکڑ دیا۔ یہ دیکھ کر تیسرا شخص جو اُن کے ساتھ تھا بولا: یہ تمہاری پہلی بدعہدی ہے۔ چنانچہ اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ تب انہوں نے اس کو گھسیٹا اور اس سے کشمکش کی کہ ان کے ساتھ چلے لیکن وہ نہ گیا، آخر انہوں نے اسے مار ڈالا اور حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کو لے کر چل دیئے اور ان دونوں کو مکہ میں بیچ ڈالا۔ حضرت خبیبؓ کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے خرید لیا اور حضرت خبیبؓ نے ہی حارث کو جنگ بدر میں قتل کیا تھا، وہ ان کے پاس قیدی رہے یہاں تک کہ سب نے اتفاق

فَغَفَلْتُ عَنْ صَبِيٍّ لِي فَدَرَجَ إِلَيْهِ حَتَّى أَتَاهُ فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ فَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَ ذَاكَ مِنِّي وَفِي يَدِهِ الْمُوسَى فَقَالَ أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَاكِ إِنْ شَاءَ اللهُ وَكَانَتْ تَقُوْلُ مَا رَأَيْتُ أَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ وَمَا بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ ثَمَرَةٌ وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ فِي الْحَدِيْدِ وَمَا كَانَ إِلَّا رِزْقٌ رَزَقَهُ اللهُ فَخَرَجُوْا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فَقَالَ دَعُونِي أُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَرَوْا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ مِنَ الْمَوْتِ لَزِدْتُ فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ هُوَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا ثُمَّ قَالَ:

کیا کہ وہ قتل کر دیئے جائیں۔ حضرت خبیبؓ نے حارث کی ایک بیٹی سے اُسترا عاریۃً لیا کہ زیر ناف بال صاف کریں۔ اس نے انہیں دے دیا۔ وہ کہتی تھیں: میں نے اپنے ایک بچے کا دھیان نہ رکھا تو وہ خبیبؓ کے پاس رینگتا ہوا چلا گیا جب ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا جب میں نے یہ دیکھا تو اتنی گھبرا گئی کہ خبیبؓ یہ گھبراہٹ سمجھ گئے، ان کے ہاتھ میں استرا تھا، وہ کہنے لگے: تم ڈرتی ہو کہ میں اسے مار ڈالوں گا۔ انشاء اللہ میں کبھی ایسا نہ کروں گا اور کہتی تھیں: میں نے خبیبؓ سے زیادہ اچھا کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے خود انہیں خوشۂ انگور سے انگور کھاتے دیکھا ہے بحالیکہ ان دِنوں مکہ میں کوئی میوہ نہ تھا اور وہ زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے اور وہ ایسا ہی کوئی رزق تھا جو اللہ نے اُن کو دیا۔ لوگ ان کو لے کر حرم سے باہر گئے تا انہیں قتل کر دیں۔ انہوں نے کہا: مجھے چھوڑ دو کہ دو رکعتیں نماز پڑھ لوں۔ پھر نماز سے فارغ ہوکر ان کے پاس آگئے اور کہنے لگے: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم سمجھو گے کہ مجھے موت کی گھبراہٹ ہے تو میں (اپنی اسی حالت میں) اور (نماز) پڑھتا۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قتل کے وقت دو رکعت پڑھنے کی سنت قائم کی۔ پھر انہوں نے کہا: اے اللہ! ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہنے پائے۔ پھر انہوں نے یہ شعر پڑھے:

مَا إِنْ أُبَالِي حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلَّهِ مَصْرَعِي

میں جبکہ فرمانبردار ہونے کی حالت میں مارا جارہا ہوں تو مجھے اس بات کی کیا پرواہ کہ اللہ کے لئے کس کروٹ پر گروں

وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

اور میری یہ موت اپنے معبود کی ذات کے لئے ہے اور اگر وہ چاہے تو اس ٹکڑے ٹکڑے کئے ہوئے جسم کے جوڑوں کو برکت دے دے۔

ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهُ وَبَعَثَتْ قُرَيْشٌ إِلَى عَاصِمٍ لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْ جَسَدِهِ يَعْرِفُونَهُ وَكَانَ عَاصِمٌ قَتَلَ عَظِيمًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبَعَثَ اللهُ عَلَيْهِ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا مِنْهُ عَلَى شَيْءٍ.

پھر اس کے بعد عقبہ بن حارث اُٹھ کر اُن کی طرف آیا اور اس نے ان کو قتل کر دیا۔ ادھر قریش نے کیا کیا کہ حضرت عاصم (بن ثابتؓ) کی لاش پر لوگوں کو بھیجا کہ حضرت عاصمؓ کے بدن سے کوئی حصہ لے آئیں تا کہ اُن کو پہچان لیں اور حضرت عاصمؓ نے جنگ بدر میں اُن کے سرداروں میں سے ایک بہت بڑے سردار کو قتل کیا تھا۔ اللہ نے زنبوروں (بھڑوں) کی فوج بادل کی طرح بھیج دی جس نے حضرت عاصمؓ (کے بدن) کو اُن کے بھیجے ہوئے آدمیوں سے بچایا اور وہ اُن کے بدن کا کوئی حصہ نہ لے سکے۔

اطرافہٗ: ۳۰۴۵، ۳۹۸۹، ۷۴۰۲۔

٤٠٨٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ الَّذِي قَتَلَ خُبَيْبًا هُوَ أَبُو سِرْوَعَةَ.

۴۰۸۷: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ عمرو (بن دینار) سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت جابرؓ سے سنا۔ کہتے تھے: جس نے حضرت خبیبؓ کو قتل کیا تھا وہ ابو سروعہ (عقبہ بن حارث) تھا۔

٤٠٨٨: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعِيْنَ رَجُلًا

۴۰۸۸: ابو معمر نے ہمیں بتایا کہ عبدالوارث (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز (بن صہیب) نے ہمیں بتایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم

لِحَاجَةٍ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ فَعَرَضَ لَهُمْ حَيَّانِ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ عِنْدَ بِئْرٍ يُقَالُ لَهَا بِئْرُ مَعُوْنَةَ فَقَالَ الْقَوْمُ وَاللهِ مَا إِيَّاكُمْ أَرَدْنَا إِنَّمَا نَحْنُ مُجْتَازُوْنَ فِي حَاجَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلُوهُمْ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ وَذَلِكَ بَدْءُ الْقُنُوتِ وَمَا كُنَّا نَقْنُتُ.

نے ستر آدمی جو قاری تھے (تبلیغ کی) غرض سے بھیجے۔ بنی سُلَیم کے دو قبیلوں رعل اور ذکوان نے ان سے ایک کنوئیں کے پاس جسے بئر معونہ کہتے تھے، تعرض کیا۔ ان لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم تمہارے قصد سے نہیں آئے بلکہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کام کے لئے آگے جارہے ہیں مگر انہوں نے ان کو قتل کر ڈالا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے خلاف ایک مہینہ بھر صبح کی نماز میں دعا کرتے رہے اور دعائے قنوت کی یہی ابتداء تھی اور ہم پہلے قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَسَأَلَ رَجُلٌ أَنَسًا عَنِ الْقُنُوتِ أَبَعْدَ الرُّكُوعِ أَوْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ قَالَ لَا بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنْ الْقِرَاءَةِ.

عبدالعزیز (بن صہیب) نے (اسی سند سے) یہ کہا اور ایک شخص نے دعائے قنوت کی نسبت حضرت انسؓ سے پوچھا: آیا رکوع کے بعد ہے یا قرأت سے فارغ ہونے پر؟ انہوں نے کہا: نہیں بلکہ قرأت سے فارغ ہونے پر (رکوع سے پہلے)۔

اطرافہٗ: ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۳۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۱۴، ۳۰۶۴، ۳۱۷۰، ۴۰۸۹، ۴۰۹۰، ۴۰۹۱، ۴۰۹۲، ۴۰۹۴، ۴۰۹۵، ۴۰۹۶، ۶۳۹۴، ۷۳۴۱۔

٤٠٨٩: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنَ الْعَرَبِ.

۴۰۸۹: مسلم (بن ابراہیم) نے ہمیں بتایا کہ ہشام نے ہم سے بیان کیا، (کہا:) قتادہ نے ہمیں بتایا کہ حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد قنوت میں مہینہ بھر عرب کے چند قبیلوں کے خلاف دعا کرتے رہے۔

اطرافہٗ: ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۳۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۱۴، ۳۰۶۴، ۳۱۷۰، ۴۰۸۸، ۴۰۹۰، ۴۰۹۱، ۴۰۹۲، ۴۰۹۴، ۴۰۹۵، ۴۰۹۶، ۶۳۹۴، ۷۳۴۱۔

٤٠٩٠: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِي لَحْيَانَ اسْتَمَدُّوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَدُوٍّ فَأَمَدَّهُمْ بِسَبْعِيْنَ مِنَ الْأَنْصَارِ كُنَّا نُسَمِّيْهِمُ الْقُرَّاءَ فِي زَمَانِهِمْ كَانُوْا يَحْتَطِبُوْنَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ حَتَّى كَانُوا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قَتَلُوْهُمْ وَغَدَرُوْا بِهِمْ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو فِي الصُّبْحِ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِي لَحْيَانَ. قَالَ أَنَسٌ فَقَرَأْنَا فِيْهِمْ قُرْآنًا ثُمَّ إِنَّ ذَلِكَ رُفِعَ: بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا أَنَّا لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا.

۴۰۹۰: عبد الاعلیٰ بن حماد نے مجھے بتایا کہ یزید بن زُرَیع نے ہم سے بیان کیا، (کہا:) سعید (بن ابی عروبہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دشمن کے برخلاف مدد طلب کی۔ آپؐ نے اُن کی ستر انصار سے مدد کی جنہیں ہم اپنے زمانے میں قاری کہا کرتے تھے، وہ دن کو لکڑیاں لاتے اور رات کو نماز پڑھتے۔ جب بئر معونہ پر پہنچے تو انہوں نے ان (صحابہؓ) سے دغا کیا اور انہیں مار ڈالا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (یہ خبر) پہنچی تو آپؐ مہینہ بھر صبح کی نماز میں عرب کے چند قبیلوں کے خلاف دعا کرتے رہے۔ یعنی رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان کے خلاف۔ حضرت انسؓ نے کہا: ہم سمجھتے رہے کہ یہ بھی قرآن ہے جو اُن کے متعلق نازل ہوا ہے۔ پھر یہ شبہ دور ہوا۔ (اور وہ یہ الفاظ تھے:) ہماری طرف سے ہماری قوم کو کہہ دو کہ ہم اپنے ربّ سے جا ملے ہیں۔ وہ ہم سے خوش ہوا اور ہمیں خوش کر دیا۔

وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ

اور (اسی سند کے ساتھ) قتادہ سے مروی ہے۔ انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ انہوں نے ان کو بتایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ تک صبح کی نماز میں عرب کے بعض قبائل کے

عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِي لَحْيَانَ. زَادَ خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ أُولَئِكَ السَّبْعِيْنَ مِنَ الْأَنْصَارِ قُتِلُوا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قُرْآنًا كِتَابًا نَحْوَهُ.

خلاف دعا کرتے رہے۔ یعنی رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان پر۔ خلیفہ (بن خیاط) نے اس روایت میں اتنا بڑھایا کہ (یزید) بن زُرَیع نے ہم سے بیان کیا کہ سعید (بن ابی عروبہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے اسی طرح روایت کی کہ حضرت انسؓ نے ہم سے بیان کیا: یہ ستر آدمی انصار میں سے تھے جو بئرمعونہ میں شہید کئے گئے۔ قرآن کا لفظ جو اس روایت میں آیا ہے، اس سے مراد کتاب ہے۔

اطرافُهُ: ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۳۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۱۴، ۳۰۶۴، ۳۱۷۰، ۴۰۸۸، ۴۰۸۹، ۴۰۹۱، ۴۰۹۲، ۴۰۹۴، ۴۰۹۵، ۴۰۹۶، ۶۳۹۴، ۷۳۴۱۔

٤٠٩١: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ خَالَهُ أَخٌ لِأُمِّ سُلَيْمٍ فِي سَبْعِيْنَ رَاكِبًا وَكَانَ رَئِيسَ الْمُشْرِكِيْنَ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ خَيَّرَ بَيْنَ ثَلَاثِ خِصَالٍ فَقَالَ يَكُونُ لَكَ أَهْلُ السَّهْلِ وَلِي أَهْلُ الْمَدَرِ أَوْ أَكُونُ خَلِيْفَتَكَ أَوْ أَغْزُوكَ بِأَهْلِ غَطَفَانَ بِأَلْفٍ وَأَلْفٍ فَطُعِنَ عَامِرٌ فِي بَيْتِ أُمِّ فُلَانٍ فَقَالَ غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْبَكْرِ فِي بَيْتِ امْرَأَةٍ مِنْ آلِ بَنِي فُلَانٍ ائْتُونِي بِفَرَسِي فَمَاتَ

۴۰۹۱: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: حضرت انسؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ماموں (حضرت حرام بن ملحانؓ) کو جو امّ سلیم کے بھائی تھے ستر سواروں کے ساتھ بھیجا اور عامر بن طفیل مشرکوں کا سردار تھا جس نے (آنحضرت ﷺ کو) تین باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا تھا۔ اس نے کہا: قصباتی لوگ آپؐ کے ہوں گے اور دیہاتی میرے یا یہ کہ (میں آپؐ کی وفات کے بعد) آپ کا جانشین ہوں گا ورنہ میں دو ہزار غطفان کے آدمیوں کو لے کر آپؐ پر حملہ کردوں گا تو عامر کسی عورت کے گھر طاعون میں مبتلا ہوا، کہنے لگا: یہ ویسی ہی گلٹیوں کی بیماری ہے جو (آل سلول کی) ایک عورت کے گھر میں جوان

عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُو أُمِّ سُلَيْمٍ وَهُوَ[1] رَجُلٌ أَعْرَجُ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ قَالَ كُونَا قَرِيبًا حَتَّى آتِيَهُمْ فَإِنْ آمَنُونِي كُنْتُمْ وَإِنْ قَتَلُونِي أَتَيْتُمْ أَصْحَابَكُمْ فَقَالَ أَتُؤَمِّنُونِي أُبَلِّغْ رِسَالَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ وَأَوْمَئُوا إِلَى رَجُلٍ فَأَتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ فَطَعَنَهُ قَالَ هَمَّامٌ أَحْسِبُهُ حَتَّى أَنْفَذَهُ بِالرُّمْحِ قَالَ اللهُ أَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَلُحِقَ الرَّجُلُ فَقُتِلُوا كُلُّهُمْ غَيْرَ الْأَعْرَجِ كَانَ فِي رَأْسِ جَبَلٍ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَيْنَا ثُمَّ كَانَ مِنَ الْمَنْسُوخِ:

اونٹ کو ہوئی تھی، میرا گھوڑا لاؤ۔ (وہ اس پر سوار ہوا) اور اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر ہی مر گیا۔ حضرت امّ سلیم کے بھائی حضرت حرام (بن ملحانؓ)، ایک لنگڑے آدمی اور ایک اور آدمی کو جو فلاں قبیلہ سے تھا، اپنے ساتھ لے کر (بنی عامر کے پاس) گئے۔ حرام نے ان دونوں سے کہا: تم قریب ہی رہنا، میں ان کے پاس جاتا ہوں۔ اگر انہوں نے مجھے امن دیا تو تم آجانا اور اگر مجھے قتل کر دیا تو تم اپنے ساتھیوں کے پاس جاکر انہیں بتانا۔ پھر حضرت حرامؓ نے عامر کے پاس جاکر کہا: کیا تم مجھے امن دیتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دوں؟ یہ کہہ کر وہ اس سے باتیں کرنے لگے۔ قبیلے کے لوگوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا۔ وہ ان کے پیچھے سے آیا اور ان کو نیزہ مار کر زخمی کیا۔ ہمام کہتے تھے: میں سمجھتا ہوں کہ اس نے نیزہ ان کے پار کر دیا۔ حضرت حرامؓ نے کہا: اللہ اکبر! کعبہ کے ربّ کی قسم! میں نے اپنی مراد پالی۔ پھر وہ لوگ دوسرے آدمی کے پیچھے چلے (اور اسے مار ڈالا اور پھر باقی قاریوں پر جاکر حملہ کر دیا اور) وہ سارے کے سارے مارے گئے سوا اُس لنگڑے آدمی کے جو پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا تھا۔ اللہ نے ہم پر وہ بات نازل کی۔ پھر اس کا ذکر اذکار موقوف ہوگیا۔ یعنی:

"إِنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا."

ہماری طرف سے ہماری قوم کو کہہ دو کہ ہم اپنے ربّ سے جا ملے ہیں، وہ ہم سے خوش ہوا اور ہمیں خوش کر دیا۔

---

[1] صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں یہاں الفاظ "حَرَامٌ أَخُو أُمِّ سُلَيْمٍ هُوَ وَرَجُلٌ أَعْرَجُ" ہیں اور یہی درست معلوم ہوتے ہیں۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۸۴) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثِيْنَ صَبَاحًا عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لَحْيَانَ وَعُصَيَّةَ الَّذِينَ عَصَوُا اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیس دن ہر صبح ان کے خلاف دعا کرتے رہے یعنی رعل، ذکوان، بنولحیان اور عصیہ کے خلاف۔ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کی۔

اطرافهُ: ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۳۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۱۴، ۳۰۶۴، ۳۱۷۰، ۴۰۸۸، ۴۰۸۹، ۴۰۹۰، ۴۰۹۲، ۴۰۹۴، ۴۰۹۵، ۴۰۹۶، ۶۳۹۴، ۷۳۴۱۔

٤٠٩٢: حَدَّثَنِي حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ لَمَّا طُعِنَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ وَكَانَ خَالَهُ يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ قَالَ بِالدَّمِ هَكَذَا فَنَضَحَهُ عَلَى وَجْهِهِ وَرَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ.

۴۰۹۲: حبان (بن موسیٰ) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، کہتے تھے: جب حضرت حرام بن ملحانؓ کے یوم بئر معونہ میں نیزہ مارا گیا اور وہ حضرت انسؓ کے ماموں تھے تو انہوں نے خون اپنے ہاتھ میں یوں لیا اور اپنے منہ اور اپنے سر پر (یوں) چھڑکا اور اس کے بعد کہا: کعبہ کے ربّ کی قسم! میں نے مراد پالی۔

اطرافهُ: ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۳۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۱۴، ۳۰۶۴، ۳۱۷۰، ۴۰۸۸، ۴۰۸۹، ۴۰۹۰، ۴۰۹۱، ۴۰۹۴، ۴۰۹۵، ۴۰۹۶، ۶۳۹۴، ۷۳۴۱۔

٤٠٩٣: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فِي الْخُرُوْجِ حِيْنَ اشْتَدَّ

۴۰۹۳: عبید بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ کہتی تھیں: حضرت ابوبکرؓ کو جب مکہ میں سخت تکلیف دی گئی تو آپؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (مکہ سے)

عَلَيْهِ الْأَذَى فَقَالَ لَهُ أَقِمْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَتَطْمَعُ أَنْ يُؤْذَنَ لَكَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنِّي لَأَرْجُو ذَلِكَ قَالَتْ فَانْتَظَرَهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ظُهْرًا فَنَادَاهُ فَقَالَ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّمَا هُمَا ابْنَتَايَ فَقَالَ أَشَعَرْتَ أَنَّهُ قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوْجِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ الصُّحْبَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّحْبَةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ عِنْدِي نَاقَتَانِ قَدْ كُنْتُ أَعْدَدْتُهُمَا لِلْخُرُوْجِ فَأَعْطَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَاهُمَا وَهِيَ الْجَدْعَاءُ فَرَكِبَا فَانْطَلَقَا حَتَّى أَتَيَا الْغَارَ وَهُوَ بِثَوْرٍ فَتَوَارَيَا فِيْهِ فَكَانَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ غُلَامًا لِعَبْدِ اللهِ بْنِ الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ أَخُو عَائِشَةَ لِأُمِّهَا وَكَانَتْ لِأَبِي بَكْرٍ مِنْحَةٌ فَكَانَ يَرُوْحُ بِهَا وَيَغْدُو عَلَيْهِمْ وَيُصْبِحُ فَيَدَّلِجُ إِلَيْهِمَا ثُمَّ يَسْرَحُ فَلَا يَفْطُنُ بِهِ أَحَدٌ مِنَ

ہجرت کر جانے کی اجازت مانگی تو آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: ٹھہرو۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! آپؐ بھی امید کرتے ہیں کہ آپؐ کو بھی اجازت دی جائے گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: میں بھی یہی امید رکھتا ہوں۔ کہتی تھیں: حضرت ابوبکرؓ اس کا انتظار کرتے رہے۔ ایک دن ظہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور آواز دی، آپؐ نے فرمایا: جو آپؓ کے ہاں ہوں ان کو باہر بھیج دیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: صرف میری دو بیٹیاں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا آپؓ کو معلوم ہوا ہے کہ مجھے نکلنے کا حکم ہو گیا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یارسول اللہ! میں بھی ساتھ ہوں گا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپؓ بھی ساتھ ہوں گے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یارسول اللہ! میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں جن کو میں نے جانے کے لئے تیار کر رکھا ہے چنانچہ ان میں سے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی، اس کا نام جدعاء تھا۔ وہ دونوں روانہ ہوگئے یہاں تک کہ اس غار پر آئے جو ثور پہاڑ میں ہے اور اس میں چھپ گئے۔ حضرت عامر بن فہیرہ جو عبداللہ بن طفیل بن سخبرہ کے غلام تھے جو حضرت عائشہؓ کے ماں کی طرف سے بھائی تھے اور حضرت ابوبکرؓ کی ایک دودھیل اونٹنی تھی جس کو حضرت عامر بن فہیرہؓ صبح چرانے کے لئے لے جاتے اور شام کو اُن کے پاس لے آتے تھے۔ وہ صبح کو اُٹھتے اور تھوڑی رات رہے دونوں کے پاس جاتے اور صبح ہونے سے پہلے پہلے (چراگاہ میں)

الرِّعَاءِ فَلَمَّا خَرَجَ خَرَجَ مَعَهُمَا يُعْقِبَانِهِ حَتَّى قَدِمَا الْمَدِيْنَةَ فَقُتِلَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ.

چلے آتے۔ اس لئے چرواہوں میں سے کوئی بھی اُن سے آگاہ نہ ہوتا۔ جب آنحضرت ﷺ (اور حضرت ابوبکرؓ) چلے تو (حضرت عامر بن فہیرہؓ) بھی ان کے ساتھ چلے۔ دونوں انہیں باری باری اپنے پیچھے بٹھا لیتے یہاں تک کہ مدینہ پہنچے۔ پھر حضرت عامر بن فہیرہؓ بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔

وَعَنْ أَبِي أُسَامَةَ قَالَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ فَأَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ لَمَّا قُتِلَ الَّذِيْنَ بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ وَأُسِرَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ مَنْ هَذَا فَأَشَارَ إِلَى قَتِيْلٍ فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ هَذَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَرْضِ ثُمَّ وُضِعَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرُهُمْ فَنَعَاهُمْ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَكُمْ قَدْ أُصِيْبُوا وَإِنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوْا رَبَّهُمْ فَقَالُوْا رَبَّنَا أَخْبِرْ عَنَّا إِخْوَانَنَا بِمَا رَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا فَأَخْبَرَهُمْ عَنْهُمْ وَأُصِيْبَ فِيْهِمْ يَوْمَئِذٍ عُرْوَةُ بْنُ أَسْمَاءَ بْنِ الصَّلْتِ فَسُمِّيَ عُرْوَةُ بِهِ

اور اسی سند کے ساتھ ابواسامہ سے مروی ہے، کہتے تھے: ہشام بن عروہ نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا، کہا: جب وہ لوگ بئر معونہ میں قتل کئے گئے اور حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ قید کئے گئے تو عامر بن طفیل نے ان سے پوچھا: یہ کون ہے؟ اور اس نے ایک مقتول کی طرف اشارہ کیا تو عمرو بن امیہ نے جواب دیا: یہ عامر بن فہیرہؓ ہے۔ عامر بن طفیل نے کہا کہ میں نے (عامر بن فہیرہؓ کو) دیکھا کہ وہ قتل کئے جانے کے بعد آسمان کی طرف اُٹھائے گئے ہیں یہاں تک کہ میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آسمان ان کے اور زمین کے درمیان ہے۔ پھر وہ (زمین پر) اُتارے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر پہنچی اور آپؐ نے ان کے قتل کئے جانے کی خبر صحابہؓ کو دی اور فرمایا: تمہارے ساتھی شہید ہوگئے ہیں اور انہوں نے اپنے ربّ سے دعا کی ہے کہ اے ہمارے ربّ! ہمارے متعلق ہمارے بھائیوں کو بتا کہ ہم تجھ سے خوش ہوگئے اور تو ہم سے خوش ہوگیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق بتایا اور اس دن ان کے ساتھ عروہ بن اسماء بن صلت بھی شہید ہوئے تھے اور عروہ (بن زبیر) کا نام انہی کے

وَمُنْذِرُ بْنُ عَمْرٍو سُمِّيَ بِهِ مُنْذِرًا.

نام پر عروہ رکھا گیا اور ان شہیدوں میں سے حضرت منذر بن عمروؓ بھی تھے۔ انہی کے نام پر (حضرت زبیرؓ کے ایک لڑکے کا نام) منذر رکھا گیا۔

اطرافہُ: ۴۷۶، ۲۱۳۸، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۹۷، ۳۹۰۵، ۵۸۰۷، ۶۰۷۹۔

٤٠٩٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَنَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَيَقُوْلُ عُصَيَّةُ عَصَتِ اللهَ وَرَسُوْلَهُ.

۴۰۹۴: محمد (بن مقاتل) نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ سلیمان تیمی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو مجلز سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد ایک مہینہ کھڑے ہو کر رعل اور ذکوان (قبیلوں) کے خلاف دعا کرتے رہے اور فرماتے تھے: عصیّہ قبیلہ نے اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت کی۔

اطرافہُ: ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۳۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۱۴، ۳۰۶۴، ۳۱۷۰، ۴۰۸۸، ۴۰۸۹، ۴۰۹۰، ۴۰۹۱، ۴۰۹۲، ۴۰۹۵، ۴۰۹۶، ۶۳۹۴، ۷۳۴۱۔

٤٠٩٥: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِيْنَ قَتَلُوْا أَصْحَابَهُ بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ ثَلَاثِيْنَ صَبَاحًا حِيْنَ يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَلَحْيَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَسٌ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي الَّذِيْنَ

۴۰۹۵: یحيٰ بن بُکَیر نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے، انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ تیس دن تک ان لوگوں کے خلاف دعا کرتے رہے جنہوں نے بئر معونہ میں آپؐ کے صحابہؓ کو قتل کر دیا تھا۔ آپؐ رعل اور لحیان اور عصیّہ جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کی، کے خلاف دعا کر رہے تھے۔ حضرت انسؓ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اُن لوگوں کی نسبت جو بئر معونہ میں قتل کئے گئے تھے،

قُتِلُوا أَصْحَابِ بِئْرِ مَعُوْنَةَ قُرْآنًا قَرَأْنَاهُ حَتَّى نُسِخَ بَعْدُ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا فَقَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِيْنَا عَنْهُ.

قرآن نازل کیا جسے ہم پڑھتے رہے۔ آخر وہ پڑھنا بعد کو موقوف ہوگیا۔ وہ یہ تھا: ہماری قوم کو (یہ بات) پہنچا دو کہ ہم اپنے ربّ سے آملے ہیں۔ وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اس سے راضی ہو گئے۔

اطرافہُ: ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۳۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۱۴، ۳۰۶۴، ۳۱۷۰، ۴۰۸۸، ۴۰۸۹، ۴۰۹۰، ۴۰۹۱، ۴۰۹۲، ۴۰۹۴، ۴۰۹۶، ۶۳۹۴، ۷۳۴۱۔

٤٠٩٦: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوْتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ كَانَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ أَوْ بَعْدَهُ قَالَ قَبْلَهُ قُلْتُ فَإِنَّ فُلَانًا أَخْبَرَنِي عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَهُ قَالَ كَذَبَ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا أَنَّهُ كَانَ بَعَثَ نَاسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ وَهُمْ سَبْعُوْنَ رَجُلًا إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ قِبَلَهُمْ فَظَهَرَ هَؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَدْعُو عَلَيْهِمْ.

۴۰۹۶: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد (بن زیاد) نے ہمیں بتایا۔ عاصم احول نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز میں دعائے قنوت پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: ہاں درست ہے۔ میں نے کہا: رکوع سے پہلے پڑھا کرتے تھے یا بعد؟ انہوں نے کہا: رکوع سے پہلے۔ میں نے کہا: فلاں (یعنی محمد بن سیرین) نے تو آپ کے متعلق مجھے بتایا ہے کہ آپؓ نے رکوع کے بعد کہا تھا۔ انہوں نے کہا: غلط کہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو رکوع کے بعد ایک مہینہ کھڑے ہوکر دعا کرتے رہے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ آپؐ نے کچھ لوگ جنہیں قاری کہتے تھے اور وہ ستر تھے بعض مشرکوں کے پاس بھیجے اور ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان عہد تھا۔ (اس واقعہ سے) ظاہر ہوگیا کہ حملہ کرنے والے (بنوعامر نہ تھے بلکہ) دوسرے لوگ تھے (یعنی بنو سلیم)۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد مہینہ بھر اُن کے خلاف دعا کرتے رہے۔

اطرافہُ: ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۳۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۱۴، ۳۰۶۴، ۳۱۷۰، ۴۰۸۸، ۴۰۸۹، ۴۰۹۰، ۴۰۹۱، ۴۰۹۲، ۴۰۹۴، ۴۰۹۵، ۶۳۹۴، ۷۳۴۱۔

تشریح: غَزْوَةُ الرَّجِيْعِ وَرِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبِئْرِ مَعُوْنَةَ: عنوانِ باب دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک حصہ کا عطف غزوۂ رجیع پر ہے یعنی غزوۂ رجیع اور غزوۂ رعل وذکوان وبئر معونہ اور دوسرے حصہ کا عطف حدیث پر یعنی حدیث عضل والقارة وحدیث عاصم بن ثابت وخبیب واصحابہ۔ کتاب الجہاد باب ۹، باب ۱۹ کی تشریح میں غزوہ بئر معونہ کا واقعہ تفصیل سے گزر چکا ہے۔ ستر قاری تبلیغی غرض سے بھیجے گئے تھے۔ غزوہ کا نام اس واقعہ پر اس لیے اطلاق پاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبائل نجد کی طرف سے اندیشہ تھا[۱] جس کی وجہ سے مبلغین کی تعداد بڑھائی گئی تا اگر قبائل بنی سلیم غداری کریں تو یہ تعداد اُن کا مقابلہ کر سکے۔ رجیع کا وفد خبر رسانی کی غرض سے تیار کیا گیا تھا اور قبائل عضل و قارہ کی درخواست پر جو بظاہر اسلام قبول کرنے کی غرض سے ان دِنوں مدینہ میں آئے ہوئے تھے۔ یہ وفد تبلیغ کے لئے ان کے ساتھ روانہ کیا گیا تھا۔[۲] دونوں مواقع پر غداری کی گئی اور لڑائی کی صورت پیدا ہوگئی۔ صحابہ کرامؓ نے حملہ آوروں سے مقابلہ کیا۔ اس لئے دونوں واقعات غزوہ کہلائے۔ ورنہ ان کی روانگی سے درحقیقت جنگ مقصود نہ تھی، محض تبلیغ اسلام مدنظر تھی۔ دونوں واقعات کی نوعیت ایک سی ہے، اس لئے عنوانِ باب میں ان کا ذکر یکجا کیا گیا ہے۔ بعض شارحین کا خیال ہے کہ امام بخاریؒ کو یہ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے کہ رجیع اور بئر معونہ کا واقعہ ایک ہے یہ خیال درست نہیں۔ دونوں کو ایک ہی عنوان سے اکٹھا کرنے کی ایک اور وجہ بھی ہے کہ وہ تقریباً ایک ہی زمانہ میں رونما ہوئے جیسا کہ ابن سعدؒ نے طبقات میں ذکر کیا ہے کہ غزوۂ احد کے بعد ماہِ صفر ۴ھ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مذکورہ بالا دونوں واقعات کی اطلاع ملی[۳] اور عنوانِ باب ہی میں محمد بن اسحاقؒ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ غزوۂ احد کے بعد مذکورہ بالا قبائل کی غداری کے واقعات ظاہر ہوئے تھے۔

سیرت ابن ہشام میں زیرِ عنوان ذِكْرُ يَوْمِ الرَّجِيْعِ فِيْ سَنَةِ ثَلَاثٍ قبیلہ عضل وقارہ سے متعلق ان الفاظ میں روایت نقل کی گئی ہے: فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فِيْنَا إِسْلَامًا فَابْعَثْ مَعَنَا نَفَرًا مِّنْ أَصْحَابِكَ يُفَقِّهُوْنَنَا فِي الدِّيْنِ وَيُقْرِءُوْنَنَا الْقُرْآنَ وَيُعَلِّمُوْنَنَا شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ[۲] عضل وقارہ کے نمائندوں نے کہا: یارسول اللہ! ہمیں اسلام کی طرف رغبت ہے۔ اپنے صحابہؓ میں سے کچھ لوگ ہمارے ساتھ بھیجئے جو ہمیں دین سمجھائیں، قرآن پڑھائیں اور احکام شریعت سکھائیں تو آپؐ نے حضرت مرثد غنویؓ کی قیادت میں چھ آدمی بھیجے جن میں حضرت عاصم بن ثابتؓ، حضرت خبیب بن عدیؓ اور حضرت زید بن دثنہؓ بھی تھے (دو قبیلہ اوس کے دو خزرج کے اور دو مہاجر) جب یہ حجاز کے اطراف میں مقامِ رجیع پر پہنچے تو اُن سے غداری کی گئی۔ رجیع قبیلہ ہذیل کا چشمہ ہے جو ھَدَأَة پہاڑی سے نکلتا ہے۔[۲] اس نام کا ایک علاقہ طائف کے قریب بھی ہے (معجم البلدان- رجیع) جہاں سلسلہ کوہستان قرہ ہے۔

---

[۱] (السيرة النبوية لابن هشام، حديث بئر معونة في صفر سنة أربع، جزء ۳ صفحه ۱۳۸)

[۲] (السيرة النبوية لابن هشام، ذكر يوم الرجيع في سنة ثلاث، جزء ۳ صفحه ۱۲۳، ۱۲۴)

[۳] (الطبقات الكبرى لابن سعد، سرية المنذر بن عمرو، جزء ۲ صفحه ۴۸، ۴۹)

ہذیل مکہ مکرمہ کے شمالی قبائل میں سے مشہور قبیلہ ہے۔ صحابہ کرامؓ نے جب دیکھا تو وہ اُس وقت ان کے نرغے میں تھے۔ ناچار ان صحابہؓ کو اپنے بچاؤ کے لئے حملہ آوروں سے لڑنا پڑا۔

أَنَّهَا بَعْدَ أُحُدٍ: ابن اسحاقؒ کی یہ وہ روایت ہے جس کا حوالہ عنوانِ باب میں دیا گیا ہے اور جس میں صراحت ہے کہ یہ واقعہ جنگ اُحد کے بعد ۳ھ کا ہے۔ ظاہر ہے کہ غزوۂ احد ۱۴- شوال ۳ھ ہجری میں ہوا اور غزوہ رجیع مطابق تصریح ابن سعدؒ ماہ صفر ۳ھ میں۔[1] تو یہ عرصہ تین چار ماہ سے زیادہ کا نہیں۔ بعض کتب سیر و تاریخ میں رجیع اور

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، سریۃ المنذر بن عمرو، جزء ۲ صفحہ ۴۸، ۴۹)

بئر معونہ کا واقعہ محرم اور صفر ۴ھ کا بیان کیا گیا ہے۔[1] مزید وضاحت کیلئے دیکھئے سیرت خاتم النبیین ﷺ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ ۵۱۳ تا ۵۲۱۔ نیز دیکھئے سیرت النبی ﷺ مصنفہ علامہ شبلی نعمانی جلد اوّل صفحہ ۲۲۴۔

امام بخاریؒ نے ابن اسحاقؒ کے حوالے سے اس غلطی کی اصلاح کی ہے کہ جنگ اُحد پر زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اردگرد کے قبائل نے جلد ہی فتنہ فساد برپا کر دیا۔ بدوی قبائل بنی سلیم میں سخت ہیجان پیدا ہوا۔ انہوں نے دغا، فریب، شب خونی اور اچانک حملوں سے غزوۂ بدر و اُحد کا انتقام لینا چاہا۔ مدینہ کے دور و نزدیک قبائلی علاقے بھڑک اُٹھے۔ یہودی جلاوطنوں نے بھی مال و دولت کی طمع دے کر ان قبائل کو انصار و مہاجرین مدینہ کے خلاف خوب مشتعل کر دیا۔ کھلے مقابلے کی جگہ انہوں نے وہ راہ اختیار کی جس کا ذکر اس باب کی روایتوں میں ہے۔ قرآنِ مجید میں اس حالتِ خوف و خطر کا نقشہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کھینچا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ کو بطور احسانِ عظیم یاد دلاتا اور فرماتا ہے: وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ (الأنفال:۲۷) ترجمہ: اور وہ وقت بھی یاد کرو جبکہ تم تھوڑے تھے اور زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے، ڈرتے تھے کہ مبادا لوگ تمہیں اُچک کر نہ لے جائیں۔ اس نے (اس نازک حالت میں) تمہیں (مدینہ میں) پناہ دی اور اپنی نصرت سے تمہیں مضبوط کیا اور تمہیں پاکیزہ رزق دیا تا تم شکر گزار ہو۔ اس حالت خوف و خطرہ کا تعلق اسی زمانے سے ہے جس میں غزواتِ بدر و اُحد اور رجیع و بئر معونہ وغیرہ واقع ہوئے۔

واقعات کی نوعیت سے بھی ظاہر ہے کہ قبائل کا صحابہ کرامؓ کو اپنے علاقے میں دعوت دے کر بے رحمی سے ذبح کر دینا کسی خاص منصوبے کے تحت عمل میں لایا گیا تھا جس علاقے میں اور جن قبائل کی طرف سے یہ واقعات رونما ہوئے، وہ کفارِ مکہ کے زیر اثر تھے۔ بئر معونہ مکہ اور عسفان کے درمیان واقع ہے۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۷۴) رجیع بھی بئر معونہ کی جہت میں واقع ہے۔ (روایت نمبر ۴۰۸۶) اور عضل و قارہ قبیلہ بنو الہون (مضر) کی شاخیں ہیں۔[2] کنانہ، اسد، عکل، مزینہ، تمیم اور ہذیل بھی مضر ہی میں سے ہیں۔ یہ قبائل قریش مکہ کے حلیف تھے اور نجد کے بالائی حصے کی ایسی جگہوں میں تھے جہاں سے قریش کے تجارتی قافلے گزرتے تھے۔ مذکورہ بالا منصوبہ سے متعلق قیاس کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ تبلیغی وفدوں میں ایسے مہاجرین وانصار شامل تھے جن کے ہاتھ سے غزوۂ بدر و اُحد میں کفار قریش کے بعض بڑے بڑے سردار ہلاک ہوئے تھے۔

قبیلہ عضل و قارہ کے لوگوں نے پہلے عہد و پیمان دے کر انہیں زندہ قید کر کے مکہ مکرمہ کو لے جانے کی کوشش کی تا انہیں ورثائے مقتولین کے ہاتھ فروخت کر دیں جیسا کہ روایت نمبر ۴۰۸۶ میں ذکر ہے کہ حضرت خبیبؓ نے غزوۂ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا اور حارث کے بیٹوں نے انہیں خرید لیا اور طبقات ابن سعد میں یوں صراحت ہے:

---

[1] (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، بئر معونة، جزء ۲ حاشیہ صفحہ ۴۹۶)

[2] (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، بعث الرجيع، جزء ۲ صفحہ ۴۷۵)

مَا نُرِيْدُ قِتَالَكُمْ اِنَّمَا نُرِيْدُ اَنْ نُّصِيْبَ بِكُمْ ثَمَنًا مِّنْ اَهْلِ مَكَّةَ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ اَلَّا نَقْتُلَكُمْ [1] ترجمہ: ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے۔ مکہ والوں سے تمہارے عوض میں صرف مال حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اور تم سے اقرار اور پختہ عہد کرتے ہیں کہ ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے۔ اس حوالے اور حضرت خبیبؓ کے فروخت کئے جانے سے ظاہر ہے کہ اہل مکہ کے سمجھوتے پر ان قبائل نے فریب دہی سے کام لیا۔ عربوں میں مقتول کے انتقام کا عقیدہ ان کے لئے موت و زندگی کا سوال تھا جس کی وجہ سے ان کے درمیان مدتوں لڑائیوں کا ختم نہ ہونے والا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ بدر میں ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے جن کی تعداد ستر تھی اور یہی تعداد قیدیوں کی بھی تھی۔ اس کے مقابلے میں مسلمانوں کا جانی نقصان بہت کم تھا۔ کفارِ مکہ کی طرف سے اپنے بدری مقتولین ہی کا انتقام لینے کے لئے زرِ کثیر صَرف کر کے اُحد میں جنگ کی گئی تھی۔ مگر اس میں بھی بقول ابن اسحاقؒ ان کے بائیس جانباز کام آئے۔ [2] اس لڑائی میں ان کی آتش انتقام ٹھنڈی نہیں ہوئی بلکہ اور بھڑک اُٹھی۔ اس لئے انہوں نے کھلے میدان میں لڑنے کی جگہ نجدی قبائل کے ذریعہ سے دغا وفریب کا طریق اختیار کیا۔ مقتولین اُحد میں قریش کے حلیف بنو عامر وغیرہ کے بعض لوگ بھی تھے۔ [2] اور اس انتقامی کارروائی میں اس لحاظ سے دشمنوں کو بظاہر کامیابی ہوئی کہ انہوں نے بیک وقت دونوں واقعات میں مسلمانوں کے اسّی افراد قتل کر کے اپنا انتقام لے لیا۔ کھلی لڑائی میں تو محاربین ایک دوسرے کے قتل وقید کا حق رکھتے تھے۔ ان کے سوا کسی اور کو یہ حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ فریب دہی سے دوسروں کو قتل یا قید کرے۔ یہ صریح وحشیانہ کارروائی تھی جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا شدید صدمہ ہوا کہ آپؐ نے مہینہ بھر ان قبائل کے لئے بد دعا کی۔

کتب سیر وتاریخ میں واقعہ رجیع سفیان بن خالد ہذلی لحیانی کے قتل سے وابستہ کیا گیا ہے [3] جس کی نسبت ابن سعد کی روایت ہے کہ وہ عرنہ کے علاقہ میں مدینہ پر حملہ کرنے کی غرض سے بہت بڑی تیاری کر رہا تھا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپؐ نے اس کے کوچ کرنے سے پہلے حضرت عبد اللہ بن اُنیسؓ کو بھیج کر اسے ختم کروا دیا۔ [4] سیرت ابن ہشام میں بھی اس کا ذکر ہے۔ [5] مگر ان دونوں مؤرخین نے اس واقعہ کو غزوۂ رجیع کا سبب نہیں بتایا اور امام بخاریؒ نے اسے نظر انداز کیا ہے۔ بہر حال اس واقعہ سے کم از کم اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ نجدی علاقہ کے حالات بہت مخدوش تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ابو براء عامر بن مالک (ملاعب الاسنہ: نیزہ باز) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ نجدیوں کی طرف اپنے صحابہؓ میں سے بعض کو بھیجیں جو انہیں اسلام کی دعوت دیں اور امید

[1] (الطبقات الكبرى لابن سعد، سرية مرثد بن أبي مرثد، جزء ۲ صفحہ ۵۲)
[2] (السيرة النبوية لابن هشام، ذكر من قتل من المشركين يوم أحد، جزء ۳ صفحہ ۹۲)
[3] (المغازی للواقدی، غزوة الرجيع، جزء اول صفحہ ۳۵۴)
[4] (الطبقات الكبرى لابن سعد، سرية عبد الله بن أنيس، جزء ۲ صفحہ ۴۷)
[5] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة عبد الله بن أنيس، جزء ۴ صفحہ ۲۶۵)

ہے کہ وہ اسلام قبول کر لیں گے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنِّيْ أَخْشٰى عَلَيْهِمْ أَهْلَ نَجْدٍ کہ مجھے نجدیوں کی طرف سے ان کے بارے میں اندیشہ ہے تو اس نے کہا: أَنَا لَهُمْ جَارٌ: وہ میری پناہ میں ہوں گے۔ تو آپؐ نے چیدہ صحابہ بھیجے جن میں اکثر قاری تھے اور ایک صحابی تو بنو سلیم قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔[1] تعداد اسی وجہ سے بڑھائی گئی تھی کہ آپؐ کو اطمینان نہ تھا۔ عامر بن طفیل اور بنو سلیم کے بعض قبائل نے ایسی حالت میں ان پر چھاپہ مارا کہ وہ سوئے ہوئے تھے۔ انہوں نے مقابلہ کیا مگر دشمن تعداد میں بہت زیادہ تھا۔ منت پوری کرنے کے لئے صرف ایک آدمی کی جان بخشی ہوئی۔[2]

سیرت ابن ہشام کی مذکورہ بالا روایت سے بھی اسی امر کی تائید ہوتی ہے کہ نجدی قبائل مضر شرارت کے لئے پہلے سے تلے بیٹھے تھے۔ فتح مکہ پر بھی یہ لوگ شرارت سے باز نہیں آئے۔ ہوازن کے تیر اندازوں کا اچانک حملہ تاریخ اسلام میں غزوۂ حنین کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ہوازن مضری قبیلے ہی کی ایک شاخ تھے۔ (دیکھئے باب ۵۴) فتح مکہ کے بعد جب عبد القیس کا وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسلام سیکھنے کے لئے آیا تو اس وفد نے آپؐ سے قبائل مضر ہی کی شکایت کی تھی۔ (دیکھئے باب ۶۹) اور عکل و عُرَینہ جن کے بعض افراد ۶ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے، انہوں نے اسلام قبول کیا، مدینہ میں کچھ عرصہ ٹھہرے اور ان کی خاطر و تواضع ہوئی، اس کے باوجود انہوں نے نہایت کمینگی اور شدید سنگ دلی کا اظہار کیا۔ (دیکھئے کتاب الوضوء، روایت نمبر ۲۳۳) ان میں سے بھی عکل کا قبیلہ مضری تھا۔[3] غطفان اور فزارہ کا اچانک حملہ اسی قبیل سے ہے جو کتب مغازی میں غزوۂ غابہ کے نام سے مشہور ہے۔[4] یہ حملہ ۶ھ میں ہوا تھا۔ (دیکھئے کتاب الجہاد والسیر، باب ۱۶۶، روایت نمبر ۳۰۴۱) یہ واقعات ان مشرک قبائل کی عداوت شدید کے آئینہ دار ہیں۔ قبائل مضر کے دو بڑے خاندان تھے۔ ایک بنو خندف اور دوسرا بنو قیس اور وہ مختلف شاخوں میں منقسم تھے۔ قارہ، عکل، عدی، تمیم، کنانہ، ہون اور ثعلبہ وغیرہ کا تعلق پہلے خاندان سے تھا۔[5] اور غطفان، فزارہ، مرۃ، سلیم، ہوازن، ثقیف، بنو عامر، عبس اور ذبیان وغیرہ کا تعلق دوسرے خاندان سے تھا۔[6] یہ قبائل علاقہ نجد کے بالائی حصوں میں سکونت رکھتے تھے اور قریش مکہ کے زیر اثر تھے۔

امام بخاریؒ نے زیر شرح واقعات یونہی ایک عنوان میں جمع نہیں کر دیئے اور نہ امر واقعہ کے لحاظ سے ان کی پیش کردہ روایتوں میں خلط ہے سوا کتابت کی ایک غلطی کے جو امام ابن حجرؒ نے صاف کر دی ہے یا اختصار لفظی کے۔

[1] (تاریخ الخمیس، سریۃ المنذر بن عمرو إلی بئر معونۃ، جزء اوّل صفحہ ۴۵۲)
[2] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، حدیث بئر معونۃ، جزء۳ صفحہ ۱۳۸)
[3] (عمدۃ القاری، کتاب الوضوء، شرح باب ۶۶: أبوال الأبل والدواب والغنم، جزء۳ صفحہ ۱۵۲)
[4] (الطبقات الکبری لابن سعد، غزوۃ رسول اللہ ﷺ الغابۃ، جزء۲ صفحہ ۷۶)
[5] (أنساب الأشراف للبلاذری، نسب بنی مدرکۃ بن إلیاس بن مضر، جزء۱۱، صفحہ ۸۳، ۱۵۰، ۲۰۹، ۲۶۱-۲۶۳)
[6] (أنساب الأشراف للبلاذری، نسب قیس، جزء۱۳، صفحہ ۹۵-۹۹، ۲۸۵، ۲۸۶، ۳۴۱)

یعنی روایت نمبر ۴۰۹۱ میں سہو کاتب ہے۔ فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُو أُمِّ سُلَيْمٍ وَهُوَ رَجُلٌ أَعْرَجُ لکھا گیا ہے۔ اس فقرہ سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ لنگڑے تھے۔ اصل عبارت یوں ہے: فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُو أُمِّ سُلَيْمٍ هُوَ وَ رَجُلٌ أَعْرَجُ وَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي فُلَانٍ۔ یعنی وہ (اخو اُمّ سُلَیم) اور ایک لنگڑا شخص اور ایک اور شخص فلاں قبیلے کا چلے گئے۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۸۴) حضرت انسؓ کی یہی روایت کتاب الجہاد باب ۹ میں گزر چکی ہے۔ (روایت نمبر ۲۸۰۱) اس میں حضرت حرام بن ملحانؓ کے علاوہ دو شخصوں کے جانے کا ذکر ہے جن میں سے ایک لنگڑا تھا۔[1] روایت نمبر ۴۰۹۰ میں اور اس کی اگلی سند (نمبر ۴۰۹۱) میں الفاظ فَقَرَأْنَا فِيهِمْ قُرْآنًا اور الفاظ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْنَا سے جو غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ یہ کوئی آیت تھی، اس کی وضاحت بھی روایت نمبر ۲۸۰۱ میں موجود ہے کہ جبریل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شہدائے بئر معونہ کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذکر کیا تھا۔ یہ آیت نہیں تھی جو آپؐ پر قرآنی وحی کی طرح نازل ہوئی ہو۔ (دیکھئے کتاب الجہاد تشریح باب ۹)

روایت نمبر ۴۰۹۳ کا تعلق تو آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور حضرت ابوبکرؓ کی ہجرت سے ہے جو کتاب مناقب الانصار باب ۴۵ روایت نمبر ۳۹۰۵ میں گزر چکی ہے۔ یہاں اس کا ذکر واقعہ بئر معونہ کے تعلق میں اس لئے کیا گیا ہے کہ اس میں حضرت عامر بن فہیرہؓ کی شہادت کا ذکر تھا جنہیں حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کے سفر میں اپنے ساتھ لیا تھا۔ انہوں نے مکہ میں اسلام قبول کیا (أسد الغابة - ذكر عامر بن فهيرة) اور ان سابقین میں سے شمار ہوئے جنہیں درجہ شہادت نصیب ہوا۔ علیہم رضوان اللہ۔

اس باب کی آخری روایت (نمبر ۴۰۹۶) میں جملہ فَظَهَرَ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ وضاحت طلب ہے۔ سیرت ابن ہشام اور طبقات ابن سعد کی روایت کے حوالے سے بتایا جاچکا ہے کہ ابوبراء عامر بن مالک (ملاعب الأسنہ - نیزہ باز) کی خواہش وضمانت پر ستر قاری تبلیغ کی غرض سے بھیجے گئے تھے۔ یہ قبیلہ بنی عامر کے سردار تھے اور اسلام کی طرف مائل اور ان کا بھتیجا عامر بن طفیل اسلام کا دشمن تھا جس نے قبیلہ بنی عامر سے چاہا تھا کہ قاریوں پر حملہ کر دیا جائے تو انہوں نے ابوبراء کے عہد کی بناء پر اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا جس پر عامر بن طفیل نے بنو سلیم کے قبیلہ عصیہ اور ذکوان کو اُکسا کر ان پر حملہ کروادیا۔ فَظَهَرَ سے مراد یہ ہے کہ بنو عامر کے انکار سے معلوم ہو گیا کہ جنہوں نے حملہ کیا تھا وہ ان کے علاوہ دوسرے قبیلے کے لوگ تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابوبراء عامر بن مالک کو اپنے بھائی کے بیٹے عامر بن طفیل کی غداری کا اتنا شدید صدمہ ہوا کہ وہ اس صدمہ سے جاں بحق ہو گئے اور ان کے بیٹے ربیعہ نے اپنے چچازاد بھائی عامر بن طفیل کو برچھی مار کر ہلاک کر دیا۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۸۹) اور صحیح بخاری کی روایت نمبر ۴۰۹۱ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا کے نتیجہ میں وہ طاعون سے ہلاک ہوا تھا۔

---

[1] اس تعلق میں مسند احمد بن حنبل، مسند أنس بن مالك، جزء ۳ صفحہ ۲۱۰ بھی دیکھئے۔

اردو متن میں فَظَهَرَ هٰؤُلَاءِ ... کا ترجمہ سیاقِ کلام اور روایت نمبر ۱۰۰۲ (کتاب الوتر باب ۷) کو مدنظر رکھ کر کیا گیا ہے جو مسدد سے مروی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: بَعَثَ ... اِلٰی قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ دُوْنَ اُولٰئِكَ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ۔ امام ابن حجرؒ نے عبارت کا اشتباہ یوسف کے ایک حوالے سے دور کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: اِلٰی قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَتَلَهُمْ قَوْمٌ مُّشْرِكُوْنَ دُوْنَ اُولٰئِكَ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۸۹) غرض اس لفظی اختصار کے سوا باقی روایات بخاری اپنے مفہوم میں واضح ہیں۔

روایت نمبر ۴۰۹۱، ۴۰۹۲ میں حضرت حرام بن ملحانؓ سے متعلق مروی ہے انہوں نے برچھا لگنے پر اپنا خون ہاتھ میں لیا، اپنے چہرے اور سر پر چھڑکا اور فرمایا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ فُزْتُ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ: ربّ کعبہ کی قسم! میں نے مراد پالی۔ حضرت عروہ بن زبیرؒ کی ایک دوسری روایت میں یہی الفاظ حضرت عامر بن فہیرہؓ کی طرف بھی منسوب کئے گئے ہیں اور اس میں ہے کہ قاتل نے حضرت ضحاک بن سفیانؓ سے پوچھا کہ ان الفاظ سے عامر بن فہیرہ کی کیا مراد ہے؟ تو اُسے بتایا گیا کہ اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ میں نے شہادت کی موت سے جنت پالی جو اس زندگی میں میرا اَصل مطلوب و مقصود ہے۔ اس سے وہ اتنا متاثر ہوا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۸۸)

حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ نے اپنے چہرے اور سر پر خون اسی لئے چھڑکا تھا کہ یہ خون شہادت ان کی تمنا پوری کرنے والا ہے۔ اللہ اللہ! صحابہ کرامؓ کی زندگی و موت دونوں کا ایک ایک سانحہ عجیب و غریب شان والہیّت و فدائیت کا مظہر ہے۔

روایت نمبر ۴۰۹۳ کے آخر میں ہے کہ بئر معونہ کے واقعہ میں حضرت عروہ بن اسماء بن صلت سلمیؓ حلیف بنی عمرو بن عوف اور حضرت منذر بن عمرو خزرجیؓ جو بنو ساعدہ کے خاندان میں سے تھے شہید ہوئے۔ حضرت منذر رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ اور غزوۂ بدر میں بھی شریک ہوئے تھے اور اکابر صحابہ میں سے تھے۔ انہی دونوں کی شہادت کے سبب سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے دو بیٹوں کا نام عروہ اور منذر رکھا گیا تھا۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۸۸)

اس باب کی سات روایتوں میں مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل بنی سلیم کے خلاف مہینہ بھر دعا کی۔ اس سے آپؐ کے صدمہ کی شدت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ جنگ اُحد میں ستّر صحابہؓ شہید ہوئے تھے اور اس کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں رجیع اور بئر معونہ کے ہر دو واقعات میں اَسّی صحابہؓ اور شہید ہو گئے۔ یہ صدمہ زیادہ تکلیف دہ تھا کہ چیدہ مبلغین دغا و فریب سے تہ تیغ کر دیئے گئے۔ ان صبر آزما مظالم کا سلسلہ بہت طول پکڑ گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو پے در پے حادثات سے جو گہرے زخم پہنچے، نہیں کہہ سکتے کہ ان زخموں کے درد کی شدّت زیادہ تھی یا آپؐ کا صبر اپنی شدّتِ ضبط میں زیادہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دونوں باتیں محیر العقول ہیں۔ اپنی قوم کی اصلاح میں ان وحشیانہ ظلموں کی وجہ سے آپؐ مایوس نہیں ہوئے۔ انتہائی الم و غم کے صدمے سہتے ہوئے

آپؐ اپنے فرضِ منصبی کی ادائیگی میں ہمیشہ پر اُمید رہے اور آخر آپؐ کی امید جس شان سے پوری ہوئی وہ سب کو معلوم ہے۔ آپؐ کی مہینہ بھر مضطربانہ دعا آپؐ کے غم واندوہ کی شدت کا پتہ دیتی ہے اور قبولیت دعا نے ان ظالم کفار کی گردنیں توڑ کر رکھ دیں۔ شدید قحط نے ان کو مردوں کی ہڈیاں چبوائیں اور ناچار ہو کر آپؐ کے قدموں میں آگرے کہ دعا فرمائیں یہ قحط دور ہو۔ (دیکھئے کتاب الاستسقاء باب ۱۳ روایت نمبر ۱۰۲۰) سورۃ الدخان میں بھی اس قحط کا ذکر ہے۔ فرماتا ہے: ہم یہ قحط کی سزا دور کریں گے مگر تم پھر شرارتیں کرو گے اور ہم (نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى) تمہیں ایک بہت بڑی گرفت میں لیں گے۔ اس تعلق میں دیکھئے حقائق الفرقان، سورۃ الدخان جلد سوم صفحہ ۵۶۸، ۵۶۹۔

کتب مغازی میں آیا ہے کہ شہدائے اُحد پر اُن کی رشتہ دار عورتیں قدیم طریق کے مطابق نوحہ کرنے لگیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے مقتولین کا بین کرتے سنا تو انصار و مہاجرین کے غم سے آپؐ چشم پُر آب ہو گئے اور فرمایا: لٰكِنْ حَمْزَةُ لَا بَوَاكِيَ لَهُ۔ حمزہؓ کی کوئی رونے والیاں نہیں۔ جب یہ خبر مسلم خواتین کو پہنچی تو وہ اپنا رونا بھول گئیں اور اکٹھی ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حضرت حمزہؓ کا نوحہ کرتی آئیں۔ آپؐ باہر نکلے، ان کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ اس قسم کا نوحہ اسلام میں جائز نہیں اور آئندہ کے لئے یہ قدیم رسم ممنوع قرار پائی۔[1] اس تعلق میں ایک لطیف تبصرہ سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم (مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے) صفحہ ۵۰۳ میں دیکھئے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عالی کا عجیب علم حاصل ہوتا ہے۔ جذباتِ غم کے اظہار میں بھی اصلاح آپؐ کے مدنظر تھی۔ غم زدوں کی دلداری بھی فرمائی اور اصلاح بھی۔ آپ کی دعاوبددعا کا بھی یہی حال تھا۔

روایت نمبر ۴۰۹۰ کے الفاظ اِسْتَمَدُّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَدُوٍّ فَأَمَدَّهُمْ بِسَبْعِيْنَ مِنَ الْأَنْصَارِ... بھی قابل وضاحت ہیں۔ استمداد سے یہاں تبلیغ اسلام میں مدد طلب کرنا مراد ہے، جنگی استمداد نہیں جیسا کہ سیرت ابن ہشام کی روایت میں صراحت ہے کہ ہمیں اسلام کی طرف رغبت ہے، کچھ لوگ بھیجیں جو ہمیں دین اسلام کی تعلیم دیں۔ قبیلہ بنو عامر کا سردار اسلام سمجھنے کی غرض سے مدینہ میں آیا تھا۔ آپؐ نے اسے سمجھایا۔ اس بارہ میں ابن اسحاق کے یہ الفاظ ہیں: فَعَرَضَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامَ... فَلَمْ يُسْلِمْ وَلَمْ يَبْعُدْ مِنَ الْإِسْلَامِ۔ آپؐ نے اُسے اسلام سے آگاہ کیا۔ وہ اسلام میں داخل نہیں ہوا اور نہ اس سے دور ہوا اور چاہا کہ مبلغین بھیجے جائیں تا اس کی قوم کے لوگ دین اسلام سیکھیں۔[2] وہ چاہتا تھا کہ ساری قوم مسلمان ہو۔

یہ روایت (نمبر ۴۰۹۰) حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ ان کی یہی روایت بسند قتادہ کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے۔ اس میں ہے کہ قبائل رِعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان کے نمائندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام میں داخل ہوئے۔ وَاسْتَمَدُّوْا عَلٰى قَوْمِهِمْ... (کتاب الجہاد، باب ۱۸۴، روایت نمبر ۳۰۶۴) اس

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، دفن الشهداء، جزء ۳ صفحہ ۶۲، ۶۳)

[2] (السيرة النبوية لابن هشام، حديث بئر معونة، جزء ۳ صفحہ ۱۳۷، ۱۳۸)

روایت سے بھی ظاہر ہے کہ یہ استمداد تبلیغی تھی نہ کہ جنگی اور آپؐ کے چیدہ قاری بھیجنے سے بھی اسی امر کی تائید ہوتی ہے کہ یہ مہم تبلیغی تھی نہ کہ حربی۔ بنو عامر اور بنو سلیم کے گھرانے بڑی تعداد میں تھے۔ مقصود یہ تھا کہ ایک ایک دو دو قاری ان کے سرداروں کے مشورے سے ان میں تقسیم کر دیئے جائیں تا انہیں تعلیم دے سکیں۔

فَقَالَ بِالدَّمِ هٰكَذَا ... : قَالَ یہاں بمعنی فَعَلَ ہے یعنی ابن ملحان نے خون اپنے ہاتھ میں یوں لیا اور اپنے منہ اور سر پر چھڑکا اور فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ کہتے ہوئے جان دے دی۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۸۵) جرأت اور دلیری اور جانبازی و فدائیت کا جو نمونہ ہر مجاہد نے دکھایا وہ ایک اَبدی شہادت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسنِ تربیت پر۔ فرماتا ہے: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (البقرۃ:۱۴۴) ترجمہ: اسی طرح (آزمائش سے) ہم نے تمہیں ایک اعلیٰ درجہ کی امت بنایا ہے تا تم دوسرے لوگوں کے لئے نمونہ ہو اور رسول تمہارے لئے نمونہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت خبیب، حضرت عاصم، حضرت ابن ملحانؓ اور دیگر صحابہؓ بھی زخمی ہوئے اور کفار بھی زخمی ہوئے اور اِن کی عورتیں بھی روئیں اور اُن کی عورتیں بھی روئیں۔ ان دونوں کے احساسِ اَلم و اظہارِ غم اور ان کی ذہنیت و معنویت میں بہت بڑا فرق ہے۔ ایک فریق وحی الٰہی کے تسلی آمیز ہمت افزا پیغام سے مطمئن اور دوسرا مایوس و مضطرب۔ فرماتا ہے: وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ○ (آل عمران:۱۴۰ تا ۱۴۲) ترجمہ: اور تم کمزوری نہ دکھاؤ اور نہ غم کرو اور اگر تم مومن ہو تو تم ہی بالا رہو گے۔ اگر تمہیں زخم پہنچے تو ان لوگوں کو بھی تو ویسا ہی زخم پہنچ چکا ہے اور یہ (فتح و شکست کے) دن ایسے ہیں کہ ہم انہیں لوگوں کے درمیان باری باری چکر دیتے رہتے ہیں اور اس لئے بھی کہ اللہ ان لوگوں کو ظاہر کر دے جو ایمان لائے ہیں اور تم میں سے بعض کو شہید بنائے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور یہ اس لئے کرتا ہے کہ جو مومن ہیں اللہ انہیں نکھار دے اور کافروں کو ہلاک کر دے۔

اور فرماتا ہے: وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۧ (النساء:۱۰۵) ترجمہ: اور تم اس قوم کی طلب میں سُستی نہ کرو۔ اگر تمہیں تکلیف ہوتی ہے تو جس طرح تمہیں تکلیف ہوتی ہے انہیں بھی تکلیف ہوتی ہے اور تم اللہ سے وہ کچھ امید رکھتے ہو جس کی وہ امید نہیں رکھتے اور اللہ بہت ہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اور تاریخ عالم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے حق میں سنہری حروف سے یہ شہادت قلمبند کی ہے کہ وہ نہ تھکے نہ ماندہ ہوئے۔ جیسا کہ فرماتا ہے: فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ○ (آل عمران:۱۴۷) ترجمہ: ان زخموں کی وجہ سے جو اللہ کی راہ میں انہیں پہنچے نہ وہ ماندہ ہوئے نہ کمزور اور

نہ انہوں نے ہمت ہاری اور صبر کرنے والے اللہ کے محبوب ہیں۔ کتنا بڑا فرق ہے دونوں کے احساسات میں۔ یسعیاہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا:

''وہ راستی سے عدالت کرے گا، وہ ماندہ نہ ہوگا اور ہمت نہ ہارے گا، جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم نہ کر لے۔ جزیرے اس کی شریعت کا انتظار کریں گے۔''

(یسعیاہ باب ۴۲:۳تا۵)

اس پیشگوئی کا آخری حصہ بھی اسی روح جہاد کا متقاضی ہے جس کا نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے دکھایا اور جسے امام بخاریؒ وغیرہ محدثین کی کاوش نے ہمارے لئے محفوظ کر دیا ہے کہ ہم ان کے پاک نمونے سے فائدہ اُٹھائیں اور اسی روح کے ساتھ جہادِ عظیم کی مقدس مہم جاری رکھیں۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرَ الْجَزَاءِ۔

بَاب ۲۹: غَزْوَةُ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْأَحْزَابُ

غزوۂ خندق اور یہی غزوۂ احزاب ہے

قَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ كَانَتْ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ أَرْبَعٍ.

موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ جنگ خندق شوال ۴ھ میں ہوئی۔

٤٠٩٧: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْهُ وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَهُ.

۴۰۹۷: یعقوب بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نافع نے مجھے بتایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے دن ان کا جائزہ لیا اور وہ چودہ برس کے تھے، آپؐ نے انہیں (جنگ میں شامل ہونے کی) اجازت نہ دی اور خندق کے دن ان کا جائزہ لیا اور وہ پندرہ برس کے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے انہیں جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دی۔

طرفہٗ: ۲۶۶۴۔

٤٠٩٨: حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَنْدَقِ وَهُمْ يَحْفِرُونَ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ عَلَى أَكْتَادِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ
فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

اطرافہ: ۳۷۹۷، ۶۴۱۴۔

۴۰۹۸: قتیبہ (بن سعید) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالعزیز (بن ابی حازم) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (اپنے باپ) ابوحازم (سلمہ بن دینار) سے، ابوحازم نے حضرت سہل بن سعد (ساعدی) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق میں تھے اور وہ خندق کھود رہے تھے اور ہم مٹی اپنے مونڈھوں پر ڈھو رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا کوئی
زندگی نہیں، مہاجرین وانصار کی مغفرت فرما۔

٤٠٩٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَبِيْدٌ يَعْمَلُوْنَ ذَلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوْعِ قَالَ:

اللَّهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَهْ
فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ

۴۰۹۹: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہمیں بتایا۔ معاویہ بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحاق (فزاری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حمید (طویل) سے روایت کی کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی طرف نکلے، دیکھا کہ مہاجرین و انصار سردی کے دن صبح کے وقت خندق کھود رہے ہیں۔ اُن کے غلام نہ تھے جو اُن کے لئے یہ کام کرتے۔ جب آپؐ نے ان کی تکان اور بھوک محسوس کی تو فرمایا کہ

اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔
اے اللہ! انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

فَقَالُوْا مُجِيبِيْنَ لَهُ:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا

عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدَا

تو انہوں نے جواب میں یہ کہا:

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد (ﷺ) کی بیعت کی ہے اس بات پر کہ جب تک باقی رہیں گے ہمیشہ جہاد کریں گے۔

اطرافهُ: ۲۸۳۴، ۲۸۳۵، ۲۹۶۱، ۳۷۹۵، ۳۷۹۶، ۴۱۰۰، ۶۴۱۳، ۷۲۰۱۔

٤١٠٠: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ وَيَنْقُلُوْنَ التُّرَابَ عَلَى مُتُوْنِهِمْ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا

عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِينَا أَبَدَا

۴۱۰۰: ابومعمر (عبداللہ بن عمرو منقری) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالعزیز (بن صُہیب) سے، عبدالعزیز نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ مہاجرین اور انصار مدینہ کے گرد خندق کھودنے لگے اور وہ اپنی پیٹھوں پر مٹی ڈھو رہے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے:

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد (ﷺ) کے ہاتھ پر بیعت کی ہے کہ جب تک ہم باقی رہیں گے ہمیشہ اسلام پر قائم رہیں گے۔

قَالَ يَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُجِيْبُهُمْ:

اللَّهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَهْ

فَبَارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ

حضرت انسؓ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں یہ فرمارہے تھے کہ

اے اللہ! آخرت کی بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں، سو تو انصار اور مہاجرین کو برکت دے۔

قَالَ يُؤْتَوْنَ بِمِلْءِ كَفِّي مِنَ الشَّعِيْرِ فَيُصْنَعُ لَهُمْ بِإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ تُوضَعُ بَيْنَ يَدَيِ الْقَوْمِ وَالْقَوْمُ جِيَاعٌ وَهِيَ بَشِعَةٌ فِي الْحَلْقِ وَلَهَا رِيْحٌ مُنْتِنٌ.

حضرت انسؓ کہتے تھے: دو مٹھی جَو اُن کو دیئے جاتے تھے اور بُو دار چربی ڈال کر وہ پکائے جاتے اور یہی کھانا ان کے سامنے رکھا جاتا بحالیکہ وہ لوگ بھوکے ہوتے اور یہ کھانا بدمزہ اور تلخ تھا اور اس کی سڑی ہوئی بُو ہوتی۔

اطرافهُ: ۲۸۳۴، ۲۸۳۵، ۲۹۶۱، ۳۷۹۵، ۳۷۹۶، ۴۰۹۹، ۶۴۱۳، ۷۲۰۱۔

٤١٠١ : حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كَيْدَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَاءُوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا هَذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ فَقَالَ أَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فِي كُدْيَةٍ فَعَادَ كَثِيْبًا أَهْيَلَ أَوْ أَهْيَمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ائْذَنْ لِي إِلَى الْبَيْتِ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مَا كَانَ فِي ذَلِكَ صَبْرٌ فَعِنْدَكِ شَيْءٌ فَقَالَتْ عِنْدِي شَعِيْرٌ وَعَنَاقٌ فَذَبَحَتِ الْعَنَاقَ وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ حَتَّى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَجِيْنُ قَدِ انْكَسَرَ وَالْبُرْمَةُ بَيْنَ الْأَثَافِيِّ قَدْ كَادَتْ أَنْ تَنْضَجَ فَقُلْتُ طُعَيِّمٌ لِي فَقُمْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ

۴۱۰۱: خلاد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد بن ایمن نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ (ایمن حبشی) سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں حضرت جابر (بن عبد اللہ انصاری) رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا: ہم خندق کے دن زمین کھود رہے تھے کہ ایک سخت پتھر سامنے آ گیا۔ پس وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ خندق میں ایک پتھر آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں اُترتا ہوں۔ آپؐ کھڑے ہوگئے اور آپؐ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا اور تین دن سے ہم نے کچھ بھی نہیں چکھا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال لی اور اس سے پتھر پر ضربیں لگائیں تو وہ بُھربُھرا؛ یا کہا کہ پھسلتی ہوئی ریت کا ڈھیر ہوگیا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے گھر تک جانے کی اجازت دیجئے۔ میں نے جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بات محسوس کی ہے جس پر صبر نہیں ہوسکتا۔ کیا تمہارے پاس کچھ (خوراک) ہے؟ کہنے لگی: کچھ جَو اور بکری کا چھوٹا بچہ ہے۔ میں نے اس بچے کو ذبح کیا اور اس نے جَو پیسے اور ہم نے پتھر کی ہانڈی میں گوشت ڈال دیا۔ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آٹا خمیر ہو چکا تھا اور ہانڈی چولہے پر پکنے کے قریب تھی۔ میں نے کہا: (یارسول اللہ!) میرے پاس کچھ کھانا ہے۔ یارسول اللہ! آپؐ اُٹھیں

وَرَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ قَالَ كَمْ هُوَ فَذَكَرْتُ لَهُ قَالَ كَثِيرٌ طَيِّبٌ قَالَ قُلْ لَهَا لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّورِ حَتَّى آتِيَ فَقَالَ قُومُوا فَقَامَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ قَالَ وَيْحَكِ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَمَنْ مَعَهُمْ قَالَتْ هَلْ سَأَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ ادْخُلُوا وَلَا تَضَاغَطُوا فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّورَ إِذَا أَخَذَ مِنْهُ وَيُقَرِّبُ إِلَى أَصْحَابِهِ ثُمَّ يَنْزِعُ فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَغْرِفُ حَتَّى شَبِعُوا وَبَقِيَ بَقِيَّةٌ قَالَ كُلِي هَذَا وَأَهْدِي فَإِنَّ النَّاسَ أَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ.

اطرافہُ: ۳۰۷۰، ۴۱۰۲۔

اور ایک یا دو آدمی ساتھ لے لیں۔ آپؐ نے پوچھا: کھانا کتنا ہے؟ میں نے آپؐ سے بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا: بہت ہے اور اچھا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اپنی بیوی سے کہو ہانڈی نہ اُتارے اور نہ روٹی تنور سے نکالے جب تک کہ میں نہ آجاؤں۔ پھر آپؐ نے صحابہ سے کہا: اُٹھو۔ چنانچہ مہاجرین اور انصار کھڑے ہوگئے۔ جب حضرت جابرؓ اپنی بیوی کے پاس گئے، کہنے لگے: تمہارا بھلا ہو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار اور جواُن کے ساتھ ہیں سب کو لے کر آگئے ہیں۔ ان کی بیوی نے کہا: کیا آنحضرت ﷺ نے تم سے کچھ پوچھا تھا؟ میں نے کہا: ہاں۔ پھر آپؐ نے (صحابہ سے) فرمایا: اندر چلو اور کشمکش نہ کرو۔ آپؐ روٹیوں کے ٹکڑے کرکے ان پر گوشت ڈال کر صحابہؓ کو دینے لگے اور جب ہانڈی اور تنور سے کچھ لیتے تو اسے ڈھانپ دیتے۔ اسی طرح کرتے رہے یہاں تک کہ صحابہ سیر ہوگئے اور کچھ کھانا بچ بھی رہا۔ آپؐ نے (حضرت جابر کی بیوی سے) فرمایا: لو اَب یہ کھالو اور ہدیہ بھیجو کیونکہ لوگ بہت بھوکے ہیں۔

٤١٠٢: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ

۴۱۰۲: عمرو بن علی (فلاس) نے مجھے بتایا۔ ابوعاصم (ضحاک بن مخلد) نے ہم سے بیان کیا کہ حنظلہ بن ابی سفیان نے ہمیں خبر دی۔ سعید بن میناء نے ہمیں بتایا، انہوں نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيْدًا فَانْكَفَيْتُ إِلَى امْرَأَتِي فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيْدًا فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيْرٍ وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ فَفَرَغَتْ إِلَى فَرَاغِي وَقَطَّعْتُهَا فِي بُرْمَتِهَا ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَا تَفْضَحْنِي بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَنْ مَّعَهُ فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنَّا صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ كَانَ عِنْدَنَا فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ مَّعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتَّى أَجِيءَ فَجِئْتُ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدُمُ النَّاسَ حَتَّى جِئْتُ

رضی اللہ عنہما سے سنا، کہتے تھے: جب خندق کھودی گئی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بھوک سے آپؐ کا پیٹ پچک گیا۔ میں وہاں سے لوٹ کر اپنی بیوی کے پاس آیا۔ میں نے پوچھا: کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اتنی بھوک ہے کہ آپؐ کا پیٹ پچک گیا ہے۔ یہ سن کر وہ میرے پاس ایک تھیلا لائی جس میں ایک صاع جَو تھے اور ہمارے گھر کا پلا ہوا ایک بکری کا بچہ تھا۔ میں نے اسے ذبح کیا اور بیوی نے جَو پیسے۔ میرے فارغ ہونے تک وہ بھی فارغ ہوگئی۔ میں نے گوشت کاٹ کر اُس کی ہانڈی میں ڈال دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس چلا۔ وہ کہنے لگی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرنا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور چپکے سے کہا: یارسول اللہ! ہم نے اپنا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو جو ہمارے پاس تھے پیسے ہیں۔ آپ آئیں اور آپؐ کے ساتھ کچھ لوگ بھی۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا: خندق والو! جابرؓ نے دعوت کی ہے۔ چلو جلدی چلو اور (مجھ سے) فرمایا: اپنی ہانڈی نہ اُتارنا اور اپنے آٹے کی روٹیاں بھی نہ پکانا جب تک کہ میں نہ آجاؤں۔ میں گھر میں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے آگے تھے۔ میں اپنی بیوی کے پاس گیا، کہنے لگی: تمہارا ایسا ویسا

امْرَأَتِي فَقَالَتْ بِكَ وَبِكَ فَقُلْتُ قَدْ فَعَلْتُ الَّذِي قُلْتِ فَأَخْرَجَتْ لَهُ عَجِينًا فَبَصَقَ فِيهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ ادْعُ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعِي وَاقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوهَا وَهُمْ أَلْفٌ فَأُقْسِمُ بِاللهِ لَقَدْ أَكَلُوا حَتَّى تَرَكُوهُ وَانْحَرَفُوا وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَإِنَّ عَجِينَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ.

اطرافہ: ۳۰۷۰، ۴۱۰۱۔

ہو۔ میں نے کہا: میں نے تو وہی کیا ہے جو تم نے کہا تھا۔ چنانچہ اس نے آٹا آنحضرت ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ آپؐ نے اس میں اپنا لعاب ڈالا اور برکت کی دعا کی۔ آپؐ ہماری ہانڈی کی طرف گئے اور اس میں لعاب ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر فرمایا: روٹی پکانے والی کو بلاؤ کہ وہ میرے سامنے روٹی پکائے اور ہانڈی نہ اُتارو اور اس سے گوشت نکالتے جاؤ۔ کھانے والے ایک ہزار تھے۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں ان سب نے کھایا اور بچ بھی رہا اور وہ چلے گئے اور ہماری ہانڈی ویسی ہی اُبل رہی تھی اور ہمارے آٹے کی روٹیاں بھی پکائی جا رہی تھیں۔

٤١٠٣: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: إِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ (الأحزاب:١١) قَالَتْ كَانَ ذَاكَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ.

۴۱۰۳: عثمان بن ابی شیبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدہ (بن سلیمان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آیت اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ ... یعنی جب تمہارے دشمن تمہارے پاس تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے اُمڈ آئے {اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور دِل (اُچھلتے ہوئے) ہنسلیوں تک جا پہنچے۔} حضرت عائشہ کہتی تھیں: یہ جنگِ خندق سے متعلق ہے۔

٤١٠٤: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ

۴۱۰۴: مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ (بن حجاج) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو اسحاق

الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتَّى أَغْمَرَ بَطْنَهُ أَوْ اغْبَرَّ بَطْنُهُ يَقُوْلُ:

(سُبَیعی) سے، سبیعی نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے دن مٹی ڈھو رہے تھے یہاں تک کہ آپؐ کے پیٹ کو گرد نے ڈھانپ لیا تھا یا کہا: آپؐ کا پیٹ گرد آلود ہوگیا تھا۔ آپؐ یہ شعر پڑھتے تھے:

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا
إِنَّ الْأُلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
وَإِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا

اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم بھی ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ اے اللہ! تو ہی ہم پر تسلی نازل کر اور ہمیں ثابت قدم رکھ، اگر ہماری مڈبھیڑ دشمن سے ہو۔ یہ لوگ ہم پر چڑھ آئے ہیں جب بھی انہوں نے فتنہ برپا کرنے کا ارادہ کیا ہے تو ہم نے اسے پسند نہیں کیا۔

وَيَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ أَبَيْنَا أَبَيْنَا.

اور آخر میں اپنی آواز لفظ اَبَیْنَا سے بلند کرتے۔

اطرافہُ: ۲۸۳۶، ۲۸۳۷، ۳۰۳۴، ۴۱۰۶، ۶۶۲۰، ۷۲۳۶۔

٤١٠٥: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ.

۴۱۰۵: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ بن سعید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حکم (بن عتیبہ) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے مجاہد سے، مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: بادِ صبا سے میری مدد کی گئی ہے اور عاد غربی ہوا سے ہلاک کئے گئے۔

اطرافہُ: ۱۰۳۵، ۳۲۰۵، ۳۳۴۳۔

٤١٠٦ : حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ وَخَنْدَقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ يَنْقُلُ مِنْ تُرَابِ الْخَنْدَقِ حَتَّى وَارَى عَنِّي التُّرَابُ جِلْدَةَ بَطْنِهِ وَكَانَ كَثِيرَ الشَّعَرِ فَسَمِعْتُهُ يَرْتَجِزُ بِكَلِمَاتِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَهُوَ يَنْقُلُ مِنَ التُّرَابِ يَقُوْلُ:

اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا
إِنَّ الْأُلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا

قَالَ ثُمَّ يَمُدُّ صَوْتَهُ بِآخِرِهَا.

اطرافهُ: ٢٨٣٦، ٢٨٣٧، ٣٠٣٤، ٤١٠٤، ٦٦٢٠، ٧٢٣٦۔

۴۱۰۶: احمد بن عثمان نے مجھ سے بیان کیا کہ شُرَیح بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ کہتے تھے: ابراہیم بن یوسف نے مجھ سے بیان کیا، کہا: میرے باپ (یوسف بن اسحاق) نے مجھے بتایا کہ ابواسحاق (سبیعی) سے مروی ہے وہ کہتے تھے: میں نے حضرت براءؓ کو بیان کرتے سنا۔ انہوں نے کہا: جب احزاب کا واقعہ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودی تو میں نے دیکھا کہ آپؐ خندق سے مٹی ڈھو رہے ہیں یہاں تک کہ دھول نے آپؐ کے شکم کو چھپا لیا ہے اور آپؐ کے جسم پر بہت بال تھے۔ میں نے سنا کہ آپؐ ابن رواحہ کے یہ رجزیہ شعر پڑھتے تھے اور ساتھ مٹی ڈھوتے جاتے تھے:

اے اللہ! اگر تو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے سو تو ہی ہم پر تسلی نازل فرما اور ہمیں ثابت قدم رکھ اگر ہمارا دشمن سے مقابلہ ہو جائے۔ انہی نے ہم پر ظلم کئے ہیں اور جب کبھی انہوں نے فساد کا ارادہ کیا ہے تو ہم نے اسے پسند نہیں کیا۔

اور آپؐ آخری مصرعہ پر اپنی آواز لمبی کرتے۔

٤١٠٧ : حَدَّثَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

۴۱۰۷: عبدہ بن عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالصمد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالرحمٰن سے

هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَوَّلُ يَوْمٍ شَهِدْتُهُ يَوْمُ الْخَنْدَقِ.

روایت کی جو عبداللہ بن دینار کے بیٹے ہیں۔ انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ پہلی جنگ جس میں مَیں شریک ہوا، جنگ خندق تھی۔

٤١٠٨: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

۴۱۰۸: ابراہیم بن موسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے زہری سے، زہری نے سالم (بن عبد اللہ بن عمر) سے، سالم نے حضرت ابن عمر سے روایت کی۔

قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطُفُ قُلْتُ قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ قَالَتِ الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ وَأَخْشَى أَنْ يَّكُوْنَ فِي احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ فَلَمْ تَدَعْهُ حَتَّى ذَهَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ أَنْ يَّتَكَلَّمَ فِي هَذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ {مِنْهُ[1]} وَمِنْ أَبِيْهِ قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَهَلَّا أَجَبْتَهُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَحَلَلْتُ

اور معمر نے کہا: (عبداللہ) ابن طاؤس نے بھی مجھے بتایا۔ انہوں نے عکرمہ بن خالد سے، عکرمہ نے حضرت (عبداللہ) ابن عمر سے روایت کی انہوں نے کہا: میں (اپنی بہن) حضرت حفصہ کے پاس گیا اور ان کے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ میں نے کہا: لوگوں نے جو کیا ہے وہ آپؐ دیکھ رہی ہیں، میرا تو اس امر میں کچھ اختیار نہیں۔ حضرت حفصہؓ کہنے لگیں: جاؤ ان لوگوں سے ملو، وہ آپؓ کا انتظار کر رہے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ آپؓ کے رُکے رہنے کی وجہ سے پھوٹ نہ پڑجائے۔ حضرت حفصہ انہیں سمجھاتی رہیں یہاں تک کہ وہ چلے گئے۔ جب لوگ منتشر ہو گئے تو حضرت معاویہ نے لوگوں سے خطاب کیا کہ جو شخص اس خلافت کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہو تو وہ اُٹھے ہم اس سے اور اس کے باپ سے زیادہ خلافت کے مستحق

[1] لفظ "مِنْهُ" فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہے (فتح الباری جزء ۷ حاشیہ صفحہ ۵۰۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

حُبْوَتِي وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ أَحَقُّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَخَشِيْتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ وَيُحْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذَلِكَ فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللهُ فِي الْجِنَانِ قَالَ حَبِيْبٌ حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ. قَالَ مَحْمُوْدٌ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَنَوْسَاتُهَا.

ہیں۔ حبیب بن مسلمہ نے (حضرت عبداللہ بن عمر سے) پوچھا کہ آپؓ نے انہیں جواب کیوں نہیں دیا؟ حضرت عبداللہ (بن عمر) نے کہا: میں نے قصد تو کیا تھا اور یہ کہنے لگا تھا کہ اس امر کے تم سے زیادہ حق دار وہ ہیں جنہوں نے اسلام کی خاطر تم سے اور تمہارے باپ سے لڑائی کی مگر میں ڈر گیا کہیں ایسی بات نہ کہہ دوں جو جماعت میں پھوٹ ڈال دے اور خونریزی کا موجب ہو اور میرا مشورہ کچھ اور نہ سمجھ لیا جائے اور میں نے وہ نعمتیں یاد کیں جو اللہ نے جنتوں میں تیار کر رکھی ہیں۔ حبیب نے کہا: آپؓ محفوظ رہے اور بچائے گئے۔ یہ روایت محمود (بن غیلان) نے بھی عبدالرزاق سے نقل کی ہے۔ اس میں نَسْوَاتُهَا کی جگہ نَوْسَاتُهَا ہے۔

٤١٠٩: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ نَغْزُوهُمْ وَلَا يَغْزُونَنَا.

طرفہ: ۴۱۱۰۔

۴۱۰۹: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابواسحاق (سبیعی) سے، ابواسحاق نے حضرت سلیمان بن صُرَد سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جنگِ احزاب کے دن فرمایا: (اس کے بعد) ہم ان پر حملہ آور ہوں گے اور وہ ہم پر حملہ نہیں کر سکیں گے۔

٤١١٠: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ حِيْنَ أَجْلَى

۴۱۱۰: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے مجھ سے بیان کیا کہ یحيٰ بن آدم نے ہمیں بتایا۔ اسرائیل (بن یونس) نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابواسحاق سے سنا، کہتے تھے: میں نے حضرت سلیمان بن صُرَد سے سنا۔ وہ کہتے تھے: جب احزاب میدان سے

الْأَحْزَابَ عَنْهُ الْآنَ نَغْزُوهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِلَيْهِمْ.

طرفہ: ۴۱۰۹۔

ہٹ گئے تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ اب ہم ان پر حملہ کریں گے اور وہ ہم پر حملہ نہیں کریں گے۔ ہم ان کی طرف جایا کریں گے۔

٤١١١: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ مَلَأَ اللهُ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ.

اطرافہ: ۲۹۳۱، ۴۵۳۳، ۶۳۹۶۔

۴۱۱۱: اسحاق (بن منصور) نے ہمیں بتایا۔ روح (بن عبادہ) نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن حسان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد (بن سیرین) سے، انہوں نے عبیدہ (بن عمرو سلمانی) سے، عبیدہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، حضرت علی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے خندق کے موقع پر فرمایا: اللہ ان کافروں کے لئے ان کے گھر اور ان کی قبریں آگ سے بھر دے! انہوں نے ہمیں مصروف رکھا اور صلوٰۃِ وسطیٰ (درمیانی نماز) کا موقع نہیں دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔

٤١١٢: حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا كِدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغْرُبَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اللهِ

۴۱۱۲: مکی بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن ابی عبد اللہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحيٰ (بن کثیر) سے، یحيٰ نے ابوسلمہ (بن عبد الرحمٰن) سے، ابوسلمہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کے اثنا میں ایک دفعہ سورج غروب ہونے کے بعد آئے اور کفار قریش کو سخت سُست کہنے لگے اور کہا: یا رسول اللہ! قریب تھا کہ میں نماز سے رہ جاتا۔ اس وقت نماز پڑھی کہ سورج ڈوبنے کو تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی

مَا صَلَّيْتُهَا فَنَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُطْحَانَ {فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا[1]} فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ.

اطرافہُ: ۵۹۶، ۵۹۸، ۶۴۱، ۹۴۵۔

قسم! میں نے بھی تو نماز نہیں پڑھی ہے پھر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (وادیٔ) بطحان میں گئے۔ آپؐ نے نماز کے لئے وضو کیا اور ہم نے بھی وضو کیا۔ آپؐ نے عصر پڑھائی جبکہ سورج غروب ہو چکا تھا پھر اس کے بعد مغرب پڑھائی۔

٤١١٣ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ.

اطرافہُ: ۲۸۴۶، ۲۸۴۷، ۲۹۹۷، ۳۷۱۹، ۷۲۶۱۔

۴۱۱۳: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (محمد) بن منکدر سے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت جابر سے سنا۔ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے جنگ احزاب میں فرمایا: ہمارے پاس ان لوگوں کی خبر کون لائے گا؟ حضرت زبیر (بن عوامؓ) نے کہا: میں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ہمارے پاس ان لوگوں کی خبر کون لائے گا؟ حضرت زبیرؓ نے کہا: میں۔ آپؐ نے تھوڑی دیر بعد پھر فرمایا: ہمارے پاس ان لوگوں کی خبر کون لائے گا؟ حضرت زبیرؓ نے پھر کہا: میں۔ آپؐ نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ ہے۔

٤١١٤ : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۱۱۴: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید بن ابی سعید سے، سعید نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ

[1] یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں (فتح الباری جزء۷ حاشیہ صفحہ ۵۰۶) ترجمہ ان کے مطابق ہے۔

كَانَ يَقُوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ أَعَزَّ جُنْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَغَلَبَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهُ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس نے اپنی فوج کو عزت دی اور اپنے بندہ کی مدد کی اور خود اکیلے ہی ان احزاب کو مغلوب کر دیا۔ اب اس کے بعد کوئی (خوف کی) بات نہیں۔

٤١١٥ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ وَعَبْدَةُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ.

اطرافہ: ۲۹۳۳، ۲۹۶۵، ۳۰۲۵، ۶۳۹۲، ۷۴۸۹۔

۴۱۱۵: محمد (بن سلام بیکندی) نے مجھ سے بیان کیا کہ (مروان بن معاویہ) فزاری اور عبدہ نے ہمیں بتایا۔ اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے خلاف دعا کی اور فرمایا: اے اللہ! جو کتاب کو نازل کرنے والا ہے، جلدی حساب لینے والا ہے، ان احزاب کو بھگا دے، انہیں بھگا دے اور ان کے قدم اُکھاڑ دے۔

٤١١٦ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ وَنَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْغَزْوِ أَوِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ يَبْدَأُ فَيُكَبِّرُ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

۴۱۱۶: محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ موسیٰ بن عقبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سالم (بن عبداللہ بن عمر) اور نافع سے، ان دونوں نے حضرت عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس آتے تو پہلے تین بار اللہ اکبر کہتے پھر فرماتے: ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اس میں تمام خوبیاں ہیں اور وہ ہر بات پر قادر ہے،

آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.

ہم لوٹ کر آ رہے ہیں، اسی کی طرف متوجہ ہونے والے، اپنے ربّ ہی کی عبادت کرنے والے، اپنے ربّ ہی کو سجدہ کرنے والے، اپنے ربّ ہی کی ستائش کرنے والے ہیں، اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور تمام احزاب کو اکیلے ہی شکست دے کر بھگا دیا۔

اطرافہ: ۱۷۹۷، ۲۹۹۵، ۳۰۸۴، ۶۳۸۵۔

تشریح: غَزْوَةُ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْأَحْزَابِ: غزوۂ خندق کا دوسرا نام غزوۂ احزاب ہے۔ مدینہ پر کفارِ مکہ کا یہ تیسرا اور آخری حملہ ہے۔ اس میں انہوں نے جس شد و مد سے تیاری اور چڑھائی کی، اسی شد و مد سے آسمانی طاقتوں نے انہیں سرنگوں کر دیا۔ پہلی دو جنگوں (بدر اور اُحد) میں اُن کی کوشش تھی کہ مدینہ کے اندر داخل ہو کر اہل مدینہ سے جنگ کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں دفعہ انہیں مدینہ کے باہر کھلے میدان میں لڑائی پر مجبور کر دیا اور آپؐ نے اس تیسری جنگ میں بھی ایسی تدبیر اختیار کی جس سے کفار کے تمام لشکر بار بار کوشش کے باوجود مدینہ میں داخل ہونے سے محروم رہے۔ کفار کی فوجیں پہنچنے سے پہلے مدینہ کے اُن اطراف میں جہاں سے دشمن داخل ہو سکتا تھا، پندرہ فٹ چوڑی اور دس فٹ گہری خندق تیار ہو چکی تھی۔[۱] جس کی وجہ سے وہ کھلے میدانوں میں رُکنے پر مجبور ہو گئے اور اسی خندق کی بناء پر اس تیسرے حملے کا نام خندق مشہور ہے اور اس کا نام غزوۂ احزاب ان مشرک قبائل مضر کے شریک جنگ ہونے کی وجہ سے رکھا گیا جن کا ذکر سابقہ باب کی تشریح میں گزر چکا ہے۔ حِزْب کے معنی ہیں جتھا اور تَحَزُّب کے معنی ہیں جتھہ بندی۔ سورۃ الاحزاب میں قبائل عرب کے اسی حملے کا ذکر ہے۔ عنوانِ باب میں موسیٰ بن عقبہ کے قول کا حوالہ دیا گیا ہے کہ یہ غزوہ شوال ۴ھ میں ہوا تھا اور ان کی تائید میں باب کی پہلی روایت (نمبر ۴۰۹۷) سے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نقل کیا ہے کہ جنگ اُحد کے وقت ان کی عمر چودہ سال تھی جس کی وجہ سے انہیں جنگ میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی اور غزوۂ خندق کے وقت وہ پندرہ سال کے تھے اور انہیں جنگ میں شریک ہونے کی اجازت ہو گئی۔ ظاہر ہے کہ غزوۂ اُحد ۱۵ شوال ۳ھ کو ہوا تھا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بیان کی رو سے غزوۂ احزاب کی تاریخ وقوع شوال ۴ھ متعین ہوتی ہے۔ سیرت ابن ہشام اور طبقات ابن سعد دونوں میں غزوۂ احزاب کی تاریخ ۵ھ بیان کی گئی ہے۔[۲] ایک نے شوال اور دوسرے نے ذوالقعدہ کے مہینہ میں کفار کی اس چڑھائی کا ذکر کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ پہلے مصنف ہیں جنہوں نے

---

[۱] (مرویات الامام الزهری فی المغازی، غزوة الخندق، المبحث الثالث، جزء اوّل حاشیہ صفحہ ۴۹۵)
(أطلس السيرة النبوية للدكتور الشوقي ابی خليل، خندق، صفحہ ۱۳۷)

[۲] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة الخندق، جزء ۳ صفحہ ۱۶۵)
(الطبقات الكبرى لابن سعد، غزوة رسول اللهﷺ الخندق، جزء ۲ صفحہ ۶۲)

غزواتِ نبویہ سے متعلق مغازی کے نام سے مستند کتاب تصنیف کی تھی۔ یہ اور محمد بن اسحاق دونوں امام زہریؒ کے ممتاز شاگردوں میں سے ہیں اور دونوں کی کتابیں اس فن میں خاص شہرت رکھتی ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ کا پایہ اتنا بلند ہے کہ مغازی میں وہ ثقہ تسلیم کئے گئے ہیں۔ انہوں نے صحت روایات کا خاص التزام کیا اور رطب و یابس میں فرق ملحوظ رکھا ہے۔ امام مالک ان کے شاگرد ہیں۔ (تهذيب التهذيب للعسقلاني، ذكر موسى بن عقبة، جزء۱۰ صفحہ ۳۶۰)

موسیٰ بن عقبہ کی کتاب مغازی اب موجود نہیں۔ ایک عرصہ تک متداول رہی اور مصنفین مغازی و مؤرخین نے اس سے بڑا فائدہ اُٹھایا ہے۔ امام ابن حجر کے بیان سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب ان کے مطالعہ سے بھی گزری ہے۔

غزوۂ احزاب کی تاریخ وقوع سے متعلق موسیٰ بن عقبہ کا قول ایسا نہیں کہ نظرانداز کر دیا جائے، خصوصاً جبکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ان کی تائید کرتی ہے۔ امام مالک اور امام احمد بن حنبل نے موسیٰ بن عقبہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۹۱) بخلاف جمہور کے جنہوں نے ابن اسحاق و ابن سعد وغیرہ کا تتبع کیا ہے۔ ان کے نزدیک ۵ھ میں غزوۂ خندق ہوا۔ امام ابن حجر نے امام بیہقی کے حوالے سے اس اختلاف کا حل کیا ہے کہ تاریخ کا مذکورہ بالا فرق دراصل اس لئے ہے کہ ایک نے ہجرت کا زمانہ محرم سے محرم تک شمار کیا ہے مثلاً غزوۂ بدر رمضان میں ہوا تو بعض نے محرم کا آغاز مدنظر رکھتے ہوئے اسے پہلا سال ہجرت محسوب کیا ہے اور ما قبل چند مہینے نظرانداز کر دیئے ہیں جیسا کہ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں اسی حساب سے غزوۂ احد کا وقوع ہجرت کے دوسرے سال میں اور غزوۂ خندق کا وقوع چوتھے سال میں قرار دیا ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۹۱) لیکن جنہوں نے یہ طریق ملحوظ نہیں رکھا بلکہ اصل عرصہ ہجرت ملحوظ رکھا ہے انہوں نے غزوۂ خندق کا وقوع پانچویں سال شوال یا ذوالقعدہ میں بیان کیا ہے۔ اس طرح دو تین مہینوں کے فرق سے سال ہجری کی گنتی میں فرق نہیں آنے دیا۔ غزوۂ بدر کی تاریخ ۱ھ قرار دینے والوں نے سن ہجری محرم سے شمار کیا ہے اور ۲ھ قرار دینے والوں نے اس سے پہلے رمضان، شوال اور ذوالقعدہ کے تین مہینے محسوب کئے ہیں۔ تاریخوں کی تعیین میں اس قسم کا فرق نظرانداز کر دینے کے لائق ہے۔ جمہور نے سن ہجری کا شمار محرم تا محرم کر کے چند مہینوں کا فرق چھوڑ دیا ہے۔ ابن سعد بالعموم مہینوں اور دِنوں کی گنتی کا ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً لکھا ہے کہ حضرت مرثد غنویؓ کی قیادت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے چھتیسویں ماہ کے شروع میں رجیع کی طرف ایک دستہ فوج بھیجا گیا اور انہوں نے صفر کے مہینہ کا بھی ذکر کیا ہے۔[1] یہ تین سال کی مدت ہوتی ہے لیکن محرم سے محرم تک سن ہجری شمار کرنے والوں کے نزدیک ۴ھ ہوگا، نہ ۳ھ۔ یہی فرق غزوۂ خندق کی تاریخ کا ذکر کرنے والوں کے بیانات میں بھی ہوا ہے۔

امام بخاریؒ نے بحوالہ موسیٰ بن عقبہ و حضرت ابن عمرؓ چار سال کی مدت ملحوظ رکھی ہے جو دیگر مصنفین مغازی اور جمہور کے نزدیک ۵ھ ہے۔ یہ فرق تفصیل سے اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ آئندہ بھی غزوات کی تاریخوں سے متعلق اس قسم کے اختلاف کا ذکر آئے گا۔ وہاں بھی یہی حسابی فرق ملحوظ رکھا جائے۔

[1] (الطبقات الكبرى لابن سعد، سرية مرثد بن أبي مرثد، جزء۲ صفحہ ۵۱)

غزوۂ خندق کے اسباب میں سے اوّل سبب تو دراصل مشرکین عرب کی اسلام دشمنی ہے اور دوسرا سبب جذبہ انتقام ہے جو بجائے کم ہونے کے اس شدت سے بھڑک اُٹھا کہ تقریباً تمام قبائل عرب اسلام اور مسلمانوں کے مٹانے کے لئے متحد ہوگئے۔ جیسا کہ اس غزوہ کے دوسرے نام احزاب سے ظاہر ہے اور جیسا کہ کتب مغازی میں مروی ہے کہ خیبر اور تیماء کے یہودی قبائل زیرِ قیادت حیی بن اخطب سردار بنی نضیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اشتعال انگیزی میں پیش پیش تھے۔ امام ابن حجر نے مغازی موسیٰ بن عقبہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ حیی بن اخطب نے مکہ مکرمہ میں جاکر قریشِ مکہ کو اور ابوالحقیق کے پوتے کنانہ بن ربیع نے قبائل بنی غطفان میں چکر لگا کر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اُکسایا اور ان سے خیبر کے نخلستانوں کی نصف پیداوار دینے کا معاہدہ طے ہوا بشرطیکہ وہ مدینہ پر چڑھائی کریں۔ چنانچہ عیینہ بن حصن فزاری نے اپنے حلیف قبیلہ بنی اسد کو لکھا۔ جس پر اس کا سردار طلحہ بن خویلد اپنا لشکر لے کر آگیا۔ ادھر سے ابوسفیان بن حرب قریش کو لے کر بمقام مرالظہران پہنچ گیا اور اطراف نجد سے قبائل بنی سُلَیم بھی ان کی مدد کو آگئے۔ اس طرح ایک بہت بڑا لشکر اکٹھا ہوگیا جس کی تعداد بقول ابن اسحاق دس ہزار تھی۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۹۱) یہ اندازہ کم از کم ہے۔ موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق دونوں کا بیان اس امر میں ایک ہی ہے کہ خیبر کے یہودیوں نے اس فوج کشی کی تیاری میں بہت بڑا حصہ لیا۔ اس بارے میں ابن اسحاق کے الفاظ یہ ہیں: وَهُمُ الَّذِيْنَ حَزَّبُوا الْأَحْزَابَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجُوْا حَتَّى قَدِمُوْا عَلَى قُرَيْشٍ مَكَّةَ فَدَعَوْهُمْ إِلَى حَرْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا إِنَّا سَنَكُوْنُ مَعَكُمْ عَلَيْهِ حَتَّى نَسْتَأْصِلَهُ... [1] یعنی حیی بن اخطب، سلام بن ابی الحقیق نضری، کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق وغیرہ عمائدینِ یہود ہی نے قریش وغیرہ کے جتھوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تیار کیا تا آپؐ کا بکلی استیصال کردیا جائے۔ ابن سعد کا بھی یہی بیان ہے اور لکھا ہے کہ بنو نضیر کے سردار و عمائد مکہ میں قریش کے پاس گئے اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کے لئے تیار کیا۔ پھر وہ قبائل غطفان وسلیم کے پاس پہنچے اور ان سے یہی طے کیا۔ قریش نے اپنے حلیفوں اور اپنے تابع حبشیوں اور عربی قبیلوں میں سے چار ہزار کا لشکر اکٹھا کیا اور دارالندوہ میں عَلَم عثمان بن طلحہ کے سپرد کیا اور مقام مرالظہران میں قبیلہ بنی سلیم کے سات سو جنگجو ان سے آملے۔ اسی طرح قبائل بنی اسد، فزارہ، اشجع اور بنو مرہ وغیرہ کے لشکر بھی۔ ابن سعد نے ہر لشکر کی تعداد کا ذکر کیا ہے اور صرف قبائلی لشکروں کی تعداد دس ہزار بتائی ہے۔ [2] زیادہ سے زیادہ تعداد جو بیان کی گئی ہے وہ چوبیس ہزار بیان کی گئی ہے۔ سیرت خاتم النبیین ﷺ (مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے) میں پندرہ ہزار بھی لکھی ہے جو ابن سعد کے بیان کی رو سے ایک محتاط اندازہ ہے۔ [3] اس لشکر جرار نے کوچ کی کب تیاری کی اور

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة الخندق، جزء۳ صفحہ ۱۶۶)

[2] (الطبقات الكبرى لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ الخندق، جزء۲ صفحہ ۶۲)

[3] (سیرت خاتم النبیین ﷺ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، جنگ احزاب، صفحہ ۵۷۴)

کب مدینہ کے میدانوں میں پہنچا؟ یہ ایک ضروری سوال ہے جس کے حل سے تکمیل خندق کی مدت اور اس کام میں حصہ لینے والوں کی تعداد معین کرنے میں مدد مل سکتی ہے اور اس سے لشکر جرار کے حملے کا دفاع و مقابلہ کرنے والوں کی تعداد کا بھی اندازہ ہو سکے گا۔

موسیٰ بن عقبہ نے غزوۂ خندق کا وقت ماہ شوال اور ابن سعد نے ذوالقعدہ بتایا ہے۔[۱] قطع نظر اس سے کہ ایک حساب سے وہ ۴ھ ہے یا دوسرے حساب سے ۵ھ۔ مہینہ کے معین ہونے سے ہمیں احزاب کی نقل و حرکت اور خندق کی مدت تکمیل کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ شوال کے مہینے سے متعلق اکثر مصنفین مغازی کا اتفاق ہے۔ امام مالک کی بھی یہی رائے ہے۔ ابن اسحاق نے بھی ثقہ راویوں کے اقوال کی بناء پر شوال کے مہینہ ہی کا ذکر کیا ہے۔[۲] (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۴۹۱)

علمائے فلکیات نے آخر فروری ۶۲۷ اور شوال ۵ھ کی آپس میں مطابقت دکھائی ہے۔[۳] ذوالقعدہ کا مہینہ مارچ کا ہوگا اس وقت بلادِ حجاز میں گرمی شروع ہو جاتی ہے۔ صحیح بخاری کی روایت سے ظاہر ہے کہ راتیں سخت خنک تھیں اور شدت سردی کی وجہ سے آدمی کا باہر نکلنا مشکل تھا۔ موسم کی یہ حالت مارچ میں نہیں ہوتی۔ اس لئے موسیٰ بن عقبہ کے قول ہی کو ترجیح دینی پڑے گی کہ مدینہ کا محاصرہ ماہِ شوال کو ہوا جس کے پہلے ماہِ رمضان ہے۔

احزاب کے پہنچنے سے قبل ساڑھے تین میل لمبی، پندرہ فٹ چوڑی اور انتہائی گہری خندق تیار ہو چکی تھی۔[۴] خندق کی تکمیل کا عرصہ زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ بتایا گیا ہے۔[۵] بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ خندق کی تیاری ۸ ذوالقعدہ کو شروع ہوئی۔[۶] اس بیان کو درست تسلیم کرنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپریل میں مکمل ہوئی اور دشمن نے مدینہ کا محاصرہ اپریل کے آخر میں کیا اور اگر یہ محاصرہ ایک ماہ رہا ہو تو مئی کے مہینے تک محاصرہ احزاب تسلیم کرنا پڑے گا جو ٹھنڈا موسم نہیں بلکہ گرمی کا مہینہ ہے اس لئے یہ بیان قطعاً درست نہیں۔ موسیٰ بن عقبہ کا ہی بیان صحیح اور قرین قیاس ہے۔

رسل و رسائل کے ذریعہ سے مختلف قبائل کی تیاری، پندرہ بیس ہزار فوج کے سامانِ رسد کی فراہمی اور اسلحہ وغیرہ سے آراستگی کافی وقت چاہتی ہے۔ مر الظہران سے مدینہ تک سفر معمولی حالات میں پندرہ بیس دن سے کم کا نہیں۔ فوج کشی میں بار برداری، خوراک و آب رسانی وغیرہ کا انتظام رفتارِ سفر کم کر دیتا ہے۔ احزاب کم و بیش ایک ماہ میں مدینہ پہنچے ہوں گے۔ تکمیل خندق کی مدت بھی زیادہ سے زیادہ ایک ماہ بتائی گئی ہے۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ

---

۱ (الطبقات الکبری لابن سعد، غزوة رسول اللهﷺ الخندق، جزء ۲ صفحہ ۶۲)

۲ (السیرة النبویة لابن هشام، غزوة الخندق، جزء ۳ صفحہ ۱۶۵)

۳ (التوفیقات الالهامیة فی مقارنة التواریخ الهجریة، سنة ۵ هجریة، جزء اول صفحہ ۳۷)

۴ (أطلس السیرة النبویة للدکتور الشوقی ابی خلیل، خندق، صفحہ ۱۳۷)
(مرویات الامام الزهری فی المغازی، غزوة الخندق، المبحث الثالث، جزء اوّل حاشیہ صفحہ ۴۹۵)

۵ (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة، غزوة الخندق، جزء ۳ صفحہ ۴۳)

۶ (سیرت النبی ﷺ علامہ شبلی نعمانی، غزوۂ احزاب، جلد اوّل صفحہ ۲۴۱)

کھدائی کا کام بیس روز یا ایک ماہ تک ہوتا رہا۔[۱] تکمیل خندق کا یہ اندازہ بھی تقریباً اسی مدت کے مطابق ہے جو احزاب کے حملہ کی مدت ہے۔ اس لئے قرین قیاس ہے کہ احزاب نے رمضان میں تیاری کر کے کوچ کیا اور شوال کی کسی تاریخ میں انہوں نے محاصرہ شروع کیا۔ غزوۂ اُحد سے متعلق بھی یہی بتایا گیا ہے کہ کفار غالباً رمضان کے آخر یا شوال کے شروع میں مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے تھے اور ان کے سفر کی مدت دس گیارہ دن کی تھی۔[۲] غزوۂ احد کے حملہ آوروں کی تعداد غزوۂ احزاب کے حملہ آوروں سے بہت کم تھی۔ اس لئے غزوۂ اُحد میں سفر طے کرنا نسبتاً آسان تھا۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان فاصلہ دو سو میل کا ہے۔ (فتح الباری، کتاب الحج، شرح باب ۷، جزء ۳ صفحہ ۴۸۵) اگر ایک منزل پندرہ میل کی ہو تو یہ فاصلہ عام طور پر تیرہ چودہ دن میں طے کیا جا سکتا ہے لیکن احزاب کے جمع ہونے اور ضروری تیاری کرنے کی وجہ سے قرین قیاس ہے کہ مدینہ تک پہنچنے میں یہ سفر کم از کم تین ہفتے اور زیادہ سے زیادہ ایک ماہ میں ہوا ہو گا۔ ساڑھے تین میل لمبی خندق شمال غربی جہت میں اور دو اڑھائی میل متفرق خندقیں غربی اور جنوبی اطراف میں تیار ہوئیں۔[۳] شمال غربی خندق جو اصل شہر کی پناہ تھی جس کی لمبائی ساڑھے تین میل بتائی جاتی ہے چالیس ذراع (تقریباً ساٹھ فٹ) کا ایک ٹکڑا دس آدمیوں کے سپرد کیا گیا تھا۔[۴] روایات مغازی وغیرہ سے ظاہر ہے کہ کم و بیش تین ہزار آدمی بیک وقت مصروفِ عمل تھا۔[۵] اس تعداد میں لڑکے بھی شامل ہوں گے کیونکہ کام کرنے والے مہاجرین اور انصار کی تعداد اتنی نہ تھی۔ ایک سال قبل جنگ اُحد میں مرد مجاہد سات سو تھے۔ کمزور اور بوڑھے ملا کر ان کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ ایک سال بعد غزوۂ خندق میں قابل جنگ افراد مجاہدین کا اندازہ ہزار ڈیڑھ ہزار سے زیادہ نہیں۔ مجاہدین کی تعداد کے بارے میں ابن اسحاق کا بیان کہ وہ تین ہزار تھے اسی صورت میں درست ہو سکتا ہے کہ جب نوجوان بچے شامل کئے جائیں۔ ایسے موقع پر بچے اکثر شوق سے کام کرتے ہیں۔

غربی اور جنوبی اطراف شہر میں آطام وغیرہ کے اردگرد خندقیں کھودنے والوں کی تعداد بھی شامل کی جائے تو مغازی کے بیانات بھی درست ثابت ہوتے ہیں کیونکہ بعض افراد نے بھی دیکھا دیکھی اپنے طور پر اپنی جگہیں محفوظ کرنے کے لئے خندقیں کھودنی شروع کر دی تھیں۔ ورنہ شہر پناہ کی ساڑھے تین میل لمبی خندق کھودنے کیلئے گیارہ سو آدمی کافی تھے اور یہ ایک ماہ میں بخوبی کھودی جا سکتی تھی۔ ابن سعد کا یہ بیان درست نہیں کہ خندق چھ دن میں تیار ہوئی[۶] بلکہ اس بارے میں کتاب دستور مدینہ کا بیان ہی درست ہے کہ تین ہفتے میں بڑی خندق مکمل ہوئی (صفحہ ۴۴) اور یہ مدت تقریباً وہی ہے جس میں قریش مکہ سے اور قبائل اطراف سے مدینہ میں پہنچ سکتے تھے۔

---

۱ (شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیة، غزوة الخندق، جزء ۳ صفحہ ۳۳)

۲ (سیرت خاتم النبیین ﷺ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، جنگ اُحد، صفحہ ۴۸۳، ۴۸۴)

۳ (المغازی للواقدی، غزوة الخندق، جزء ۲ صفحہ ۴۵۰، ۴۵۱)

۴ (المعجم الکبیر للطبرانی، سلمان الفارسی، جزء ۶ صفحہ ۲۱۲، ۲۱۳)

۵ (السیرة النبویة لابن ھشام، غزوة الخندق، جزء ۳ صفحہ ۱۷۲)

۶ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، غزوة رسول اللہ ﷺ الخندق، جزء ۲ صفحہ ۶۳)

اس قیاس کی تائید غزوہ دومۃ الجندل سے بھی ہوتی ہے۔ دومۃ الجندل ملک شام کا سرحدی علاقہ ہے۔ اس ملک کی پیداوار میوہ وغلہ و پارچات وغیرہ تجارتی قافلوں کے ذریعہ سے براستہ دومۃ الجندل مدینہ پہنچتی تھی۔ قبیلہ غطفان نے ان قافلوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ اس لئے ان کی آمد و رفت رُک گئی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو قبیلہ غطفان کی سرکوبی اور امن عامہ کی بحالی کے لیے ایک ہزار مجاہد لے کر آپؐ خود اس علاقہ میں گئے۔ غطفانی ڈاکو آپؐ کی آمد سے متعلق خبر پا کر منتشر ہو گئے۔ اس سفر میں اہل دومۃ کے ساتھ نیک تعلقات قائم ہوئے اور وہ اس علاقہ میں امن عامہ کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے۔ اس مہم میں غطفان کا ایک چرواہا قید کر لیا گیا۔ آپؐ نے مقامِ نخل چند روز قیام فرمایا۔ یہاں آپ کو معلوم ہوا کہ خیبر و تیماء کے یہودی، قریش اور دیگر قبائل غطفان بنی محارب، بنی ثعلبہ وغیرہ بہت بڑے حملہ کی تیاری میں مشغول ہیں۔ آپؐ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری مہاجر اور ایک انصاری کو مکہ مکرمہ کی طرف روانہ فرمایا[۱] تا آمدہ اطلاعات کے بارے میں یقینی معلومات بہم پہنچائیں اور خود نخل سے مدینہ کو مراجعت فرمائی۔ غزوہ دومۃ الجندل ربیع الاول (۴ھ) کا واقعہ ہے۔[۲]

ربیع الثانی میں آپؐ مدینہ پہنچے اور یہاں جمادی الاخریٰ کے آخر یا رجب کے شروع میں آپؐ کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان مقامِ بدر کی طرف کوچ کر رہا ہے تا وہ اپنی اس دھمکی کو عملی جامہ پہنائے جو اس نے میدان اُحد خالی کرتے وقت مَوْعِدُكُمُ الْعَامَ الْمُقْبِلَ بَدْرٌ کے الفاظ میں دی تھی کہ آئندہ سال بدر میں تمہارے ساتھ مقابلہ ہوگا۔ قحط شروع ہو چکا تھا ابوسفیان نہیں چاہتا تھا کہ ایسے وقت میں کوچ کیا جائے مگر لوگوں میں اپنا وقار قائم رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کچھ آدمی بھیجے جنہوں نے کچھ ایسی باتیں کیں جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ ابوسفیان بہت بڑا لشکر لا رہا ہے اور انہوں نے ساتھ ہی اس خیال کا بھی اظہار کر دیا کہ ایسے وقت جبکہ قحط پڑا ہوا ہے لڑائی مناسب نہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مشورے کی پرواہ نہیں کی اور مجاہدین کو لے کر بدر پہنچ گئے۔ ابوسفیان آپؐ کی آمد کا سنتے ہی میدان سے چل دیا۔ یہ واقعہ شعبان ۴ھ کا ہے اور تاریخ اسلام میں غزوہ بدر الموعد کے نام سے مشہور ہے اسے غزوہ بدر الآخرۃ بھی کہتے ہیں۔ یعنی بدر کی دوسری مہم۔ آٹھ دن قیام کرنے کے بعد بدر سے (شروع رمضان میں) مدینہ منورہ لوٹے[۳] اور اسی رمضان ۴ھ میں احزاب نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے بڑے جوش و خروش سے تیاری شروع کی اور شوال میں انہوں نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا اور دیکھا کہ ان کے سامنے ایک بہت بڑی خندق حائل ہے جو اتنی چوڑی اور گہری ہے کہ پھلانگی نہیں جا سکتی۔ اس واقعہ سے مذکورہ بالا

---

[۱] (تاريخ الرسل والملوك للطبرى، سنة أربع من الهجرة، ذكر الخبر عن عمرو بن أمية الضمرى إذ وجهه رسول الله ﷺ لقتل أبي سفيان، جزء ۲ صفحہ ۵۴۲)

[۲] (المغازى للواقدى، غزوة دومة الجندل، جزء اوّل صفحہ ۴۰۲، ۴۰۳)

[۳] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة بدر الآخرة، جزء ۳ صفحہ ۱۶۰)
(الطبقات الكبرى لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ بدر الموعد، جزء ۲ صفحہ ۵۵)

قیاس درست ثابت ہوتا ہے کہ احزاب کے حملہ کی تیاری اور خندق کی کھدائی ایک وقت میں شروع ہوئی اور بقول ابن قیم دونوں کی مدت زیادہ سے زیادہ ایک ماہ ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۹۲)

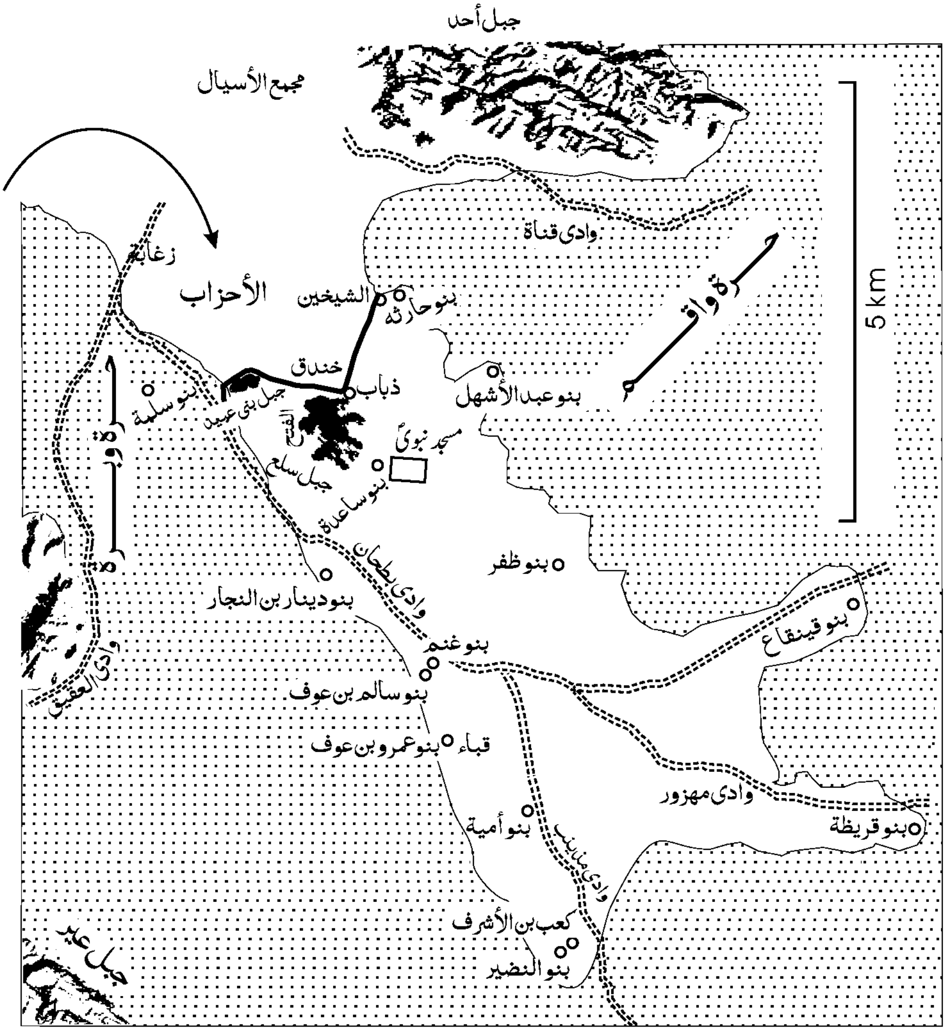

طبقات ابن سعد میں خندق کی کھدائی سے متعلق مفصل بیان ہے کہ مہاجرین نے قلعہ راتج (حرّۃ شرقی) سے ذباب تک۔ انصار نے ذباب سے جبل بنی عبید (خُربیٰ) تک۔ قبیلہ بنو عبد الاشہل نے راتج سے ملحقہ علاقہ میں مسجد نبوی کے ورے تک اور قبیلہ بنو دینار نے خُربیٰ کے قریب سے ابن ابی الجنوب کی حویلی تک خندق کھودی۔ باقی حصہ مدینہ گنجان آبادیوں، درختوں، تنگ گلیوں اور چند ایک ٹیلوں کی طبعی رکاوٹوں سے محفوظ تھا۔ جہاں خطرہ تھا

وہاں حفاظتی چوکیاں قائم کر کے محافظوں کے ذریعہ گزر گاہیں محفوظ کر دی گئی تھیں۔ خندق کی تیاری کے اثنا میں آپ نے سلع پہاڑی پر خیمہ زن ہو کر قیام کیا تا مختلف جہات کی نگرانی فرماسکیں۔ عورتیں بچے اور کمزور لوگ (آطام) قلعہ نما محلّوں میں ٹھہرائے گئے اور ان کے کھانے پینے اور حفاظت کا انتظام کیا گیا۔ یہودی قبیلہ بنو قریظہ کی غداری کا اندیشہ تھا اس کے لئے بھی احتیاطی تدبیر اختیار کی گئی۔ وہاں دو سو نفری کا دستہ متعین ہوا۔[۱]

خندق کی کھدائی سے متعلق مذکورہ بالا تفصیل طبقات ابن سعد، سیرت ابن ہشام وغیرہ کتب مغازی میں وارد ہوئی ہے۔ لکھا ہے کہ آپؐ نے بسم اللہ کہہ کر خندق کی کھدائی شروع فرمائی[۲] اور یہ بھی مذکور ہے کہ احزاب کے تین بڑے لشکر تھے: (۱) قبائل غطفان زیر قیادت عیینہ بن حصن فزاری (۲) قبائل بنی سلیم زیر قیادت سفیان بن عبد شمس (۳) قبائل بنی اسد زیر قیادت طلیحہ بن خویلد۔ یہ تین لشکر بڑے تھے۔ ان میں سے ہر لشکر قبیلہ وار اپنے اپنے سردار کے ماتحت تھا۔ ابو سفیان بن حرب سردار قریش اپنی فوج اور باقی تمام افواج کا سپہ سالار اعظم تھا۔ حیی بن اخطب بھی ان کے ساتھ آیا تھا تا بنو قریظہ کو ورغلا کر احزاب کے ساتھ شریک کرے۔[۱]

ابن اسحاق نے وہ گفتگو نقل کی ہے جو اس کے اور کعب بن اسد قرظی سردار بنی قریظہ کے درمیان ہوئی، لکھا ہے کہ اس کے آنے کی اطلاع پا کر کعب نے دروازہ بند کر دیا اور کہا کہ محمد (ﷺ) سے اس کا معاہدہ ہو چکا ہے اور وہ اس میں غداری کرنے کے لئے تیار نہیں۔ حیی بن اخطب نے طنزاً کہا: دروازہ نہیں کھولتے کہ کہیں دلیہ نہ کھلانا پڑے۔ عربی میں یہ الفاظ منقول ہیں: إِنْ اَغْلَقْتَ دُوْنِيْ إِلَّا عَنْ جُشَيْشَتِكَ أَنْ آكُلَ مَعَكَ مِنْهَا۔ اس پر اس نے دروازہ کھول دیا۔ ابن اخطب نے کہا: وَيْحَكَ يَا كَعْبُ جِئْتُكَ بِعِزِّ الدَّهْرِ وَبِبَحْرٍ طَامٍ... قَدْ عَاهَدُوْنِيْ وَعَاقَدُوْنِيْ عَلَى اَنْ لَّا يَبْرَحُوا حَتّٰى نَسْتَأْصِلَ مُحَمَّدًا وَ مَنْ مَّعَهُ۔ میں زمانے کے معزز ترین لوگ اپنے ساتھ لایا ہوں، جوش وخروش والا ایک سمندر ہے۔ انہوں نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ وہ یہاں سے نہیں ہٹیں گے جب تک محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں کی بیخ کنی نہ ہو جائے۔ کعب نے کہا: جِئْتَنِيْ وَاللّٰهِ بِذُلِّ الدَّهْرِ وَبِجَهَامٍ قَدْ هُرَاقَ مَاءُهُ فَهُوَ يُرْعِدُ وَ يُبْرِقُ لَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ وَيْحَكَ يَا حُيَيُّ فَدَعْنِيْ وَمَا اَنَا عَلَيْهِ فَإِنِّيْ لَمْ اَرَ مِنْ مُّحَمَّدٍ إِلَّا صِدْقًا وَّوَفَاءً، فَلَمْ يَزَلْ حُيَيٌّ بِكَعْبٍ يَفْتِلُهُ فِي الذَّرْوَةِ وَالْغَارِبِ حَتّٰى سَمَحَ لَهُ عَلَى أَنْ أَعْطَاهُ عَهْدًا وَّمِيْثَاقًا لَئِنْ رَّجَعَتْ قُرَيْشٌ وَّغَطَفَانُ وَلَمْ يُصِيْبُوْا مُحَمَّدًا أَنْ أَدْخُلَ مَعَكَ فِي حِصْنِكَ حَتّٰى يُصِيْبُنِيْ مَا أَصَابَكَ فَنَقَضَ كَعْبُ ابْنُ أَسَدٍ عَهْدَهُ وَبَرِئَ مِمَّا كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ ترجمہ: خدا کی قسم! تم پرلے درجہ کے ذلیل لوگ لائے ہو۔ وہ بے پانی کا بادل ہے جس میں گرج اور چمک کے سوا کچھ نہیں۔ جس حالت میں ہوں اس میں مجھے رہنے دو۔ محمد (ﷺ) راستباز اور وفادار ہیں۔ حیی بن اخطب کعب سے اُتار

[۱] (الطبقات الکبری لابن سعد، غزوۃ رسول اللہ ﷺ الخندق، جزء ۲ صفحہ ۶۲، ۶۷، ۶۳، ۶۸)
(المغازی للواقدی، غزوۃ الخندق، جزء ۲ صفحہ ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۶۰)

[۲] (السیرۃ الحلبیۃ، غزوۃ الخندق، جزء ۲ صفحہ ۴۱۹) (تاریخ الخمیس، غزوۃ الخندق، جزء اوّل صفحہ ۴۸۱)

چڑھاؤ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اس کی باتوں میں آگیا۔ حیی بن اخطب نے اس سے پختہ وعدہ کیا کہ اگر قریش اور غطفان محمد (ﷺ) کو نقصان پہنچائے بغیر واپس چلے گئے تو وہ اس کے ساتھ اس کے قلعہ میں آجائے گا اور جو تکلیف (اور سزا) انہیں پہنچے گی وہ بھی اس میں ان کا شریک ہوگا۔ اس پر کعب بن اسد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا معاہدہ توڑ دیا۔ جب آپؐ کو کعب سردار بنی قریظہ کی بدعہدی کی اطلاع ملی تو آپؐ نے حضرت سعد بن معاذؓ سردار اوس اور حضرت سعد بن عبادہؓ سردار خزرج کو کعب کے پاس بھیجا کہ اس سے پوچھیں کہ آیا یہ خبر درست ہے اور ان سے فرمایا کہ اگر یہ درست ہو تو آکر مجھے اشارہ سے سمجھا دینا، کسی اور کو خبر نہ ہو۔ چنانچہ ان دونوں نے واپس آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: عضل وقارہ یعنی ان قبیلوں کی سی غداری ہے۔ ابن سعد نے بھی اختصار کے ساتھ حیی بن اخطب کی دسیسہ کاری کا ذکر کیا ہے اور ان کے ساتھی نے بھی۔ [1]

اس کے علاوہ مغازی کی روایتوں میں یہ بھی ذکر ہے کہ مدینہ کے شرقی اور غربی میدانوں کے کس حصہ میں اور کہاں کہاں کونسے قبیلے نے ڈیرہ لگایا اور مورچے قائم کئے تھے۔ بعض مؤرخین نے ان روایتوں کی بناء پر جنگ احزاب کا نقشہ بھی تیار کیا ہے جس سے جنگی مورچہ بندی کی کیفیت کا علم ہوتا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ مہاجرین کا عَلَم حضرت زید بن حارثہؓ اور انصار کا عَلَم حضرت سعد بن عبادہؓ کے سپرد کیا گیا۔ اور جنگ کی کیفیت بھی بیان کی گئی ہے کہ دشمن کے سواروں نے کئی دن تک ہر چند کوشش کی کہ خندق کو پاٹ دیں مگر وہ پاٹ نہ سکے اور بتایا ہے کہ ان کا محاصرہ بیس دن سے ایک ماہ تک رہا۔ [2]

امام بخاریؒ نے ایسی تمام روایتیں نظرانداز کر دی ہیں کہ وہ ان کے معیارِ صحت کے مطابق نہیں۔ کسی کی تو سند روایت میں خامی ہے اور کسی راوی کا صحابہؓ سے ملنا ثابت نہیں اور کوئی روایت سماعی ہے۔ وعلیٰ ھٰذا القیاس۔ امام موصوف نے اس باب میں بیس روایتیں نقل کی ہیں جن میں مذکورہ بالا تفصیلات تو نہیں مگر غزوۂ احزاب سے متعلق ضروری باتیں موجود ہیں جن کا ملخص حسب ذیل ہے:

۱. غزوۂ احزاب، غزوۂ اُحد کے ایک سال بعد ماہِ شوال ۴ھ میں ہوا جبکہ شدید سردی کا موسم تھا۔ (باب۲۹، روایت نمبر۴۰۹۷)

۲. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر بھی سابقہ تدبیر جنگ ہی ملحوظ رکھی کہ حملہ آور شہر کے اندر نہ آنے پائیں، حدود شہر سے باہر اُن کا مقابلہ کیا جائے۔

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة الخندق، جزء۳ صفحہ ۱۷۲، ۱۷۳)
(الطبقات الكبرى لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ الخندق، جزء۲ صفحہ ۶۳)
[2] (السيرة الحلبية، غزوة الخندق، جزء۲ صفحہ ۴۲۱-۴۲۸)
(الطبقات الكبرى لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ الخندق، جزء۲ صفحہ ۶۳)
(إمتاع الأسماع للمقريزي، غزوة الخندق، جزء اوّل صفحہ ۲۲۱-۲۴۲)

۳. دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی، اس لئے شہر کو محفوظ رکھنے کے لئے خندق کھودنے کا فیصلہ ہوا۔
۴. خندق ان اطراف میں کھودی گئی جن سے دشمن کے داخل ہونے کا احتمال تھا۔
۵. نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی کھدائی میں خود شریک ہوئے۔ (روایت نمبر ۴۱۰۱)
۶. خندق کھودنے والوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ (روایت نمبر ۴۱۰۲)
۷. خندق کا عرض اتنا تھا کہ سوار اسے پھلانگ نہ سکتا تھا۔
۸. خندق کی کھدائی نہایت محنت سے کی گئی۔ مردوں کے ساتھ لڑکے بھی شریک ہو گئے تھے۔
۹. نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیگر مجاہدین کی طرح خندق کھودتے اور مٹی ڈھوتے۔ آپؐ کے اس نیک نمونے اور آپؐ کے دعائیہ اشعار سے صحابہ کرامؓ میں روحِ نشاط اور جوشِ عمل قائم رہا جو مجاہدین کے جوابی اشعارِ رجزیہ سے ظاہر ہے۔ (روایت نمبر ۴۰۹۹، ۴۱۰۰)
۱۰. خندق کھودتے وقت ایک سنگلاخ ٹکڑا حائل ہوا، جسے مجاہدین نہ توڑ سکے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرب سے ریزہ ریزہ ہو گیا۔ (روایت نمبر ۴۱۰۱)
۱۱. غزوۂ احزاب کے وقت ملک میں قحط تھا اور خوراک کی قلت کا یہ حال تھا کہ مجاہدین کو فی کس ایک دو مٹھی جَو ملتے جس کے ساتھ بُودار چربی ملا کر دلیہ تیار ہوتا اور اسی پر گزارہ کرتے (روایت نمبر ۴۱۰۰)
۱۲. حضرت جابرؓ کی دعوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا و برکت سے ایک ہزار مجاہدین نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور کھانا بچ بھی رہا۔ یہ واقعہ بھی مجاہدین کے لئے موجب تقویت اور ازدیادِ نشاط و ایمان ثابت ہوا۔ (روایت نمبر ۴۱۰۲)
۱۳. غزوۂ احزاب میں صورتِ احوال نہایت تشویشناک اور پریشان کن تھی۔ اس کا نقشہ سورۃ الاحزاب میں نہایت بلیغ اسلوب اور جامع اور مانع الفاظ میں کھینچا گیا ہے۔ (روایت نمبر ۴۱۰۳)
۱۴. ایک بار دِن بھر گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو نمازِ عصر وقت پر ادا کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ آپؐ نے یہ نماز سورج غروب ہونے کے بعد باجماعت پڑھی۔ (روایت نمبر ۴۱۱۱، ۴۱۱۲)
۱۵. نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مضطربانہ دعا فرمائی جو قبول ہوئی اور دشمن کی صفوں میں غیبی اسباب کے ذریعہ یکایک انتشار پیدا ہوا۔ دلوں پر مایوسی طاری ہوئی اور افراتفری پھیل گئی۔ (روایت نمبر ۴۱۱۳، ۴۱۱۵)
۱۶. ملائکۃ اللہ کی امداد ایک تیز و تند آندھی کی صورت میں آئی جس سے آگیں بجھ گئیں اور مشرکین نے بدشگون لیا۔ (روایت نمبر ۴۱۰۵)

۱۷. میدان جنگ یکایک راتوں رات خالی ہوگیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اس کے بعد دشمن ہم پر حملہ آور نہیں ہوگا بلکہ ہم اس پر حملہ آور ہوں گے۔ (روایت نمبر ۴۱۰۹، ۴۱۱۰)
اس اعلان کے بعد بالفعل ایک دوسرا دَورِ غزوات یورشوں کی صورت میں شروع ہوا جس کا ذکر آئندہ تفصیل سے آئے گا۔

۱۸. نبی اکرم ﷺ کا دشمنوں کا حال دریافت کرنے کے لئے مجاہدین کو آواز دینا۔ (روایت نمبر ۴۱۱۳)

۱۹. نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فتح پر شکر الٰہی بجالانا۔ (روایت نمبر ۴۱۱۴، ۴۱۱۶)

امام بخاریؒ کی روایتوں سے جو مذکورہ بالا باتیں خلاصۃً درج کی گئی ہیں ان کا ذکر کتب مغازی کی روایات میں بھی آیا ہے مگر قدرے اختلاف کے ساتھ۔ یہ اختلاف حسب ذیل ہیں:

(الف) روایت نمبر ۴۱۰۱ میں سنگلاخ ٹکڑے کے توڑنے کا جو ذکر ہے اس کے لئے لفظ کُدْیَۃ آیا ہے جس کے معنی ہیں سخت پتھر کا ٹکڑا، چٹان، سنگلاخ زمین۔ ابن اسحاق کی روایت میں جو حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے لفظ صَخْرَۃٌ ہے یعنی سخت پتھر (غَلُظَتْ عَلَيَّ: اتنا سخت تھا کہ میں توڑ نہ سکا۔) حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب تھے۔ آپؐ خندق میں اُترے، اپنے ہاتھ میں کدال لی، اس پر ایک ضرب لگائی جس سے چمک پیدا ہوئی۔ پھر دوسری اور تیسری ضرب لگائی۔ ہر دفعہ چمک پیدا ہوئی اور وہ پتھر ٹوٹ گیا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چمک کا ذکر کر کے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: پہلی چمک یمن کی فتح ہے جو اللہ مجھے دے گا اور دوسری چمک شام اور مغرب کی فتح اور تیسری چمک مشرق کی فتح۔[1]

امام بخاریؒ کی محولہ بالا روایت کے راوی حضرت جابرؓ ہیں۔ اس میں یہ ذکر نہیں اور نہ طبقات ابن سعد میں اس کا ذکر ہے۔ امام ابن حجر نے بحوالہ امام احمد بن حنبل ونسائی حضرت براء بن عازبؓ سے[2] بحوالہ طبرانی حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے[3] اور بحوالہ بیہقی حضرت عمرو بن عوفؓ سے[4] اسی واقعہ کی نسبت روایتیں نقل کی ہیں جن میں بالاتفاق ذکر ہے کہ خندق کی کھدائی کے اثناء میں ایک بڑا پتھر حائل ہوا، ہماری کدالیں اسے نہ توڑ سکیں۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے کدال لی اور بسم اللہ کہہ کر اس پر ایک ضرب لگائی تو وہ ایک تہائی ٹوٹ گیا۔ آپؐ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا: أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الشَّامِ وَاللهِ إِنِّي لَأُبْصِرُ قُصُوْرَهَا الْحُمْرَ السَّاعَةَ- یعنی شام کی کنجیاں مجھے دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں اس کے سرخ محل اس گھڑی دیکھ رہا ہوں۔ بسم اللہ کہہ کر

---

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، غزوۃ الخندق، جزء ۳ صفحہ ۱۷۱)

[2] (مسند احمد بن حنبل، مسند الکوفیین، حدیث البراء بن عازب، جزء ۴ صفحہ ۳۰۳)
(السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب السیر، باب حفر الخندق، جزء ۳ صفحہ ۱۷۱)

[3] (المعجم الکبیر للطبرانی، عبد اللہ بن عمرو بن العاص، جزء ۱۴ صفحہ ۴۶، ۷۰)

[4] (دلائل النبوۃ للبیہقی، جماع أبواب مغازی، باب ما ظہر فی حفر الخندق، جزء ۳ صفحہ ۴۱۸، ۴۱۹)

دوسری ضرب لگائی اور اللہ اکبر کہا۔ وہ ایک تہائی اَور ٹوٹ گیا۔ آپؐ نے فرمایا: أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ فَارِسَ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُبْصِرُ قَصْرَ الْمَدَائِنِ أَبْيَضَ- یعنی فارس کی کنجیاں مجھے دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں مدائن کا محل دیکھ رہا ہوں جو سفید ہے۔ پھر بسم اللہ کہہ کر تیسری ضرب لگائی اور اللہ اکبر کہا۔ پتھر کا باقی حصہ بھی ٹوٹ گیا اور آپؐ نے فرمایا: أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْيَمَنِ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُبْصِرُ أَبْوَابَ صَنْعَاءَ مِنْ مَّكَانِي هٰذَا- یعنی یمن کی چابیاں مجھے دی گئیں۔ اللہ کی قسم! میں صنعاء کے دروازے اپنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۹۶)

یہ بیان حضرت براء بن عازبؓ اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا ہے۔ امام بیہقی کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکیر ڈال کر خندق کی نشاندہی فرمائی۔ کھدائی کے دوران ایک سفید پتھر حائل ہوا، جسے ہماری کدالیں نہ توڑ سکیں۔ ہم نے چاہا کہ وہ چھوڑ دیں لیکن فیصلہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کر لیا جائے۔ ہم نے حضرت سلمان فارسیؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ آپؐ آئے فَضَرَبَ ضَرْبَةً صَدَعَ الصَّخْرَةَ وَبَرَقَ مِنْهَا بَرْقَةٌ فَكَبَّرَ وَكَبَّرَ الْمُسْلِمُوْنَ- یعنی آپؐ نے ایک ضرب لگائی جس سے پتھر ٹوٹ گیا اور اس سے ایک چمک پیدا ہوئی۔ آپؐ نے اللہ اکبر کہا، مسلمانوں نے بھی اللہ اکبر کہا۔ غرض اسی طرح چند ضربیں لگائیں جن سے آخر وہ پتھر ٹوٹ گیا۔ ہر ضرب سے چمک پیدا ہوتی اور آپؐ اللہ اکبر کہتے اور صحابہؓ بھی اللہ اکبر کہتے۔ آخر ان کے دریافت کرنے پر آپؐ نے فرمایا: إِنَّ الْبَرْقَةَ الْأُوْلٰى أَضَاءَتْ لَهَا قُصُوْرُ الشَّامِ فَأَخْبَرَنِيْ جِبْرِيْلُ أَنَّ أُمَّتِيْ ظَاهِرَةٌ عَلَيْهِمْ پہلی چمک پر شام کے محل روشن ہوئے اور جبرائیل نے مجھے بتایا کہ میری امت اہل شام پر غالب ہوگی۔ اسی طرح آپؐ نے مدائن اور یمن کی فتوحات کا ذکر فرمایا۔ اس روایت کے آخر میں ہے۔ فَفَرِحَ الْمُسْلِمُوْنَ وَاسْتَبْشَرُوْا- مسلمان اس بشارت سے خوش ہو گئے۔ طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے یہی روایت نقل کی ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۹۶) مذکورہ بالا روایات کی بناء پر جن کی سند حسن ہے، مؤرخینِ اسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ بالا کشفی نظارہ غزوۂ احزاب کے تعلق میں بیان کیا ہے۔ اس تعلق میں کتاب "سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم" مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، حصہ دوم صفحہ ۵۷۷ بھی دیکھئے۔ امام بخاری کی روایت نمبر ۴۱۰۱ میں یہ تفصیل نہیں۔

(ب) روایت نمبر ۴۱۰۵ میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بادِ صبا سے میری مدد کی گئی ہے اور عاد بادِ دبور سے ہلاک کئے گئے تھے۔ امام ابن حجر کے نزدیک اس روایت کا تعلق اس تیز و تند آندھی سے ہے جو غزوۂ خندق کی آخری رات کو چلی تھی جس سے دشمنوں کے لشکر میں کھلبلی پڑ گئی تھی، ان کی آگیں بجھ گئیں اور چولہوں پر سے ہانڈیاں اُلٹ گئیں۔ (یہ مشرکین کے لئے برا شگون تھا۔) خیمے اُکھڑ گئے اور ان کے جانور بدک گئے۔ آندھی کیا تھی کہ ایک ناگہانی آفت جس نے لشکر میں انتشار و اَبتری پیدا کر دی۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۰۲)

کتبِ مغازی کی روایت میں اس تیز و تند آندھی کا مفصل ذکر آیا ہے اور مؤرخین نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں میں جو کھلبلی پڑی تھی، اس کی خبر لانے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے دشمن کے لشکر سے واپس آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ ابوسفیان اس طرح بوکھلا گیا ہے کہ اس نے لوگوں سے کہا: یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اِنَّکُمْ وَاللّٰہِ مَا اَصْبَحْتُمْ بِدَارِ مُقَامٍ لَقَدْ ھَلَکَ الْکُرَاعُ وَالْخُفُّ وَاَخْلَفَتْنَا بَنُوْ قُرَیْظَۃَ وَبَلَغَنَا عَنْھُمُ الَّذِیْ نَکْرَہُ وَلَقِیْنَا مِنْ شِدَّۃِ الرِّیْحِ مَا تَرَوْنَ مَا تَطْمَئِنُّ لَنَا قِدْرٌ وَلَا تَقُوْمُ لَنَا نَارٌ وَلَا یَسْتَمْسِکُ لَنَا بِنَاءٌ فَارْتَحِلُوْا فَاِنِّیْ مُرْتَحِلٌ- اے قریش! یہ ٹھہرنے کی جگہ نہیں، جو حال ہے تم دیکھ رہے ہو، مال مویشی ہلاک ہوگئے۔ بنو قریظہ نے ہمارے ساتھ معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے اور ہم سے یرغمال طلب کیے ہیں جو ہمیں پسند نہیں۔ آندھی کی شدت سے جو ہماری حالت ہوئی ہے وہ تم دیکھ رہے ہو۔ ہانڈیاں ٹھہرتی نہیں، آگ جلتی نہیں، کوئی خیمہ برقرار نہیں رہتا۔ چلو کوچ کرو، میں تو جارہا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور اس کے گھٹنے کا بندھن کھولنا بھول گیا، اونٹ تین ٹانگوں پر کھڑا تھا، چلتا نہیں تھا۔ حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے لشکر کی خبر معلوم کرنے کیلئے مجھے بھیجا تھا۔ اگر مجھے یہ ذمہ داری پوری کرنے کی فکر نہ ہوتی تو میں ابوسفیان کو تیر سے ٹھکانے لگاتا۔ یہ حال دیکھ کر میں وہاں سے لوٹا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ ایک یمنی چادر اوڑھے نمازِ تہجد پڑھ رہے ہیں۔ جب مجھے دیکھا تو اپنی چادر مجھ پر ڈال دی کیونکہ سردی شدت کی تھی۔ جب سلام پھیر چکے، میں نے صورت حال عرض کی اور بتایا کہ غطفان بھی اپنا سازوسامان اُٹھا کر چل دیئے ہیں۔[1] ابن سعد نے بھی اپنی کتاب طبقات میں حضرت حذیفہ بن یمانؓ کا یہی بیان تقریباً انہی الفاظ میں نقل کیا ہے۔[2]

امام بخاریؒ کی محولہ بالا روایت میں اختصار ہے۔ انہوں نے اس سے قبل روایت نمبر ۴۱۰۳ میں سورۃ الاحزاب کی ان آیات کا حوالہ دیا ہے جن میں آندھی اور نظر نہ آنے والی ملکوتی افواج کے ذریعہ سے نصرت دیئے جانے کا ذکر ہے۔ فرماتا ہے: یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۚ اِذْ جَآءُوْکُمْ مِّنْ فَوْقِکُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْکُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوْنَا ۝ ھُنَالِکَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا ۝ (الأحزاب: ۱۰ تا ۱۲)

ترجمہ: اے مومنو! اللہ کی اُس نعمت کو یاد کرو جو اُس نے تم پر اس وقت کی جبکہ تم پر کچھ لشکر چڑھ آئے تھے اور ہم نے ان کی طرف ایک ہوا[3] بھیجی تھی اور ایسے لشکر بھیجے تھے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھتا ہے۔ (ہاں) اس وقت کو یاد کرو جبکہ تمہارے مخالف تمہاری اوپر کی طرف سے بھی (یعنی پہاڑی کی طرف سے

---

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ الخندق، جزء ۳ صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳)

[2] (الطبقات الکبری لابن سعد، غزوۃ رسول اللہ ﷺ الخندق، جزء ۲ صفحہ ۶۵، ۶۶)

[3] اس میں غزوۂ احزاب کا ذکر ہے جبکہ عین اس دن جب دشمن غالب آنے کا اُمیدوار تھا، تیز ہوا چلی اور رات کو مختلف کیمپوں کی آگیں بجھ گئیں جسے عرب لوگ منحوس خیال کرتے تھے۔ اسے دیکھ کر دیوانہ وار سب جرنیل اپنے قبیلوں کو لے کر بھاگ گئے۔ اور مسلمان اُن کی یورش سے محفوظ ہوگئے۔ (منہ)

بھی) اور نیچے کی طرف سے بھی (یعنی نشیب کی طرف سے بھی) آ گئے تھے اور جبکہ آنکھیں گھبرا کر ٹیڑھی ہوگئی تھیں اور دل دھڑکتے ہوئے حلق تک آ گئے تھے اور تم اللہ کے متعلق مختلف شکوک میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اس وقت مومن ایک (بڑے) ابتلا میں ڈال دیئے گئے تھے اور سخت ہلا دیئے گئے تھے۔

ان آیات میں جس ہوا کا ذکر ہے وہی تیز و تند آندھی ہے جو غزوۂ احزاب کی آخری رات کو چلی اور جس کا ذکر روایاتِ مغازی میں آیا ہے۔ نہ نظر آنے والے لشکروں سے مراد ملائکۃ اللہ ہیں جو آندھی کا باعث بنے۔ سردی ناقابل برداشت ہوگئی۔ محاصرے نے اتنا طول کھینچا کہ خوراک اور چارہ دونوں کم ہو گئے۔ قبیلہ غطفان کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ بنو قریظہ اور قریش کے درمیان بدظنی کی خلیج وسیع ہوگئی اور آگ کے بجھنے سے مشرکین کے توہمات بڑھ گئے اور حوصلے پست ہو گئے۔ یہ اور تمام ایسے مخفی اسباب آیت جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا کی شرح ہیں۔ طبعی اسباب ملائکۃ اللہ کے زیر اثر ہی ظہور پذیر یا معدوم ہوتے ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۷۶ تا ۸۰۔ آنکھیں ٹیڑھی ہونے سے مراد یہ ہے کہ خطرہ اتنا شدید تھا کہ اس سے نجات پانے کی کوئی راہ نظر نہ آتی تھی اور کلیجے منہ تک آنے سے مراد شدید گھبراہٹ ہے۔ غزوۂ احزاب جنگ ہی نہ تھی بلکہ ایک شدید زلزلہ تھا جس سے مومن جھنجوڑے اور آزمائے گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۝ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ (الأحزاب: ۲۳، ۲۴) ترجمہ: اور ان کو اس واقعہ نے ایمان اور اطاعت میں ہی بڑھا دیا (کمزور نہیں کیا۔) ان مومنوں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا، سچا کر دیا۔ پس بعض تو ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نیت کو پورا کر دیا (یعنی لڑتے لڑتے مارے گئے) اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں اور اپنے ارادہ میں کوئی تزلزل انہوں نے نہیں آنے دیا۔

دل دہلا دینے والے شدید خطرے کے باوجود صحابہ کرامؓ نے جو ثابت قدمی و علو ہمتی دکھائی، اس کا ذکر مذکورہ بالا آیات کا حوالہ دینے کے بعد روایت نمبر ۴۱۰۸ میں کیا گیا ہے۔ پھر روایت نمبر ۴۱۰۷ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جن کا شمار کم عمر صحابہ میں ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونے سے مثل دیگر صحابہ کرامؓ اتنے متاثر تھے کہ بُعدِ زمانہ بھی وہ اثر کم نہیں کر سکا۔ ان کے عمل سے آیت وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا کی تفسیر آشکار ہے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(ج) کتب مغازی میں ایک اور واقعہ نقل کیا گیا ہے جو صحیح بخاری کی روایات میں نہیں۔ سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت نعیم بن مسعودؓ غطفانی سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: یارسول اللہ! میں اسلام قبول کر چکا ہوں اور میری قوم کو علم نہیں، کوئی خدمت بتائیں جو میں اس موقع پر کر سکوں۔ آپؐ نے فرمایا: اِنَّمَا اَنْتَ فِيْنَا رَجُلٌ وَّاحِدٌ فَخَذِّلْ عَنَّا اِنِ اسْتَطَعْتَ فَاِنَّ الْحَرْبَ خُدْعَةٌ: تم ہم میں

ایک ہی ایسے شخص ہو (جس کے مسلمان ہونے کا لوگوں کو علم نہیں) ایسی تدبیر کرو جس سے کفار بے دل ہو کر چلے جائیں۔ لڑائی داؤ پیچ ہی ہوتی ہے۔ حضرت نعیم بن مسعودؓ بنو قریظہ کے ندیم تھے وہ ان کے پاس گئے باتیں ہوئیں۔ لڑائی کا تذکرہ ہوا تو حضرت نعیمؓ ان سے کہنے لگے: تمہیں علم ہی ہے کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں، اگر قریش مکہ وغیرہ یہاں سے چلے گئے تو تم اکیلے رہ جاؤ گے۔ تمہاری بود وباش، بال بچے اور مال ومنال سب مدینہ میں ہیں۔ تمہیں کیا ضرورت کہ بغیر یقینی صورت معلوم کئے قریش وغطفان کی خاطر اپنے لئے خطرہ مول لو۔ میرا مشورہ ہے کہ تم ان سے بطور یرغمال ان کے بعض سردار اپنے پاس رکھو جو اس بات کے ضامن ہوں کہ قریش کل کو تمہیں تنہا چھوڑ کر نہیں چلے جائیں گے۔ حضرت نعیمؓ کی یہ رائے انہیں پسند آئی۔ بنو قریظہ سے فارغ ہو کر وہ قریش کے پاس گئے اور ان سے بھی جب جنگ کا ذکر آیا تو حضرت نعیمؓ نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ بنو قریظہ ثابت قدم رہیں گے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ محمد (ﷺ) سے درپردہ صلح کرلیں گے۔ ان کی نسبت بغیر یقین حاصل کئے آخری حملے کے لئے کوئی قدم اُٹھانا مناسب نہیں۔ میں یہود سے ملا ہوں وہ اپنے کئے پر پشیمان معلوم ہوتے ہیں کہ بغیر سوچے سمجھے محمد (ﷺ) سے معاہدہ توڑنے میں جلد بازی کی ہے۔ اگر بنو قریظہ تم سے یرغمال طلب کریں تو اپنے آدمی نہ بھیجیں۔ چنانچہ جب بنو قریظہ کی طرف سے یرغمال کا مطالبہ ہوا تو قریش کو شبہ پیدا ہوگیا اور انہوں نے اپنے سردار اُن کے پاس بھیجنے سے انکار کر دیا۔ انہیں یقین ہوگیا کہ بنو قریظہ ان کا ساتھ نہیں دیں گے۔ ان حالات نے حملہ آوروں کی ہمتیں پست کر دیں اور آندھی کے ہولناک واقعہ نے رہی سہی کسر نکال دی۔ سیرت ابن ہشام سے ظاہر ہے کہ یہ طوفان کئی دن رہا۔ اس بارے میں ان کے یہ الفاظ ہیں: بَعَثَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ فِيْ لَيَالٍ شَاتِيَةٍ بَارِدَةٍ شَدِيْدَةِ الْبَرْدِ۔[1] سردی موسم سرما میں عام طور پر شدید ہوتی ہے۔ درجہ حرارت رات کو صفر سے پانچ درجے گر جاتا ہے اور دن کے وقت دس درجے صفر سے اوپر ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا واقعہ جس طرح سیرت ابن ہشام میں ہے، قدرے اختلاف کے ساتھ اسی طرح طبقات ابن سعد میں اختصار سے مروی ہے۔ اس میں مذکور ہے کہ حضرت نعیم بن مسعود اشجعیؓ درپردہ ایک مخلص مسلمان تھے۔ فَمَشَى بَيْنَ قُرَيْشٍ وَقُرَيْظَةَ وَغَطَفَانَ وَأَبْلَغَ هٰؤُلَاءِ عَنْ هٰؤُلَاءِ كَلَامًا وَهٰؤُلَاءِ عَنْ هٰؤُلَاءِ كَلَامًا. يُرَى كُلَّ حِزْبٍ مِنْهُمْ أَنَّهُ يَنْصَحُ لَهُ فَقَبِلُوْا قَوْلَهُ وَخَذَّلَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَوْحَشَ كُلَّ حِزْبٍ مِنْ صَاحِبِهِ وَطَلَبَتْ قُرَيْظَةُ مِنْ قُرَيْشٍ الرَّهْنَ حَتّٰى يَخْرُجُوْا فَيُقَاتِلُوْا مَعَهُمْ فَأَبَتْ ذٰلِكَ قُرَيْشٌ وَاتَّهَمُوْهُمْ وَاعْتَلَّتْ قُرَيْظَةُ عَلَيْهِمْ بِالسَّبْتِ...[2] حضرت نعیمؓ نے قریش، قریظہ اور غطفان کے درمیان اِدھر کی باتیں اُدھر اور اُدھر کی باتیں اِدھر پہنچائیں جو بظاہر ان کی خیر خواہی پر مبنی تھیں۔ ان باتوں نے انہیں

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة الخندق، جزء ۳ صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۱)

[2] (الطبقات الكبرى لابن سعد، غزوة رسول اللهﷺ الخندق، جزء ۲ صفحہ ۶۵)

ایک دوسرے سے غیر مطمئن کر دیا۔ قریظہ نے قریش سے ضمانت طلب کی اور کہا کہ ہم میدانِ جنگ میں اسی وقت نکلیں گے اور لڑیں گے جب ہمیں اطمینان ہو جائے گا کہ تم ہمیں تنہا چھوڑ کر چلے نہیں جاؤ گے۔ قریش نے ضمانت دینے سے انکار کیا اور وہ یہود سے بدظن ہو گئے۔ یہود نے لڑائی میں شریک ہونے سے اپنی معذوری کا اظہار کر دیا جیسا کہ ابھی ذکر کیا گیا ہے۔

اس روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نعیمؓ سے وہ باتیں کرنے کے لئے فرمایا ہو جو انہوں نے قریظہ اور قریش سے کیں۔ طبقات ابن سعد کی روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت نعیم بن مسعودؓ کو خود خیال پیدا ہوا کہ چونکہ حملہ آوروں سے ان کے تعلقات خوش گوار ہیں اور انہیں ان کے مسلمان ہونے کا علم نہیں، اس لئے وہ ایک دوسرے سے بدظن کئے جاسکتے ہیں۔ اس تعلق میں جو تدبیر اُن کو سوجھی وہ سیدھی سادی تدبیر ہے۔ انہوں نے بنو قریظہ کو بھی نیک مشورہ دیا جو اُن کے لئے بھی مفید تھا اور دوسرے فریق کو بھی۔ مشورہ دینا دلانا جھوٹ نہیں کہلاتا، عمدہ تدبیر اور حسنِ سیاست کہلاتا ہے۔ جو شخص ان کے مشورہ کو جھوٹ یا فریب پر محمول کرتا ہے، اس کا اپنا قصورِ فہم ہے۔ حضرت نعیمؓ نے جو بات قریش سے کہی وہ بھی ایک مشورہ ہی تھا کہ اگر یہود اُن کی نسبت متردّد ہوں اور یرغمال طلب کریں تو نہ دیا جائے۔

کتب مغازی میں یہ ذکر بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل غطفان کے سرداران عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر اور حارث بن عوف مری کو کہلا بھیجا کہ اگر وہ چلے جائیں تو انہیں مدینہ کے پھلوں کی ایک تہائی پیداوار دی جائے گی جو انہوں نے منظور کر لی اور اس بارے میں ایک تحریر بھی لکھی گئی لیکن آخری دستخط کرنے سے پہلے حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ سردارانِ اوس و خزرج کا مشورہ ضروری تھا کیونکہ باغات ان کے تھے اور یہ رائے ان کی جان و مال کی حفاظت کی غرض سے تھی۔ دونوں سرداران نے عرض کیا کہ اگر اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا ہو تو بسر و چشم اور اگر آپؐ ہم سے مشورہ چاہتے ہیں تو ہماری رائے نہیں کہ ہم کوئی ایسا معاہدہ کریں جس سے ہماری کمزوری ظاہر ہو، ہم آخر تک ان کا مقابلہ کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نہیں بلکہ میں نے دیکھا کہ تمام عرب نے ایک کمان سے تم پر تیر چلایا ہے اور کتوں کی طرح تمہیں کھانے کی تاک میں ہیں۔ میں نے چاہا کہ کسی تدبیر سے ان کی طاقت توڑ دوں۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے کہا: یارسول اللہ! یہ لوگ اور ہم مشرک تھے، بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ نہ ہمیں اللہ کی پہچان تھی اور نہ اس کی عبادت کا خیال۔ اس زمانہ میں تو سوائے تجارت یا مہمان نوازی کے یہ لوگ ہمارے پھلوں کی تمنا نہیں کر سکے۔ اور اب جب اللہ نے ہمیں اسلام کے طفیل عزت دی اور آپؐ کے ذریعہ عزت بخشی تو کیا ہم اپنے اموال انہیں دے دیں گے! وَاللّٰهِ لَا نُعْطِيْهِمْ اِلَّا السَّيْفَ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ - اللہ کی قسم! ہم انہیں تلوار کے سوا کچھ نہیں دیں گے (ہم ان سے جنگ کریں گے) تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ آپؐ نے حضرت سعدؓ کا جواب سن کر

وہ صلح نامہ انہیں دیا اور انہوں نے اس پر قلم پھیر دی۔[1] یہی واقعہ اختصار سے طبقات ابن سعد میں بھی مروی ہے اور لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال اس وقت آیا جب محاصرہ کو پندرہ بیس دن گزر گئے اور لوگوں میں بے چینی پیدا ہونے لگی۔[2] ممکن ہے کہ اس تجویز میں بھی حضرت نعیم بن مسعودؓ ہی کا دخل ہو۔ کنانہ بن ربیع یہودی سردار نے غطفان کو اس قسم کا لالچ دے کر اپنے ساتھ جنگ میں شریک کیا تھا کہ انہیں خیبر کے باغات کی نصف پیداوار دی جائے گی۔

امام ابن حجرؒ نے موسیٰ بن عقبہؒ کے حوالے سے لکھا ہے: خَرَجَ حُيَيُّ بْنُ أَخْطَبَ بَعْدَ قَتْلِ بَنِي النَّضِيْرِ إِلَى مَكَّةَ يُحَرِّضُ قُرَيْشًا عَلَى حَرْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ كِنَانَةُ ابْنُ الرَّبِيْعِ بْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ يَسْعَى فِيْ بَنِيْ غَطَفَانَ وَ يَحُضُّهُمْ عَلَى قِتَالِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى اَنَّ لَهُمْ نِصْفَ ثَمَرِ خَيْبَرَ. فَأَجَابَهُ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ إِلَى ذَلِكَ۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۹۱) حیی بن اخطب بنو نضیر کے قتل کے بعد مکہ گیا، وہ قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لئے اکساتا تھا اور کنانہ بن ربیع غطفان کے قبائل میں گیا، وہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کے لئے اُبھارتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر انہوں نے اس کی بات مان کر لڑائی پر آمادگی ظاہر کی تو انہیں خیبر کے باغات کی نصف پیداوار دی جائے گی۔ چنانچہ عیینہ بن حصن نے یہ بات مان لی۔

دشمن کا یہی وہ وار تھا جو غطفان کو اُن سے توڑنے کے لئے اُن پر لوٹایا گیا پیشتر اس کے کہ وہ کارگر ہوتا۔ غطفان کا یہود کی طرف سے نصف پیداوار کی پیشکش چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک تہائی پیداوار قبول کر لینا دلیل ہے اس امر کی کہ انہیں آپؐ کے وعدے کے پورا ہونے کا پورا یقین تھا بنسبت یہودیوں کے وعدے کے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک تہائی پیداوار لینا قبول کر لی۔ اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ کا یہی مفہوم ہے کہ دشمن کے وار سے بچ کر وہ وار اس پر لوٹا دیا جائے اور قرآنِ مجید کی آیت فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○ (البقرۃ:۱۹۵)[3] کا بھی یہی مفہوم ہے۔

مؤرخین اسلام نے کتب مغازی کی مذکورہ بالا دونوں روایتوں کا ذکر کیا ہے۔[4] مگر صحیح بخاری میں یہ روایتیں نظر انداز کی گئی ہیں۔

---

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، غزوۃ الخندق، جزء۳ صفحہ ۱۷۴، ۱۷۵)

[2] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، غزوۃ رسول اللہ ﷺ الخندق، جزء۲ صفحہ ۶۹)

[3] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”پس جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر ویسی ہی زیادتی کرو جیسی اس نے تم پر کی ہو۔ اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ یقیناً متقیوں کے ساتھ ہے۔“

[4] (سیرت خاتم النبیین ﷺ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، جنگ اُحد، صفحہ ۵۹۱، ۵۹۲)
(سیرت النبی ﷺ علامہ شبلی نعمانی، غزوۂ احزاب، جلد اوّل صفحہ ۲۴۵، ۲۴۳-۲۴۶)

(د) روایت نمبر ۴۱۱۳ میں غایت درجہ اختصار ہے۔ یہی روایت کتاب الجہاد باب ۴۰، ۴۱ میں بھی مذکور ہے۔ اس بارے میں مفصل شرح وہاں دیکھئے۔ کتب مغازی میں حضرت حذیفہ بن یمانؓ کے بھیجے جانے اور میدانِ جنگ کی خبر لانے کا ذکر ہے۔[۱]

(ہ) روایت نمبر ۴۱۱۱، ۴۱۱۲ میں نمازِ عصر بروقت نہ پڑھ سکنے کا ذکر ہے۔ کتب مغازی میں یہ واقعہ مفصل بیان کیا گیا ہے کہ خندق میں ایک تنگ جگہ پاکر عکرمہ بن ابی جہل، نوفل بن عبد اللہ، ضرار بن خطاب، ہبیرہ بن ابی وہب اور عمرو بن عبدِ وُدّ اسے عبور کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ عمرو ایک مشہور شمشیر زن تھا۔ نوّے سال کی عمر میں بھی قوی جسم اور عمدہ شاہسوار۔ اس نے یہ رجزیہ شعر پڑھتے ہوئے مقابلہ کے لئے بلایا:

وَلَقَدْ بَحِحْتُ مِنَ النِّدَاءِ لِجَمْعِهِمْ هَلْ مِنْ مُّبَارِزٖ

ان سب کو پکارتے پکارتے میرا گلا بیٹھ گیا ہے۔ کیا کوئی میدان میں نکل کر مقابلہ کرنے والا ہے

حضرت علی بن ابی طالبؓ نے کہا: یارسول اللہ! میں اس کا مقابلہ کروں گا۔ آپؐ نے انہیں اپنی تلوار دی، دستار باندھی اور دعا کی کہ اے اللہ! علی کی مدد فرما۔ باہمی تعارف کے بعد ایک نے دوسرے پر حملہ کیا جس سے غبار بلند ہوا اور دونوں اس میں غائب ہوگئے۔ اتنے میں حضرت علیؓ کا نعرۂ تکبیر بلند ہوا اور عمرو زمین پر چت پڑا تھا۔ اس کے ساتھی پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ سواروں نے ان کا تعاقب کیا۔ حضرت زبیر بن عوامؓ نے نوفل پر حملہ کرکے اسے دو ٹکڑے کر دیا۔ باقی بچ نکلے اور دوسرے دن صبح کو لڑائی کی دھمکی دیتے گئے اور رات بھر تیاری ہوتی رہی۔ مدینہ پر مختلف اطراف سے حملہ کرنے کے لئے دستے متعین کئے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کی غرض سے خالد بن ولید کی قیادت میں ایک نہایت مضبوط دستہ مخصوص ہوا اور صبح سے گہری شام تک مختلف جگہوں میں جنگ ہوتی رہی، صحابہ کرامؓ سارا دن ان کے مقابلہ میں مشغول رہے اور اس طرح انہیں نمازِ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔ رات کو صحابہ کرامؓ لوٹے اور نمازیں جمع کیں۔ دو صد صحابہ حضرت اُسَید بن حُضَیرؓ کی قیادت میں خندق کی حفاظت کے لئے مقرر کئے گئے۔ ابن سعد کی روایت کے مطابق یہ وہ موقع تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار پر ان الفاظ میں بددعا کی: مَلَأَ اللّٰهُ اَجْوَافَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا۔[۲] یعنی اللہ ان کے پیٹوں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ عمرو بن عبدِ وُدّ سے مقابلے کا واقعہ سیرت ابن ہشام میں قدرے تفصیل سے بیان ہوا ہے کہ حضرت علیؓ نے اس سے کہا کہ تم عہد کر چکے ہو کہ قریش کا کوئی شخص تم سے دو باتوں کا مطالبہ کرے گا تو ایک بات تم ضرور قبول کر لوگے۔ سو میں پہلے تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اس نے کہا: مجھے اس دین

[۱] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة الخندق، جزء ۳ صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳)
(الطبقات الكبرى لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ الخندق، جزء ۲ صفحہ ۶۵، ۶۶)

[۲] (الطبقات الكبرى لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ الخندق، جزء ۲ صفحہ ۶۴، ۶۵)

کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے کہا: تو پھر مجھ سے مقابلہ کرلو۔ عمرو نے کہا: میرے بھتیجے! بخدا میں نہیں چاہتا کہ تمہیں قتل کروں۔ حضرت علیؓ نے کہا: میں تو چاہتا ہوں کہ میں تمہیں قتل کروں۔ جس پر وہ نہایت غیظ و غضب میں آکر گھوڑے سے کود پڑا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ اس سے مستغنی ہو کر حضرت علیؓ پر حملہ کیا، تب مقابلہ شروع ہو گیا۔ اس کا انجام وہی ہوا جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔[1] اس تعلق میں سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم[2] بھی دیکھئے۔ کتب تاریخ میں یہ واقعہ زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔[3] لیکن نہ صحیح بخاری میں نہ کتب مغازی میں اس واقعہ کی وہ تفاصیل مذکور ہیں جو کتب تاریخ میں نقل کی گئی ہیں۔

(و) کتب مغازی میں ہے کہ خندق کی کھدائی سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سلمان فارسیؓ نے مشورہ دیا تھا۔ امام ابن حجرؒ نے اس بارہ میں ابو معشر کا ایک حوالہ نقل کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: قَالَ سَلْمَانُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا كُنَّا بِفَارِسٍ إِذَا حُوْصِرْنَا خَنْدَقْنَا عَلَيْنَا فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَفْرِ الْخَنْدَقِ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ وَعَمِلَ فِيْهِ بِنَفْسِهِ تَرْغِيْبًا لِلْمُسْلِمِيْنَ فَسَارَعُوْا إِلَى عَمَلِهِ حَتَّى فَرَغُوْا مِنْهُ وَجَاءَ الْمُشْرِكُوْنَ فَحَاصَرُوْهُمْ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۴۹۱) یعنی حضرت سلمان فارسیؓ نے کہا کہ اگر فارس میں ہمارا محاصرہ ہوتا تو ہم اپنے ارد گرد خندق کھود لیتے تھے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے ارد گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور مسلمانوں کو ترغیب دینے کے لئے خود بھی اس میں کام کیا۔ مسلمانوں نے جلدی تعمیل حکم کی۔ اِدھر صحابہ کھدائی سے فارغ ہوئے، اُدھر مشرک آپہنچے اور انہوں نے انہیں محصور کر لیا۔

اس بیان میں مؤرخین نے مصنفین مغازی کا تتبع کیا ہے لیکن ان کی روایات میں حضرت سلمان فارسیؓ کے اس مشورہ کا ذکر نہیں۔ سیرت ابن ہشام کی روایات میں بھی اس کا ذکر نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ اجتماعی اہم کاموں میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا کرتے تھے اور بعید نہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے ایسا مشورہ دیا ہو کیونکہ ایران میں خندق کھودنے کا دستور تھا۔ عربوں میں بذریعہ خندق محفوظ ہو کر جنگ کرنے کا طریق نہیں تھا۔ وہ کھلے میدان یا شب خون کی لڑائی کے خوگر تھے۔ علامہ مقریزیؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط اپنی کتاب میں جمع کئے ہیں۔ چنانچہ ایک خط میں ذکر ہے کہ ابوسفیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طعنہ دیا کہ خندق کے ذریعہ محفوظ ہو کر لڑنا کونسی بہادری ہے۔ خندق کے ذریعہ اپنے آپ کو محفوظ کرنا آپ نے کس سے سیکھا؟ جواب میں آپؐ نے لکھا کہ وحی الٰہی نے آپؐ کی اس بارہ میں راہنمائی کی ہے۔ ابوسفیان کے خط کے الفاظ یہ ہیں: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ

---

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ الخندق، جزء۳ صفحہ ۱۷۶)

[2] (سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، جنگ احزاب، صفحہ ۵۸۶ تا ۵۸۹)

[3] (تاریخ الخمیس، غزوۃ الخندق، مبارزۃ علی لعمرو بن عبد وُدّ، جزء اوّل صفحہ ۴۸۶، ۴۸۸)
(السیرۃ الحلبیۃ، ذکر مغازیہ ﷺ، غزوۃ الخندق، جزء۲ صفحہ ۴۲۶ تا ۴۳۱)
(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم علامہ شبلی نعمانی، غزوۂ احزاب، جلد اوّل صفحہ ۲۴۴، ۲۴۵)

فَإِنِّیْ اَحْلِفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی (وَسَافٍ وَنَائِلَة وَهُبُل) لَقَدْ سِرْتُ اِلَيْكَ فِیْ جَمْعِنَا وَاِنَّا نُرِيْدُ أَلَّا نَعُوْدَ اِلَيْكَ اَبَدًا حَتّٰى نَسْتَأْصِلَكُمْ فَرَاَيْتُكَ قَدْ كَرِهْتَ لِقَاءَنَا وَجَعَلْتَ مَضَايِقَ وَخَنَادِقَ فَلَيْتَ شِعْرِیْ مَنْ عَلَّمَكَ هٰذَا فَاِنْ نَرْجِعْ عَنْكُمْ فَلَكُمْ مِنَّا يَوْمٌ كَيَوْمِ اُحُدٍ نَنْصُرُ فِيْهِ النِّسَاءَ۔

اس خط کے جواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لکھا:

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى اَبِیْ سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ اَتَانِیْ كِتَابُكَ وَقَدِيْمًا غَرَّكَ بِاللّٰهِ الْغُرُوْرُ وَاَمَّا ذَكَرْتَ اَنَّكَ سِرْتَ اِلَيْنَا فِیْ جَمْعِكُمْ وَاَنَّكَ لَا تُرِيْدُ اَنْ تَعُوْدَ حَتّٰى تَسْتَأْصِلَنَا فَذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ يَحُوْلُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ وَيَجْعَلُ لَنَا الْعَاقِبَةَ حَتّٰى لَا تُذْكَرُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى وَاَمَّا قَوْلُكَ مَنْ عَلَّمَكَ الَّذِیْ صَنَعْنَا مِنَ الْخَنْدَقِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَلْهَمَنِیْ ذٰلِكَ لِمَا اَرَادَ مِنْ غَيْظِكَ بِهِ وَغَيْظِ اَصْحَابِكَ وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَيْكَ يَوْمٌ اَكْسِرُ فِيْهِ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى وَاِسَافَ وَنَائِلَةَ وَهُبَلَ حَتّٰى اُذَكِّرَكَ ذٰلِكَ۔[1]

اس خط کے مضمون اور مغازی کی روایات میں اختلاف ایسا اختلاف نہیں کہ ان میں موافقت کی صورت نہ ہو۔ بعض وقت صحابہ کرامؓ کے مشورے وحی الٰہی کے مطابق ہوتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی مشورہ پر عمل وحی جلی یا خفی کی راہنمائی میں ہوتا تھا، روح القدس کی رفاقت آپؐ سے ایک لحہ بھی الگ نہیں ہوتی تھی۔ تفصیل کیلئے دیکھئے آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۹۷ تا ۱۱۶۔

کتب مغازی کی روایات میں یہ مذکور ہے کہ خندق اور ایسے مقامات پر جہاں خطرے کا احتمال تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حفاظت کا پختہ انتظام فرمادیا تھا۔ وَالْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى خَنْدَقِهِمْ يَتَنَاوَبُوْنَ مَعَهُمْ بِضْعَةٌ وَّثَلَاثُوْنَ فَرَسًا وَالْفُرْسَانُ يَطُوْفُوْنَ عَلَى الْخَنْدَقِ مَا بَيْنَ طَرَفَيْهِ۔[2] ترجمہ: مسلمان خندق کا باری باری پہرہ دیتے۔ ان کے ساتھ تیس کے قریب سوار ہوتے جو خندق کے دونوں پہلوؤں میں چکر لگاتے جو حرّہ شرقیہ اور حرّہ غربیہ سے ملحق تھے جہاں دشمن خیمہ زن تھا۔ صحابہ کرامؓ دامن سلع میں مقیم تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرار گاہ جبل سلع کے اس مقام پر تھی جہاں آج کل مسجد فتح ہے۔ ذُباب مقام پر بھی آپ کے لیے خیمہ لگائے جانے کا ذکر ملتا ہے اور لکھا ہے کہ باقی سپہ سالاروں حضرت سلمانؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوذرؓ کی قرار گاہیں بھی آج کل مساجد کی صورت میں محفوظ ہیں۔[3]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ایسے موقع پر تھا جہاں سے لشکر اور مدینہ کی اطراف کی نگرانی بآسانی کی جاسکتی تھی۔ مغازی واقدی ہی میں حضرت ابوبکرؓ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے: وَلَقَدْ كُنْتُ اُوْفِیْ عَلٰى سَلْعٍ فَاَنْظُرُ اِلٰى بُيُوْتِ

[1] (إمتاع الأسماع للمقریزی، غزوة الخندق، کتاب أبی سفیان الی رسول اللہ ﷺ، جزء اوّل صفحہ ۲۴۲)
(مجموعة الوثائق السیاسیة، القسم الثانی، کتاب أبی سفیان الیہ ﷺ وقت الخندق، جزء اوّل صفحہ ۷۳، ۷۴)

[2] (المغازی للواقدی، غزوة الخندق، جزء ۲ صفحہ ۴۵۷)

[3] (وفاء الوفاء، الباب الخامس فی مصلی النبی ﷺ، الفصل الثالث فی بقیة المساجد، مسجد الفتح والمساجد التی حول مسجد الفتح، جزء ۳ صفحہ ۳۹، ۴۳)(عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات و سرایا، غزوۂ خندق، صفحہ ۱۵۳، ۱۵۴)

الْمَدِيْنَةِ فَإِذَا رَأَيْتُهُمْ هَادِيْنَ حَمِدْتُ اللّٰهَ۔[۱] ترجمہ: میں وقتاً فوقتاً سلع پہاڑ پر آ کر مدینہ کے گھروں پر نگاہ ڈالتا اور انہیں سکون کی حالت میں دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا۔

قبا کے قرب وجوار میں جہاں بنو قریظہ کی آبادی تھی اور جہاں سے دشمن کے داخل ہونے کا اندیشہ تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمہ بن اسلمؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ کے زیر قیادت محافظین کے دستے متعین فرما دیئے تھے۔[۲] اور گزر گاہوں میں بھی تیر انداز متعین تھے۔ حفاظت کی یہ راہنمائی احتیاط و تدبیر ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق تھی۔ فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (آل عمران:۲۰۱) ترجمہ: مومنو! ثبات اور استقلال سے کام لو اور دوسروں کو ثابت قدم رکھو اور ہر رخنہ کی حفاظت کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ تقویٰ کے معنی ہیں انتہائی احتیاط سے کام لینا۔ عجب نہیں کہ وحی الٰہی کے اسی جامع و مانع ارشاد سے حفاظت خندق کی تجویز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن مبارک میں آئی ہو۔ سورۃ آل عمران میں غزوۂ احد کا ذکر ہے۔ اس کے آخری رکوع میں اہل کتاب اور مشرکین کی گندہ دہنی واشتعال انگیزی اور ملک کے طول و عرض میں تنگ و دو کرنے کا ذکر ہے۔ اسی تعلق میں مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی اور جب خطرے نے شدید صورت اختیار کر لی تو آپؐ نے مذکورہ بالا ارشاد باری تعالیٰ کی جن جن طریقوں سے تعمیل فرمائی اور صبر و مصابرت کا جو حیرت انگیز نمونہ دکھایا، اس کی تفصیل جنگ احزاب کے واقعات سے ظاہر ہے۔

(ز) روایت نمبر ۴۱۰۱، ۴۱۰۲ میں حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی دعوت کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور دعا سے ایک صاع[۳] جَو کی روٹیوں اور سالن میں جو ایک بکری کے گوشت سے تیار کیا گیا تھا، خارق عادت برکت دی گئی حتی کہ ایک ہزار بھوکے مجاہدین نے سیر ہو کر کھایا اور کھانا پھر بھی بچ رہا۔ اس معجزہ سے متعلق سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے میں مفصل بیان ہے۔ (دیکھئے صفحہ ۵۷۸ تا ۵۸۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی آپؐ کے اس معجزہ کا ذکر فرمایا ہے۔ آپؑ لکھتے ہیں:

> ”اس درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الرسل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اُس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں

[۱] (المغازی للواقدی، غزوۃ الخندق، جزء ۲ صفحہ ۴۶۰)
[۲] (الطبقات الکبری لابن سعد، غزوۃ رسول اللہ ﷺ الخندق، جزء ۲ صفحہ ۶۳، ۶۴)
[۳] ایک صاع تقریباً سوا دو کلو گرام کے برابر تھا۔ (لغات الحدیث- صاع)

سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہو گئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا۔ اسی معجزہ کی طرف اللہ جلّ شانہٗ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے: وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الأنفال:۱۸) یعنی جب تو نے اس مٹھی کو پھینکا، وہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا۔ یعنی درپردہ الٰہی طاقت کام کر گئی۔ انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔ اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شق القمر ہے، اسی الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا کہ کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارہ سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی، وقوع میں آ گیا تھا۔ اور اس قسم کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی۔ کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزار ہا بھوکوں پیاسوں کا اُن سے شکم سیر کر دیا۔......"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۵، ۶۶)

بَاب ۳۰: مَرْجِعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَحْزَابِ وَمَخْرَجُهُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتُهُ إِيَّاهُمْ

نبی ﷺ کی جنگِ احزاب سے واپسی اور بنو قریظہ کی طرف روانگی اور اُن کا محاصرہ کرنا

٤١١٧: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

۴۱۱۷: عبداللہ بن ابی شیبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ (عبداللہ) بن نُمیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ کہتی تھیں: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خندق سے لوٹے اور ہتھیار اُتار دیئے اور

فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللَّهِ مَا وَضَعْنَاهُ فَاخْرُجْ إِلَيْهِمْ قَالَ فَإِلَى أَيْنَ قَالَ هَا هُنَا وَأَشَارَ إِلَى قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ.

اطرافہٗ: ۴۶۳، ۲۸۱۳، ۳۹۰۱، ۴۱۲۲۔

غسل کیا۔ جبرائیل علیہ السلام آپؐ کے پاس آئے اور بولے: آپؐ نے تو ہتھیار اُتار دیئے ہیں واللہ! ہم نے تو نہیں اتارے۔ ان کی طرف چلیں۔ آپؐ نے پوچھا: کدھر؟ انہوں نے کہا: ادھر اور بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف چلے۔

٤١١٨ : حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِي زُقَاقِ بَنِي غَنْمٍ مَوْكِبَ جِبْرِيلَ حِينَ سَارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ.

۴۱۱۸: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن حازم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حُمَید بن ہلال سے، حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: گویا میں اس وقت بھی اس غبار کو دیکھ رہا ہوں جو جبرائیلؑ کی سواری سے بنی غنم کے کوچہ میں اُٹھا تھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کی طرف جا رہے تھے۔

٤١١٩ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهُمْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّي لَمْ يُرِدْ مِنَّا

۴۱۱۹: عبداللہ بن محمد بن اسماء نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ بن اسماء نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احزاب میں فرمایا: کوئی بھی عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں پہنچ کر۔ صحابہؓ میں سے بعض نے راستے میں ہی عصر کا وقت پایا تو اُن میں سے کسی نے کہا: ہم (عصر) نہیں پڑھیں گے جب تک ہم وہاں نہ پہنچ جائیں۔ کسی نے کہا: نہیں ہم پڑھ لیتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد

ذَلِكَ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِّنْهُمْ.

طرفہ: ۹۴۶۔

نہیں تھی کہ ہم وہیں جا کر پڑھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپؐ نے ان میں سے کسی پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔

٤١٢٠ : حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ ح. وَحَدَّثَنِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتَّى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ وَإِنَّ أَهْلِي أَمَرُونِي أَنْ آتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْأَلَهُ الَّذِي كَانُوا أَعْطَوْهُ أَوْ بَعْضَهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَعْطَاهُ أُمَّ أَيْمَنَ فَجَاءَتْ أُمُّ أَيْمَنَ فَجَعَلَتِ الثَّوْبَ فِي عُنُقِي تَقُولُ كَلَّا وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَا يُعْطِيكُمْ وَقَدْ أَعْطَانِيهَا أَوْ كَمَا قَالَتْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَكِ كَذَا وَتَقُولُ كَلَّا وَاللهِ حَتَّى أَعْطَاهَا حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ عَشَرَةَ أَمْثَالِهِ أَوْ كَمَا قَالَ.

اطرافہ: ۲۶۳۰، ۳۱۲۸، ۴۰۳۰۔

۴۱۲۰: (عبداللہ) بن ابی الاسود نے مجھ سے بیان کیا کہ معتمر نے ہمیں بتایا۔ (امام بخاریؒ نے کہا:) اور خلیفہ (بن خیاط) نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ معتمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا۔ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: کوئی صحابی نبی ﷺ کیلئے کھجوروں کے کچھ درخت خاص کر دیتا تھا۔ جب آپؐ نے قریظہ اور نضیر فتح کئے تو (آپؐ کو ان کی ضرورت نہ رہی اور) میرے گھر والوں نے مجھے کہا کہ میں نبی ﷺ کے پاس جاؤں اور آپؐ سے وہ درخت جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیئے تھے یا ان میں سے کچھ درخت واپس کرنے کیلئے کہوں اور نبی ﷺ نے یہ درخت حضرت اُمّ ایمنؓ کو دے دیئے تھے۔ یہ سن کر حضرت اُمّ ایمنؓ آئیں اور میری گردن میں کپڑا ڈالا اور بولیں: ہرگز نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! (یہ درخت) تمہیں کبھی نہیں ملیں گے جبکہ آنحضرت ﷺ مجھے دے چکے ہیں یا کچھ ایسا ہی کہا اور نبی ﷺ نے (حضرت اُمّ ایمنؓ سے) فرمایا: (واپس کر دو) تمہیں اتنے ہی اور دوں گا اور وہ کہتی تھیں: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔ آخر آپؐ نے ان کو۔ میرا خیال ہے کہ حضرت انسؓ نے کہا۔ اس سے دس گنا دیئے یا کچھ ایسے ہی الفاظ تھے جو کہے۔

٤١٢١ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى سَعْدٍ فَأَتَى عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلْأَنْصَارِ قُومُوْا إِلَى سَيِّدِكُمْ أَوْ خَيْرِكُمْ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلَى حُكْمِكَ فَقَالَ تَقْتُلُ مُقَاتِلَتَهُمْ وَتَسْبِي ذَرَارِيَّهُمْ قَالَ قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللهِ وَرُبَّمَا قَالَ بِحُكْمِ الْمَلِكِ.

اطرافہ: ٣٠٤٣، ٣٨٠٤، ٦٢٦٢۔

۴۱۲۱: محمد بن بشار نے مجھے بتایا۔ غندر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعد (بن ابراہیم) سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے ابو اُمامہ سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا۔ کہتے تھے: بنو قریظہ خواہش مند ہوئے کہ حضرت سعد بن معاذؓ جو فیصلہ کردیں گے وہ ہمیں منظور ہوگا۔ سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو بلا بھیجا۔ وہ گدھے پر سوار جب مسجد کے قریب پہنچے تو آپؐ نے انصار سے کہا: اپنے سردار کے استقبال کو اُٹھو، یا فرمایا: اپنے سے بہتر شخص کے استقبال کو اُٹھو۔ آپؐ نے (ان سے) فرمایا: یہ لوگ آپؓ کے فیصلہ کے خواہش مند ہیں۔ حضرت سعدؓ نے کہا: ان میں سے جو لڑنے والے ہیں انہیں آپؐ قتل کردیں اور ان کے بال بچوں کو قید کرلیں۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے اللہ ہی کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا ہے، یا فرمایا: جیسے بادشاہ (یعنی خدا) کا حکم تھا ویسے فیصلہ کیا ہے۔

٤١٢٢ : حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ أُصِيْبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهُ حِبَّانُ

۴۱۲۲: زکریا بن یحيٰ نے ہمیں بتایا۔ عبداللہ بن نُمیر نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن عروہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: خندق کی جنگ میں حضرت سعدؓ

ابْنُ الْعَرِقَةِ {وَهُوَ حِبَّانُ بْنُ قَيْسٍ مِنْ بَنِي مَعِيْصِ بْنِ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ[1]} رَمَاهُ فِي الْأَكْحَلِ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللهِ مَا وَضَعْتُهُ اخْرُجْ إِلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَيْنَ فَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلُوْا عَلَى حُكْمِهِ فَرَدَّ الْحُكْمَ إِلَى سَعْدٍ قَالَ فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَأَنْ تُسْبَى النِّسَاءُ وَالذُّرِّيَّةُ وَأَنْ تُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ. قَالَ هِشَامٌ فَأَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَعْدًا قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيْكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ ﷺ

کو قریش کے ایک شخص کا تیر لگا جسے حبان بن عرقہ[2] کہتے تھے۔ {اور یہ حبان بن قیس ہے جو بنو معیص بن عامر بن لؤی میں سے تھا۔} اس نے انہیں (اکحل) ہفت اندام کی رگ میں تیر مارا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک خیمہ لگایا کہ آسانی سے ان کی عیادت کرسکیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی جنگ سے لَوٹ کر آئے، آپؐ نے ہتھیار کھول دیئے اور غسل کیا، اتنے میں جبریل علیہ السلام آئے اور آپؐ اپنا سر گرد سے صاف کررہے تھے۔ جبرائیلؑ نے کہا: آپؐ نے ہتھیار کھول دیئے ہیں، اللہ کی قسم! میں نے تو نہیں کھولے، ان کی طرف چلیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کدھر؟ تو انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے اور وہ فیصلہ پر رضامند ہوگئے۔ مگر آپؐ نے حضرت سعدؓ کی طرف فیصلہ لوٹایا۔ حضرت سعدؓ نے کہا: میں تو ان کے بارے میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ لڑنے والے قتل کئے جائیں اور عورتیں اور بچے قید کئے جائیں اور ان کے مال بانٹ دیئے جائیں۔ ہشام نے کہا: میرے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہوئے مجھے یہ بھی بتایا کہ حضرت سعدؓ نے کہا: اے اللہ! تو خوب

[1] یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق متن میں ہیں۔ (فتح الباری جزء۷ حاشیہ صفحہ ۵۱۴)

[2] "عرقہ" ماں کا نام ہے جو سعید بن سعد بن سہم کی بیٹی تھی۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۱۶)

وَأَخْرَجُوهُ اللَّهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَإِنْ كَانَ بَقِيَ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْءٌ فَأَبْقِنِي لَهُ حَتَّى أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ وَإِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الْحَرْبَ فَافْجُرْهَا وَاجْعَلْ مَوْتَتِي فِيهَا فَانْفَجَرَتْ مِنْ لَبَّتِهِ فَلَمْ يَرُعْهُمْ وَفِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ إِلَّا الدَّمُ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ فَقَالُوا يَا أَهْلَ الْخَيْمَةِ مَا هَذَا الَّذِي يَأْتِينَا مِنْ قِبَلِكُمْ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُو جُرْحُهُ دَمًا فَمَاتَ مِنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

اطرافہ: ۴۶۳، ۲۸۱۳، ۳۹۰۱، ۴۱۱۷۔

جانتا ہے کہ مجھے تیری خاطر کسی سے بھی جہاد کرنا اتنا پسند نہیں جتنا کہ ان لوگوں سے جنہوں نے تیرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جھٹلایا اور وطن سے نکالا، اے اللہ! میں سمجھتا ہوں کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی موقوف کر دی ہے اور اگر قریش سے ابھی کچھ لڑائی باقی ہو تو مجھے اس کے لئے زندہ رکھ تا میں تیری خاطر ان سے جہاد کروں اور اگر تو نے لڑائی ختم کر دی ہے تو میرے زخموں کو کھول کر بہنے دے اور اس میں میری موت ہو۔ چنانچہ ان کے سینے کا زخم کھل گیا اور خون بہہ کر بنی غفار کے خیمہ کی طرف جو مسجد ہی میں تھا، آنے لگا اور وہ خوفزدہ ہو کر بول اُٹھے: یہ کیا ہے جو تمہاری طرف سے ہماری طرف آرہا ہے؟ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت سعدؓ کا زخم کھل گیا ہے اور خون بہہ رہا ہے۔ وہ اس زخم سے فوت ہو گئے۔ اللہ ان سے راضی ہو۔

٤١٢٣: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ اهْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ.

اطرافہ: ۳۲۱۳، ۴۱۲۴، ۶۱۵۳۔

۴۱۲۳: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے کہا: عدی (بن ثابت) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسانؓ سے فرمایا: مشرکوں کی ہجو کرو یا فرمایا: ان کی ہجو کا جواب دو اور جبرائیل تمہارے ساتھ ہے۔

٤١٢٤: وَ زَادَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ

۴۱۲۴: اور ابراہیم بن طہمان نے (سلیمان)

عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ اهْجُ الْمُشْرِكِيْنَ فَإِنَّ جِبْرِيْلَ مَعَكَ.

شیبانی سے، شیبانی نے عدی بن ثابت سے، عدی نے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریظہ کے واقعہ میں حسانؓ بن ثابت سے کہا: ان مشرکوں کی ہجو کرو، جبرائیلؑ تمہارے ساتھ ہیں۔

اطرافہ: ۳۲۱۳، ۴۱۲۳، ۶۱۵۳۔

تشریح: مَرْجَعُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْأَحْزَابِ وَمَخْرَجُهُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ: مؤرخین نے بنو قریظہ کا واقعہ الگ غزوہ قرار دے کر اس کی تاریخ وقوع ذوالقعدہ بیان کی ہے۔[۱] سابقہ باب کی شرح میں تفصیل سے بتایا جا چکا ہے کہ جنگ احزاب ماہِ شوال میں ہوئی۔ محاصرہ کی زیادہ سے زیادہ مدت ایک ماہ تھی۔ ذوالقعدہ (اَشہر حرم) قابل احترام مہینوں میں شمار ہوتا تھا جن میں لڑائی جائز نہ تھی۔ بعض مصنفین نے ابوسفیان کے جنگ بند کرنے کے اسباب میں سے یہ سبب بھی بیان کیا ہے کہ ماہِ شوال ختم ہو رہا تھا اور ذوالقعدہ شروع ہونے والا تھا۔ عنوانِ باب کی نحوی ترکیب سے ظاہر ہے کہ واقعہ بنی قریظہ غزوۂ احزاب کا ہی حصہ تھا کیونکہ بنو قریظہ معاہدہ توڑ کر کفار مکہ کے ساتھ شریک ہو گئے تھے اور اس امر کا انتظار کر رہے تھے کہ جس وقت حملہ آور مدینہ میں داخل ہوں اسی وقت وہ بھی حملہ کر دیں مگر انہیں اس کا موقع نہیں مل سکا۔

اس باب میں آٹھ روایتیں ہیں۔ پہلی تین روایتوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ غزوۂ احزاب کے مورچوں سے جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس آئے، اسی دن آپؐ نے بغیر آرام کئے بنو قریظہ کی طرف کوچ کیا جس طرح سابقہ غزوات میں جبرائیلی تجلی کی راہنمائی آپؐ کے شامل حال تھی، اسی طرح غزوۂ خندق میں بھی تھی۔ کتب مغازی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مکاشفہ کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبریلؑ آئے اور ارشادِ خداوندی سے آگاہ کیا۔ ابن اسحاقؒ کا بیان ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق سے مدینہ میں آئے تو ظہر کے وقت جبرائیل نے آپؐ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بنو قریظہ کی طرف کوچ کیا جائے اور ہتھیار نہ کھولے جائیں۔[۲]

امام ابن حجرؒ نے بحوالہ طبرانی اور بیہقی صحیح سند سے عبید اللہ بن کعب کی یہ روایت نقل کی ہے کہ جب احزاب چلے گئے تو آپؐ مدینہ واپس آئے۔ زرہ اُتاری، نہائے اور دھونی لینے کی چیزیں سلگائیں، اسی وقت جبرائیل ظاہر ہوئے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: تَبَدّٰى لَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ عَذِيْرَكَ مِنْ مُّحَارِبٍ فَوَثَبَ فَزِعًا فَعَزَمَ عَلَى النَّاسِ اَنْ لَّا يُصَلُّوا الْعَصْرَ حَتّٰى يَأْتُوْا بَنِيْ قُرَيْظَةَ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۱۰) ترجمہ: جبریلؑ آپؐ پر ظاہر ہوئے اور کہا: لڑنے والے سے اللہ تجھے معذور سمجھے۔ یہ الفاظ سنتے ہی آپؐ گھبرا کر اُٹھے اور لوگوں کو تاکید کی کہ عصر کی نماز بنو قریظہ میں پڑھی

---

[۱] (تاریخ الخمیس، فی وقائع السنۃ الخامسۃ من الھجرۃ، غزوۃ بنی قریظۃ، جزء اوّل صفحہ ۴۹۲)

[۲] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ بنی قریظۃ، جزء ۳ صفحہ ۱۸۳، ۱۸۴)

جائے۔ عبید اللہ کہتے تھے کہ لوگ ہتھیار باندھ کر چل پڑے اور سورج ڈوبے وہاں پہنچے اور بعض نے راستہ میں ہی نمازِ عصر چلتے ہوئے پڑھ لی اور بعض نے وہاں پہنچ کر پڑھی اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تاکیدی ارشاد کی لفظی تعمیل ہمیں کرنی چاہیے۔ ہم پر کوئی گناہ نہیں جو نماز وقت پر نہیں پڑھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپؐ نے کسی فریق پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔

طبرانیؒ نے مذکورہ بالا روایت حضرت کعب بن مالکؓ سے موصولاً نقل کی ہے۔[1] امام بیہقیؒ نے اسی واقعہ سے متعلق حضرت عائشہؓ سے بھی ایک روایت بیان کی ہے۔[2] دونوں روایتیں امام بخاریؒ کی روایت کے مطابق ہیں کہ جس روز آنحضرت ﷺ غزوۂ خندق سے لوٹے ہیں، اسی روز آپؐ کو کشفاً بنو قریظہ پر چڑھائی کا ارشاد ہوا تھا اور صحابہؓ سے تاکید فرما کر آپؐ خود اُن میں سے بعض کے ساتھ بنو قریظہ کی بستی میں پہلے پہنچ گئے۔ عصر کی نماز وہاں جا کر پڑھی۔ بعض روایتوں میں ظہر پڑھنے کا ذکر ہے[3] جو درست نہیں اور نہ یہ درست ہے کہ غزوہ بنو قریظہ غزوۂ احزاب سے کوئی علیحدہ جنگ تھی بلکہ یہ اسی کا حصہ اور تتمہ تھی۔ عَذِيْرَكَ مِنْ مُّحَارِبٍ (مُحَارِب یعنی جنگ کرنے والا) سے اشارہ بنو قریظہ کی طرف ہے کہ اس حربی فریق کے بارہ میں تمہارا کیا عذر ہے یا تم کس طرح معذور سمجھے جاؤ گے؟ کہتے ہیں: عَذِيْرَكَ مِنْ فُلَانٍ يَعْنِي مَنْ يُّعْذِرُكَ بَلْ يَلُوْمُهُ وَلَا يَلُوْمُكَ کون تجھے معذور ٹھہرا سکتا ہے اور فلاں کو ملامت کرے گا اور تجھے ملامت نہ کرے گا۔ سورۃ الحشر میں قلعہ بند ہو کر لڑنے والے یہودیوں کے بارہ میں پیشگوئی ہے کہ ان کا انجام بھی وہی ہوگا جو ان کے ساتھیوں کا ہوا۔ (الحشر:۳) بنو قریظہ کھلے الفاظ میں اپنا معاہدہ توڑ کر دشمن کے ساتھ مل گئے تھے۔[4] ایسی حالت میں انہیں بغیر سزا چھوڑ دینا خلافِ مصلحت تھا۔ یہ مراد ہے مذکورہ بالا الہامی فقرے عَذِيْرَكَ مِنْ مُّحَارِبٍ کا۔ سورۂ احزاب میں غزوۂ خندق اور بنو قریظہ کا ذکر بطور احسانِ الٰہی ایک ہی جگہ پر کیا گیا ہے۔ فرماتا ہے: وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۚ وَ اَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۚ وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِيَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۠ (الأحزاب:۲۶ تا ۲۸) ان آیات میں یہ مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احزاب کو بے نیل و مرام لوٹا دیا اور مومنوں کو اُن سے لڑائی نہیں کرنی پڑی، اللہ ہی ان سے نپٹا، اللہ قوی ہے، عزیز ہے اور اس نے ان لوگوں کو جنہوں نے ان کی مدد کی اور پیٹھ ٹھونکی، ان کے قلعوں سے نیچے اُتارا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور حالت یہ تھی کہ تم ان میں سے ایک فریق کو قتل اور دوسرے فریق کو قید کر رہے تھے اور اس نے تمہیں ان کی زمینوں، بستیوں اور مالوں کا وارث بنا دیا اور ایسا ہی اس کے علاوہ ایک اور زمین کا بھی وارث بنائے گا جسے تم نے ابھی تک نہیں روندا اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے۔

[1] (المعجم الكبير للطبراني، باب الكاف، ما أسند كعب بن مالك، روايت ۱۶۰، جزء ۱۹ صفحہ ۷۹، ۸۰)
[2] (دلائل النبوة للبيهقي، جماع ابواب مغازي رسول اللهﷺ، باب مرجع النبيﷺ من الأحزاب، جزء ۴ صفحہ ۸)
[3] (صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب المبادرة بالغزو وتقديم أهم الأمرين)
[4] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة الخندق، جزء ۳ صفحہ ۱۷۲، ۱۷۳)
(الطبقات الكبرى لابن سعد، غزوة رسول اللهﷺ الخندق، جزء ۲ صفحہ ۶۳)

لفظ شَيْءٌ کے معنی ہر اس بات کے ہیں جو اللہ چاہے، یہ اسم شَاءَ يَشَاءُ مَشِيْئَةً سے مشتق ہے۔ مشیئت اور شَئے کا اشتقاق ایک ہی ہے۔ اَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا سے مراد علاقہ خیبر وغیرہ ہے جو جنگِ احزاب کا محرک و باعث بنا اور اس میں یہ پیشگوئی مضمر ہے کہ ان کا علاقہ بھی مسلمانوں کو ملے گا۔ ان آیات کا مفہوم نفی و اثبات دونوں پہلوؤں سے مکمل ہے کہ نہ صرف احزاب ہی خائب و خاسر لوٹائے گئے بلکہ یہود کی شر انگیزی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم ان کے وارث بنائے گئے۔ کتنا بڑا احسانِ الٰہی ہے کہ دشمنوں کی ساری اُمیدیں خاک میں مل گئیں اور سارے عرب پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی۔ وہ طوفانِ عظیم جس کی سورۃ البقرۃ کے دوسرے رکوع میں اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ○ (البقرۃ:۲۰)[۱] کیسے باعظمت و جبروت الفاظ سے خبر دی گئی تھی اور غزوۂ احزاب میں نہایت شان و شوکت اور عظمت و جلال کے ساتھ پوری ہوئی اور جیسا کہ تفصیل سے بتایا جا چکا ہے کہ اس سورۃ میں جس طرح کفار اور منافقین کو انذار کیا گیا تھا اسی طرح بنو اسرائیل کو بھی کھلے الفاظ میں تنبیہہ کی گئی تھی کہ وہ نقضِ میثاق کا بہت بُرا انجام دیکھیں گے۔ یہ عظیم الشان پیشگوئی اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ ظہور میں آگئی اور جس طرح کہ فرمایا گیا تھا: وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ (البقرۃ:۴۹)[۲] اسی طرح یہ حصہ پیشگوئی بھی پورا ہوا۔ بنو اَوس کی سفارش جو اُن کے حلیف تھے بنو قریظہ کے کچھ کام نہیں آئی۔

باب کی چوتھی روایت (نمبر ۴۱۲۰) کا تعلق بنو قریظہ اور بنو نضیر کے اموال کی تقسیم سے ہے۔ یہ روایت حضرت انسؓ کی ہے جو کتاب فرض الخمس، باب ۱۲ میں بھی اختصار کے ساتھ گذر چکی ہے۔

پانچویں روایت (نمبر ۴۱۲۱) سے یہ امر ظاہر ہے کہ بنو قریظہ نے حضرت سعدؓ کو اپنی خواہش سے ثالث بنایا تھا اور انہوں نے ان میں سے لڑنے والوں کو قتل اور باقیوں کو اَسیر بنانے کا فیصلہ کیا۔ چھٹی روایت (نمبر ۴۱۲۲) میں ہے کہ بنو قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر رضامند ہوئے لیکن آپؐ نے ان کا معاملہ حضرت سعدؓ کے سپرد کر دیا۔ روایت نمبر ۴۱۲۱ حضرت ابوسعید خدریؓ کی ہے۔ الفاظ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ سے ظاہر ہے کہ قریظہ نے حضرت سعدؓ کو ثالث مقرر کیا تھا۔ روایت نمبر ۴۱۲۲ حضرت عائشہؓ کی ہے جس میں تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ بنو قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر قلعے کھولنے پر آمادگی کا اظہار کیا مگر کسی وجہ سے آپؐ نے خود فیصلہ نہیں فرمایا بلکہ فیصلہ حضرت سعدؓ کے سپرد کر دیا جو اُن کے حلیف تھے۔ ابن اسحاقؒ نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے

---

۱ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "یا (ان کی مثال) اس بارش کی سی ہے جو آسمان سے اُترتی ہے۔ اس میں اندھیرے بھی ہیں اور کڑک بھی اور بجلی بھی۔ وہ بجلی کے کڑکوں کی وجہ سے، موت کے ڈر سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں۔ اور اللہ کافروں کو گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔"

۲ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور ڈرو اُس دن سے جب کوئی نفس کسی دوسرے نفس کے کچھ کام نہیں آئے گا اور نہ اس سے (اس کے حق میں) کوئی شفاعت قبول کی جائے گی۔"

کہ اوس جو بنو قریظہ کے حلیف تھے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ خزرج کی سفارش پر اُن کے حلیف قینقاع کے حق میں نرمی برتی گئی تھی۔ بنو قریظہ ہمارے حلیف ہیں ان سے بھی اسی طرح نرمی برتی جائے تو آپؐ نے ان کے سردار حضرت سعدؓ کے سپرد معاملہ کر دیا۔[1] ابن اسحاقؒ نے معبد بن کعب سے روایت کی ہے کہ بنو قریظہ نے اپنے حلیف ابولبابہ کو بلایا۔ ان سے مشورہ کیا کہ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیصلہ پر اپنے آپ کو سپرد کر دیا جائے تو انہوں نے ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ کیا یعنی قتل ہونا ہو تو اُن کے سپرد کر دو[2] اور بجائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت سعدؓ کو ثالث بنانے کا مشورہ دیا۔ بنو قریظہ کو یقین تھا کہ حضرت سعدؓ کا فیصلہ ان کے حق میں نرم ہوگا۔ قلعہ کے اندر جو مشورے ہو رہے تھے، اس کی اطلاع ساتھ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مل رہی تھی۔ اس لئے آپؐ نے اس سوءِ ظنی اور خدشات کی وجہ سے جو بنو قریظہ کو آپؐ کی نسبت تھے، ان کے معاملہ میں دخل نہیں دیا اور فیصلہ حضرت سعدؓ کے سپرد کر دیا۔

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ حضرت سعدؓ پہلے اوس سے مخاطب ہوئے اور ان سے عہد لیا: عَلَيْكُمْ بِذٰلِكَ عَهْدُ اللّٰهِ وَ مِيْثَاقُهُ اَنَّ الْحُكْمَ فِيْهِمْ لَمَا حَكَمْتُ: کیا تم اللہ سے پختہ اقرار کرتے ہو کہ فیصلہ وہی نافذ کیا جائے گا جو میں نافذ کروں؟ اوس نے اقرار کیا۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: وَعَلٰى مَنْ هَا هُنَا یعنی جو اِدھر ہیں انہیں بھی میرا فیصلہ منظور ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔[1] حضرت سعدؓ کے استفسار کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کی جائے گی اور اس کے حکم کے مطابق جو فیصلہ ہوگا وہ مبنی بر انصاف سمجھا اور نافذ کیا جائے گا۔

حضرت ابولبابہؓ حلیف قریظہ کو جب صورتِ حال کا علم ہوا تو انہیں شدید ندامت ہوئی کہ انہوں نے بنو قریظہ کو غلط مشورہ دیا تھا کیونکہ وہ بار بار دیکھ چکے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سلوک میں نہایت رحیم و کریم تھے۔ بنو قینقاع سے نرمی برتی گئی، اسی طرح بنو نضیر سے بھی بیسیوں موقعوں پر آپؐ نے عفو سے کام لیا۔ ان حالات میں آپؐ سے متعلق حسن ظن سے کام لینا چاہیے تھا اور اپنے مشورہ کو خیانت رسول پر محمول کیا اور شدت ندامت کی وجہ سے وہ مسجد میں توبہ و استغفار کی غرض سے داخل ہو گئے اور ستون سے اپنے آپؐ کو باندھا اور عہد کیا کہ اس وقت تک اس سے نہیں نکلیں گے تاوقتیکہ ان کی توبہ قبول نہ ہو اور معافی نہ ملے۔ چنانچہ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر ان کا بندھ کھولا اور معاف فرمایا۔[2]

حضرت سعدؓ نے مطابق تورات فیصلہ کیا کہ لڑنے والوں کے سر قلم کئے جائیں اور باقی لوگ اَسیر (جنگی قیدی) بنائے جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ سن کر حضرت سعدؓ سے فرمایا: لَقَدْ حَكَمْتَ فِيْهِمْ بِحُكْمِ اللّٰهِ۔[1] تم نے وہ فیصلہ کیا ہے جو اللہ کا فیصلہ ہے جیسا کہ ابھی بتایا جائے گا۔

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة بني قريظة، تحكيم سعد في أمر بني قريظة، جزء ۳ صفحہ ۱۸۹، ۱۹۰)
[2] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة بني قريظة، قصة أبي لبابة، جزء ۳ صفحہ ۱۸۶ تا ۱۸۸)
(الطبقات الكبرى لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ الى بني قريظة، جزء ۲ صفحہ ۷۰، ۷۱)

ابن اسحاقؒ کی روایت میں ذکر ہے کہ ان کی تعداد اندازاً چھ صد یا زیادہ سے زیادہ آٹھ نو صد تھی۔[۱] امام ابن حجرؒ نے بحوالہ ترمذی ونسائی اور ابن حبان روایت نقل کی ہے کہ لڑنے والوں کی تعداد جو قتل کئے گئے چار صد تھی۔[۲] (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۱۷) انہیں بنو نجار کے ایک مکان میں قید رکھا گیا اور پھر مدینہ کی منڈی میں گڑھے کھودے گئے اور آنحضرت ﷺ بازار میں اس جگہ کے قریب بیٹھ گئے[۳] جہاں حضرت سعدؓ کے فیصلہ کا نفاذ ہونے والا تھا تا مجرموں میں سے کسی کے حق میں نرمی کی صورت پیدا ہو تو اسے معافی دے دی جائے۔ چنانچہ آپؐ کے ارشاد پر بعض سزا سے مستثنیٰ کئے گئے۔ سیرت ابن ہشام اور تاریخ طبری کی روایتوں سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔[۴]

عربوں میں حلیف ہونا از روئے تقدس عہد اخوت حقیقی سے بھی بڑھ کر سمجھا جاتا تھا اور بیان کیا جا چکا ہے کہ بنو نضیر کی جلاوطنی کے بعد بنو قریظہ نے تجدید معاہدہ کیا تھا کہ وہ میثاقِ مدینہ کی پابندی کریں گے اور بیرونی دشمن کے ساتھ کسی سازش میں شریک نہیں ہوں گے۔ (دیکھئے روایت نمبر ۴۰۲۸ مع تشریح) چنانچہ متعدد آیات میں بطور تنبیہ ان کے بعض گزشتہ نیک و بد واقعات کا ذکر کیا گیا ہے اور ہر آیت کو لفظ اِذْ سے شروع کر کے انہیں توجہ دلائی گئی ہے کہ ان واقعات سے عبرت حاصل کریں اور اچھا رویہ اختیار کریں تو وہ اس کا نیک بدلہ پائیں گے لیکن اگر انہوں نے بدعہدی کی تو اس کا انجام بُرا ہوگا۔ انہی آیات میں سے ایک آیت یہ ہے: وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ۭ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ (البقرة:۵۵) ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم (کے لوگو)! تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر یقیناً اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اس لئے تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف جھکو اور ہر شخص اپنے آپ کو قتل کر دے۔ یہ بات تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے حق میں بہت اچھی ہے۔ (جب تم نے ایسا کر لیا) تب اس نے تمہاری طرف فضل کے ساتھ پھر توجہ کی۔ وہ یقیناً (اپنے بندوں کی طرف) بہت توجہ کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تورات کی کتاب خروج سے ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کو یہ حکم ان کی بدعہدی کے وقت دیا گیا تھا کہ ہر بھائی اپنے بھائی کو، ہر دوست اپنے دوست کو اور ہر پڑوسی اپنے پڑوسی کو قتل کرے۔ چنانچہ اسی کتاب میں ہے کہ ایک دن میں تین ہزار آدمی مارے گئے۔ (دیکھو خروج باب ۳۲: ۲۷، ۲۸)

---

[۱] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة بني قريظة، تحكيم سعد في أمر بني قريظة، جزء۳ صفحہ ۱۹۰، ۱۹۱)

[۲] (ترمذی، کتاب السير، باب۲۹: ما جاء في النزول على الحكم)
(صحيح لابن حبان، كتاب السير، باب ذكر عدد القوم الذين قتلوا يوم قريظة)
(السنن الكبرىٰ للنسائي، كتاب السير، باب اذا نزلوا على حكم رجل)

[۳] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية، كتاب المغازي، غزوة بني قريظة، جزء۳ صفحہ ۸۶، ۸۷)

[۴] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة بني قريظة، تحكيم سعد في أمر بني قريظة، جزء۳ صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۴)
(تاريخ الطبري، السنة الخامسة من الهجرة، غزوة بني قريظة، جزء۲ صفحہ ۵۸۹)

فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ کے یہ معنی نہیں کہ اپنے آپ کو قتل کرو یہ خودکشی ہے جو کسی مذہب میں جائز نہیں۔ البتہ اس کے معنی علاوہ اپنے متعلقین کے یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ اپنے نفوس کو قتل کرو۔ یعنی خواہشات دَنِیَّہ کی قلب ماہیت کرو اور نیک جذبات میں انہیں تبدیل کرو تا قبول کئے جاؤ۔

مذکورہ بالا آیت میں اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس میں بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری کے وقت اور حضرت ہارون علیہ السلام کے منع کرنے کے باوجود گوسالہ پرستی شروع کردی تھی۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے کہ تین ہزار آدمی کا قتل کیا جانا راویوں کی مبالغہ آمیزی معلوم ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات سے ظاہر ہے کہ قوم کو توبہ کرنے پر معافی دے دی گئی تھی اور صرف فتنہ انگیز سرغنوں کو سزا دی گئی تھی۔ اس واقعہ کا ذکر سورۃ الأعراف (آیات ۱۴۹ تا ۱۵۵) میں ہے۔ آیت ۱۵۳، ۱۵۴ میں بعض کی سزا اور بعض کی معافی کا ذکر وارد ہوا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ آیت ۵۵، جزء اول صفحہ ۴۵۱ تا ۴۵۷۔

جب بنو نضیر اعلانیہ نقضِ میثاق مدینہ کرکے قلعہ بند ہو کر برسرِ پیکار ہوگئے اور آخر شکست خوردہ ذہنیت کے ساتھ جلاوطنی پر راضی ہوئے تو اس وقت بنو قریظہ سے میثاقِ مدینہ کے مطابق تجدید عہد ہوا اور ان کے حلیف بنو اَوس ان کی طرف سے اس عہد کی پابندی کرانے کے ذمہ دار ٹھہرے تھے اور اس کی ذمہ داری طبعاً اُن کے سردار حضرت سعد بن معاذؓ پر عائد ہوتی تھی۔ غزوۂ خندق میں بنو قریظہ کی غداری کا شدید احساس ان کے حلفاء کو تھا[1] جیسا کہ حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلے سے ظاہر ہے اور یہ ثالثی فیصلہ ان کی مقدس کتاب تورات کے احکام ہی کے مطابق تھا جسے انہیں بلا چون وچرا منظور کرنا پڑا۔ (دیکھئے استثناء باب ۲۰: ۱۰ تا ۱۵۔ گنتی باب ۳۱: ۷ تا ۱۲) اور بوقت تنفیذ مجرموں میں سے ایک ایک کرکے اپنی اپنی مقررہ قتل گاہ پر آتے اور سر کٹواتے چلے گئے۔ ان میں سے ہر ایک تنہا لایا جاتا اور کیفرِ کردار کا مزا چکھتا۔ اس طریق تنفیذ میں بھی جذبہ رحم کارفرما تھا۔ حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ نے انہیں بار بار سمجھایا اور شرارت سے باز رکھنے کی پوری کوشش کی یہاں تک کہ ان کے ساتھ آخری موقع پر گفتگو میں سخت کلامی تک بھی نوبت پہنچی مگر ان کے حلفاء کی سب کوششیں بے سود ثابت ہوئیں اور بنو قریظہ اپنی غداری اور نقضِ میثاق مدینہ پر بضد تھے۔[2]

پہلے یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد نے بھی اپنے قبیلہ کو سمجھایا اور اس کے سامنے تین باتیں پیش کیں جن میں سے ایک یہ تھی: نُتَابِعُ هٰذَا الرَّجُلَ وَنُصَدِّقُهُ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ اَنَّهُ لَنَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَ اَنَّهُ لَلَّذِيْ تَجِدُوْنَهُ فِيْ كِتَابِكُمْ فَتَأْمَنُوْنَ عَلٰى دِمَائِكُمْ وَ اَمْوَالِكُمْ وَ اَبْنَائِكُمْ وَ نِسَائِكُمْ قَالُوْا لَا نُفَارِقُ حُكْمَ التَّوْرَاةِ اَبَدًا وَلَا نَسْتَبْدِلُ بِهٖ غَيْرَهُ... [3] یعنی ہم اس شخص کی بات مان لیں اور اسے سچا سمجھیں۔ بخدا یہ بات تمہارے لئے کھل چکی ہے کہ وہ نبی اور رسول ہے اور وہ وہی ہے جس کا ذکر تم اپنی کتاب میں

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ الخندق، استشھاد سعد بن معاذ، جزء ۳ صفحہ ۱۷۸)
[2] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ الخندق، جزء ۳ صفحہ ۱۷۳)
[3] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ بنی قریظۃ، کعب بن أسد ینصح قومہ، جزء ۳ صفحہ ۱۸۶)

پاتے ہو۔ اسے مان کر تم امن میں رہو گے اور اپنے خون اور اموال اور اپنے بیٹوں اور اپنی عورتوں کو محفوظ رکھو گے۔ انہوں نے کہا: ہم تورات کے حکم سے کبھی الگ نہیں ہوں گے اور نہ اس کے بدلے میں کسی غیر کو قبول کریں گے ....

اس حوالے سے ظاہر ہے کہ ان کے اپنے حلیفوں نے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ بنو قریظہ سے نرمی برتی جائے اسی طرح وہ خود بنو قریظہ کو بھی نیک مشورہ دیتے رہے مگر وہ اپنی غلطی پر ندامت کا اظہار تو کُجا دشمنوں سے مل کر مرنے مارنے کے لئے تیار ہو گئے۔

مدینہ کے یہودیوں کو قبل از وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعض واقعات کا ذکر کر کے ضمناً سمجھایا جا چکا تھا کہ جس طرح ان کے آباء واجداد نے توبہ سے فائدہ اُٹھایا، وہ بھی اُٹھا سکتے ہیں اور انہیں صراحت سے آگاہ کیا گیا تھا کہ وقت آنے کو ہے کہ کوئی جان کسی جان کے کام نہیں آئے گی اور نہ سفارش قبول کی جائے گی اور نہ معاوضہ، اس دن سے بچو۔ (البقرة:۴۹، ۱۲۴)

اس تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے طریقہ عمل کا ذکر بھی پہلے گزر چکا ہے کہ انتہائی قدم اُٹھانے سے قبل ہر دشمن کو جان ومال بچانے اور صلح کی دعوت دی جاتی اور توبہ اور قبول اسلام کا موقع بھی دیا جاتا تھا۔ کعب بن اسد سردار قریظہ نے جو اپنے قبیلے کے سامنے مذکورہ بالا پیشکش کی، وہ بلا وجہ نہ تھی بلکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایماء تھا۔ چنانچہ (ان کی تحریک سے) بعض اُن کے چچازاد بھائیوں ثعلبہ بن سعیہ، اُسَید بن سعیہ اور اَسد بن عبید نے جو قبیلہ بنی ہدل میں سے تھے، فائدہ اُٹھایا۔ اسی طرح عمرو بن سُعدیٰ قرظی وغیرہ نے بھی۔[۱]

ساتویں اور آٹھویں روایت (نمبر ۴۱۲۳، ۴۱۲۴) حضرت براء بن عازبؓ کی ہے جو دو سندوں سے بہ اختلاف الفاظ مروی ہے۔ ایک میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسانؓ سے غزوۂ بنی قریظہ کے موقع پر فرمایا کہ ان کی ہجو کرو۔ دوسری میں ہے کہ مشرکین کی ہجو کرو، جبرائیل کی تائید تمہارے ساتھ ہوگی۔ ابن مردویہ کی روایت میں ہے کہ غزوۂ احزاب میں کفار کے راہِ فرار اختیار کرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ يَحْمِي أَعْرَاضَ الْمُسْلِمِيْنَ؟ مسلمانوں کی عزت کا کون دفاع کرے گا؟ تو حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ اور حضرت حسان بن ثابتؓ کھڑے ہو گئے تو آپؐ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا: اُهْجُهُمْ أَنْتَ فَإِنَّهُ سَيُعِيْنُكَ عَلَيْهِمْ رُوْحُ الْقُدُسِ: تم ان کی ہجو کرو ان کے مقابل میں روح القدس تمہاری مدد کرے گا۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۲۰) امام ابن حجرؒ نے یہ حوالہ نقل کر کے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے کہ کوئی امر مانع نہیں کہ دونوں موقعوں پر آپؐ نے ایسا فرمایا ہو۔ سیرت ابن ہشام میں حضرت حسان بن ثابتؓ کے اشعار منقول ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین و بنو قریظہ دونوں شکست خوردہ ذہنیت کے سبب فحش گوئی اور سخت دلآزاری سے اپنے دل کا بخار نکالنے لگے۔ حضرت حسانؓ کے اشعار میں فضیحت ملحوظ ہے اور وہ امر واقع پر مبنی ہیں۔ الفاظ حدیث هَاجِهِمْ کے معنی ہیں ان کی ہجو کا جواب دو۔ یہ لفظ مُهَاجَاة سے ہے جو باب مفاعلہ ہے جیسے قَاتَل سے مُقَاتَلَة۔ حضرت حسانؓ کے اشعار ابن ہشام

[۱] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة بني قريظة، اسلام بعض بني هدل، جزء۳ صفحہ ۱۸۸)

میں منقول ہیں[1] اور واقعات کے لحاظ سے ان میں کوئی فحش کلمہ نہیں۔ آٹھویں روایت (نمبر ۴۱۲۴) الفاظ وَزَادَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طُهْمَانَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ سے شروع ہوتی ہے۔ نسائیؒ نے اس روایت کی سند موصولاً نقل کی ہے[2] جو امام بخاریؒ کی شرط کے مطابق ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۲۰)

روایت نمبر ۴۱۱۸ میں حضرت انسؓ کا بیان ہے: كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِيْ زُقَاقِ بَنِيْ غَنْمٍ۔ یہ روایت کتاب بدء الخلق باب ۶ میں گزر چکی ہے۔ (دیکھئے روایت نمبر ۳۲۱۴) قبیلہ بنو غنم انصاری تھا۔ روایت میں جبرائیل کی طرف لشکر منسوب کیا گیا ہے کیونکہ ان کے حکم سے بنو قریظہ پر چڑھائی کی گئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر حملہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ ابن سعدؒ نے اس تعلق میں حمید بن ہلالؒ کی ایک مبسوط روایت نقل کی ہے کہ بنو قریظہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ حلف تھا۔ جب احزاب آئے تو انہوں نے یہ معاہدہ توڑ دیا اور ان کی مدد کی۔ جب احزاب کو شکست ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ساتھی فرشتے آئے اور انہوں نے کہا: یارسول اللہ! اُٹھیں بنو قریظہ کی طرف چلیں۔ آپؐ نے فرمایا: میرے ساتھی تھکے ماندے ہیں۔ جبرائیل نے کہا: اُٹھیں ان کے قلعوں کی طرف چلیں، فَلَأُضَعْضِعَنَّهَا (میں ان کو بیخ و بن سے اُکھیڑ دوں گا۔) جبرائیل اور فرشتے یہ کہہ کر چلے گئے اور ان کے لَوٹنے پر انصار بنی غنم کے گلی کوچوں میں غبار اُٹھا۔[3] یہ روایت مرسل ہے۔ حضرت انسؓ کا اس میں ذکر نہیں۔ باب کی اس روایت (نمبر ۴۱۱۸) سے ابن سعد کی روایت کی تصحیح مقصود ہے۔ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ کے الفاظ حضرت انسؓ کے ہیں کہ یہ واقعہ مجھے ایسا یاد ہے کہ گویا میں یہ غبار اَب بھی دیکھ رہا ہوں جو اسلامی لشکر کی وجہ سے بنو غنم کی گلیوں میں اُٹھا تھا۔ جبرائیل اور ملائکہ اَرواح لطیفہ ہیں جو کشفاً نظر آتے ہیں لیکن حضرت انسؓ نے اپنے کسی مکاشفہ کا ذکر نہیں کیا بلکہ آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کیا اور اسلامی لشکر کو بطور مجاز جبرائیل کی طرف منسوب کیا ہے۔ بعض راویوں نے غلط فہمی سے مجاز کو حقیقت پر محمول کر کے روایت میں اضافہ کر دیا ہے۔ قتادہ کی ایک روایت میں جو مرسل ہے فوجی رسالہ بجائے جبرائیل کے اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا يُّنَادِيْ يَا خَيْلَ اللّٰهِ ارْكَبِيْ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۱۶) یعنی آپؐ نے ایک منادی کو بھیجا کہ اعلان کرے: اے اللہ کے سوارو! گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ الفاظ مَوْكِبَ جِبْرِيْلَ سے پہلے حرفِ جر "مِنْ" محذوف ہے یا فعل "أَعْنِيْ"۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میری مراد وہ غبار ہے جو اس لشکر کی چڑھائی سے اُٹھا تھا جو جبرائیل کی ہدایت کے تحت تیار ہوا تھا۔ ابن سعد میں اس لشکر کی تعداد تین ہزار مجاہد بتائی گئی ہے جن میں چھتیس سوار تھے۔[4] امام بخاریؒ کی روایات میں تعداد کا ذکر نہیں۔ مذکورہ بالا لشکر کی تعداد ہزار ڈیڑھ ہزار مجاہدین سے زیادہ نہ تھی کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہی تعداد مجاہدین غزوۂ احزاب کی تھی اور غزوۂ بنی قریظہ اسی تسلسل میں تھا۔

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، ما قيل من الشعر في أمر الخندق وبني قريظة، جزء ۳ صفحہ ۲۰۳ تا ۲۱۸)
[2] (السنن الكبرى للنسائي، كتاب المناقب، باب حسان بن ثابت، روایت نمبر ۸۲۳۶، جزء ۷ صفحہ ۳۶۶)
[3] (الطبقات الكبرى لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ الى بني قريظة، جزء ۲ صفحہ ۷۳)
[4] (الطبقات الكبرى لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ الى بني قريظة، جزء ۲ صفحہ ۷۰)

بنو قریظہ کے محاصرہ کی مدت سے متعلق اختلاف ہے۔ موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مقدمۃ الجیش کا امیر مقرر کرکے انہیں عَلَم سپرد کیا اور ان کے بعد آپؐ روانہ ہوئے اور دس بارہ دن بنو قریظہ کا محاصرہ رہا۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۱۶) ابن سعد نے محاصرہ کی مدت پندرہ دن بتائی ہے[۱] اور ابن اسحاق نے پچیس دن اور لکھا ہے (حَتّٰی جَهَدَهُمُ الْحِصَارُ وَقَذَفَ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ۔۔۔) یہاں تک کہ جب بنو قریظہ محاصرہ سے تنگ آگئے اور مرعوب ہوگئے تو اُن کے سردار کعب بن اسد نے اپنی قوم کے سامنے تین تجویزیں پیش کیں: (اوّل) اسلام قبول کرلیا جائے۔ (دوم) عورتوں اور بچوں کو ختم کرکے میدانِ جنگ میں جان کی بازی لگائی جائے۔ (سوم) آج رات مسلمانوں پر شب خون مارا جائے۔ یہودیوں نے کہا: آج رات تو سبت کی ہے شب خون جائز نہیں۔ بیوی بچوں کو قتل کرنے کے بعد زندگی کس کام کی اور اسلام قبول کرنے کا سوال ہی نہیں۔ یہ تینوں تجویزیں ناقابل التفات ہیں اور حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر انصاریؓ مشورہ طلب کرنے کے لئے بلائے گئے جن کے وہ حلیف تھے اور ان سے پوچھا کہ آیا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فیصلے پر وہ اپنے آپ کو سپرد کردیں۔ انہوں نے جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے، حلق کی طرف اشارہ کیا کہ قتل ہونا ہو تو ایسا کرلو۔ بعد میں ان کو اپنے اس غلط مشورہ پر سخت ندامت ہوئی[۲] جیسا کہ سیرت ابن ہشام کے حوالہ سے بتایا جاچکا ہے۔ صحیح بخاری میں یہ تفصیلات نہیں۔ مؤرخین اور مصنفین مغازی نے اس قسم کی روایات قبول کرکے غزوۂ بنی قریظہ کے حالات درج کئے ہیں۔

روایت نمبر ۴۱۲۱ میں یہ الفاظ بیان ہوئے ہیں: قَضَيْتَ ۔۔۔ بِحُكْمِ الْمَلِكِ یعنی تم نے شاہی حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ اس روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ جو منقول ہیں، مستند ہیں۔ میثاقِ مدینہ کی رو سے بنو قریظہ ایک جمہوری نظام کے تحت تھے اور وہ شہری امن و سلامتی کے لئے اسی طرح ذمہ دار تھے جس طرح باقی باشندے۔ نہایت ہی خطرناک حالات میں جبکہ شہر کے باشندے موت کے جبڑوں میں تھے بجائے اپنی ذمہ داری پوری کرنے اور دفاعِ مدینہ میں شریک ہونے کے انہوں نے معاہدہ توڑ دیا اور کھلے بندوں اپنے شہریوں کے گلے کاٹنے کیلئے دشمنوں کی صفوں میں داخل ہوگئے۔ یہ ایک کھلی باغیانہ کارروائی تھی۔ ہر ملک کے قانون میں آج تک باغیوں کی یہی سزا ہے کہ وہ تہ تیغ کئے جائیں یا گولی سے اُڑائے جائیں۔ مکرم صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ (ایم۔اے) نے اس سلسلہ میں مخالفین کے اعتراضوں سے متعلق سیر کُن بحث کی ہے۔ (دیکھئے سیرت خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، غزوہ بنو قریظہ، صفحہ ۶۰۴ تا ۶۱۳) اور علامہ شبلی نعمانی نے بھی مختلف اعتراضات کے جوابات بہت معقولیت سے دیئے ہیں۔ (دیکھئے سیرت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، بنو قریظہ کا خاتمہ، جلد اوّل صفحہ ۲۴۷ تا ۲۵۱) مذکورہ بالا جوابات کا خلاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دو فقروں میں سمویا ہوا ہے: قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ ۔۔۔ بِحُكْمِ الْمَلِكِ اور حضرت سعدؓ نے اپنے قبیلہ

[۱] (الطبقات الكبرى لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ الى بنى قريظة، جزء ۲ صفحہ ۷۰، ۷۱)

[۲] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة بني قريظة، قصة أبي لبابة، جزء ۳ صفحہ ۱۸۶ تا ۱۸۸)

بنی اوس کی سفارش پر انہیں یہ مختصر سا جواب دیا کہ یہ وہ وقت ہے کہ سعد ملامت سے بے خوف ہو کر حق و انصاف ہی کا فیصلہ کرے گا۔ علامہ طبریؒ نے ان کے الفاظ ان معنوں میں نقل کئے ہیں۔[1]

امام بخاریؒ نے روایت نمبر ۴۱۲۲ کے آخر میں ہشام بن عروہ کا حوالہ یہی امر ذہن نشین کرانے کے لئے نقل کیا ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ کی حالت زخم کی وجہ سے نازک تھی اور ان کا آخری وقت تھا اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے خالص جذبات ان پر غالب تھے، انہیں دنیا میں زندہ رہنے کی خواہش صرف اس لئے تھی کہ اگر دشمنوں سے اَور جنگ مقدر ہو تو اس میں شریک ہونے کا انہیں موقع نصیب ہو، ورنہ شہادت کی یہ موت ان کی محبوب ترین شے تھی اور رضائے الٰہی کے خالص جذبات سے ان کا دل معمور تھا۔ ان نازک لمحات میں جو فیصلہ انہوں نے صادر کیا، وہ کسی صورت میں بھی خلافِ انصاف نہیں ہو سکتا تھا۔ حضرت سعدؓ حالات سے بخوبی واقف تھے اور انہوں نے علیٰ وجہ البصیرت ہو کر فیصلہ صادر کیا تھا اور جو اعتراض کرنے والے ہیں، وہ زمانہ نبوی سے بہت دور، واقعات کے ماحول سے منقطع اور اپنے مخصوص جذبات کی دنیا میں مفقود ہیں۔ ان کے اعتراض کی جو وقعت بمقابلہ حضرت سعدؓ ہو سکتی ہے وہ کسی صاحب نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی اور یہ امر بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ ان کا فیصلہ خود بنو قریظہ کے مسلّمات اور ان کی شریعت کے بالکل مطابق تھا۔ ہشام بن عروہ کی محولہ بالا روایت کتاب مناقب الأنصار، باب ۴۵ میں گزر چکی ہے۔ (دیکھئے روایت نمبر ۳۹۰۱) اس روایت کا اُس روایت سے پیوند بلا وجہ نہیں۔

فَانْفَجَرَتْ مِنْ لَبَّتِهِ: زخم سینے سے کھل گیا۔ لَبَّة سینے کے اگلے حصہ کو کہتے ہیں جہاں ہار ڈالا جاتا ہے۔ أَكْحَل شریانِ بازو جس کا تعلق دل اور پھیپھڑے سے ہوتا ہے۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۱۸) (تاج العروس- بهر، كحل) معلوم ہوتا ہے کہ یہ زخم مسموم ہو کر پھیل گیا تھا۔ انگریزی میں اسے Brachial Artery کہتے ہیں اور عربی میں عِرق الحیات۔ اس شریان سے کئی شاخیں نکلتی ہیں بعض پیٹھ کی طرف جنہیں اَلْبَهر کہتے ہیں اور بعض کمر کے نچلے حصہ کی طرف۔ انہی رگوں میں سے ایک رگ کا نام عِرق النساء ہے۔

حضرت سعدؓ کی دعا اس لحاظ سے قبول ہوئی کہ غزوۂ خندق دفاعی جنگوں کے اعتبار سے آخری جنگ تھی جو قریش مکہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واقع ہوئی۔ جیسا کہ آپؐ نے بھی احزاب کے چلے جانے کے بعد فرمایا: اب وہ ہم پر حملہ نہیں کریں گے ہم ان پر حملہ کریں گے (روایت نمبر ۴۱۰۹، ۴۱۱۰) تین بار زکّ کھانے پر قریش کے حوصلے پست ہو گئے اور اِمساکِ باراں اور شدتِ قحط کی وجہ سے ملک کی اقتصادی حالت سخت بگڑ گئی۔ نجدی قبائل کی شر انگیزی و فتنہ پردازی نے محاذ جنگ کو مدینہ سے ایسے علاقوں کی طرف منتقل کر دیا جن میں تجارتی قافلوں کی گزر گاہیں تھیں۔ قریش کی دولت مندی کا انحصار تجارت پر ہی تھا۔ سورۂ ایلاف (قریش) میں اس کا ذکر بطور احسان الٰہی رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ کے الفاظ میں کیا گیا ہے یعنی قریش کو اپنے ربّ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ وادیٔ غیر ذی زرع کے باشندوں کو گھر بیٹھے رزق وافر مہیا کیا جا رہا ہے۔ تجارتی گزر گاہیں نہ صرف قریش بلکہ سارے عرب کے لئے رسد

[1] (تاریخ الطبری، السنة الخامسة من الهجرة، غزوة بنی قریظة، جزء ۲ صفحہ ۵۸۷)

کی بہم رسانی اور دولت کی فراوانی کا ذریعہ تھیں۔ غزوۂ خندق کے باعث جو مہمات پیش آئیں وہ اس نوعیت کی تھیں کہ جن کے ذریعہ یہ گزرگاہیں آنحضرت ﷺ کے زیر تصرف آگئیں جس سے نہ صرف قریش بلکہ سارا عرب ہی بے بس ہو کر خود بخود آپؐ کے قدموں میں آگرا۔ آئندہ ابواب میں اسی نوعیت کی مہمات کا ذکر ہے۔

بَاب ۳۱: غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاعِ

غزوۂ ذات الرقاع

وَهِيَ غَزْوَةُ مُحَارِبِ خَصَفَةَ، مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ مِنْ غَطَفَانَ فَنَزَلَ نَخْلًا وَهِيَ بَعْدَ خَيْبَرَ لِأَنَّ أَبَا مُوسَى جَاءَ بَعْدَ خَيْبَرَ.

اور یہ چڑھائی قبیلہ محارب پر تھی جو خصفہ (کی اولاد) تھا۔ (اور یہ غزوہ) بنو ثعلبہ سے (بھی) تھا جو غطفان کی ایک شاخ تھا۔ آپؐ مقامِ نخل اُترے۔ اور یہ واقعہ خیبر کی جنگ کے بعد ہوا۔ کیونکہ حضرت ابو موسیٰ (اشعریؓ) جنگ خیبر کے بعد آئے تھے۔

٤١٢٥: وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فِي الْخَوْفِ فِي غَزْوَةِ السَّابِعَةِ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ.

۴۱۲۵: اور عبداللہ بن رجاء نے کہا: عمران قطان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحيٰ بن ابی کثیر سے، یحيٰ نے ابو سلمہ (بن عبد الرحمٰن) سے، ابو سلمہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں مہم میں یعنی غزوۂ ذات الرقاع میں اپنے صحابہ کو نمازِ خوف پڑھائی۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ يَعْنِي صَلَاةَ الْخَوْفِ بِذِي قَرَدٍ.

اطرافہٗ: ۴۱۲۶، ۴۱۲۷، ۴۱۳۰، ۴۱۳۷۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ خوف مقام ذی قرد میں پڑھائی۔

٤١٢٦: وَقَالَ بَكْرُ بْنُ سَوَادَةَ حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ جَابِرًا حَدَّثَهُمْ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِهِمْ يَوْمَ مُحَارِبٍ وَثَعْلَبَةَ.

اطرافہٗ: ۴۱۲۵، ۴۱۲۷، ۴۱۳۰، ۴۱۳۷۔

۴۱۲۶: اور بکر بن سوادہ نے کہا: زیاد بن نافع نے مجھے بتایا کہ ابو موسیٰ (علی بن رباح تابعی) سے مروی ہے کہ حضرت جابرؓ نے ان سے بیان کیا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محارب اور ثعلبہ کی مہم میں اپنے صحابہؓ کو (خوف کی) نماز پڑھائی تھی۔

٤١٢٧ : وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ سَمِعْتُ جَابِرًا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذَاتِ الرِّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ فَلَقِيَ جَمْعًا مِنْ غَطَفَانَ فَلَمْ يَكُنْ قِتَالٌ وَأَخَافَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَي الْخَوْفِ.

وَقَالَ يَزِيْدُ عَنْ سَلَمَةَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقَرَدِ.

اطرافہ: ۴۱۲۵، ۴۱۲۶، ۴۱۳۰، ۴۱۳۷۔

۴۱۲۷: اور ابن اسحاق نے کہا: میں نے وہب بن کیسان سے سنا۔ (وہ کہتے تھے:) میں نے حضرت جابرؓ سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نخل کے مقام سے ذات الرقاع کو گئے اور وہاں غطفان کی ایک جمیعت سے مقابلہ ہوا۔ کوئی لڑائی نہیں ہوئی اور لوگوں نے ایک دوسرے کو دھمکی دی تھی۔ نبی ﷺ نے نمازِ خوف کی دو رکعتیں پڑھائیں۔

اور یزید نے حضرت سلمہؓ (بن اکوع) سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں قرد کی مہم میں حملہ کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا تھا۔

٤١٢٨ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيْرٌ نَعْتَقِبُهُ فَنَقِبَتْ أَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمَايَ وَسَقَطَتْ أَظْفَارِي وَكُنَّا نَلُفُّ عَلَى أَرْجُلِنَا الْخِرَقَ فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نَعْصِبُ مِنَ الْخِرَقِ عَلَى أَرْجُلِنَا. وَحَدَّثَ أَبُومُوسَى بِهَذَا الْحَدِيْثِ ثُمَّ كَرِهَ ذَاكَ قَالَ مَا كُنْتُ

۴۱۲۸: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابو اسامہ نے ہمیں بتلایا کہ انہوں نے بُرَید بن عبد اللہ بن ابی بردہ سے، انہوں نے (اپنے دادا) ابوبردہ سے، انہوں نے حضرت ابو موسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، کہا: ہم ایک حملہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہم چھ آدمی تھے۔ ہمارے پاس ایک مشترکہ اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے۔ ہمارے پاؤں پھٹ گئے اور میرے دونوں پاؤں بھی پھٹ گئے اور میرے ناخن گر گئے اور ہم اپنے پاؤں پر کپڑوں کے ٹکڑے لپیٹتے تھے۔ اس لئے اس کا نام غزوۂ ذات الرقاع (یعنی چیتھڑوں والی لڑائی) رکھا گیا۔ کیونکہ ہم کپڑوں کے ٹکڑے اپنے پیروں پر باندھتے تھے اور حضرت ابو موسیٰ (اشعریؓ) نے یہ واقعہ بیان کرنا ناپسند کیا۔ کہنے لگے:

أَصْنَعُ بِأَنْ أَذْكُرَهُ كَأَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَكُوْنَ شَيْءٌ مِنْ عَمَلِهِ أَفْشَاهُ.

میں ایسا نہ کرتا یعنی اس کا ذکر نہ کرتا۔ گویا انہوں نے ناپسند کیا کہ اپنے (نیک) عمل میں سے کسی بات کا اظہار کریں۔

٤١٢٩: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ شَهِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَّى صَلَاةَ الْخَوْفِ أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وُجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَفُّوا وُجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ.

۴۱۲۹: قتیبہ بن سعید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے یزید بن رومان سے، انہوں نے صالح بن خوات سے، انہوں نے ان لوگوں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذات الرقاع کی جنگ میں شریک ہوئے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ آپؐ نے خوف کی نماز یوں پڑھائی کہ ایک گروہ آپؐ کے ساتھ صف بستہ کھڑا ہوا اور ایک دوسرا گروہ دشمن کے مقابل پر رہا۔ آپؐ نے اس گروہ کو جو آپؐ کے ساتھ تھا ایک رکعت پڑھائی۔ پھر آپؐ کھڑے ہوگئے اور اس نے اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھ کر نماز ختم کی۔ پھر (یہ لوگ) فارغ ہوکر چلے گئے اور دشمن کے مقابل پر صف بستہ کھڑے ہوئے اور دوسرا گروہ آیا اور آپؐ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی جو کہ آپؐ کی نماز سے باقی تھی۔ پھر آپؐ بیٹھ رہے اور انہوں نے اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھ کر (نماز) ختم کی۔ اس کے بعد ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

٤١٣٠: وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلٍ، فَذَكَرَ صَلَاةَ الْخَوْفِ قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ.

۴۱۳۰: اور معاذ (بن ہشام) کہتے تھے کہ ہشام (دستوائی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوزبیر سے، ابوزبیر نے حضرت جابرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نخل میں تھے۔ پھر حضرت جابرؓ نے نمازِ خوف کا ذکر کیا۔ مالک نے کہا: یہ سب سے عمدہ روایت ہے جو مَیں نے نمازِ خوف سے متعلق سنی۔

تَابَعَهُ اللَّيْثُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي أَنْمَارٍ.

اطرافہ: ۴۱۲۵، ۴۱۲۶، ۴۱۲۷، ۴۱۳۷۔

(معاذ بن ہشام کی طرح) لیث (بن سعد) نے بھی بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن سعد مدنی) سے، انہوں نے زید بن اسلم سے روایت کی کہ قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بنی انمار میں یہ نماز پڑھائی۔

٤١٣١: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ يَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَطَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ وُجُوهُهُمْ إِلَى الْعَدُوِّ فَيُصَلِّي بِالَّذِيْنَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَقُوْمُوْنَ فَيَرْكَعُوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً وَيَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ ثُمَّ يَذْهَبُ هَؤُلَاءِ إِلَى مَقَامِ أُولَئِكَ فَيَجِيءُ أُولَئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَهُ ثِنْتَانِ ثُمَّ يَرْكَعُونَ وَيَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ.

۴۱۳۱: مسدد نے ہم سے بیان کہ یحییٰ بن سعید بن قطان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے، یحییٰ نے قاسم بن محمد سے، قاسم نے صالح بن خوات سے، صالح نے حضرت سہل بن ابی حثمہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: امام قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور لوگوں میں سے ایک گروہ اس کے ساتھ ہو اور ایک گروہ دشمن کی طرف۔ ان کے منہ دشمن کی طرف ہوں۔ پھر امام ان لوگوں کو جو اُس کے ساتھ ہیں ایک رکعت پڑھائے۔ پھر وہ کھڑے ہوں اور اپنے طور پر ایک اور رکعت پڑھیں اور اپنی جگہ دو سجدے کریں۔ پھر یہ لوگ ان کی جگہ پر چلے جائیں اور وہ (دوسرے) آجائیں۔ اور امام ان (دوسروں) کو ایک رکعت پڑھائے تو اس کی دو رکعتیں ہوگئیں۔ پھر اس کے بعد یہ لوگ دوسری رکعت پڑھیں اور دو سجدے کریں۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ

مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے، انہوں نے اپنے باپ سے،

سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

ان کے باپ نے صالح بن خوات سے، صالح نے حضرت سہل بن ابی حثمہؓ سے، حضرت سہلؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی روایت کی۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَحْيَى سَمِعَ الْقَاسِمَ أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلٍ حَدَّثَهُ قَوْلَهُ.

(اور) محمد بن عبید اللہ نے مجھ سے بیان کیا (کہا) کہ ابن ابی حازم نے مجھے بتایا: انہوں نے یحيٰ (بن سعید انصاری) سے، یحيٰ نے قاسم (بن محمد) سے سنا کہ صالح بن خوات نے مجھے بتایا۔ انہوں نے حضرت سہلؓ (بن ابی حثمہ) سے روایت کی کہ انہوں نے اپنی وہی بات ان سے بیان کی۔

٤١٣٢: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ.

اطرافہ: ۹۴۲، ۹۴۳، ۴۱۳۳، ۴۵۳۵۔

۴۱۳۲: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: شعیب نے ہمیں بتایا کہ زُہری سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: سالم نے مجھے بتایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف ایک غزوہ میں گیا۔ ہم دشمن کے آمنے سامنے ہوئے۔ ہم ان کے سامنے صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے۔

٤١٣٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَقَامُوْا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ

۴۱۳۳: مسدد نے ہمیں بتایا (کہا) کہ یزید بن زُرَیع نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زُہری نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے، سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گروہوں میں سے ایک کو نماز پڑھائی اور دوسرا گروہ دشمن کے بالمقابل رہا۔ پھر یہ گروہ فارغ ہو کر لوٹ گیا اور

فَجَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ وَقَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ.

اپنے ساتھیوں کی جگہ پر کھڑا ہوگیا۔ وہ آئے اور آپؐ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی۔ پھر سلام پھیرا۔ اس کے بعد یہ لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے ایک رکعت پوری کی اور پھر دوسرے کھڑے ہوئے اور اپنی رکعت انہوں نے پوری کی۔

اطرافہ: ۹۴۲، ۹۴۳، ۴۱۳۲، ۴۵۳۵۔

٤١٣٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سِنَانٌ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ.

۴۱۳۴: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب (بن ابی حمزہ) نے ہمیں بتایا کہ زُہری سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: سنان (بن ابی سنان) اور ابوسلمہ (بن عبدالرحمٰن) نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت جابرؓ نے (ان کو) بتایا: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف چڑھائی کی۔

اطرافہ: ۲۹۱۰، ۲۹۱۳، ۴۱۳۵، ۴۱۳۶۔

٤١٣٥: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّونَ

۴۱۳۵: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، (کہا:) میرے بھائی (عبدالحمید) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے سلیمان (بن بلال) سے، سلیمان نے محمد بن ابی عتیق سے، انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سنان بن ابی سنان دؤلی سے، انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے ان کو خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف ایک غزوہ میں گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے تو وہ بھی ان کے ساتھ لوٹے۔ آپؐ کو اتفاق سے دوپہر کا وقت ایسی وادی میں آیا جہاں کانٹے دار درخت بہت تھے۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتر پڑے اور

بِالشَّجَرِ وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ قَالَ جَابِرٌ فَنِمْنَا نَوْمَةً فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُونَا فَجِئْنَاهُ فَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا فَقَالَ لِي مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّي قُلْتُ اللّٰهُ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

لوگ ان درختوں میں اِدھر اُدھر بکھر گئے تا کہ سایہ میں بیٹھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیکر کے درخت کے نیچے ڈیرا کیا۔ آپؐ نے اس سے اپنی تلوار لٹکا دی۔ حضرت جابرؓ کہتے تھے: کچھ ہم سوئے۔ پھر کیا سنتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں بلا رہے ہیں۔ ہم آپؐ کے پاس آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے پاس ایک بدوی بیٹھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے میری تلوار سونت لی اور میں سویا ہوا تھا، میں جو جاگا تو وہ تلوار اس کے ہاتھ میں ننگی تھی۔ اس نے مجھ سے پوچھا: کون تمہیں مجھ سے بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ یہ دیکھو وہ بیٹھا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سزا نہ دی۔

اطرافهُ: ۲۹۱۰، ۲۹۱۳، ۴۱۳۴، ۴۱۳۶۔

٤١٣٦: وَقَالَ أَبَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَاتِ الرِّقَاعِ فَإِذَا أَتَيْنَا عَلَى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَسَيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ فَاخْتَرَطَهُ، فَقَالَ لَهُ: تَخَافُنِي؟ فَقَالَ لَهُ: لَا، قَالَ: فَمَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: اللّٰهُ فَتَهَدَّدَهُ

۴۱۳۶: اور ابان (بن یزید) نے کہا: یحيٰ بن ابی کثیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوسلمہ (بن عبدالرحمٰن) سے، ابوسلمہ نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں تھے کہ اتنے میں ہم ایک گھنے سایہ دار درخت کے پاس پہنچے، ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ چھوڑ دیا، اتنے میں مشرکوں میں سے ایک شخص آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار درخت سے لٹکی ہوئی تھی۔ اس نے اس کو سونت لیا اور آپؐ سے کہنے لگا: مجھ سے ڈرتے ہو؟ آپؐ نے اس سے فرمایا: نہیں۔ کہنے لگا: پھر کون

أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرُوْا وَصَلَّى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرَى رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ.

مجھ سے تمہیں بچائے گا؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے اس کو دھمکایا۔ اور نماز کی تکبیر ہوئی تو آپؐ نے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر وہ پیچھے ہٹ گئے اور آپؐ نے دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ نبی ﷺ کی چار رکعتیں ہوئیں اور لوگوں کی دو دو۔

وَقَالَ مُسَدَّدٌ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ اسْمُ الرَّجُلِ غَوْرَثُ بْنُ الْحَارِثِ وَقَاتَلَ فِيهَا مُحَارِبَ خَصَفَةَ.

اطرافہ: ۲۹۱۰، ۲۹۱۳، ۴۱۳۴، ۴۱۳۵۔

اور مسدد نے کہا: انہوں نے ابوعوانہ سے، ابوعوانہ نے ابوبشر سے روایت کی کہ اس شخص کا نام غورث بن حارث تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنگ میں محارب خصفہ سے مقابلہ کیا تھا۔

٤١٣٧: وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلٍ فَصَلَّى الْخَوْفَ.

اطرافہ: ۴۱۲۵، ۴۱۲۶، ۴۱۲۷، ۴۱۳۰۔

۴۱۳۷: اور ابوزبیر نے کہا: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ نخل مقام میں تھے اور آپؐ نے وہاں نمازِ خوف پڑھائی۔

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ نَجْدٍ صَلَاةَ الْخَوْفِ وَإِنَّمَا جَاءَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَيَّامَ خَيْبَرَ.

اور حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ نجد میں نمازِ خوف پڑھی بحالیکہ حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غزوۂ خیبر کے ایام میں آئے تھے۔

تشریح: غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاعِ: اس باب کے عنوان اور حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ غزوہ ذات الرقاع کے نام اور اس کی تاریخ وقوع وغیرہ کی نسبت اختلاف ہے۔ یہ برسرپیکار قبیلے اپنے آپ کو محارب نام سے منسوب کرتے تھے۔ ایک قبیلہ محارب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بھی تھا جس کا سلسلہ نسب قریش سے ملتا تھا۔ اسی قبیلے میں سے حبیب بن مسلمہؓ ہیں جن کا ذکر روایت نمبر ۴۱۰۸ کے آخر میں ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہا: آپؓ فتنہ سے بچائے گئے ہیں۔ محارب کو خصفہ کی طرف مضاف کرکے توجہ دلائی گئی ہے کہ یہ قبیلہ محارب جس کی جنگ کا ذکر ہے وہ قبیلہ نہیں جو بنوفہر میں سے ہے۔ بنوفہر

قیس عیلان کی طرف منسوب نہیں ہوتے تھے بلکہ مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان کی طرف۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۲۱، ۵۲۲) دونوں قبیلوں کا جدّ امجد ایک ہی تھا۔ الیاس و قیس عیلان ایک ہی باپ (مضر) کے بیٹے تھے۔ ان کی اولاد کا خلاصۃً نسب نامہ یہ ہے:

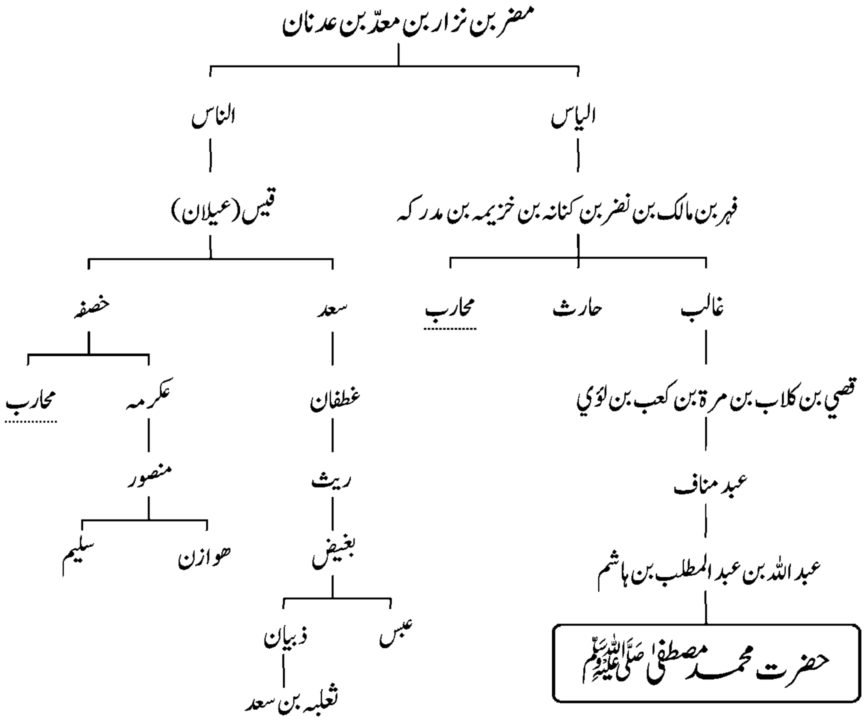

الیاس بن مضر سے قبائل قریش بنی فہر کی نسل چلی اور قیس (عیلان) بن الناس بن مضر سے قبائل ہوازن، سُلَیم، غطفان، عبس و ذبیان کی نسل چلی۔ دونوں نسلوں میں شدید رقابت تھی۔ قبائل قیس عیلان نے نجد کے طول و عرض اور اس کے اطراف میں سکونت اختیار کی اور الیاس بن مضر کی اولاد مکہ اور اس کے مضافات میں بسے۔

فہر بن مالک کے دوسرے دو بیٹوں کا نام غالب اور حارث ہے۔ غالب کا بیٹا لوئی ہے اور اس کی نسل سے قصی ہے۔ جن قبائل نے سیل ارم کی تباہی کے بعد یمن سے ہجرت کی، اُن میں سے قبیلہ خزاعہ مکہ سے قبیلہ جرہم کو نکال کر اس پر قابض ہوگیا تھا۔ پھر قریش (میں سے قصی بن کلاب) نے خزاعہ کو مغلوب کرکے اسے ساحل قلزم کے ملحقہ علاقے مر (وادی فاطمہ) میں سکونت اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ قبیلہ خزاعہ مکہ مکرمہ پر تین سو سال قبضہ رکھ سکا۔[1] خزاعہ دراصل لقب ہے حارث کا جو عمرو کا بیٹا تھا۔ اس تعلق میں دیکھئے کتاب المناقب باب ۲، ۷، ۹ مع تشریح۔

[1] (أخبار مكة للأزرقي، باب ما جاء في ولاية قصي بن كلاب البيت الحرام، جزء اوّل صفحہ ۱۰۳)
(تاریخ شبه الجزيرة العربية، الفصل ۱۶: تحول مركز الثقل الى أواسط الحجاز في مكة ويثرب، صفحہ ۲۰۱)

غرض الفاظ محارب خصفہ سے بتایا گیا ہے کہ یہ قبیلہ وہ نہیں جو محارب فہری کی طرف منسوب ہوتا ہے بلکہ قیس عیلان والا قبیلہ ہے۔ الفاظ مِنْ بَنِيْ ثَعْلَبَةَ مِنْ غَطَفَانَ سے مزید تحقیق کی گئی ہے جس سے قابسیؒ کی روایت کا ردّ مقصود ہے جس میں خَصَفَةَ بْنَ ثَعْلَبَةَ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں جن سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ اس تعلق میں ابن اسحاقؒ وغیرہ کی روایت ہی درست ہے جس میں الفاظ وَبَنِي ثَعْلَبَةَ مِنْ غَطَفَانَ ہیں۔[۱] (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۲۲)

عنوانِ باب کے بعد پانچ حوالے مذکور ہیں۔ پہلے حوالے (یعنی روایت نمبر ۴۱۲۵) میں صراحت ہے کہ غزوہ ذات الرقاع ساتویں مہم ہے۔ جو ۴ھ کے آخر میں اور غزوۂ خیبر سے بہت پہلے ہوئی۔ (عمدۃ القاری جزء۱۷ صفحہ۱۹۳) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اُس غزوہ میں شریک ہوئے تھے جس کا نام انہوں نے ذات الرقاع بیان کیا اور بتایا گیا ہے کہ اس میں انہوں نے نمازِ خوف پڑھی تھی۔ وَهِيَ بَعْدُ خَيْبَرَ لِأَنَّ أَبَا مُوْسَى جَاءَ بَعْدَ خَيْبَرَ۔ چونکہ وہ حبشہ سے فتح خیبر کے وقت لوٹے تھے اس لئے اُن کے بیان سے ظاہر ہے کہ یہ غزوہ ذات الرقاع وہ مہم ہے جو غزوۂ خیبر کے بعد ہوئی۔ مذکورہ بالا فقرے کا یہ مفہوم سمجھنے میں امام ابن حجر وغیرہ شارحین کو دقّت محسوس ہوئی ہے اور انہوں نے اس واقعہ سے اپنا استدلال مذکور درست سمجھا ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ۵۲۲) لیکن فقرہ وَهِيَ بَعْدُ خَيْبَرَ کا اسلوب بتاتا ہے کہ امام بخاریؒ نے حضرت ابو موسیٰؓ والے غزوہ ذات الرقاع کا وقوع غزوۂ خیبر کے بعد قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک یہ غزوہ نخل والا ذات الرقاع نہیں۔ دوسرے حوالہ میں علاقے کا نام ذی قرد مذکور ہے۔ یہ مقام بھی نجد ہی میں ہے۔

تیسرا حوالہ (یعنی روایت نمبر۴۱۲۶) بکر بن سوادہ کے قول کا ہے جس میں الفاظ يَوْمَ مُحَارِبٍ وَ ثَعْلَبَةَ مذکور ہیں۔ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہ دونوں قبیلے مدمقابل تھے۔ اس تخصیص و تشریح سے ہمیں لڑنے والے قبیلے کی اہمیت معلوم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

چوتھے حوالے (یعنی روایت نمبر۴۱۲۷) سے بھی اسی امر کی تائید ہوتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف کوچ کیا تھا۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۲۵) ابن اسحاقؒ کی روایت میں یہ ذکر ہے کہ آپؐ نخل مقام میں اُترے۔[۲] یہ مقام قبائل غطفان کے نجدی علاقہ میں واقع ہے۔ فقرہ خَرَجَ إِلَى ذَاتِ الرِّقَاعِ میں لفظ ذات سے پہلے لفظ غزوۃ محذوف ہے یعنی آپؐ اس جنگ میں نکلے جو ذات الرقاع کے نام سے مشہور ہے۔ مغازی کی روایات میں صراحت ہے کہ ذات الرقاع مقام رقاع نامی پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۲۳، ۵۲۵) رُقْعَة کے معنی بُقْعَة یعنی قطعہ زمین (اقرب الموارد- رقع)

اور اس روایت (نمبر۴۱۲۷) میں یہ بھی ذکر ہے کہ وہاں لڑائی نہیں ہوئی بلکہ لوگ اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے اور اس اندیشہ سے کہ مبادا اُن کی طرف سے اچانک حملہ ہو، نمازِ خوف پڑھی گئی۔ اس روایت سے کم از کم یہ ضرور پتہ

---

[۱] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة ذات الرقاع، جزء۳ صفحہ ۱۵۵)

[۲] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة ذات الرقاع، جزء۳ صفحہ ۱۵۷)

چلتا ہے کہ صلوٰۃِ خوف کا حکم ہونے کے بعد مذکورہ بالا غزوہ ہوا۔ یہ حکم سورۃ النساء میں ہے جس کا زمانہ نزول ۴ھ کا آخر ۵ھ کا شروع ہے۔[۱] اس سے غزوہ ذات الرقاع کی تاریخ وقوع کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

پانچواں حوالہ یزید بن ابی عبیدؒ کی روایت کا ہے جو حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے مروی ہے۔ یہ غزوہ الگ ہے جو غزوہ ذی القرد کے نام سے مشہور ہے اس میں نمازِ خوف نہیں پڑھی گئی تھی۔ بنو غطفان مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کر کے زکوٰۃ کی دودھیل اونٹنیاں ہانک کر لے گئے اور حضرت سلمہ بن اکوعؓ ان کا تعاقب کر کے ان میں سے کچھ واپس لے آئے تھے۔ (دیکھئے باب ۳۷، روایت نمبر ۴۱۹۴) یہ حوالہ بھی غلط فہمی دور کرنے کی غرض سے نقل کیا گیا ہے۔ اس حوالہ سے پایا جاتا ہے کہ یہ واقعہ الگ ہے۔ مجرد نام "ذی قرد" وارد ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں واقعات ایک ہی ہیں۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۲۵)

امام بخاریؒ نے شارحین کے استدلال کو پہلے چار حوالوں سے مجروح کیا ہے اور پھر حضرت جابرؓ کی مستند روایت پیش کی ہے۔ ان میں سے پہلا حوالہ یہ ہے کہ غزوہ ذات الرقاع ساتواں غزوہ ہے (اور غزوہ خیبر بارہواں غزوہ تھا۔) دوسرا حوالہ ہے کہ ذوقرد میں نمازِ خوف پڑھی گئی۔ یہ ذوقرد وہ مقام نہیں جس کا ذکر حضرت سلمہ بن اکوعؓ کی روایت میں وارد ہوا ہے۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ کا واقعہ وہ ہے جس کا تعلق غابہ (مدینہ کا جنگل) سے ہے۔ (دیکھئے کتاب الجہاد، باب ۱۶۶، روایت نمبر ۳۰۴۱) جبکہ یہ وہ مقام ہے جو علاقہ غطفان میں ہے۔ محض نام کا اشتراک کوئی دلیل نہیں۔ تیسرے حوالے میں قبیلوں کا ذکر ہے۔ چوتھے حوالے میں ذات الرقاع مِنْ نَخْلٍ جگہ کی تعیین ہے اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت (نمبر ۴۱۲۸) میں نہ قوم کا ذکر ہے جس پر حملہ ہوا نہ جگہ کا بلکہ محض وجہ تسمیہ مذکور ہے۔ ظاہر ہے کہ معین مستند روایت کو غیر معین غیر مستند روایت پر ترجیح ہوتی ہے۔ امام ابن حجرؒ نے بھی لکھا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت میں نمازِ خوف پڑھنے کا ذکر بھی نہیں ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۲۳)

علاقہ نجد پر کئی بار چڑھائی ہوئی کیونکہ یہاں کے قبائل نے متعدد بار سرکشی کی۔ اگر صرف ایک ہی بار ان سے مقابلہ ہوتا تو مذکورہ بالا استدلال وقعت رکھتا۔ ان کے نزدیک حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں بھی کسی معین علاقے اور قبیلے کا ذکر نہیں۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۲۳) اس لئے ان کی روایت معین استدلال کے لئے کافی نہیں کیونکہ حضرت ابوہریرہؓ غزوۂ خیبر کے وقت آئے تھے، اس لئے جس نمازِ خوف پڑھنے کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہ وہی نماز ہوسکتی ہے جو علاقہ ذات الرقاع میں پڑھی گئی تھی اور قرین قیاس یہی ہے کہ غزوہ ذات الرقاع جس کا یہاں ذکر ہے خیبر کے بعد ہوا ہوگا۔ علاوہ ازیں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں نجد میں مطلق نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔ اس میں نہ کسی معین مقام کا نام مذکور ہے اور نہ وقت کا بیان ہے۔ (دیکھئے روایت نمبر ۴۱۳۷)

غرض حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ دونوں کی روایتوں سے یقینی طور پر استدلال نہیں ہوسکتا کہ وہ اُس غزوہ کا ذکر کر رہے ہیں جو ذات الرقاع کے نام سے مشہور ہے۔

---

[۱] (تفسیر التحریر والتنویر لابن عاشور، تفسیر سورۃ النساء، جزء۴ صفحہ ۲۱۱)

اس تعلق میں یہ ذکر خالی از فائدہ نہ ہو گا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی محولہ بالا روایت ابو داؤدؒ، ابن حبانؒ اور طحاویؒ نے بسند عروہ بن زبیر۔ مروان بن حکم سے موصولاً نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا: کبھی آپؐ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ خوف پڑھی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں علاقہ نجد میں[1] (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۳۵) امام ابن حجرؒ نے اس روایت کو مطلوبہ استدلال کے لئے کمزور سمجھا ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی روایت میں قبائل غطفان بنی محارب و ثعلبہ اور مقامِ غزوہ کے نام نخل، ذات الرقاع کی صراحت ہے۔ اس کے علاوہ ان کی یہ روایت متعدد سندوں سے مروی ہے۔ (دیکھئے روایات نمبر ۴۱۲۵ تا ۴۱۲۷، ۴۱۳۴، ۴۱۳۰ تا ۴۱۳۷) ان میں سے روایت نمبر ۴۱۳۶ میں صریح مذکور ہے کہ ایک بدوی کے تلوار سونتنے اور نمازِ خوف پڑھنے کا واقعہ غزوہ ذات الرقاع میں ہوا تھا۔ مزید برآں روایت نمبر ۴۱۲۹، ۴۱۳۰ سے بھی جس میں لیثؒ کی متابعت کا ذکر ہے مذکورہ بالا امر ہی کی تائید ہوتی ہے اور اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبیلہ بنی انمار کے لڑائی میں شریک ہونے کی وجہ سے اس غزوہ کا دوسرا نام غزوہ بنی انمار بھی ہے۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۳۰)

امام مالکؒ نے بھی معاذ بن ہشامؒ کی سند سے جو ثقہ ہیں اسی امر کی تائید کی ہے کہ نمازِ خوف کی ابتداء غزوہ ذات الرقاع میں ہوئی تھی۔ قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْ صَلَاةِ الْخَوْفِ۔ اور اس بارے میں سب سے معتبر بیان وہی ہے جو حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے۔ (روایت نمبر ۴۱۳۰)

مذکورہ بالا حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ غزوہ ذات الرقاع کی تاریخ وقوع سے متعلق محدثین و فقہاء اور مؤرخین کے درمیان بہت اختلاف ہوا ہے حتیٰ کہ امام غزالیؒ جیسے عالم بے بدل کو بھی اس بارے میں غلط فہمی ہوئی ہے اور انہوں نے غزوات نبویہ میں سے آخری غزوہ ذت الرقاع کو قرار دیا ہے۔ امام ابن حجرؒ نے اس غلط فہمی کی ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ نمازِ خوف سے متعلق حضرت جابرؓ کی دو روایتیں ہیں۔ ایک کا تعلق ذات الرقاع سے اور دوسری کا عسفان سے۔ جہاں صلح حدیبیہ کے ایام میں نمازِ خوف پڑھی گئی تھی۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۲۹) اس کے بعد فتح مکہ تک کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ کیونکہ صلح حدیبیہ میں دس سال جنگ ترک کرنے کا معاہدہ ہو گیا تھا۔

مذکورہ بالا بحث کے تعلق میں ایک اور حوالہ بھی قابل وضاحت ہے۔ روایت نمبر ۴۱۳۰ کے آخر میں لیث کی جس متابعت کا ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے ہشامؒ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ خوف غزوہ بنی انمار میں پڑھائی تھی، یہ ہشام بن سعد مدنی ہیں اور روایت نمبر ۴۱۳۰ کے آغاز میں معاذ بن ہشام کی جس روایت کا ہشام سے مروی ہونا بیان کیا گیا، وہ ہشام دستوائی بصری ہیں۔ دیار بنی انمار اور دیار بنی ثعلبہ ایک دوسرے کے قریب واقع ہیں۔ دونوں جگہوں میں نمازِ خوف پڑھی گئی ہے۔ غزوہ بنی انمار کے لئے باب ۳۳ علیحدہ قائم کیا گیا ہے اور اس میں

---

[1] (سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب ۲۸۳: من قال یکبرون جمیعاوان کانوا مستدبری القبلۃ)
(صحیح لابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ذکر النوع الرابع من صلاۃ الخوف: ۲۸۷۸)
(شرح معانی الآثار للطحاوی، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، کیف ھی، روایت نمبر ۱۸۷۳)

حضرت جابر بن عبد اللہؓ ہی کی روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس غزوہ میں اپنی اونٹنی پر بیٹھے مشرق کی طرف منہ کئے نفل پڑھتے دیکھا۔ غزوہ انمار سے متعلق اس روایت کے علاوہ اور کوئی مستند روایت امام موصوف کو نہیں ملی۔ اس باب کی روایات سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ان غزوات کا تعلق ایک ہی زمانہ سے ہے۔

امام بخاریؒ نے غزواتِ نبویہ جس ترتیب سے بیان کئے ہیں اس اعتبار سے غزوہ ذات الرقاع ساتواں غزوہ ثابت ہوتا ہے اور غزوہ خیبر بارہواں اور باقی غزوات حسب ذیل ترتیب میں واقع ہوئے ہیں: (۱) غزوہ عشیرہ۔ (۲)غزوہ بدر۔ (۳)غزوہ اُحد۔ (۴)غزوہ رجیع۔ (۵)غزوہ بئر معونہ۔ (۶)غزوہ خندق۔ (۷)غزوہ ذات الرقاع۔ اس ترتیب کی رو سے ساتواں غزوہ فتح خیبر سے بہت پہلے ہوا تھا۔ غرض امام بخاریؒ نے دوسرے علماء کا استدلال باب ۳۱ کے ابتداء ہی میں چار حوالوں اور متعدد روایتوں سے توڑ دیا ہے۔

مذکورہ بالا حوالہ جات میں ایک حوالہ بکر بن سوادہ کی روایت کا بھی ہے جس میں ابوموسیٰ کی روایت کا ذکر ہے کہ حضرت جابرؓ نے انہیں بتایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محارب وثعلبہ کی جنگ میں انہیں نمازِ خوف پڑھائی۔ یہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نہیں بلکہ اور شخص ہیں۔ ان کی شخصیت سے متعلق امام ابن حجرؒ نے تین قول نقل کئے ہیں:

اوّل: یہ علی بن رباح مشہور تابعی ہیں جن سے امام مسلمؒ نے روایتیں نقل کی ہیں۔

دوم: حضرت ابوموسیٰ غافقیؓ جن کا نام مالک بن عبادۃؓ ہے، یہ مشہور صحابی ہیں۔

سوم: ابوموسیٰ کنیت کے ایک مصری شخص بھی ہیں جن کا نام معلوم نہیں۔ ان کی صحیح بخاری میں سوائے مذکورہ بالا روایت کے اور کوئی روایت نہیں۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۲۵)

یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ روایت نمبر ۴۱۲۸ جو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے معنعن ہے۔ اس میں نہ غزوہ کا نام مذکور ہے نہ قبیلہ کا جس پر چڑھائی کی گئی تھی اور اس میں یہ ذکر ہے کہ انہوں نے اپنے سمیت چھ کس مجاہدین کی مختصر مہم کا نام ذات الرقاع اس لئے رکھا تھا کہ ان کے پاؤں زخمی ہو گئے تھے جس کی وجہ سے پاؤں پر کپڑا لپیٹنا پڑا۔ رَقْعٌ کے معنی ہیں کپڑے کا ٹکڑا، جسے پنجابی میں ٹاکی کہتے ہیں۔ ذَاتُ الرِّقَاع کے معنی ہیں ٹاکیوں والی مہم۔ اور پھر اس خیال سے کہ یہ وجہ تسمیہ باعث نمود نہ ٹھہرے، وہ پچھتائے۔ اس سے ظاہر ہے کہ غزوہ ذات الرقاع جو اِس باب کا موضوع ہے وہ کوئی معمولی غیر معروف مہم نہ تھی بلکہ اس میں کم وبیش ہزار کے لگ بھگ لشکر تھا۔ اس لئے امام بیہقیؒ وغیرہ کا خیال درست ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا واقعہ بنی محارب والی مہم سے بالکل الگ ہے۔ ابن حجرؒ نے بھی اس امر کا ذکر کیا اور لکھا ہے کہ امام بخاریؒ نے غزوہ ذات الرقاع کو غزوہ خیبر سے پہلے اس لئے رکھا ہے کہ انہیں اصحاب مغازی کے ساتھ اتفاق ہے یا اس طرف اشارہ ہے کہ ممکن ہے یہ دو مختلف غزوات ہوں۔ اس بارے میں ان کے الفاظ یہ ہیں: فَلَا أَدْرِي هَلْ تَعَمَّدَ ذَلِكَ تَسْلِيمًا لِأَصْحَابِ الْمَغَازِي أَنَّهَا كَانَتْ قَبْلَهَا ... أَوْ إِشَارَةٌ إِلَى احْتِمَالِ أَنْ تَكُونَ ذَاتُ الرِّقَاعِ اسْمًا لِغَزْوَتَيْنِ مُخْتَلِفَتَيْنِ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۲۱)

اس لئے یہ قول درست نہیں کہ امام بخاریؒ کا رجحان اس طرف ہے کہ ذات الرقاع غزوہ خیبر سے پہلے ہے۔ رجحان کا سوال ہی نہیں بلکہ دراصل اس خیال کی کمزوری ثابت کرنا اُن کا مقصود ہے۔ یہی بات خود ابن حجرؒ نے بھی لکھی ہے کہ حوالہ جات سے امام بخاریؒ کی غرض مشارٌ الیہ استدلال کو کمزور ثابت کرنا ہے۔

فتح خیبر کے بعد حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی آمد سے غزوہ ذات الرقاع کے بارے میں استدلال امام بخاریؒ کا نہیں بلکہ دوسروں کا ہے اور ابوموسیٰ (علی بن رباح تابعی) کے حوالے سے اس امر کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ ناموں کے اشتراک سے عام طور پر غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔

امام ابن حجرؒ نے الفاظ ''وَهِيَ بَعْدَ خَيْبَرَ لِأَنَّ أَبَا مُوْسَى جَاءَ بَعْدَ خَيْبَرَ'' سے استدلال امام بخاریؒ کی طرف منسوب کیا ہے اور اسے درست قرار دیا ہے بلکہ ان علماء پر تعجب کیا ہے جنہوں نے سیرت نگاروں کی رائے سے اتفاق کر کے اس استدلال کو غلط قرار دیا ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۲۲) اور مجھے یہ تعجب ہے کہ اگر مذکورہ بالا استدلال امام بخاریؒ کا تھا تو انہوں نے جو اَبواب و روایات اور واقعات میں خصوصیت سے ترتیب رکھنے والے ہیں غزوہ ذات الرقاع کو غزوہ خیبر کے بعد کیوں نہیں رکھا۔ اگر فی الواقع یہ استدلال ان کا ہوتا تو اس غزوہ کا ذکر فتح خیبر کے بعد ہونا چاہیے تھا اور یہ تعجب خود ابن حجرؒ کو بھی پیدا ہوا ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۲۱) اور اس بارے میں انہوں نے دو احتمالی توجیہیں بیان کی ہیں۔ اوّل یہ کہ امام بخاریؒ نے سیرت نگاروں کا تتبع کیا ہے۔ دوم یہ کہ ان کے نزدیک ذات الرقاع نام کے دو الگ الگ واقعات ہیں۔ ان توجیہوں میں سے پہلی توجیہہ درست نہیں کیونکہ امام بخاریؒ بغیر تحقیق کے کسی کی تتبع کرنے والے نہیں۔

علاوہ ازیں امام ابن حجرؒ نے اس بارے میں یہ بھی لکھا ہے: وَقَدِ ازْدَادَ قُوَّةً بِحَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَبِحَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۲۳) یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت سے جو استدلال کیا گیا ہے، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابن عمرؓ کی روایتوں سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے۔ لیکن اس پر خود ہی یہ جرح کی ہے: لَكِنْ لَا يَلْزَمُ مِنْ كَوْنِ الْغَزْوَةِ كَانَتْ مِنْ جِهَةِ نَجْدٍ أَنْ لَّا تَتَعَدَّدَ فَإِنَّ نَجْدًا وَقَعَ الْقَصْدُ إِلَى جِهَتِهَا فِي عِدَّةِ غَزَوَاتٍ ... فَيُحْتَمَلُ أَنْ يَّكُوْنَ أَبُو هُرَيْرَةَ حَضَرَ الَّتِي بَعْدَ خَيْبَرَ لَا الَّتِي قَبْلَ خَيْبَرَ۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۳۵) یعنی یہ لازم نہیں آتا کہ نجد پر چڑھائی صرف ایک ہی دفعہ ہوئی ہو بلکہ کئی چڑھائیاں ہوئی ہیں... اور ہوسکتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ اس غزوہ میں شامل ہوئے ہوں جو غزوہ خیبر کے بعد ہوا۔ اس جرح سے تو امام بخاریؒ سے متعلق ان کی رائے کالعدم ہو جاتی ہے کہ امام موصوف کا رُجحان اس طرف ہے کہ غزوہ ذات الرقاع خیبر کے بعد ہوا ہے۔ رہی حضرت ابن عمرؓ کی روایت (نمبر ۴۱۳۲، ۴۱۳۳) تو اس میں کوئی تعیین نہیں کہ نجدی غزوات میں سے یہ کونسا غزوہ تھا جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف پڑھی۔ جو شبہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے متعلق وارد کیا گیا ہے۔ وہی شبہ حضرت ابن عمرؓ کی روایت پر بھی وارد ہوتا ہے جو خود امام ابن حجرؒ کو بھی تسلیم ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۳۵)

ذات الرقاع
النخل
ذو أمر
الشقر
ذو قرد
الغابة
إلى خيبر
مدينه
ذو الحليفة
ملل
صخيرات اليمام
الروحاء
بدر
100 Km
إلى الشام
السقيا
الأكحل
طريق القوافل
أبواء
وادی الفرع
رابغ
المريسيع
بنو مصطلق
بنو هذيل
أمج
غران
الرجيع
بنو لحيان
عسفان
هدأة
وادی فاطمة
كراع الغميم
مر الظهران
جدة
حديبية
مكه
إلى طائف
ساحل
ساحلی تجارتی راستہ
پہاڑی راستہ

غرض امام بخاریؒ کا غزوہ ذات الرقاع کو غزوہ خیبر سے پہلے بیان کرنا اور اسے نمبرے پر رکھنا واضح طور پر بتاتا ہے کہ اس بارے میں ان کی رائے کیا ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ اُن کا رجحان تو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت کی طرف ہو اور حوالے اور مستند روایتیں وہ نقل کریں جو اس رجحان کو ردّ کرنے والے ہوں۔ اس لئے مذکورہ بالا استدلال سے متعلق یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ وہ دوسروں کا نقطہ نظر پیش کرنے کی غرض سے مذکور ہے اور اس بارے میں روایت کردہ اقوال مسلمہ طور پر مختلف ہیں۔ جیسا کہ خود امام ابن حجرؒ کو بھی ان الفاظ میں یہ امر تسلیم ہے: أَنَّهُمْ مُخْتَلِفُونَ فِي زَمَانِهَا فَالْأَوْلَى الِاعْتِمَادُ عَلَى مَا ثَبَتَ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۲۳) کہ غزوہ ذات الرقاع کے زمانے کی نسبت سیرت نگار مختلف ہیں۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ صحیح حدیث سے جو اَمر ثابت ہو، اس پر اعتماد کیا جائے اور ظاہر ہے کہ حضرت جابرؓ ہی کی حدیث صحیح معلوم ہوتی ہے جس کی تائید دوسری روایتیں بھی کرتی ہیں۔ ان کی حدیث میں مندرجہ ذیل باتیں واضح طور پر بیان ہوئی ہیں:

(۱) نمازِ خوف ساتویں غزوہ میں پڑھی گئی تھی جو غزوہ ذات الرقاع کے نام سے مشہور ہے۔
(۲) ذات الرقاع علاقہ کا نام ہے نہ وجہ تسمیہ یعنی زخموں پر پٹیاں باندھنے کی وجہ سے۔
(۳) یہ حملہ قبائل محارب و ثعلبہ پر تھا جو علاقہ ذات الرقاع میں سکونت پذیر تھے جو نخلستان تھا۔
(۴) یہ نخلستان مدینہ سے دو دِن کی مسافت پر وادی شرخ میں واقع تھا۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۲۲)
(۵) بدوی کا تلوار سونت کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنے کا واقعہ بھی اسی سفر میں پیش آیا تھا۔
(۶) لڑائی نہیں ہوئی قبائلی اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے تھے۔

حضرت جابرؓ کی تائید محولہ بالا روایات عبد اللہ بن رجاء، بکر بن سوادہ اور ابن اسحاق کے علاوہ صالح بن خوات کی مستند روایت سے بھی ہوتی ہے اور امام مالکؒ بھی اسی کے مؤید ہیں۔ امام بخاریؒ بغیر تحقیق کسی کی تتبع کرنے والے نہیں ہیں اور اس بارے میں امام ابن حجرؒ نے دو احتمالی توجیہیں بیان کی ہیں اور لکھا ہے کہ امام بخاریؒ نے یا تو سیرت نگاروں کا تتبع کیا ہے یا ان کے نزدیک ذات الرقاع نام کے دو واقعات الگ الگ ہیں۔ ان توجیہوں میں سے پہلی توجیہہ درست نہیں اور دوسری توجیہہ سے حقیقت الامر کی پوری وضاحت ہو جاتی ہے۔ اس لئے صرف دوسری توجیہہ ہی درست ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ صلوٰۃ الخوف کا حکم کب نازل ہوا؟ بتایا جا چکا ہے کہ حکم سورۃ النساء میں ہے جس کے نزول کا زمانہ ۴ ھ کے آخر اور ۵ ھ کے شروع کا ہے۔ غزوہ خیبر ۷ ھ میں ہوا، جو اَز روئے ترتیب امام بخاریؒ بارہویں نمبر پر ہے اور صلح حدیبیہ کے بعد کا واقعہ ہے۔ غرض امام بخاریؒ کی جرح و قدح اور تحقیق سے ظاہر ہے کہ غزوہ ذات الرقاع غزوہ خیبر کے بعد نہیں بلکہ پہلے ہوا اور یہ غزوہ ساتواں ہے نہ کہ بارھواں اور اس میں نجدی قبائل غطفان بنو محارب و ثعلبہ پر چڑھائی کی گئی تھی۔ انہی تین باتوں کی یقینی صحت بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ اس سے نئے دَورِ غزوات کی غرض و غایت سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ ان پے دَر پے یورشوں سے قبائلیوں کی غارت گری کا انسداد اور اطرافِ ملک میں قیام امن مقصود تھا اور اس کا طبعاً لازمی نتیجہ یہ بھی ہوا کہ کاروانی راستے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ تصرف

آ گئے اور قریش اور ان کے حلیفوں کی اقتصادی طاقت شل ہوکر رہ گئی۔ مال و دولت کی فراوانی ہی کے برتے پر یہود و قریش نے قبائل کو برانگیختہ کر کے مدینہ پر بار بار حملے کئے تھے اور آخری حملہ احزاب سے پہلے انہوں نے دومۃ الجندل والے تجارتی راستہ کو روک کر مدینہ سے اجناس کی رسد موقوف کر دی تھی[۱] اور یہی سلسلہ راہزنی اور غارت گری جنگ احزاب کے بعد بڑی شدّ و مد سے پھر شروع ہو گیا تھا جس کی روک تھام کے لئے مختلف اطراف میں متعدد بار کوچ کرنا پڑا۔ مذکورۃ الصدر قبائل مضر و ربیعہ نجد اور اس کے اطراف میں بود و باش رکھتے تھے۔

یہ بتایا جا چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں آنے پر حجاز کے ساحلی کنارے سے ملحقہ علاقہ جات میں آباد قبائل بنی خزاعہ و جہینہ وغیرہ کے ساتھ معاہدات امن و غیر جانبداری قائم کر لئے تھے اور یہ وہ علاقے ہیں جہاں سے یمن و شام کے مابین رحلۃ الصیف والا کاروانی راستہ گزرتا تھا۔ کاروانِ تجارت کی حفاظت کے ذمہ دار قریش ہوتے تھے اور اس خدمت حفاظت کے صلہ میں بڑی بڑی رقمیں وصول کی جاتی تھیں۔[۲] تبدیل شدہ حالات میں یہ راستہ قریش کے لئے غیر محفوظ ہو چکا تھا۔ اس لئے انہوں نے نجد کے راستوں سے قافلوں کی آمد و رفت تبدیل کر دی۔

مقامِ نخل بھی ایک اہم تجارتی پڑاؤ تھا جہاں سے قافلے مکہ مکرمہ، طائف، خیبر، دومۃ الجندل اور یمامہ وغیرہ کو جاتے تھے۔ ان کاروانی راستوں کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ ابوسفیان والے تجارتی قافلہ کے نفع سے بدری قیدیوں کا فدیہ اڑھائی لاکھ درہم دیا گیا اور غزوۂ اُحد کی تیاری کے لئے بھی اتنی ہی رقم صَرف کی گئی۔ یہ علاوہ ان رقوم کے ہے جو حصہ دارانِ تجارت میں تقسیم ہوئی تھی۔ ابرہہ اشرم کا حملہ بھی دراصل رومی حکومت کے ایماء سے ہوا تھا تا تجارتی کاروان قریش کے توسط سے آزاد ہو کر نجاشی اور رومی حکومتوں کے قبضہ میں آ جائے[۳] اور حفاظت کے معاوضہ کی رقوم بجائے قریش کے تاجروں کے، تجارت کا یہ نفع ملکی دولت کا حصہ بنے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ قیمتیں گر کر اشیائے تجارت کا نکاس بڑھے گا۔ چنانچہ رومی انجینئروں کی مدد اور روم وغیرہ کے سنگ مرمر اور سامانِ تعمیر میں صنعاء میں خانہ کعبہ کے مقابل میں ایک خوبصورت گرجا اس لئے بنایا گیا تھا کہ خانہ کعبہ کی اہمیت گر جائے اور عربوں کی نظریں اس طرف سے ہٹ کر صنعاء و یمن کی طرف پھریں اور قریش کا مذہبی اثر و رسوخ جاتا رہے جس کی وجہ سے انہیں تجارت کی درآمد و برآمد پر قبضہ حاصل تھا۔ ابرہہ نے اپنے اس مقصد میں ناکامی دیکھ کر نجاشی کو لکھا کہ اسے مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے اور خانہ کعبہ منہدم کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ اس کی بربادی کے بعد ہی صنعاء تجارتی مرکز بن سکتا ہے۔ (History of the Decline and Fall of the Roman Empire, Vol.4, Chapter XLII: State of the Barbaric World, Part III)

قدیم الایام سے مکہ مکرمہ بین الاقوامی تجارت کا بہت بڑا مرکز تھا اور یہ تجارت قریش کے زیر اقتدار تھی اور اس کے لئے دو بڑے راستے تھے جن سے چھوٹے بڑے کاروانی قافلوں کے لئے گزر گاہوں کی شاخیں نکلتی تھیں۔

---

۱ (المغازی للواقدی، غزوۃ دومۃ الجندل، جزء اوّل صفحہ ۴۰۲، ۴۰۳)

۲ (المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، الفصل الثانی والأربعون مكة المكرمة، كسب مكة، جزء ۷ صفحہ ۱۱۳)

۳ (محمد ﷺ پیغمبر اسلام - کانسٹنٹ ورجل جیور جیو، مترجم مشتاق احمد میر، صفحہ ۲۴، ۲۵)

ان میں سے ایک راستہ مکہ مکرمہ سے شاخ در شاخ ہوتا ہوا شام و عراق عرب اور ایران کی طرف پہنچتا تھا اور دوسرا موسم گرما میں بحیرہ قلزم کا ساحلی راستہ ینبوع کے قریب سے مصر و شام وغیرہ شمالی علاقوں کو جاتا تھا اور موسم سرما میں ساحلی بحیرہ عرب کے محاذ پر کاروانی راستہ یمن و عمان کے درمیان کام دیتا۔ اسی طرح موسم سرما میں مکہ مکرمہ سے تجارتی قافلے دومۃ الجندل اور طائف اور نجد کے راستوں سے عراقِ عرب و ایران و ہند اور ممالک چین کی طرف جاتے تھے۔ زمانہ قدیم میں ان کاروانی راستوں کو بہت بڑی اہمیت حاصل تھی جس کی وجہ سے مکہ مکرمہ بین الاقوامی تجارت کا مرکز بنا رہا اور قریش جس طرح چاہتے اس تجارتی کاروبار میں تصرف کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کو ایک فکر تو مدینہ کے امن اور اس کے لئے خوراک کی بہم رسانی تھی اور دوسری فکر آپؐ کو دشمنوں کے فتنہ، فساد اور قتل و غارت کی روک تھام سے متعلق تھی جس کے لئے انسدادی تدبیر کا فوری طور پر اختیار کرنا ناگزیر تھا۔

یہ بتایا جا چکا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی مہموں کا عَلَم سفید تھا اور پہلی ہجری ہی میں آپؐ نے قبائل خزاعہ و جہینہ کے سرداروں سے معاہدہ موالات طے کر لیا تھا۔ اسی طرح دوسری ہجری کے شروع میں بندرگاہ ینبوع و صخیرات الیمام کے آس پاس آباد قبائل کنانہ، بنی ضمرہ، بنی مدلج، بنی زرعہ اور بنی ربعہ اور ان کے حلیفوں سے بھی معاہدہ موالات تحریر کیا گیا تھا۔[۱] یہ قبائل مدینہ منورہ اور بحیرۂ احمر کے درمیان ساحلی علاقوں میں بود و باش رکھتے تھے اور وہیں سے قریشی کاروان تجارت کو موسم گرما میں گزرنا پڑتا تھا۔ نئے تبدیل شدہ حالات میں یہ راستے ان کے قبضے میں نہ رہے کیونکہ شام سے مکہ کو آنے جانے والے قافلوں کو روکنا مسلمانوں کے لیے آسان تھا۔ بدر کی مشہور منڈی بھی اسی راستے پر تھی اور یہ بتایا جا چکا ہے کہ غزوۂ بدر کے اسباب میں سے ابوسفیان والا قافلہ بھی ایک سبب تھا۔

غرض قریش اپنے قافلوں کے راستے نجد کی طرف بدلنے پر مجبور ہو گئے تھے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے ہم خیال مشرک قبائل کی مدد سے مدینہ کی تجارت میں رکاوٹیں ڈالنی شروع کر دیں۔ اس تعلق میں دومۃ الجندل کی مہم کا ذکر گزر چکا ہے۔

غرض دوسرے دَور کے غزوات کا تعلق زیادہ تر اِسی اقتصادی کشمکش سے ہے جو غزوۂ احزاب کے بعد کھلے طور پر ہو کر بالآخر اہم نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوئی۔ اس نئی کشمکش میں بھی قریش اور اس کے ہم عقیدہ اور ہمدرد قبائل کو بے بس ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے۔ غزوۂ ذات الرقاع کا اصل سبب قبائل بنی محاربہ و ثعلبہ کی طرف سے مدینہ کی اقتصادی ناکہ بندی تھی۔ باب کی مستند روایات میں تو بنظر ظاہر اس لڑائی کا یہ سبب مذکور نہیں مگر حوالہ جات کی تحقیق سے یہ سبب بالکل نمایاں ہو جاتا ہے۔ ان حوالوں میں بعض حوالے روایات مغازی کے بھی ہیں جن میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ اس مہم کی اصل وجہ مذکورہ بالا غطفانی قبائل کی طرف

---

[۱] (السیرة النبویة لابن هشام، غزوة ودّان، جزء ۲ صفحہ ۲۳۴)
(السیرة النبویة لابن هشام، سریة حمزة الی سیف البحر، جزء ۲ صفحہ ۲۳۸۔ غزوة العشیرة جزء ۲ صفحہ ۲۴۱)
(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ، غزوة الأبواء، جزء ۲ صفحہ ۷)
(مجموعة الوثائق السیاسیة، لبنی زرعة وبنی ربعة من جهینة (۱۵۱)، جزء اوّل صفحہ ۲۶۲)

سے مدینہ کے خلاف ناکہ بندی اور نئے حملے کی تیاری تھی اور یہ اقدام قبائل بنی محارب و ثعلبہ سے ہی محدود نہ تھا بلکہ بنی انمار و بنی مصطلق وغیرہ بھی اس میں شامل تھے۔ علاوہ ازیں قریش مکہ نے بنی خزاعہ کے ایک قبیلہ (جہینہ) کو بھی ورغلا کر اپنے منصوبے میں شامل کر لیا تھا اور یہ وہ قبائل تھے جن کے ساتھ ہجرت کے پہلے سال میں معاہدہ موالات طے ہو چکا تھا۔ اس لئے اس خطرناک فتنے کی نہ صرف روک تھام ہی ضروری تھی بلکہ اس کا استیصال بھی۔ تا دشمن کا منصوبہ خود اس پر اُلٹ کر دُور رَس نتائج پیدا کرنے کا موجب ہو۔

مذکورہ بالا قبائل سے متعلق یورشیں چونکہ ایک ہی وقت اور ایسے علاقوں میں جلد جلد واقع ہوئیں کہ جن کا نام ہی ذات الرقاع ہے اس لئے اسی نام سے یہ غزوات کہلائے۔ ایک وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہاں خاص قسم کے بوقلمون کوہسار اور قسما قسم کے قطعات ارضی واقع تھیں۔ اس لئے سارے علاقے کا نام ذات الرقاع تھا۔
(فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۲۳)

امام بخاریؒ نے مشارٌ الیہ غزوات کو ایک ہی عنوان کے ذیل میں رکھا ہے اور ان کے زمانہ وقوع کی تعیین بھی کی ہے یعنی وہ زمانہ جس میں صلوٰۃ الخوف پڑھی گئی تھی۔ شانِ نزول آیات متعلقہ صلوٰۃ خوف اور مذکورہ بالا غزوات کا زمانہ ایک ہی ہے اور یہی امر ذہن نشین کرانے کے لئے ان ابواب میں وہ روایتیں لائی گئی ہیں جن میں نمازِ خوف کا حکم وارد ہوا ہے۔ مغازی کی روایات سے بھی اسی امر کی تصدیق ہوتی ہے۔ ان روایات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بنی قریظہ کے چھ ماہ بعد جمادی الاولیٰ کے شروع میں بنو لحیان سے واقعہ رجیع کا انتقام لینے کے لئے مدینہ سے کوچ فرمایا اور اپنی غیر حاضری میں ابن امّ مکتومؓ کو امیر مقرر کیا۔ آپؐ نے جبل غراب کی طرف سے وہ راستہ اختیار کیا جو شام کو جاتا ہے اور محیص و بتراء سے ہوتے ہوئے بائیں جانب مڑے اور یَیْن و صُخَیرات الیمام کا چکر کاٹ کر مکہ مکرمہ کی شاہراہ پر آگئے اور پھر بڑی سرعت سے وادیٔ غرّان میں پہنچے جو اَمَجّ اور عُسفان کے درمیان ہے اور جہاں بنو لحیان کے ڈیرے تھے۔ یہ لوگ اطلاع پاکر پہاڑوں میں چھپ گئے۔ جبل عسفان سے اُتر کر آپؐ نے دامن کوہ میں قیام فرمایا۔ اور دو سو شتر سوار سمیت اس علاقہ میں چکر لگایا اور پھر دو اسپ سوار آگے بھیجے اور انہیں ہدایت کی کہ کراع الغمیم تک جاکر وہاں سے لَوٹ آئیں۔ اس نقل و حرکت سے یہ مطلوب تھا کہ مکہ والوں اور علاقے کو آپؐ کی آمد کا علم ہو جائے۔ یہاں سے لَوٹ کر آپؐ مدینہ پہنچے جہاں آپؐ نے چند دن ہی قیام فرمایا تھا کہ عیینہ بن حصن فزاری غطفانی نے اسپ سواروں کے ساتھ مدینہ کی چراگاہ غابہ پر چھاپہ مارا۔ قبیلہ بنو غفار کے ایک شخص کو قتل کر کے دودھیل اونٹیاں ہانک کر چلتے بنے اور غفاری کی بیوی کو بھی ساتھ لے گئے۔ یہ واقعہ غزوہ ذی قرد کا باعث ہوا۔[1] یہی واقعہ قدرے اختلاف لیکن زیادہ تفصیل سے ابن سعدؒ نے بھی نقل کیا ہے۔ ان کے بیان میں غزوۂ بنی لحیان، غابہ پر شب خون کا واقعہ، حضرت سلمہ بن اکوعؓ کے تعاقب اور دودھیل اونٹنیوں کی واپسی کا واقعہ ربیع الاول میں (یعنی غزوہ بنی قریظہ سے چار ماہ بعد) بیان ہوا ہے۔[2]

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة بني لحيان، جزء ۳ صفحہ ۲۲۵۔ غزوة ذي قرد، جزء ۳ صفحہ ۲۲۷)
[2] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، غزوة بني لحيان جزء ۲ صفحہ ۴۷۔ غزوة الغابة جزء ۲ صفحہ ۷۶)

نجد کا زرخیز حصہ اور علاقہ یمامہ دونوں گندم کی پیداوار کا اہم مرکز تھے جس سے سارے عرب کی ضرورت بآسانی پوری ہو جاتی تھی۔ گندم، کھجور وغیرہ اجناس کی برآمد شمالی و جنوبی راستوں سے بذریعہ کاروان کی جاتی تھی۔ قریش مکہ رحلۃ الصیف (گرمائی سفر) کا عام اور آسان ساحلی راستہ چھوڑ کر نجد کا مذکورہ بالا صحرائی راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے جو قبائل بنی غطفان وغیرہ کے علاقوں میں سے گزرتا تھا۔ یمن سے کاروانی راستہ وادی نجران کے جنوب مغربی کنارے کو چھوتا ہوا قبائل بنی مذحج اور بنی خزاعہ کے علاقہ جات سے گزر کر سیدھا مکہ مکرمہ پہنچتا اور پھر یہاں سے ساحل قلزم کے محاذ پر سے گزر کر براستہ ینبوع، شام و یمن وغیرہ کی منڈیوں کی طرف جاتا تھا۔ یہ راستہ مختصر تھا جس کی وجہ سے شام و یمن کے درمیان رحلۃ الصیف کی تجارت کے لئے نقل و حرکت میں بڑی آسانی تھی۔ لیکن اب قریش کو اس راستے سے محروم ہونا پڑا اور ان کے تجارتی قافلے دومۃ الجندل کے راستے سے جو تجارت کی منڈی کا بہت بڑا مقام تھا۔ شام و عراق کی منڈیوں کی طرف جانے لگے۔ تبدیل شدہ حالات میں نجدی قبائل قریشی قبائل کی تو حفاظت کرتے تھے مگر مدینہ کے قافلوں سے تعرض کرتے اور یہ نئی صورتحال اصل سبب ہوئی ان اسلامی مہمات کا، جن کا ذکر باب ۳۱ تا ۳۴ میں ہے۔ جن حملوں کا ان میں ذکر ہے ان کے ذریعہ سے قبائل نجد کی غارت گری کا مقابلہ کیا گیا اور مندرجہ ذیل صورتوں میں الٰہی نصرت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی تائید فرمائی اور ایک مشکل ترین مہم چند مہینوں میں سر ہو گئی۔

نجدی راستے دور دراز اور دشوار گزار تھے جس کی وجہ سے مشقت سفر اور اخراجات کی زیادتی لازمی تھی۔ علاوہ ازیں قبائلیوں کی قدیم رقابتوں نے ان مشکلات میں اور اضافہ کر دیا تھا۔ مذکورہ بالا نجدی قبائل معدّ بن عدنان، ربیعہ، نزار، مضر اور انمار کی طرف منسوب ہوتے اور عدنانی نسب کہلاتے تھے۔ لیکن اسی نسبی تعلقات کے باوجود ان کی قرابت و عداوت اور خانہ جنگیوں کی حالت زمانہ جاہلیت کی ایک مشہور داستان ہے۔ قبائل اَسد، جدیلہ، عبد القیس، وائل، بکر، تغلب اور تمیم نجد، یمامہ، بحرین اور وادی الرماۃ، بصرہ اور صحرائے عراق میں آباد تھے۔ ان میں سے بعض قبیلے ان علاقوں میں اپنے سابقہ ناموں کے ساتھ اب تک موجود ہیں۔ گزشتہ جنگ عظیم اوّل کے دوران مجھے دو دفعہ بادیہ شام و عراق میں سے گزرنے اور مشائخ عنزہ وغیرہ کے ہاں مہمان ٹھہرنے کا موقع ملا ہے۔ مذکورہ بالا قبائل کی خانہ جنگیوں کے اسباب میں سے ان کی قدیمی رقابتیں بھی تھیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ان کا یہی حال تھا۔ چنانچہ اگر ایک قبیلہ قریش کے کاروانِ تجارت کی حفاظت کرتا تو دوسرا اُن کی گھات میں بیٹھ جاتا۔ اسلامی مہمات کے خطرے نے قافلوں کے لئے مزید تشویشناک صورت پیدا کر دی تھی۔ خوفزدہ قافلے اور تجارت پیشہ مالک و سرمایہ دار و کارپرداز اِن حالات سے مطمئن نہ تھے بلکہ بدوی غارت گری سے ہمیشہ خائف رہے کیونکہ وہ نہ قریش کے قافلے چھوڑتے اور نہ کسی اور کے۔

(۲) حضرت ثمامہ بن اثالؓ سردار بنی حنیفہ کے مسلمان ہونے پر یمامہ کی اجناس خوردنی قریشی منڈیوں کی طرف جانے سے رُک گئیں (کتاب المغازی، باب ۷۰، روایت نمبر ۴۳۷۲) اور غزوہ بنی مصطلق (خزاعہ) کا ذکر

باب۳۲ میں ہے۔ بنو مصطلق قبیلہ جنگ میں شکست کھا کر قید ہوگیا تھا اور اَموال غنیمت مع اسیران جنگ حسبِ دستور مجاہدین میں تقسیم کئے گئے۔ قیدیوں میں قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی برّہ (حضرت جویریہؓ) بھی تھی جو حضرت ثابت بن قیسؓ کے حصہ میں آئیں۔ حضرت جویریہؓ نے حضرت ثابتؓ سے مکاتبت چاہی اور ان کا باپ حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور عرض کی کہ ان کی بیٹی لونڈی نہ بنائی جائے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ اَمر جویریہؓ کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔ حضرت جویریہؓ نے اپنے باپ حارث سے اشارۃً کہا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لینا پسند کریں تو یہ بات اس کی عزت کے لائق ہوگی۔ چنانچہ حارث نے اپنی بیٹی کی رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی جو آپؐ نے قبول فرمائی۔ مکاتبت کے ذریعہ آزاد ہونے پر حضرت جویریہؓ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگیا۔ جب صحابہ کرامؓ کو اس مصاہرت (تعلق دامادی) کا علم ہوا تو انہوں نے خوشی میں قبیلہ بنو مصطلق کے قیدی آزاد کر دیئے[1] بلکہ اَموالِ غنیمت بھی واپس کر دیئے۔ اس نیک سلوک کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ سارا قبیلہ اپنے سردار حضرت حارثؓ سمیت مسلمان ہوگیا جس سے بنو مصطلق کا سارا علاقہ اَز خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تصرف آگیا اور یہ امر تصرفاتِ الٰہیہ میں سے تھا۔ اسی طرح بنو جذام کے مسلمان ہونے کا ذکر بھی ملتا ہے۔[2]

(۳) خوفزدہ قافلوں کے مالک اور کارپرداز خوب سمجھتے تھے کہ قریش اور ان کے حلیفوں کی غرض حرص و ہوس اور نفع اندوزی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرامؓ کا مطمحِ نظر اس سے بہت بلند و بالا۔ آپؐ کے حملوں کی غرض و غایت دنیا کا مال و دولت نہیں بلکہ امنِ ملک اور مذہب کی آزادی ہے۔ آپؐ کے واضح اور غیر مبہم اعلان لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرۃ:۲۵۷) مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ○ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ○ (الذاریات:۵۹،۵۸) اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ (سبأ:۴۸)[3] سے عام و خاص کے کان مانوس تھے۔ اس لئے ان کافروں کا طبعی رجحان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا۔ جتنا فرق متحارب فریقین کے نقطہ نظر اور اخلاق و کردار میں تھا، اتنے ہی فرق کی نسبت سے ان کافروں کے جذبات میں ہمدردی و اطمینان تھا۔ ان دونوں فریقوں میں سے طبعاً ایک فریق کے ساتھ مخالفانہ اور دوسرے فریق کے ساتھ موافقانہ صورت تھی اور یہ جذبات اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے اور یہ امر مُلکی تصرفات میں ہی شمار ہوتا ہے۔

---

[1] (الإصابة فی تمييز الصحابة لابن حجر العسقلانی، ذكر جويرية بنت الحارث)
(السيرة النبوية لابن هشام، غزوة بنی المصطلق، أمر جويرية بنت الحارث، جزء۳ صفحہ ۲۴۰)
(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، فی ذكر أزواجه الطاهرات، جويرية أم المؤمنين، جزء۴ صفحہ ۴۲۶)

[2] (السيرة النبوية لابن هشام، قدوم رفاعة بن زيد الجذامی، جزء۴ صفحہ ۲۳۹)

[3] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "دین میں کوئی جبر نہیں۔" (البقرۃ:۲۵۷) "میں اُن سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ یقیناً اللہ ہی ہے جو بہت رزق دینے والا، صاحب قوت (اور) مضبوط صفات والا ہے۔" (الذاریات:۵۹،۵۸) "میرا اَجر تو اللہ کے سوا کسی پر نہیں۔" (سبأ:۴۸)

(۴) وہ زمانہ جس میں مذکورہ بالا پے در پے یورشیں ہوئی ہیں شدید خوف وہراس کا زمانہ تھا۔ راہزنی اور قزاقی نے ملک میں خطرناک صورت اختیار کرلی تھی۔ حضرت عدی بن حاتم طائیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس تشویشناک صورتحال کی شکایت کی گئی تو آپؐ نے فرمایا: وہ وقت دور نہیں کہ شتر سوار پردہ نشین خاتون حیرہ سے بے کھٹکے وبلا خوف وخطر اکیلی بیت اللہ کے طواف کے لیے سفر کرے گی۔ (کتاب المناقب، باب۲۵: علامات النبوۃ فی الاسلام، روایت نمبر ۳۵۹۵) آپؐ کے اس ارشاد سے آپؐ کی پے در پے مہمات کی غرض وغایت واضح ہو جاتی ہے۔ بدوی غارت گری نے ملک کے طول وعرض میں جو خوف وہراس کی صورت پیدا کر دی تھی، اس کا انسداد وسائل خوف وہراس ہی کے ذریعہ سے کرنا پڑا جس میں نصرتِ الٰہی نے مذکورہ بالا طریق سے یاوری فرمائی اور برسوں کا کام دنوں میں قرار پا گیا اور سارے ملک نے امن کا سانس لیا۔

امام بخاریؒ نے سلسلہ غزوات دفاع وہجوم (اچانک جالینا) کی جو ترتیب قائم کی ہے اگر مذکورہ بالا واقعاتی پس منظر میں دیکھی جائے تو یہی ترتیب صحیح اور حقیقی ہے کیونکہ وہ ایک طرف واقعات پیش آمدہ اور ان کے نتائج کے ساتھ اور دوسری طرف شان نزول آیات (صلوٰۃ الخوف) کے ساتھ منطبق ہوتی ہے۔ نمازِ خوف کی مزید وضاحت کے لیے دیکھئے کتاب صلاۃ الخوف۔

بَاب ٣٢: غَزْوَةُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ

بنو مصطلق جو خزاعہ کی ایک شاخ ہے اس سے لڑائی کا بیان

وَهِيَ غَزْوَةُ الْمُرَيْسِيعِ، قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَذٰلِكَ سَنَةَ سِتٍّ، وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ سَنَةَ أَرْبَعٍ، وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ حَدِيْثُ الْإِفْكِ فِي غَزْوَةِ الْمُرَيْسِيعِ.

اور یہی غزوہ مریسیع ہے۔ ابن اسحاق نے کہا: اور یہ جنگ چھٹے سال ہجری میں ہوئی۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا: ۴ھ میں اور نعمان بن راشد نے زہری سے نقل کیا کہ افک کا واقعہ غزوہ مریسیع میں ہوا تھا۔

٤١٣٨: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ عَنِ

۴۱۳۸: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے، ربیعہ نے محمد بن یحيٰ بن حبان سے، انہوں نے ابن محیریز سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں مسجد نبوی میں گیا اور وہاں حضرت ابوسعید خدریؓ کو دیکھا۔ میں ان کے پاس

الْعَزْلِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَأَرَدْنَا أَنْ نَّعْزِلَ وَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَّسْأَلَهُ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَفْعَلُوْا، مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ.

جا کر بیٹھ گیا اور اُن سے عزل کے متعلق مسئلہ پوچھا۔ حضرت ابوسعیدؓ نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بنی مصطلق میں نکلے۔ عربوں کے قیدیوں میں سے کچھ قیدی ہمیں غنیمت میں ملے۔ عورتوں کی ہم نے خواہش کی اور عورتوں سے علیحدگی ہمارے لئے مشکل ہوگئی اور ہم نے یہ پسند کیا کہ عزل کریں چنانچہ ہم نے عزل کرنا چاہا اور ہم نے کہا کہ یہ نامناسب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ہوں اور آپؐ سے پوچھے بغیر ہم عزل کریں۔ چنانچہ ہم نے اس کے متعلق آپؐ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کیا حرج ہے کہ تم ایسا نہ کرو۔ جو بھی جان قیامت تک ہونے والی ہے وہ تو ضرور ہی ہو کر رہے گی۔

اطرافہ: ۲۲۲۹، ۲۵۴۲، ۵۲۱۰، ۶۶۰۳، ۷۴۰۹۔

٤١٣٩ : حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ نَجْدٍ فَلَمَّا أَدْرَكَتْهُ الْقَائِلَةُ وَهُوَ فِي وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ تَحْتَ شَجَرَةٍ وَاسْتَظَلَّ بِهَا وَعَلَّقَ سَيْفَهُ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الشَّجَرِ يَسْتَظِلُّوْنَ وَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ دَعَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۱۳۹: محمود (بن غیلان) نے ہمیں بتایا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کے لئے نکلے۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو آپؐ وادی میں گئے جہاں کانٹے دار درخت بہت تھے۔ آپؐ ایک درخت کے نیچے اُترے اور اس کے سایہ میں ٹھہرے اور اپنی تلوار لٹکائی اور لوگ بھی اِدھر اُدھر آرام کرنے کے لئے منتشر ہوگئے۔ ہم سایہ

فَجِئْنَا فَإِذَا أَعْرَابِيٌّ قَاعِدٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ إِنَّ هَـذَا أَتَـانِي وَأَنَـا نَـائِمٌ فَاخْتَرَطَ سَيْفِي فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي مُخْتَرِطٌ سَيْفِي صَلْتًا قَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّي قُلْتُ اللهُ فَشَامَهُ ثُمَّ قَعَـدَ فَهُـوَ هَـذَا قَـالَ وَلَـمْ يُعَاقِبْـهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

أطرافهُ: ۲۹۱۰، ۲۹۱۳، ۴۱۳۴، ۴۱۳۵، ۴۱۳۶،

میں آرام ہی کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بلایا۔ ہم آئے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بدوی آپؐ کے سامنے بیٹھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ میرے پاس آیا اور میں سو رہا تھا، اس نے میری تلوار سونت لی۔ میں جاگ پڑا۔ یہ میرے سر پر ننگی تلوار سونتے کھڑا تھا۔ کہنے لگا: کون مجھ سے تمہیں بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ اس نے تلوار نیام میں کرلی، پھر بیٹھ گیا۔ سو وہ یہ ہے۔ حضرت جابرؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اسے سزا نہ دی۔

تشریح: غَزْوَةُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْمُرَيْسِيْعِ: مریسیع چشمہ کا نام ہے جو مقام فرع سے ایک دن کی مسافت پر تھا۔ بنو مصطلق قبائل خزاعہ میں سے ایک قبیلہ کا نام ہے جس کی بود و باش اس چشمہ کے قریب کے اُن اطراف میں تھی جہاں بنولحیان وغیرہ آباد تھے۔ قدید چشمہ ساحل سمندر کے نزدیک اس کاروانی راستے پر واقع ہے جو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو جاتا ہے۔ مذکورہ بالا چشمہ قدید کے قریب تھا جو مکہ مکرمہ سے تیسرا پڑاؤ ہے۔[1] اس علاقہ میں خزاعہ کے بعض قبیلے آباد تھے اور یہاں سے مشرق کی طرف علاقہ نجد کے بالائی حصوں پر بنو سلیم قابض تھے۔ بنولحیان، جہینہ وغیرہ غطفانی قبائل میں سے ہیں جو یمامہ وغیرہ علاقوں میں سکونت رکھتے تھے اور قبیلے تو اپنے معاہدہ موالات کے پابند رہے مگر بنو مصطلق جو قبائل خزاعہ میں سے تھا قریش کے زیر اثر آکر مسلمانوں کے خلاف ہو گیا تھا۔ اس کے خلاف یورش کی وجہ علاوہ نقض معاہدہ کے وہی ہے جو اوپر تفصیل سے بیان ہو چکی ہے۔

اس غزوہ کی تاریخ وقوع سے متعلق دو بیان ہیں۔ ایک ابن اسحاقؒ کا جو سیرت ابن ہشام سے مروی ہے[2] اور دوسرا موسیٰ بن عقبہ کا جیسا کہ عنوان باب میں مذکور ہے۔ امام ابن حجرؒ کا خیال ہے کہ یہ غزوہ ۴ھ میں نہیں بلکہ ۵ھ میں ہوا تھا۔ ۴ھ سہو کتابت ہے۔ حاکمؒ، بیہقی اور ابوسعیدؒ نیشاپوری نے موسیٰ بن عقبہؒ کی جو روایت نقل کی ہے اس میں شعبان ۵ھ کا ذکر ہے کہ اس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مصطلق اور بنولحیان کے ساتھ مقابلہ کرنے کی غرض سے کوچ کیا۔[3] (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۳۶، ۵۳۷)

---

[1] (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۳۶) (عمدۃ القاری جزء ۱۷ صفحہ ۲۰۱)
(حدائق الأنوار ومطالع الأسرار فی سیرۃ النبی ﷺ، غزوۃ بنی المصطلق)

[2] (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، غزوۃ بنی المصطلق، جزء ۳ صفحہ ۲۳۵)

[3] (دلائل النبوۃ للبیہقی، ابواب مغازی رسول اللہ ﷺ، باب غزوۃ بنی المصطلق، جزء ۴ صفحہ ۴۵)

غزوہ خندق شوال ۴ھ میں ہوا تھا اور اس کے بعد نئی یورشوں کا سلسلہ شروع ہوا جو شعبان ۴ھ میں تو یقیناً نہیں ہوسکتا کیونکہ شعبان ماہِ شوال سے پہلے ہے اور اس کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جو غزوہ مریسیع سے واپسی پر پیش آیا تھا یعنی بدوی کے تلوار سونتنے کا واقعہ جس کا ذکر روایت نمبر ۴۱۳۵، ۴۱۳۶ میں گزر چکا ہے اور یہاں اسی غرض سے دُہرایا گیا ہے۔ یہ واقعہ بھی ایک ہی زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ابن اسحاقؒ اور ابن سعدؒ (مصنف طبقات) دونوں کا بیان ہے کہ حارث بن ابی ضرار سردار بنی مصطلق نے ایک بڑی جمعیت مدینہ پر حملہ کرنے کی غرض سے اکٹھی کی۔ یہ اطلاع آنحضرت ﷺ کو غزوہ ذات الرقاع کے دوران ہی مل گئی تھی۔ کوچ کے اثناء میں ان کا ایک جاسوس گرفتار ہو گیا تھا جو قتل کیا گیا اور ان کے حملے سے قبل ان پر دھاوا کر دیا گیا جس سے وہ شکست کھا کر فرار ہو گئے۔[1]
(فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۳۸)

کتاب العتق باب ۱۳ (روایت نمبر ۲۵۴۱) میں الفاظ وَهُمْ غَارُّوْنَ وارد ہوئے ہیں کہ اُن پر غفلت کی حالت میں چھاپہ مارا گیا تھا۔ امام ابن حجرؒ نے اس کی وضاحت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پہنچنے کا علم ان کو اُسی وقت ہوا تھا جب آپؐ نے ان پر یورش کی اور وہ آپؐ سے لڑے مگر اُن کے قدم جلد ہی اکھڑ گئے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۳۷) ان الفاظ کا یہ مفہوم نہیں کہ وہ لڑائی کے لئے تیار نہیں تھے بلکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کی تیاری پہلے سے ہی کر چکے تھے۔ روایت مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ آپؐ کے سلوک کی وجہ سے یہ قبیلہ مسلمان ہو گیا تھا۔[2]

بَاب ۳۳: غَزْوَةُ أَنْمَارٍ

غزوۂ انمار

۴۱۴۰: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُرَاقَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ أَنْمَارٍ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ مُتَوَجِّهًا قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُتَطَوِّعًا.

اطرافہ: ۴۰۰، ۱۰۹۴، ۱۰۹۹۔

۴۱۴۰: آدم (بن ابی ایاس) نے ہمیں بتایا کہ ابن ابی ذئب نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عبداللہ بن سراقہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے غزوۂ انمار میں نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ اپنی اونٹنی پر بیٹھے نفل پڑھ رہے ہیں۔ آپؐ نے مشرق کی طرف منہ کیا ہوا تھا۔

---

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ بنی المصطلق، جزء۳ صفحہ ۲۳۵)
(الطبقات الکبرٰی لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ، غزوۃ المریسیع، جزء۲ صفحہ ۵۹، ۶۰)

[2] (تاریخ الخمیس، وقائع السنۃ الخامسۃ من الھجرۃ، غزوۃ المریسیع، تزویجہ ﷺ بجویریۃ، جزء اول صفحہ ۴۷۴)

تشریح: غَزْوَةُ أَنْمَارٍ: اس غزوہ کا تعلق بھی اسی یورش سے ہے جس میں غزوہ بنی مصطلق سے مقابلہ ہوا تھا۔ بنی انمار بھی عدنانی اور معدّ کی نسل میں سے تھے جیسے قبائل مضر بن نزار، ربیعہ بن نزار۔ یہ قبائل مدینہ جانے والوں کے راستہ میں حائل تھے اور ان کی سرکوبی کے لئے ان کے علاقہ پر مذکورہ بالا یورش کی گئی۔ قبیلہ بنی مصطلق کی لڑائی کا ذکر تو باب ۳۲ میں موجود ہے مگر قبیلہ انمار کی لڑائی کا ذکر اس میں نہیں۔ صرف اتنا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ انمار میں اونٹنی پر نماز پڑھتے دیکھے گئے۔ ابن اسحاق، سیرت ابن ہشام یا ابن سعد کی روایات میں اس بارے میں کوئی تفصیل نہیں۔ امام بخاریؒ نے انمار کے عنوان سے علیحدہ باب قائم کر کے انہیں باقی قبائل غطفان کے ساتھ شامل کیا ہے جن پر زمانہ خوف میں یورشیں کی گئی تھیں تا آمد و رفت کے لئے راستوں میں امن قائم ہو۔

جنگ عظیم اوّل ۱۹۱۶ کے اوائل میں مرحوم حسین رؤوف پاشا کی زیر قیادت مجھے ایک ترکی رسالہ میں بطور ایمرجنسی کمیشن کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ یہی طریق تخویف و ترہیب قبائلی علاقہ واقع حدود ایران و عراق میں کارآمد ہتھیار ثابت ہوا تھا اور تقسیم ہند کے وقت جب مشرقی پنجاب سکھوں کی تاخت و تاراج کا آماجگاہ بنا اور قادیان کے ماحول میں نہایت خطرناک صورت حال قائم ہوئی تو باؤنڈری فوج (سرحدی دستہ فوج) کی طرف سے ایک دستہ فوج قادیان میں بھی متعین ہوا اور اس کے کمانڈنگ آفیسر کیپٹن رولا کو امن بحال کرنے کے لئے بعینہٖ یہی طریق اختیار کرنا پڑا۔ باؤنڈری فوج کی میعاد ۳۰ ستمبر ۱۹۴۷ء کو ختم ہوئی تو پھر سکھ جتھوں کی طرف سے قتل و غارت شروع ہو گئی اور آخر ان کی روک تھام کے لئے بھارت کی حکومت نے چاروناچار یہی طریق تخویف اختیار کیا تھا۔ تب جا کر مشرقی پنجاب کا امن بحال ہوا۔ ناگزیر حالات میں ہمیشہ اس طریق سے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متذکرہ بالا یورشوں کی بھی یہی صورت و کیفیت تھی۔ چھ سات ماہ کی قلیل مدت میں تیرہ یورشیں مختلف اطراف میں ہوئیں جن میں خونریزی بہت کم اور نتائج خاطر خواہ برآمد ہوئے جن کا مفصل ذکر آئندہ ابواب میں ہے۔

بَاب ٣٤: حَدِيْثُ الْإِفْكِ

اِفک کا واقعہ

وَالْأَفَكِ بِمَنْزِلَةِ النِّجْسِ وَالنَّجَسِ، يُقَالُ إِفْكُهُمْ (الأحقاف: ٢٩) وَأَفْكُهُمْ وَأَفَكُهُمْ، فَمَنْ قَالَ أَفَكَهُمْ يَقُوْلُ صَرَفَهُمْ عَنِ الْإِيْمَانِ وَكَذَّبَهُمْ كَمَا قَالَ يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ (الذاريات: ١٠) يُصْرَفُ عَنْهُ مَنْ صُرِفَ.

(اِفْك) اور اَفَك کا لفظ نِجس اور نَجس کے وزن پر ہے۔ اِفْكُهُمْ، اَفْكُهُمْ اور اَفَكُهُمْ بھی کہا جاتا ہے۔ اِفْكُهُمْ کے معنی ہیں ان کا بہتان۔ اور جس نے اَفَكَهُمْ پڑھا، وہ کہتا ہے: اس نے انہیں ایمان سے پھیر دیا اور جھوٹا بنایا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ یعنی وہی (حق سے) پھیرا جاتا ہے جسے پھرایا جانا ہوتا ہے۔

٤١٤١ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنْ حَدِيْثِهَا وَبَعْضُهُمْ كَانَ أَوْعَى لِحَدِيْثِهَا مِنْ بَعْضٍ وَأَثْبَتَ لَهُ اقْتِصَاصًا وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمُ الْحَدِيْثَ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ قَالُوا قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ

۴۱۴۱: عبدالعزیز بن عبداللہ (اویسی) نے ہم سے بیان کیا۔ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح (بن کیسان) سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ جب بہتان والوں نے ان کی نسبت جو کہا سو کہا اور ان میں سے ہر شخص نے مجھ سے ان کی بات کا ایک حصہ بیان کیا اور بعض ان کی بات بعض سے زیادہ یاد رکھنے والے تھے اور انہوں نے اس واقعہ کو عمدگی سے نہایت ضبط کے ساتھ بیان کیا اور میں نے بھی ان میں سے ہر شخص کی بات جو اُس نے حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہوئے بتائی، یاد رکھی ہے اور ان میں سے ایک کا قول دوسرے کی تائید کرتا تھا، اگرچہ ان میں سے ایک دوسرے سے زیادہ یاد رکھنے والا تھا۔ یہ سب کہتے تھے: حضرت عائشہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج کے نام قرعہ ڈالتے۔ پھر جس کا نام نکلتا، اس کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: ایک غزوہ کے لئے آپؐ نکلے اور آپؐ نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا تو اس میں میرا نام نکلا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئی اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب پردہ

رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَكُنْتُ أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي وَأُنْزَلُ فِيهِ فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَافِلِينَ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ فَقُمْتُ حِيْنَ آذَنُوا بِالرَّحِيْلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي فَلَمَسْتُ صَدْرِي فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ ظَفَارِ قَدِ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ قَالَتْ وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِينَ كَانُوا يُرَحِّلُوْنِي فَاحْتَمَلُوْا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيْرِي الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ عَلَيْهِ وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يَهْبُلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ إِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِيْنَ رَفَعُوهُ وَحَمَلُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ فَسَارُوا وَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ

کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ مجھے ہودے میں بٹھا کر ہودہ اونٹ پر رکھ دیا جاتا تھا اور اسی طرح اُتاری جاتی تھی۔ ہم سفر کرتے رہے یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جنگ سے فارغ ہوئے اور لوٹتے ہوئے ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو آپؐ نے ایک رات کوچ کرنے کا اعلان فرمایا۔ جب انہوں نے اعلان کیا تو مَیں اُٹھی اور قضائے حاجت کے لئے اتنی دور چلی گئی کہ فوج سے آگے نکل گئی۔ جب میں حاجت رفع کر کے کجاوے کی طرف آئی اور اپنے سینے کو چھوُا تو معلوم ہوا کہ میرا ہار جو ظفار کے نگینوں کا تھا، ٹوٹ کر کہیں گر گیا ہے۔ میں واپس لَوٹی اور اپنا ہار ڈھونڈنے لگی۔ اس کی تلاش نے مجھے روکے رکھا۔ کہتی تھیں: ادھر وہ لوگ آئے جو مجھے سوار کیا کرتے تھے۔ میرے ہودے کو اُٹھا کر اُس اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی اور وہ سمجھتے تھے کہ میں ہودے میں ہوں اور عورتیں ان دِنوں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں، موٹی نہ ہوتی تھیں اور نہ پُر گوشت۔ تھوڑا ہی تو کھانا کھاتی تھیں اور لوگوں نے ھودے کو اُٹھا کر اونٹ پر رکھتے وقت اس کے ہلکے پن کو محسوس نہ کیا (وہ یہ نہیں سمجھے کہ میں ھودے میں نہیں ہوں) اور میں ایک کم عمر لڑکی تھی۔ انہوں نے اونٹ کو اُٹھایا اور چل دیئے اور اس کے بعد جب فوج گزر گئی تو مجھے اپنا ہار مل گیا۔ میں ان کے خیموں کی جگہ پر آئی۔ وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا اور نہ جواب

الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا مِنْهُمْ دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي وَ وَاللهِ مَا تَكَلَّمْنَا بِكَلِمَةٍ وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ وَهَوَى حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ عَلَى يَدِهَا فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ مُوغِرِيْنَ فِي نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ وَهُمْ نُزُوْلٌ قَالَتْ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَ الْإِفْكِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ قَالَ عُرْوَةُ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ كَانَ يُشَاعُ وَيُتَحَدَّثُ بِهِ عِنْدَهُ فَيُقِرُّهُ وَيَسْتَمِعُهُ

دینے والا۔ میں اپنی اس جگہ پر چلی گئی جس میں مقیم تھی۔ میں نے خیال کیا کہ جب وہ مجھے نہ پائیں گے تو میرے پاس واپس لوٹ آئیں گے۔ میں اپنے ٹھکانے میں بیٹھی تھی کہ میری آنکھ لگ گئی اور سو گئی اور صفوان بن معطل سُلمی ذکوانیؓ فوج کے پیچھے پیچھے رہا کرتا تھا، وہ جب میرے ٹھکانے کے قریب صبح کو پہنچا تو اس نے ایک سوئے ہوئے انسان کو دیکھا۔ اس نے دیکھتے ہی مجھے پہچان لیا اور پردہ کے حکم سے پہلے اس نے مجھے دیکھا ہوا تھا، جب اس نے مجھے پہچانا تو اِنَّا لِلّٰہ پڑھا، جس سے میں جاگ پڑی۔ میں نے اپنی جلباب (اوڑھنی) سے اپنا چہرہ ڈھانک لیا اور اللہ کی قسم! ہم نے بات نہ کی اور نہ میں نے اس کی کوئی بات سنی سوائے اِنَّا لِلّٰہ پڑھنے کے۔ وہ اونٹ سے نیچے اُترا اور اپنا اونٹ بٹھا دیا اور اونٹ کی اگلی ٹانگ پر اپنا پاؤں رکھا۔ میں اُٹھ کر اونٹنی کے پاس آئی اور اس پر سوار ہوگئی اور وہ اونٹنی کو آگے سے پکڑ کر روانہ ہوگیا یہاں تک کہ ہم جلتی بھنتی دھوپ میں ٹھیک دوپہر کو لشکر میں پہنچ گئے۔ اس وقت لوگ (آرام کے لئے) اُترے ہوئے تھے۔ کہتی تھیں: پھر اس واقعہ سے ہلاک ہوئے جو ہلاک ہوئے اور جس شخص نے بہتان میں بڑا حصہ لیا وہ عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول تھا۔ عروہ کہتے تھے: مجھے بتایا گیا ہے کہ عبداللہ بن اُبَیّ کے پاس اس قسم کی بات چیت ہوتی تو وہ اسے صحیح قرار دیتا اور کان لگا کر سنتا اور

وَيَسْتَوْشِيهِ وَقَالَ عُرْوَةُ أَيْضًا لَمْ يُسَمَّ مِنْ أَهْلِ الْإِفْكِ أَيْضًا إِلَّا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَمِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ وَحَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ فِي نَاسٍ آخَرِيْنَ لَا عِلْمَ لِي بِهِمْ غَيْرَ أَنَّهُمْ عُصْبَةٌ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى وَإِنَّ كِبْرَ ذَلِكَ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ.

کھود کھود کر پوچھتا اور (اسی سند سے) عروہ نے یہ بھی کہا: بہتان باندھنے والوں میں سے اور کسی کا نام نہیں لیا گیا سوائے حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے۔ اسی طرح کچھ اور لوگوں کا بھی جن کا مجھے علم نہیں مگر وہ ایک ٹولی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس کا سرغنہ عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول تھا۔

قَالَ عُرْوَةُ كَانَتْ عَائِشَةُ تَكْرَهُ أَنْ يُسَبَّ عِنْدَهَا حَسَّانُ وَتَقُولُ إِنَّهُ الَّذِي قَالَ:

عروہ نے کہا: حضرت عائشہؓ ناپسند کرتی تھیں کہ ان کے پاس حضرت حسانؓ کو بُرا کہا جائے اور کہتی تھیں کہ حسانؓ ہی تو وہ شخص ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ شعر کہا ہے:

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

میرا باپ اور میرا دادا اور میری آبرو سب
کچھ محمد ﷺ کی آبرو کے لئے سپر ہوں

قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ وَهُوَ يَرِيْبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُولُ كَيْفَ تِيْكُمْ

حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: ہم مدینہ میں پہنچے تو میں ایک مہینہ بیمار رہی اور لوگ افک والوں کے بہتان کی بابت اندھا دھند باتیں بناتے رہے۔ میں اس سے متعلق کوئی علم نہیں رکھتی تھی اور جو بات مجھے اپنی بیماری میں پریشان کرتی وہ یہ تھی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مہربانی جو اپنی بیماری کی حالت میں دیکھا کرتی تھی، نہیں دیکھتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس یوں ہی آتے پھر سلام کرتے اور فرماتے: یہ کیسی ہے اور پھر چلے جاتے۔ سو یہ بات مجھے پریشان کرتی۔ اس

ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذَلِكَ يَرِيْبُنِي وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتَّى خَرَجْتُ حِيْنَ نَقَهْتُ فَخَرَجْتُ مَعَ أُمِّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَكَانَ مُتَبَرَّزَنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا قَالَتْ وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِي الْبَرِّيَّةِ قِبَلَ الْغَائِطِ وَكُنَّا نَتَأَذَّى بِالْكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوتِنَا قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِي حِينَ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ أَتَسُبِّيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَتْ أَيْ هَنْتَاهْ وَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ قَالَتْ وَقُلْتُ مَا قَالَ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ قَالَتْ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ

وقت تک مجھے کسی شر کا علم نہیں ہوا تھا یہاں تک کہ جب مجھے بیماری سے آفاقہ ہوا تو میں (قضائے حاجت کے لئے) باہر نکلی اور اُمّ مسطح کے ساتھ مَیں مناصع کی طرف گئی اور یہ ہمارے بول و براز کی جگہ تھی اور ہم رات ہی کو نکلا کرتی تھیں اور یہ اس وقت سے پہلے کی بات ہے کہ ہم نے اپنے گھروں کے قریب پاخانے بنائے۔ کہتی تھیں: اور قضائے حاجت میں ہماری حالت بھی ان عربوں کی سی تھی جو بیابان میں رہا کرتے تھے اور ہم پاخانوں سے تکلیف محسوس کرتے تھے کہ اپنے گھروں کے قریب انہیں بنائیں۔ کہتی تھیں: میں اور اُمّ مسطح گئیں اور یہ ابورُہم بن مطلب بن عبد مناف کی بیٹی تھیں اور ان کی ماں صخر بن عامر کی بیٹی تھیں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خالہ تھیں اور ان کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب تھا۔ جب میں اور مسطح کی ماں اپنی حاجت سے فارغ ہوکر گھر کی طرف آرہے تھے، اتنے میں مسطح کی ماں اپنی اوڑھنی میں اُلجھ کر گر پڑیں اور بولیں: مسطح کا بُرا ہو۔ میں نے ان سے کہا: کیا ہی بُرا کلمہ ہے جو تم نے کہا ہے؟ کیا ایسے آدمی کو بُرا کہتی ہو جو بدر میں شریک ہوا تھا؟ کہنے لگیں: اے بھولی بھالی! ابھی تم نے سنا نہیں جو اُس نے کہا ہے؟ میں نے کہا: کیا کہا ہے؟ چنانچہ مسطح کی ماں نے افک والوں کا قصہ مجھے بتایا۔ کہتی تھیں: میری بیماری اور بڑھ گئی۔ جب میں اپنے گھر میں واپس آئی تو رسول اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تِيكُمْ فَقُلْتُ لَهُ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ قَالَتْ وَأُرِيْدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ فَأَذِنَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّي يَا أُمَّتَاهُ مَاذَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِي عَلَيْكِ فَوَاللهِ لَقَلَّمَا كَانَتْ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا أَكْثَرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهَذَا قَالَتْ فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ أَصْبَحْتُ أَبْكِي

صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے، سلام کیا اور پوچھا: یہ کیسی ہے؟ میں نے آپؐ سے کہا: کیا آپؐ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے ماں باپ کے پاس جاؤں؟ کہتی تھیں: اور میں چاہتی تھی کہ جا کر اُن سے معلوم کروں۔ کہتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے اپنی ماں سے کہا: لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں؟ کہنے لگیں: بیٹی معمولی بات ہے پروا نہ کرو۔ اللہ کی قسم! بہت ہی کم ہوا ہے کہ کبھی کوئی خوبصورت عورت کسی شخص کے پاس ہو جس سے وہ محبت رکھتا ہو، اس کی سوکنیں بھی ہوں اور وہ اس کے متعلق بہت کچھ نہ کہتی ہوں۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: میں نے کہا: سبحان اللہ! کیا بہتان تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں؟ کہتی تھیں: میں ساری رات صبح تک روتی رہی۔ میرے آنسو تھمتے ہی نہ تھے اور نہ مجھے نیند آتی تھی اور اس کے بعد صبح کو بھی روتی رہی۔

قَالَتْ وَدَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَيَسْتَشِيْرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ قَالَتْ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي

کہتی تھیں: جب وحی رُک گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالبؓ اور اسامہ بن زیدؓ کو بلایا۔ ان سے اپنی اہلیہ (حضرت عائشہؓ) کو چھوڑنے کے بارے میں مشورہ کرنے لگے۔ اسامہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے علم کے مطابق وہ مشورہ دیا جو آپؐ کی اہلیہ کو تہمت سے بَری ٹھہرانے والا تھا اور اسامہ نے کہا: وہ آپؐ کی زوجہ ہیں اور ہم ان میں بھلائی کے سوا کچھ

يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ أُسَامَةُ أَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ قَالَتْ فَدَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْرَةَ فَقَالَ أَيْ بَرِيْرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيْبُكِ قَالَتْ لَهُ بَرِيْرَةُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهُ غَيْرَ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ. قَالَتْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَّوْمِهِ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَّعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي عَنْهُ أَذَاهُ فِي أَهْلِي وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ أَخُو بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ أَعْذِرُكَ فَإِنْ

نہیں جانتے اور علیؓ نے کہا: اللہ نے آپؐ پر کوئی تنگی نہیں کی۔ عورتیں اس کے سوا بہت ہیں اور خادمہ (بریرہؓ) سے پوچھئے، آپؐ سے سچ کہے گی۔ کہتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہؓ کو بلایا۔ آپؐ نے پوچھا: بریرہؓ! کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو تمہیں شک میں ڈالتی ہو؟ بریرہؓ کہنے لگی: اس ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے اُن کی کبھی کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس کو میں معیوب سمجھتی ہوں سوا اس کے کہ وہ کم عمر لڑکی ہیں، اپنے گھر والوں کا گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں، گھر کی بکری آتی ہے اور اس کو کھا جاتی ہے۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی دن لوگوں سے مخاطب ہوئے۔ آپؐ نے عبداللہ بن اُبَیّ سے بیزاری کا اظہار فرمایا اور آپؐ اس وقت منبر پر تھے۔ فرمایا: مسلمانوں کی جماعت! کون میرا انصاف کرے گا؟ ایسے شخص کے متعلق جس کے بارے میں مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس نے میری اہلیہ کو دُکھ دیا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے اپنی اہلیہ سے متعلق یہی علم ہے کہ وہ اچھی ہے اور میں اپنی اہلیہ میں بھلائی ہی دیکھتا ہوں اور انہوں نے ایسے شخص کا ذکر کیا جس کے متعلق مجھے بھی علم ہے کہ وہ اچھا ہے اور میرے گھر والوں کے پاس میرے ساتھ ہی جایا کرتا تھا۔ یہ سنتے ہی سعد بن معاذؓ جو بنی عبدالاشہل میں سے تھے، کھڑے

كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بِنْتَ عَمِّهِ مِنْ فَخِذِهِ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ قَالَتْ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدٍ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ وَلَوْ كَانَ مِنْ رَهْطِكَ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ يُقْتَلَ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ قَالَتْ فَثَارَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوْا أَنْ يَقْتَتِلُوْا وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَتْ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ.

ہوگئے۔ کہنے لگے: یا رسول اللہ! میں آپؐ کا انصاف کروں گا۔ اگر وہ اَوس سے ہوا، اُس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج سے ہوا تو جو حکم آپؐ دیں گے ہم بجالائیں گے۔ کہتی تھیں: یہ سن کر خزرج سے ایک شخص اُٹھا اور حسانؓ کی ماں اسی گود سے اس کی چچازاد بہن تھی اور وہ سعد بن عبادہؓ سردار خزرج تھے۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ وہ اس سے پہلے اچھے آدمی تھے لیکن قومی پچ نے اُن کو اُکسایا۔ وہ سعدؓ سے کہنے لگے: اللہ کی قسم! تم نے غلط کہا ہے۔ تم اس کو نہیں مار سکوگے اور نہ قتل کر سکتے ہو۔ اگر تمہاری قوم سے ہوتا تو کبھی پسند نہ کرتے کہ مارا جائے۔ یہ سن کر اُسید بن حُضَیرؓ کھڑے ہوئے اور وہ سعد (بن معاذؓ) کے چچازاد بھائی تھے۔ انہوں نے سعد بن عبادہؓ سے کہا: تم نے غلط کہا ہے۔ اللہ کی قسم! ہم اسے ضرور ماریں گے، تم منافق ہو، منافقوں کی طرف سے جھگڑتے ہو۔ کہتی تھیں: اس پر دونوں قبیلے اوس اور خزرج بھڑک اُٹھے۔ یہاں تک کہ وہ لڑنے کے لئے آمادہ ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے تھے۔ کہتی تھیں: رسول اللہ ﷺ ان کے جوشوں کو دباتے رہے۔ آخر وہ چپ ہوگئے اور آپؐ بھی خاموش ہو رہے۔

قَالَتْ فَبَكَيْتُ يَوْمِي ذٰلِكَ كُلَّهُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ

کہتی تھیں: میں تو سارا دِن روتی رہی۔ میرے آنسو تھمتے نہ تھے اور نہ مجھے نیند آتی۔ کہتی تھیں: میرے

قَالَتْ وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ حَتَّى إِنِّي لَأَظُنُّ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي فَبَيْنَا أَبَوَايَ جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ مَا قِيلَ قَبْلَهَا وَلَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي بِشَيْءٍ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِأَبِي أَجِبْ

ماں باپ بھی میرے پاس رہے اور میں دو راتیں اور ایک دن تنہائی میں روتی رہی، نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ مجھے نیند آتی تھی یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ یہ رونا میرے جگر کو پھاڑ دے گا۔ اس اثناء میں کہ میرے ماں باپ میرے پاس بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی ایک انصاری عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے اسے اجازت دی۔ وہ بیٹھ گئی اور میرے ساتھ رونے لگی۔ کہتی تھیں: ابھی ہم اس حالت میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آگئے۔ آپؐ نے السلام علیکم کہا اور بیٹھ گئے۔ کہتی تھیں: جب سے کہ بہتان باندھا گیا تھا کبھی میرے پاس نہیں بیٹھے تھے اور آپؐ ایک مہینہ تک انتظار کرتے رہے مگر آپؐ کو میرے معاملہ کی نسبت کوئی وحی نہ ہوئی۔ کہتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھے، کلمہ شہادت پڑھا۔ پھر فرمایا: عائشہ! دیکھو تمہارے متعلق یہ یہ بات پہنچی ہے۔ سو اگر تم بری ہو تو اللہ ضرور بری کرے گا اور اگر تم سے کوئی لغزش ہوگئی ہو تو اللہ سے استغفار کرو اور اسی کی طرف متوجہ ہو۔ کیونکہ بندہ جب خطا کا اِقرار کرتا ہے اور رجوع کرتا ہے تو اللہ بھی اس پر مہربانی کرتا ہے۔ کہتی تھیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بات کر چکے۔ میرے آنسو یکایک ایسے بند ہوگئے کہ میں آنسو کا ایک قطرہ بھی محسوس نہ کرتی تھی۔ میں نے اپنے باپ سے کہا:

رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِّي فِيمَا قَالَ فَقَالَ أَبِي وَاللهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّي أَجِيْبِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا قَالَ قَالَتْ أُمِّي وَاللهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ كَثِيْرًا إِنِّي وَاللهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هَذَا الْحَدِيْثَ حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِي وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللهُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي فَوَاللهِ لَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوسُفَ حِيْنَ قَالَ: فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۖ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُوْنَ (یوسف: ۱۹) ثُمَّ تَحَوَّلْتُ وَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي وَاللهُ يَعْلَمُ أَنِّي حِيْنَئِذٍ بَرِيْئَةٌ وَأَنَّ اللهَ مُبَرِّئِي بِبَرَاءَتِي وَلَكِنْ وَاللهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللهَ تَعَالَى مُنْزِلٌ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى لَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آپؐ نے فرمایا ہے میری طرف سے جواب دیں۔ میرے باپ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہوں؟ میں نے اپنی ماں سے کہا: آپؐ ہی رسول اللہ ﷺ کو اس کا جواب دیں جو آپؐ نے فرمایا ہے۔ میری ماں کہنے لگیں: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہوں؟ اور میں اس وقت کم عمر لڑکی تھی، قرآنِ مجید زیادہ نہیں جانتی تھی۔ پھر میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ لوگوں نے ایسی بات سنی ہے یہاں تک کہ وہ آپ کے دلوں میں گڑ گئی ہے اور آپ نے اس کو سچا سمجھ لیا ہے، اس لئے اگر میں آپ سے کہوں کہ میں بَری ہوں تو آپ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر میں آپ سے کسی بات کا اقرار کر لوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے بَری ہوں تو آپ مجھے سچا سمجھ لیں گے۔ اللہ کی قسم! میں اپنے اور آپ کے لئے یوسف کے والد کی مثال کے سوا اور کوئی مثال نہیں سمجھتی۔ انہوں نے کہا: صبر کرنا ہی اچھا ہے اور اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے، اُن باتوں میں جو تم بیان کرتے ہو۔ پھر میں ایک طرف ہو گئی اور بستر پر لیٹ گئی اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس وقت بَری تھی اور اللہ کو میری پاک دامنی کا اظہار کرنا ہی تھا لیکن اللہ کی قسم! مجھے یہ خیال نہ تھا کہ اللہ میرے لئے وحی نازل کرے گا جس کی

يَّتَكَلَّمَ اللهُ فِيَّ بِأَمْرٍ وَلٰكِنْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَّرَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللهُ بِهَا فَوَاللهِ مَا رَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسَهُ وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ الْعَرَقَ مِثْلُ الْجُمَانِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْهِ قَالَتْ فَسُرِّيَ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ قَالَتْ فَقَالَتْ لِي أُمِّي قُومِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَا وَاللهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ فَإِنِّي لَا أَحْمَدُ إِلَّا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ.

تلاوت کی جائے گی۔ میری اپنی حیثیت میرے نزدیک اس سے کم تھی کہ اللہ تعالیٰ میری نسبت کلام کرتا لیکن میں یہ اُمید رکھتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خواب دیکھیں کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مجھے بَری قرار دے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹھنے کی جگہ سے نہیں سرکے اور نہ گھر والوں میں سے کوئی نکلا تھا کہ اتنے میں آپؐ پر وحی نازل ہوئی اور آپؐ کو سخت تکلیف ہونے لگی جو آپؐ کو ہوا کرتی تھی یہاں تک کہ آپؐ کے جسم سے پسینہ موتیوں کی طرح ٹپکنے لگا حالانکہ وہ سردی کا دن تھا بوجہ اس کلام کے جو آپؐ پر نازل کیا گیا۔ کہتی تھیں: رسول اللہ ﷺ سے وہ حالت چلی گئی اور آپؐ مسکرا رہے تھے۔ پہلی بات جو آپؐ نے کہی وہ یہ تھی۔ عائشہ! اللہ نے تو تجھے بَری کر دیا ہے۔ کہتی تھیں: میری ماں مجھے کہنے لگیں: اُٹھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ میں نے کہا: نہیں۔ اللہ کی قسم! میں تو ان کے پاس نہیں جاؤں گی کیونکہ میں اللہ عزوجل کے سوا کسی کا شکریہ ادا نہیں کروں گی۔

قَالَتْ وَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ (النور: ۱۲) الْعَشْرَ الْآيَاتِ، ثُمَّ أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: هٰذَا فِي بَرَاءَتِي قَالَ أَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ

کہتی تھیں: اللہ نے یہ آیات نازل کیں: اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ ... {یقیناً وہ لوگ جو جھوٹ گھڑ لائے تم ہی میں سے ایک گروہ ہے...} دس آیتوں تک۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ وحی میری بریت میں اُتاری۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا- اور وہ مسطح بن اثاثہ کو بوجہ قرابت ومحتاجی خرچ دیا کرتے تھے،

مِنْهُ وَفَقْرِهِ وَاللهِ لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ إِلَى قَوْلِهِ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (النور: ٢٣) قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ بَلَى وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ وَاللهِ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا.

اللہ کی قسم! میں مسطح کو عائشہؓ پر اِفتراء کرنے کی وجہ سے خرچ نہیں دوں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کی: وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ {اور تم میں سے صاحب فضیلت اور صاحب توفیق اپنے قریبیوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہ دینے کی قسم نہ کھائیں۔ پس چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔} حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا: اللہ کی قسم! میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ میرے گناہوں کی پردہ پوشی کرے اور درگزر فرمائے۔ چنانچہ وہ مسطح کو بدستور خرچ دینے لگے اور کہا: اللہ کی قسم! میں اس خرچ میں سے اس کو کبھی محروم نہیں کروں گا۔

قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي فَقَالَ لِزَيْنَبَ مَاذَا عَلِمْتِ أَوْ رَأَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي وَاللهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِيْنِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَهَا اللهُ بِالْوَرَعِ قَالَتْ وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ.

حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحشؓ سے بھی میرے متعلق پوچھا تھا۔ زینبؓ سے کہا: تمہیں کیا علم ہے؟ یا (فرمایا:) تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ کہنے لگیں: یارسول اللہ! میں اپنی شنوائی اور بینائی محفوظ رکھوں گی۔ اللہ کی قسم! سوائے بھلائی کے مجھے کچھ علم نہیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: یہی وہ تھیں جو نبی ﷺ کی ازواج میں سے میری برابری کیا کرتی تھیں مگر اللہ نے تقویٰ کی وجہ سے انہیں بچائے رکھا۔ کہتی تھیں: اور ان کی بہن حمنہ ان کی خاطر لڑنے لگ جایا کرتی تھی اور وہ ان لوگوں کے ساتھ جو ہلاک ہوئے، ہلاک ہوگئی۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَهَذَا الَّذِي بَلَغَنِي مِنْ حَدِيْثِ هَؤُلَاءِ الرَّهْطِ ثُمَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاللهِ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي قِيْلَ لَهُ مَا قِيْلَ لَيَقُوْلُ سُبْحَانَ اللهِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا كَشَفْتُ مِنْ كَنَفِ أُنْثَى قَطُّ قَالَتْ ثُمَّ قُتِلَ بَعْدَ ذَلِكَ فِي سَبِيْلِ اللهِ.

ابن شہاب کہتے تھے: یہ وہ حدیث ہے جو مجھے ان لوگوں کی روایتوں سے پہنچی ہے۔ پھر عروہ نے یہ بھی کہا: حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: اللہ کی قسم! اور وہ شخص جس کے متعلق بہتان باندھا گیا ہے، وہ کہتا تھا: سبحان اللہ، اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے کبھی کسی عورت کے پہلو کو برہنہ نہیں کیا۔ کہتی تھیں: پھر اس کے بعد وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوگیا۔

اطرافہٗ: ۲۵۹۳، ۲۶۳۷، ۲۶۶۱، ۲۶۸۸، ۲۸۷۹، ۴۰۲۵، ۴۶۹۰، ۴۷۴۹، ۴۷۵۰، ۴۷۵۷، ۵۲۱۲، ۶۶۶۲، ۶۶۷۹، ۷۳۶۹، ۷۳۷۰، ۷۵۰۰، ۷۵۴۵۔

٤١٤٢: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَمْلَى عَلَيَّ هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ مِنْ حِفْظِهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ لِيَ الْوَلِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ أَبَلَغَكَ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ فِيمَنْ قَذَفَ عَائِشَةَ قُلْتُ لَا وَلَكِنْ قَدْ أَخْبَرَنِي رَجُلَانِ مِنْ قَوْمِكَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهُمَا كَانَ عَلِيٌّ مُسَلِّمًا فِي شَأْنِهَا فَرَاجَعُوهُ فَلَمْ يَرْجِعْ وَقَالَ مُسَلِّمًا بِلَا شَكٍّ

۴۱۴۲: عبد اللہ بن محمد (مسندی) نے مجھ سے بیان کیا، کہا: ہشام بن یوسف (صنعانی) نے مجھے اپنے حافظہ سے لکھوایا۔ کہا: معمر نے ہمیں بتایا: زُہری سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے: ولید بن عبد الملک نے مجھ سے کہا: کیا تمہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت علیؓ بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اِتہام لگایا؟ میں نے کہا: نہیں۔ مگر تمہاری قوم کے دو آدمیوں ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن اور ابوبکر بن عبد الرحمٰن بن حارث نے مجھے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان دونوں سے کہا کہ حضرت علیؓ ان کی نسبت تہمت تسلیم نہیں کرتے تھے۔[1] (ولید بن عبد الملک کے ساتھیوں نے) زُہری سے دوبارہ دریافت کیا تو وہ اپنی بات پر قائم رہے اور انہوں نے (اپنی روایت میں) لفظ مُسَلِّمًا

[1] مُسَلِّمًا کے معنی ہیں سکوت اور خاموشی اختیار کرنا۔ نیز بخاری کے بعض نسخوں میں یہ لفظ مَسَلَّمًا بھی آیا ہے جس کے معنی ہیں اس معاملہ میں پڑنے سے محفوظ اور سلامت رہے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۷ صفحہ ۲۰۹)

فِيهِ وَعَلَيْهِ كَانَ فِي أَصْلِ الْعَتِيْقِ كَذَلِكَ.

٤١٤٣ : حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ حَدَّثَنِي مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ رُومَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ بَيْنَا أَنَا قَاعِدَةٌ أَنَا وَعَائِشَةُ إِذْ وَلَجَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَتْ فَعَلَ اللهُ بِفُلَانٍ وَفَعَلَ بِفُلَانٍ فَقَالَتْ أُمُّ رُومَانَ وَمَا ذَاكَ قَالَتْ ابْنِي فِيْمَنْ حَدَّثَ الْحَدِيْثَ قَالَتْ وَمَا ذَاكَ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ عَائِشَةُ سَمِعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ وَأَبُو بَكْرٍ قَالَتْ نَعَمْ فَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا فَمَا أَفَاقَتْ إِلَّا وَعَلَيْهَا حُمَّى بِنَافِضٍ فَطَرَحْتُ عَلَيْهَا ثِيَابَهَا فَغَطَّيْتُهَا فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا شَأْنُ هَذِهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَخَذَتْهَا الْحُمَّى بِنَافِضٍ قَالَ فَلَعَلَّ فِي حَدِيْثٍ تُحُدِّثَ بِهِ

ہی کہا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں اور ان پر بھی کوئی شک نہیں (یعنی کمزوریٔ حافظہ کی وجہ سے غیر ثقہ ہوں) بخاری کے پرانے اصل نسخے میں اسی طرح ہے۔

۴۱۴۳: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حصین سے، حصین نے ابووائل (شقیق بن سلمہ) سے، (ابووائل نے کہا کہ) مسروق بن اجدع نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امّ رومانؓ نے مجھ سے بیان کیا اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں تھیں، کہتی تھیں: اسی اثناء میں کہ میں اور عائشہؓ بیٹھی تھیں، انصار کی ایک عورت اندر آئی، کہنے لگی: اللہ فلاں فلاں سے ایسا ایسا سلوک کرے۔ حضرت امّ رومانؓ نے کہا: کیوں کیا ہوا؟ اس نے کہا: میرا بیٹا بھی ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے یہ بات بیان کی۔ (حضرت امّ رومان) کہنے لگیں: وہ کیا بات ہے؟ کہنے لگی: ایسا ایسا کہتا ہے۔ عائشہؓ نے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ بات سنی ہے؟ کہنے لگی: ہاں۔ عائشہؓ نے پوچھا اور ابوبکرؓ نے بھی؟ اس نے کہا: ہاں۔ عائشہؓ یہ سنتے ہی بے ہوش ہوکر گر پڑیں۔ ہوش میں آئیں تو انہیں لرزے کا بخار تھا۔ میں نے ان کے کپڑے اُن پر ڈال دیئے اور انہیں ڈھانپ دیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپؐ نے پوچھا: اسے کیا ہے؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! اسے لرزے کا بخار ہوگیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: شاید اس بات کی وجہ سے جو اسے بتائی

قَالَتْ نَعَمْ فَقَعَدَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ وَاللهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُونِي وَلَئِنْ قُلْتُ لَا تَعْذِرُونِي مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوْبَ وَبَنِيْهِ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (يوسف: ١٩) قَالَتْ وَانْصَرَفَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَأَنْزَلَ اللهُ عُذْرَهَا قَالَتْ بِحَمْدِ اللهِ لَا بِحَمْدِ أَحَدٍ وَلَا بِحَمْدِكَ.

گئی ہے۔حضرت امّ رومانؓ کہتی تھیں: (میں نے کہا:) جی ہاں۔ عائشہؓ یہ بات سن کر بیٹھ گئیں اور کہنے لگیں: اللہ کی قسم! اگر میں قسم کھاؤں آپ مجھے سچا نہیں سمجھیں گے اور کچھ کہوں تو میرا عذر قبول نہیں کریں گے۔ میری مثال اور آپ کی مثال یعقوب اور ان کے بیٹوں کی سی ہے" اور اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے ان باتوں پر جو تم کہتے ہو" کہتی تھیں: رسول اللہ ﷺ لوٹ گئے اور آپؐ نے کچھ نہیں کہا۔ پھر اللہ نے ان کی بریت کے بارے میں وحی نازل کی۔ عائشہؓ (آنحضرت ﷺ سے) کہنے لگیں: اللہ ہی کا شکر ادا کرتی ہوں اور نہ کسی اور کا اور نہ آپؐ کا۔

اطرافہ: ۳۳۸۸، ۴۶۹۱، ۴۷۵۱۔

٤١٤٤: حَدَّثَنِي يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقْرَأُ إِذْ تَلِقُوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ (النور: ١٦) وَتَقُولُ الْوَلْقُ الْكَذِبُ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ وَكَانَتْ أَعْلَمَ مِنْ غَيْرِهَا بِذَلِكَ لِأَنَّهُ نَزَلَ فِيهَا.

۴۱۴۴: یحيٰ (بن جعفر) نے مجھ سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع بن عمر (بن عبداللہ) سے، نافع نے (عبداللہ) بن ابی ملیکہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ سورۂ نور کی اس آیت کو یوں پڑھا کرتی تھیں: اِذْ تَلِقُوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ اور کہتی تھیں کہ تَلِقُوْنَهٗ - وَلْقٌ (یعنی جھوٹ) سے ہے اور ابن ابی ملیکہ کہتے تھے: حضرت عائشہؓ اس بارے میں دوسروں سے زیادہ جانتی تھیں کیونکہ یہ وحی انہی کی نسبت نازل ہوئی تھی۔

طرفہ: ۴۷۵۲۔

٤١٤٥: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

۴۱۴۵: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدہ (بن سلیمان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام

ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ قَالَ كَيْفَ بِنَسَبِي قَالَ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ.

(بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں حضرت عائشہؓ کے سامنے حضرت حسانؓ کو بُرا بھلا کہنے لگا، وہ بولیں: اُن کو بُرا بھلا نہ کہو کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدافعت کیا کرتے تھے اور حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: (حسانؓ) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی ہجو کے لئے اجازت مانگی، آپؐ نے فرمایا: میرے خاندان کو کیسے بچاؤ گے؟ انہوں نے کہا: میں آپؐ کو اُن سے اس طرح نکالوں گا جیسے بال گوندھے ہوئے آٹے سے۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ فَرْقَدٍ سَمِعْتُ هِشَامًا عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَبَبْتُ حَسَّانَ وَكَانَ مِمَّنْ كَثَّرَ عَلَيْهَا.

اور محمد (بن عقبہ امام بخاری کے شیخ) نے کہا کہ عثمان بن فرقد نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ہشام (بن عروہ) سے سنا: وہ اپنے باپ سے روایت کرتے تھے انہوں نے کہا: میں نے حضرت حسانؓ کو بُرا بھلا کہا اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت عائشہؓ کے خلاف بہت کچھ باتیں کی تھیں۔

اطرافہ: ۳۵۳۱، ۶۱۵۰۔

٤١٤٦: حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَّسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يُنْشِدُهَا شِعْرًا يُشَبِّبُ بِأَبْيَاتٍ لَهُ وَقَالَ:

۴۱۴۶: بشر بن خالد نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے سلیمان سے، سلیمان نے ابوالضحیٰ سے، ابوالضحیٰ نے مسروق سے روایت کی، کہا: ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور حضرت حسان بن ثابتؓ بھی موجود تھے اور شعر سنا رہے تھے۔ چند شعر بطور تشبیب سنا کر یہ شعر پڑھا:

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ
وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

وہ پاکدامن ہیں، سنجیدہ ہیں اور ان پر کوئی شبہ نہیں ہوسکتا اور بے خطا ہیں۔ عورتوں کے گوشت سے وہ بھوکی رہتی ہیں (یعنی غیبت کرنے سے پاک ہیں۔)

فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ لَكِنَّكَ لَسْتَ كَذٰلِكَ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَأْذَنِي لَهُ أَنْ يَّدْخُلَ عَلَيْكِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (النور: ١٢) فَقَالَتْ وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى قَالَتْ لَهُ إِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ أَوْ يُهَاجِي عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس پر حضرت عائشہؓ نے حضرت حسانؓ سے کہا: مگر تم تو ایسے نہیں ہو۔ مسروق کہتے تھے: میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا: آپؓ نے ان کو اپنے پاس آنے کی اجازت کیوں دی ہے؟ بحالیکہ اللہ نے فرمایا ہے: اور جس شخص نے ان میں سے اس امر میں زیادہ حصہ لیا ہے اس کو بہت بڑا عذاب ہوگا۔ کہنے لگیں: نابینا ہو جانے سے اور کونسا عذاب زیادہ سخت ہوگا۔ حضرت عائشہؓ نے ان سے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدافعت کیا کرتے تھے، یا کہا: جواب میں کفار کی ہجو کرتے تھے۔

اطرافہ: ۴۷۵۵، ۴۷۵۶۔

تشریح: حَدِيْثُ الْإِفْكِ: افک کا واقعہ اس باب میں ضمناً بیان ہوا ہے۔ کتاب الشہادات باب ۱۵ (روایت نمبر ۲۶۶۱) میں فلیحؒ کی سند سے اور یہاں صالح بن کیسانؒ کی سند سے منقول ہے۔ عنوان باب میں لفظی صحت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اِفْك اور اَفْك دونوں طرح یہ لفظ استعمال ہوا ہے جیسے نِجس اور نَجس۔ پہلا تلفظ مشہور ہے جیسا کہ آیت بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (الأحقاف: ۲۹) یعنی (باطل معبود) انہیں کوئی کام نہیں دیں گے (بلکہ وہ موقع پر ان کی آنکھوں) سے غائب ہو جائیں گے۔ یہ ان کے جھوٹ اور افتراء کا نتیجہ ہے۔

قرأت اَفَكَهُمْ شاذ ہے۔ أَفَكَ بمعنی صَرَفَ ہے یعنی پھیر دیا۔ اَفَكَهُمْ کے معنی ہیں ایمان سے پھیر دیا جیسا کہ آیت يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ (الذاريات: ۱۰) میں لفظ اَفَكَ پھیرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے: (تم سب ایک اختلافی بات میں ہو) جس کی وجہ سے وہی شخص حق سے پھیرا جاتا ہے جس کے حق سے پھیرائے جانے کا حکم صادر ہو جاتا ہے۔

واقعہ افک کی تفصیل حضرت عائشہؓ کی زبان سے بیان کرنے کے بعد پانچ روایتیں نقل کی گئی ہیں۔ روایت نمبر ۴۱۴۲ میں حضرت علیؓ سے الزام دور کیا گیا ہے کہ وہ مذکورہ بالا واقعہ درست تسلیم کرتے تھے۔ كَانَ عَلِيٌّ مُسَلِّمًا فِيْ شَأْنِهَا۔ یہ قول ولید بن عبد الملک کی قوم کے دو آدمیوں کا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت بنی امیہ کا خاندان حضرت علیؓ کا حضرت عثمانؓ کی شہادت کی وجہ سے سخت مخالف تھا اور انہیں بدنام کیا جا رہا تھا۔ ابن شہاب زُہری کا قول "قُلْتُ لَا" قابل ترجیح ہے۔ ولید بن عبد الملک اور اُن کے ساتھیوں نے ان سے بار بار دریافت کیا تو وہ یہی جواب دیتے رہے کہ

حضرت علیؓ تہمت لگانے والوں میں شامل نہیں تھے۔ تمہاری قوم کے لوگوں نے ایسا کہا ہے اور اس کے سوا انہوں نے اور کوئی جواب نہیں دیا۔

امام ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ امام زہریؒ کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے مذکورہ بالا حقیقت کا انکشاف کیا اور ولید بن عبد الملک کی غلط فہمی دور کی۔ اس امر کی تصدیق یعقوب بن شیبہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے اپنی مسند میں حسن بن علی حلوانیؒ سے بسند امام شافعیؒ نقل کی ہے کہ ان کے چچا نے انہیں بتایا: سلیمان بن یسارؒ۔ ہشام بن عبد الملک کے پاس آئے تو ہشام نے ان سے پوچھا کہ سورۃ النور کی آیت (۱۲) وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ میں کس کا ذکر ہے؟ انہوں نے کہا: عبد اللہ بن اُبَیّ کا۔ ہشام نے جواب دیا کہ آپ نے درست جواب نہیں دیا۔ سلیمان نے کہا: اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُ یعنی اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے اس کا علم حاصل کر کے بات کریں۔ اسی دوران امام زہریؒ آئے تو ہشام بن عبد الملک نے یہی بات پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ اَلَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ سے مراد عبد اللہ بن اُبَیّ ہے۔ ہشام بن عبد الملک نے کہا: آپ ٹھیک نہیں کہتے اس سے مراد حضرت علیؓ ہیں۔ اس پر امام زُہری نے کہا: اَنَا اَکْذِبُ لَا اَبَا لَکَ وَاللّٰہِ لَوْ نَادٰی مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَنَّ اللّٰہَ اَحَلَّ الْکَذِبَ مَا کَذِبْتُ: بے پدر! میں جھوٹ کہتا ہوں؟ باخدا اگر آسمان سے بھی کوئی پکارنے والا منادی کرے کہ اللہ نے جھوٹ حلال کر دیا ہے تو بھی جھوٹ نہ کہوں۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۴۵)

روایت نمبر ۴۱۴۲ کے آخر میں لفظ مُسَلِّمًا کے بارے میں ایک اختلاف کی وجہ سے وضاحت کی گئی ہے۔ مسند عبد الرزاق میں یہی روایت معمر سے مروی ہے۔ اس میں لفظ مُسِیْئًا ہے۔ ابن مردویہ کی روایت میں حضرت عائشہؓ سے منقول یہ الفاظ ہیں: اِنَّ عَلِیًّا اَسَاءَ فِیْ شَأْنِیْ وَاللّٰہُ یَغْفِرُ لَہٗ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۴۵) یعنی علیؓ نے میرے بارے میں اچھا رویہ نہیں اختیار کیا، اللہ انہیں معاف کرے یعنی یہ کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپؐ اتنا فکر کیوں کرتے ہیں ان کے سوا اور بہت سی عورتیں ہیں۔ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ انہیں چھوڑ کر دوسری شادی کی جاسکتی ہے۔ ان الفاظ سے خاندان بنی امیہ نے حضرت علیؓ کے خلاف ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی کہ گویا انہیں نعوذ باللہ الزام تسلیم تھا اور آیت اَلَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ سے مراد نعوذ باللہ حضرت علیؓ ہیں۔ دونوں باتیں غلط ہیں۔ مذکورہ بالا روایت سے یہی بتانا مقصود ہے اور عنوانِ باب میں لفظ اِفْکٌ اور اَفْکٌ کی تشریح بھی اسی غرض سے کی گئی ہے کہ مخالفت و عداوت میں واقعات بگاڑ کر پیش کئے جاتے ہیں۔

روایت نمبر ۴۱۴۳ میں بھی حضرت اُمّ رومانؓ کی زبان سے وہی مضمون بیان ہوا ہے جس کی تفصیل روایت نمبر ۴۱۴۱ میں ہے۔ روایت نمبر ۴۱۴۱ میں مطلق بیماری کا ذکر ہے جبکہ روایت نمبر ۴۱۴۳ میں بتایا گیا ہے کہ حضرت عائشہؓ تپ لرزہ سے بیمار ہوگئی تھیں۔ اس روایت سے متعلق یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ حضرت اُمّ رومانؓ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں فوت ہوگئی تھیں اور مسروقؒ صحابی نہیں بلکہ تابعی ہیں جو حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں یمن سے آئے تھے، اس لئے ان کا قول حَدَّثَتْنِي أُمُّ رُوْمَانَ صحیح نہیں۔ امام ابن حجر نے اس اعتراض کے بارے میں ایک یہ جواب دیا ہے کہ مسروقؒ کی یہ روایت ابو وائل بسند حصین بن عبد الرحمٰن واسطی بعض اور راویوں نے بھی نقل کی ہے جن کی سند

مُعَنْعَنْ ہے یعنی ان کی روایت میں یہ نہیں کہ میں نے حضرت امّ رومانؓ سے پوچھا یا انہوں نے مجھ سے بیان کیا ہے بلکہ صرف یہ ہے کہ حضرت امّ رومانؓ سے روایت ہے۔ بعض روایتوں میں لفظ سألت تھا جو دراصل صیغہ مجہول مؤنث سُئِلَتْ تھا کاتب کی غلطی سے متکلم معروف لکھا گیا ہے۔ امام ابن حجرؒ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام بخاریؒ کی مذکورہ بالا روایت ہی دراصل درست ہے۔ روایت إِنَّ أُمَّ رُوْمَانَ مَاتَتْ فِيْ حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَقِيْلَ سَنَةَ خَمْسٍ وَقِيْلَ سِتٍّ وَهُوَ شَيْءٌ ذَكَرَهُ الْوَاقِدِيُّ وَلَا يُتَعَقَّبُ الْاَسَانِيْدُ الصَّحِيْحَةُ بِمَا يَأْتِي عَنِ الْوَاقِدِيِّ کہ حضرت امّ رومانؓ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں فوت ہوئیں ۴ھ میں یا ۵ھ میں یا ۶ھ میں، واقدی کی روایت ہے۔ واقدی سے روایت کرنے والے صحیح سندوں کی چھان بین نہیں کرتے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۴۶)

امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ الاوسط میں صراحت سے لکھا ہے کہ یہ قول کہ حضرت امّ رومانؓ ۶ھ میں فوت ہوئیں مشتبہ ہے اور انہوں نے ان کی فوتیدگی صحابہ کی اس فہرست میں دکھائی ہے جو حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں فوت ہوئے ہیں۔ ان کے نزدیک مسروق حضرت امّ رومانؓ سے ملے ہیں۔ آیت فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا (الأحزاب:۲۹) ۹ھ میں نازل ہوئی تھی جس کی بناء پر آنحضرت ﷺ نے اپنی ازواج کو اختیار دیا تھا کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال و متاع دے دیتا ہوں اور اچھے طور پر تمہیں رخصت کر دوں گا۔ اس موقع پر نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا: إِنِّيْ عَارِضٌ عَلَيْكِ اَمْرًا فَلَا تَفْتَاتِنَّ فِيْهِ بِشَيْءٍ حَتّٰى تَعْرِضِيْهِ عَلَى اَبَوَيْكِ أَبِيْ بَكْرٍ وَ اُمِّ رُوْمَانَ[1] میں آپؐ کے سامنے ایک بات پیش کرنے والا ہوں، اس بارے میں جلدی سے کسی بات کا فیصلہ نہ کریں جب تک کہ اپنے والدین ابوبکرؓ اور امّ رومانؓ کے سامنے پیش نہ کرلیں۔ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ حضرت امّ رومانؓ ۹ھ میں زندہ تھیں جس سے واقدی کی روایت غلط ثابت ہوتی ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۴۶)

اس باب میں چوتھی مذکورہ روایت (نمبر ۴۱۴۴) میں تَلِقُوْنَهٗ کی قرأت کا ذکر ہے کہ یہ وَلَق سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں جھوٹ میں جلد بازی سے کام لینا۔ پانچویں اور چھٹی روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت عائشہؓ اخلاقِ فاضلہ میں بہت بلند پایہ خاتون تھیں۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کے خلاف سننا گوارہ نہ کیا بحالیکہ ان کا رجحان الزام لگانے والوں کی طرف تھا۔ یہ اعلیٰ تربیت انہیں آنحضرت ﷺ کے مقدس نمونہ سے حاصل ہوئی تھی۔ ایک بار حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے سامنے آپؐ کی ایک زوجہ کے بارے میں طنز کی یعنی کہا کہ وہ پست قد ہے آپؐ اتنی خوبیاں اس کی بیان فرما رہے ہیں بس کریں۔[2] آپؐ نے فرمایا: معصومیت تو انبیاء علیہم السلام اور بعض خواص سے مخصوص ہے۔ ان کے علاوہ کوئی انسان خامی سے خالی نہیں۔ البتہ خوبیاں زیادہ ہوتی ہیں اور کمزوریاں کم۔ خوبیوں پر نظر رکھنی چاہیے اور کمزوری سے چشم پوشی۔ مذکورہ بالا روایات میں ہمارے لئے یہی قیمتی سبق ہے، مگر افسوس عام طور پر ہماری نظر کمزوریوں کی طرف ہی جاتی ہے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ نے اپنی غلطی کا تدارک اپنے اشعار میں کما حقہ ادا کر دیا۔ ان کی مدح کتنی بلیغ اور صحیح ہے۔

---

[1] (مسند أحمد بن حنبل، حديث السيدة عائشة رضي الله عنها، جزء۶ صفحہ ۲۱۱)

[2] (ترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع، باب ۵۱) (ابوداود، کتاب الأدب، باب في الغيبة)

بَاب ۳۵: غَزْوَةُ الْحُدَيْبِيَةِ

غزوۂ حدیبیہ

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (الفتح: ١٩)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ... یعنی اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جبکہ وہ درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔

٤١٤٧: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَصَابَنَا مَطَرٌ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَتَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قُلْنَا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَقَالَ قَالَ اللهُ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِي فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِرَحْمَةِ اللهِ وَبِرِزْقِ اللهِ وَبِفَضْلِ اللهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَجْمِ كَذَا فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ كَافِرٌ بِي.

اطرافہ: ۸۴۶، ۱۰۳۸، ۷۵۰۳۔

۴۱۴۷: خالد بن مخلد نے ہمیں بتایا کہ سلیمان بن بلال نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: صالح بن کیسان نے مجھے بتایا: انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے، عبید اللہ نے حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہتے تھے: جس سال حدیبیہ کا واقعہ ہوا، ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ ایک رات ہم پر بارش ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر آپؐ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے ربّ نے کیا فرمایا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے کہا: اللہ نے فرمایا ہے: آج صبح میرے بندوں میں سے بعض مجھ پر ایمان لانے والے ہوئے اور بعض انکار کرنے والے۔ جس نے یہ کہا کہ اللہ کی رحمت اور اللہ کی عطا اور اللہ کے فضل سے ہم پر بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں کا منکر اور جس نے یہ کہا کہ فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی ہے تو وہ ستاروں پر ایمان لانے والا اور میرا انکار کرنے والا ہے۔

٤١٤٨ : حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلَّهُنَّ فِي ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِي كَانَتْ مَعَ حَجَّتِهِ عُمْرَةً مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ.

اطرافہٗ: ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۳۰۶۶۔

۴۱۴۸: ہدبہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا: قتادہ سے مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے۔ سبھی ذی القعدہ میں ہوئے اس عمرے کے سوا کہ جو آپؐ کے حج کے ساتھ ہوا۔ ایک عمرہ حدیبیہ کا ذی القعدہ میں اور ایک عمرہ دوسرے سال ذی القعدہ میں اور ایک عمرہ جعرانہ کا ذی القعدہ میں جہاں کہ آپؐ نے حنین کی غنیمتیں تقسیم کی تھیں اور ایک عمرہ اپنے حج کے ساتھ کیا۔

٤١٤٩ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَّحْيَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ.

۴۱۴۹: سعید بن ربیع نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مبارک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحییٰ (بن کثیر) سے، یحییٰ نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے روایت کی کہ ان کے باپ نے ان سے بیان کیا، کہا: ہم حدیبیہ کے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے آپؐ کے صحابہؓ نے احرام باندھا اور میں نے احرام نہیں باندھا تھا۔

اطرافہٗ: ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۲۵۷۰، ۲۸۵۴، ۲۹۱۴، ۵۴۰۶، ۵۴۰۷، ۵۴۹۰، ۵۴۹۱، ۵۴۹۲۔

٤١٥٠: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَعُدُّوْنَ أَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ

۴۱۵۰: عبیداللہ بن موسیٰ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسرائیل سے، اسرائیل نے ابواسحاق سے، ابواسحاق نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: تم فتح مکہ کو فتح سمجھتے ہو اور بلاشبہ فتح مکہ بھی فتح تھی اور ہم فتح

يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهَا فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِهَا ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيهَا فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ إِنَّهَا أَصْدَرَتْنَا مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابَنَا.

اطرافہ: ۳۵۷۷، ۴۱۵۱۔

بیعتِ رضوان کو سمجھتے ہیں جو غزوۂ حدیبیہ میں ہوئی۔ نبی ﷺ کے ساتھ ہم چودہ سو آدمی تھے اور حدیبیہ ایک کنواں تھا۔ ہم نے اس سے پانی کھینچنا شروع کیا۔ اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا۔ نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچی آپؐ کنوئیں کے پاس آئے اور اس کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ پھر آپؐ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور وضو کیا۔ پھر کلی کی اور دعا مانگی۔ پھر وہ پانی کنویں میں ڈال دیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ اس نے جتنا ہم نے چاہا ہمیں اور ہمارے اونٹوں کو سیر کر دیا اور ہم واپس ہوئے۔

٤١٥١: حَدَّثَنِي فَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَعْيَنَ أَبُو عَلِيٍّ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ أَنْبَأَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ أَوْ أَكْثَرَ فَنَزَلُوا عَلَى بِئْرٍ فَنَزَحُوهَا فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى الْبِئْرَ وَقَعَدَ عَلَى شَفِيرِهَا ثُمَّ قَالَ ائْتُونِي بِدَلْوٍ مِنْ مَّائِهَا فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ دَعُوهَا سَاعَةً فَأَرْوَوْا أَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتَّى ارْتَحَلُوْا.

اطرافہ: ۳۵۷۷، ۴۱۵۰۔

۴۱۵۱: فضل بن یعقوب نے مجھ سے بیان کیا کہ حسن بن محمد بن اعین ابو علی حرانی نے ہمیں بتایا۔ زُہیر (بن معاویہ) نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحاق (سبیعی) نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حدیبیہ میں ایک ہزار چار سو یا کچھ زیادہ صحابہ تھے۔ وہ ایک کنویں پر اُترے اور اس کا سارا پانی کھینچ ڈالا۔ پھر وہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو نبی ﷺ کنویں کے پاس آئے اور اس کے کنارے پر بیٹھ گئے پھر فرمایا: اس کے پانی کا ڈول میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ لایا گیا۔ آپؐ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور دعا کی۔ آپؐ نے فرمایا: اس کو ایک گھڑی کیلئے چھوڑ دو۔ پھر صحابہ نے اپنی ذات اور اپنی سواریوں کو خوب سیر کر کے وہاں سے کوچ کیا۔

٤١٥٢ : حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهِ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا فِي رَكْوَتِكَ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُورُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا فَقُلْتُ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً.

اطرافہٗ: ۳۵۷۶، ۴۱۵۳، ۴۱۵۴، ۴۸۴۰، ۵۶۳۹۔

۴۱۵۲: یوسف بن عیسیٰ نے ہمیں بتایا کہ (محمد) بن فضیل نے ہم سے بیان کیا کہ حصین (بن عبدالرحمٰن) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سالم (بن ابی الجعد) سے، سالم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے ایک چھاگل تھی۔ آپؐ نے اس سے وضو کیا۔ پھر لوگ آپؐ کی طرف آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تمہیں کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ہمارے پاس پانی نہیں کہ جس سے وضو کریں اور پینے کیلئے بھی نہیں مگر وہی جو آپؐ کی چھاگل میں ہے۔ حضرت جابرؓ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس چھاگل پر رکھا۔ پانی آپؐ کی انگلیوں میں سے چشموں کی طرح پھوٹنے لگا۔ کہتے تھے: ہم نے پیا اور وضو کیا۔ میں نے حضرت جابرؓ سے پوچھا: آپؐ اس دن کتنے تھے؟ انہوں نے کہا: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی ہمارے لئے کافی ہوتا۔ ہم پندرہ سو تھے۔

٤١٥٣ : حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ بَلَغَنِي أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ كَانَ يَقُوْلُ كَانُوا أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً فَقَالَ

۴۱۵۳: صلت بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن زُرَیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید (بن ابی عروبہ) سے، سعید نے قتادہ سے روایت کی، (وہ کہتے تھے:) میں نے سعید بن مسیب سے کہا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ

لِي سَعِيدٌ حَدَّثَنِي جَابِرٌ كَانُوا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً الَّذِينَ بَايَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ.

ان لوگوں کا شمار (جو حدیبیہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے) چودہ سو کرتے تھے۔ سعید نے مجھے کہا کہ حضرت جابرؓ نے مجھ سے کہا کہ وہ پندرہ سو تھے جنہوں نے حدیبیہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

تَابَعَهُ أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ قَتَادَةَ.

ابوداود (طیالسی) نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ (انہوں نے کہا:) ہم سے قرہ (بن خالد) نے بیان کیا۔ انہوں نے قتادہ سے روایت کی۔

تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.

(اور) محمد بن بشار نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ (انہوں نے کہا:) ابوداؤد (طیالسی) نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔

أطرافهُ: ٣٥٧٦، ٤١٥٢، ٤١٥٤، ٤٨٤٠، ٥٦٣٩۔

٤١٥٤: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ وَكُنَّا أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ وَلَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ الْيَوْمَ لَأَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ.

۴۱۵۴: علی (بن عبد اللہ مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ عمرو (بن دینار) نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن ہم سے فرمایا: تم ساری زمین والوں میں سے بہتر ہو اور ہم ایک ہزار چار سو تھے۔ (حضرت جابرؓ کہتے تھے:) اگر آج میری بینائی صحیح ہوتی تو میں تم کو اس درخت کی جگہ دکھاتا (جہاں بیعت رضوان ہوئی۔)

تَابَعَهُ الْأَعْمَشُ سَمِعَ سَالِمًا سَمِعَ جَابِرًا أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ.

(سفیان کی طرح) اعمش نے بھی یہ روایت نقل کی۔ انہوں نے سالم سے، سالم نے حضرت جابرؓ سے سنا کہ وہ چودہ سو تھے۔

اطرافهُ: ٣٥٧٦،٤١٥٢،٤١٥٣،٤٨٤٠،٥٦٣٩۔

٤١٥٥ : وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ أَصْحَابُ الشَّجَرَةِ أَلْفًا وَثَلَاثَ مِائَةٍ وَكَانَتْ أَسْلَمُ ثُمْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ.

۴۱۵۵: اور عبید اللہ بن معاذ نے کہا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ (بن حجاج) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو بن مرہ سے روایت کی کہ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا کہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والے ایک ہزار تین سو تھے اور اَسلم (قبیلہ) مسلم مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھا۔

تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.

(عبید اللہ بن معاذ کی طرح) محمد بن بشار نے بھی یہ روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے ابوداؤد (طیالسی) نے بھی بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے بتایا۔

٤١٥٦: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ أَنَّهُ سَمِعَ مِرْدَاسًا الْأَسْلَمِيَّ يَقُولُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ يُقْبَضُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَتَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ التَّمْرِ وَالشَّعِيرِ لَا يَعْبَأُ اللهُ بِهِمْ شَيْئًا.

طرفہ: ۶۴۳۴۔

۴۱۵۶: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ (بن یونس) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل (بن ابی خالد) سے، اسماعیل نے قیس (بن ابی حازم) سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت مرداس (بن مالک) اسلمیؓ سے سنا اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے درخت کے نیچے آنحضرت ﷺ کی بیعت کی تھی، وہ کہتے تھے: نیک لوگ اُٹھالئے جائیں گے جو پہلے تھے وہ پہلے اور ردّی لوگ رہ جائیں گے جیسے ردّی کھجور یا جَو اور اللہ ان کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرے گا۔

٤١٥٧-٤١٥٨ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ

۴۱۵۷-۴۱۵۸: علی بن عبد اللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے عروہ (بن زبیر) سے، عروہ نے مروان (بن حکم) اور حضرت مِسوَر بن مخرمہؓ سے روایت کی، دونوں نے کہا: جس سال

عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا كَانَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ مِنْهَا لَا أُحْصِي كَمْ سَمِعْتُهُ مِنْ سُفْيَانَ حَتَّى سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَا أَحْفَظُ مِنَ الزُّهْرِيِّ الْإِشْعَارَ وَالتَّقْلِيْدَ فَلَا أَدْرِي يَعْنِي مَوْضِعَ الْإِشْعَارِ وَالتَّقْلِيْدِ أَوِ الْحَدِيثَ كُلَّهُ.

حدیبیہ کا واقعہ ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار سے کچھ اوپر صحابہ کو لے کر نکلے جب آپؐ ذوالحلیفہ پہنچے تو آپؐ نے قربانی کے جانور کو ہار پہنایا اور (اس کی کوہان پر) نشان لگایا اور وہیں سے احرام باندھا۔ (علی بن عبداللہ مدینی کہتے تھے کہ) میں نہیں گنا سکتا کہ کتنی بار میں نے یہ بات سفیان سے سنی ہے، میں نے سفیان کو یہ بھی کہتے سنا: زُہری سے مجھے یہ بات یاد نہیں کہ انہوں نے نشان لگانے اور ہار پہنانے کا ذکر کیا ہو، اس لئے میں بھی نہیں جانتا کہ نشان لگانے اور ہار ڈالنے سے یا اس ساری بات سے کیا مراد تھی۔

اطراف الحدیث ۴۱۵۷: ۱۶۹۵، ۱۷۱۱، ۲۷۳۲، ۴۱۷۹، ۴۱۸۰۔
اطراف الحدیث ۴۱۵۸: ۱۶۹۴، ۱۸۱۱، ۲۷۱۲، ۲۷۳۱، ۴۱۷۸، ۴۱۸۱۔

۴۱۵۹: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ خَلَفٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ وَقَمْلُهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحْلِقَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ لَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ أَنَّهُمْ يَحِلُّوْنَ بِهَا وَهُمْ عَلَى طَمَعٍ أَنْ

۴۱۵۹: حسن بن خلف (واسطی) نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا: اسحاق بن یوسف نے ہمیں بتایا، انہوں نے ابوبشر ورقاء (بن عمر یشکری) سے، ابوبشر نے (عبداللہ) بن ابی نجیح سے، ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کی، انہوں نے کہا: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے مجھے بتایا کہ حضرت کعب بن عجرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا کہ ان کے سر کی جوئیں اُن کے منہ پر گر رہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تمہیں یہ جوئیں تکلیف دے رہی ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سر منڈوا لیں اور وہ اس وقت حدیبیہ میں تھے۔ آپؐ نے ان کو کھول کر نہیں بتایا تھا کہ وہ حدیبیہ ہی میں احرام

يَدْخُلُوا مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللهُ الْفِدْيَةَ فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ أَوْ يُهْدِيَ شَاةً أَوْ يَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

کی حالت سے آزاد ہو جائیں گے اور ان کی خواہش تھی کہ مکہ میں داخل ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فدیہ کا حکم نازل کیا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعبؓ سے فرمایا کہ وہ ایک فرق[1] اناج چھ مسکینوں کو کھانے کے لئے دیں یا ایک بکری کی قربانی کریں یا تین روزے رکھیں۔

اطرافہٗ: ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۴۱۹۰، ۴۱۹۱، ۴۵۱۷، ۵۶۶۵، ۵۷۰۳، ۶۷۰۸۔

٤١٦٠ - ٤١٦١: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى السُّوقِ فَلَحِقَتْ عُمَرَ امْرَأَةٌ شَابَّةٌ فَقَالَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلَكَ زَوْجِي وَتَرَكَ صِبْيَةً صِغَارًا وَاللهِ مَا يُنْضِجُونَ كُرَاعًا وَلَا لَهُمْ زَرْعٌ وَلَا ضَرْعٌ وَخَشِيْتُ أَنْ تَأْكُلَهُمُ الضَّبُعُ وَأَنَا بِنْتُ خُفَافِ بْنِ إِيْمَاءَ الْغِفَارِيِّ وَقَدْ شَهِدَ أَبِي الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ مَعَهَا عُمَرُ وَلَمْ يَمْضِ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِنَسَبٍ قَرِيبٍ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَعِيْرٍ ظَهِيْرٍ كَانَ مَرْبُوطًا فِي الدَّارِ فَحَمَلَ

۴۱۶۰-۴۱۶۱: اسماعیل بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے زید بن اسلم سے، زید نے اپنے باپ سے روایت کی، کہتے تھے: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار گیا۔ حضرت عمرؓ سے ایک جوان عورت پیچھے سے آملی اور کہنے لگی: امیر المومنین! میرا خاوند فوت ہو گیا ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے، اللہ کی قسم! بکری کے پائے بھی انہیں نصیب نہیں، نہ ان کی کوئی کھیتی ہے اور نہ دودھیل جانور اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کو لگڑ بگڑ (یعنی قحط سالی) نہ کھا جائے اور میں خفاف بن ایماء غفاریؓ کی بیٹی ہوں اور میرے باپ حدیبیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر ٹھہر گئے اور آگے نہیں چلے، کہا: واہ واہ بہت نزدیک کا تعلق ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے واپس جا کر ایک مضبوط اونٹ لیا جو گھر میں بندھا تھا اور دو بوریاں اناج سے بھریں اور ان پر

[1] فرق ایک پیمانہ تھا جو ساڑھے چھ کلوگرام کے قریب تھا۔ (لغات الحدیث۔فرق) (قاموس الوحید۔صاع)

عَلَيْهِ غِرَارَتَيْنِ مَلَأَهُمَا طَعَامًا وَحَمَلَ بَيْنَهُمَا نَفَقَةً وَثِيَابًا ثُمَّ نَاوَلَهَا بِخِطَامِهِ ثُمَّ قَالَ اقْتَادِيهِ فَلَنْ يَفْنَى حَتَّى يَأْتِيَكُمُ اللهُ بِخَيْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَكْثَرْتَ لَهَا قَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ وَاللهِ إِنِّي لَأَرَى أَبَا هَذِهِ وَأَخَاهَا قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ ثُمَّ أَصْبَحْنَا نَسْتَفِيءُ سُهْمَانَنَا[1] فِيهِ.

لا دیں اور ان کے درمیان (سال بھر کے) خرچ کے لئے مال اور کپڑے بھی۔ پھر اس اونٹ کی نکیل اس عورت کے ہاتھ میں دے دی اور کہا: اسے لئے جاؤ، یہ ختم نہیں ہوگا کہ اللہ تمہیں اور دے گا۔ ایک شخص کہنے لگا: امیر المومنین! آپؓ نے اس کو بہت دے دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: تیری ماں تجھے کھوئے! اللہ کی قسم! میں تو اس کے باپ اور اس کے بھائی کو اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے عرصہ تک ایک قلعہ کا محاصرہ کئے رکھا ہے جسے انہوں نے آخر فتح کر لیا۔ پھر اس کے بعد صبح کو ہم ان دونوں کے حصے اپنے درمیان تقسیم کرنے لگے۔ (یعنی وہ قلعہ ان دونوں نے فتح کیا تھا جس کی غنیمت کل مسلمانوں کو ملی، گویا ہم نے ان کے حصہ میں سے بانٹا۔)

٤١٦٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ أَبُو عَمْرٍو الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الشَّجَرَةَ ثُمَّ أَنْسَيْتُهَا[2] بَعْدُ فَلَمْ أَعْرِفْهَا

قَالَ مَحْمُودٌ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا بَعْدُ.

اطرافہ: ۴۱۶۳، ۴۱۶۴، ۴۱۶۵۔

۴۱۶۲: محمد بن رافع نے ہمیں بتایا کہ شبابہ بن سوار ابو عمرو فزاری نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے سعید بن مسیب سے، سعید نے اپنے باپؓ سے روایت کی، انہوں نے کہا: میں نے وہ درخت دیکھا تھا (جس کے نیچے بیعت رضوان لی تھی۔) پھر کچھ مدت بعد وہاں گیا تو میں اسے پہچان نہ سکا۔
محمود (بن غیلان) نے (اپنی روایت میں) یوں کہا ہے: کچھ مدت بعد میں وہ درخت بھول گیا۔

[1] صحیح البخاری مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض میں اس جگہ لفظ سُهْمَانَهُمَا ہے۔ (صفحہ ۵۶۸) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔
[2] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں اس جگہ لفظ أُنْسِيتُهَا ہے۔ (فتح الباری جزء ۷ حاشیہ صفحہ ۵۵۷) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

٤١٦٣ : حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ انْطَلَقْتُ حَاجًّا فَمَرَرْتُ بِقَوْمٍ يُصَلُّونَ قُلْتُ مَا هَذَا الْمَسْجِدُ قَالُوا هَذِهِ الشَّجَرَةُ حَيْثُ بَايَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ فَأَتَيْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ سَعِيْدٌ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ كَانَ فِيمَنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ نَسِينَاهَا فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَيْهَا فَقَالَ سَعِيدٌ إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَعْلَمُوهَا وَعَلِمْتُمُوهَا أَنْتُمْ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ.

۴۱۶۳: محمود (بن غیلان) نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ (بن موسیٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسرائیل (بن یونس) سے، اسرائیل نے طارق بن عبد الرحمٰن سے روایت کی، انہوں نے کہا: میں حج کے لئے روانہ ہوگیا اور راستے میں بعض لوگوں کے پاس سے گزرا جو نماز پڑھ رہے تھے، میں نے پوچھا: یہ مسجد کیسی ہے؟ کہنے لگے: یہ اس درخت کی جگہ ہے جس کے نیچے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بیعت رضوان لی تھی۔ یہ سن کر میں سعید بن مسیب کے پاس آیا اور ان سے بیان کیا، سعید نے کہا: میرے باپؓ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ وہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اس درخت کے نیچے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بیعت کی تھی، کہتے تھے: جب ہم اگلے سال نکلے تو ہم وہ جگہ بھول گئے اور پہچان نہ سکے۔ سعید کہتے تھے: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تو اسے پہچان نہ سکے اور تم نے اس کو پہچان لیا (اور اس جگہ پر مسجد بنالی) تم تو پھر زیادہ جاننے والے ہو۔

اطرافهُ: ۴۱۶۲، ۴۱۶۴، ۴۱۶۵۔

٤١٦٤ : حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا طَارِقٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَرَجَعْنَا إِلَيْهَا الْعَامَ الْمُقْبِلَ فَعَمِيَتْ عَلَيْنَا.

۴۱۶۴: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہمیں بتایا کہ ابوعوانہ نے ہم سے بیان کیا کہ طارق (بن عبد الرحمٰن) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید بن مسیب سے، سعید نے اپنے باپؓ سے روایت کی کہ وہ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ ہم دوسرے سال دیکھنے کے لئے گئے تو وہ ہمیں نظر نہ آیا۔

اطرافهُ: ۴۱۶۲، ۴۱۶۳، ۴۱۶۵۔

٤١٦٥ : حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَارِقٍ قَالَ ذُكِرَتْ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ الشَّجَرَةُ فَضَحِكَ فَقَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي وَكَانَ شَهِدَهَا.

اطرافہ: ۴۱۶۲، ۴۱۶۳، ۴۱۶۴۔

۴۱۶۵: قبیصہ (بن عقبہ) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ طارق سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: سعید بن مسیب کے سامنے اس درخت کا ذکر آیا تو وہ ہنس پڑے، انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ اس بیعت میں شریک تھے جو اس کے نیچے ہوئی۔

٤١٦٦ : حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَةٍ قَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى.

اطرافہ: ۱۴۹۷، ۶۳۳۲، ۶۳۵۹۔

۴۱۶۶: آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا کہ عمرو بن مرہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے سنا، وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اس درخت کے نیچے آنحضرت ﷺ کی بیعت کی تھی، کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب لوگ کچھ صدقہ لاتے تو آپؐ یوں دعا کرتے: اے اللہ! ان کو اپنی خاص رحمت سے نواز۔ چنانچہ میرے باپ اپنا صدقہ لے کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے تو آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! ابو اوفیٰ کی اولاد کو رحمت خاصہ سے نواز۔

٤١٦٧ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَخِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحَرَّةِ وَالنَّاسُ يُبَايِعُونَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْظَلَةَ فَقَالَ ابْنُ زَيْدٍ عَلَى مَا يُبَايِعُ ابْنُ حَنْظَلَةَ النَّاسَ قِيلَ لَهُ عَلَى الْمَوْتِ

۴۱۶۷: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے بھائی (عبد الحمید) سے، انہوں نے سلیمان (بن بلال) سے، سلیمان نے عمرو بن یحییٰ (مازنی) سے، عمرو نے عباد بن تمیم سے روایت کی، انہوں نے کہا: جب حرہ کا واقعہ ہوا اور لوگ عبد اللہ بن حنظلہ کی بیعت کر رہے تھے تو حضرت (عبد اللہ) بن زید (انصاری مازنیؓ) نے پوچھا: ابن حنظلہ لوگوں

قَالَ لَا أُبَايِعُ عَلَى ذَلِكَ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ شَهِدَ مَعَهُ الْحُدَيْبِيَةَ.

طرفهُ: ۲۹۵۹۔

سے کس بات پر بیعت لے رہے ہیں؟ انہیں بتایا گیا: موت پر۔ وہ کہنے لگے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے بھی اس بات پر بیعت نہیں کروں گا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں شریک تھے۔

٤١٦٨ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ ظِلٌّ نَسْتَظِلُّ فِيهِ.

۴۱۶۸: یحییٰ بن یعلیٰ محاربی نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا کہ ایاس بن سلمہ بن اکوع نے ہم سے بیان کیا، کہتے تھے: میرے والد نے مجھ سے بیان کیا اور وہ اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے درخت کے نیچے آنحضرت ﷺ کی بیعت کی تھی، کہتے تھے: ہم نبی ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ پھر ایسے وقت لوٹ جاتے جب دیواروں کا سایہ ایسا نہ ہوتا کہ ان کے سایہ سے ہم فائدہ اُٹھاتے۔

٤١٦٩ : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ.

اطرافهُ: ۲۹۶۰، ۷۲۰۶، ۷۲۰۸۔

۴۱۶۹: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم (بن اسماعیل) نے ہمیں بتایا۔ یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے پوچھا: حدیبیہ کے دن آپؐ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس بات پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے کہا: موت پر۔

٤١٧٠ : حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقِيتُ الْبَرَاءَ

۴۱۷۰: احمد بن اشکاب نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن فضیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے علاء بن مسیب سے، علاء نے اپنے باپ سے روایت کی،

ابْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقُلْتُ طُوبَى لَكَ صَحِبْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتَهُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَنْتَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثْنَا بَعْدَهُ.

انہوں نے کہا: میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے ملا ہوں اور میں نے کہا: کیا ہی خوش قسمتی ہے آپؓ کی کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور درخت کے نیچے آپ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی) بیعت کی۔ یہ سن کر وہ کہنے لگے: میرے بھتیجے! تم نہیں جانتے کہ ہم نے آپؐ کے بعد کیا کچھ کیا۔

٤١٧١: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ هُوَ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ.

اطرافہ: ۱۳۶۳، ۴۸۴۳، ۶۰۴۷، ۶۱۰۵، ۶۶۵۲۔

۴۱۷۱: اسحاق (بن منصور) نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن صالح نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا کہ معاویہ بن سلام نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ (بن ابی کثیر) سے، یحییٰ نے ابوقلابہ (عبداللہ بن زید جرمی) سے کہ حضرت ثابت بن ضحاکؓ نے ان کو بتایا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔

٤١٧٢: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ○ (الفتح: ٢) قَالَ الْحُدَيْبِيَةُ، قَالَ أَصْحَابُهُ هَنِيئًا مَرِيئًا فَمَا لَنَا فَأَنْزَلَ اللهُ: لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (الفتح: ٦) قَالَ شُعْبَةُ فَقَدِمْتُ الْكُوفَةَ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا كُلِّهِ عَنْ قَتَادَةَ ثُمَّ رَجَعْتُ فَذَكَرْتُ لَهُ

۴۱۷۲: احمد بن اسحاق نے مجھے بتایا کہ عثمان بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ (یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ... (ہم نے تمہیں کھلی کھلی فتح دی ہے۔) حضرت انسؓ کہتے تھے: اس سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔ آپؐ کے صحابہ نے کہا: مبارک، ہمیں کیا ملا؟ تو اللہ نے یہ وحی نازل کی: تا وہ مومن مردوں اور عورتوں کو ایسی جنت میں داخل کرے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ شعبہ نے کہا: میں کوفہ میں آیا تو میں نے یہ ساری بات قتادہ کی

فَقَالَ أَمَّا "إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ" فَعَنْ أَنَسٍ، وَأَمَّا "هَنِيئًا مَرِيئًا" فَعَنْ عِكْرِمَةَ.

روایت سے بیان کی۔ پھر واپس آیا تو میں نے ان سے اس کا ذکر کیا۔ وہ کہنے لگے: "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ" کی روایت حضرت انسؓ سے ہے اور هَنِيئًا مَرِيئًا (کا قول جو صحابہ کا ہے) عکرمہؒ سے مروی ہے۔

طرفہ: ۴۸۳۴۔

٤١٧٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَجْزَأَةَ بْنِ زَاهِرٍ الأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ قَالَ إِنِّي لأُوقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ بِلُحُومِ الْحُمُرِ إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ.

۴۱۷۳: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہمیں بتایا کہ ابوعامر (عقدی) نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل (بن یونس) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مجزاۃ بن زاہر اسلمی سے، مجزاۃ نے اپنے باپ سے روایت کی اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جو درخت کے نیچے بیعت میں شریک ہوئے تھے، کہتے تھے: میں (خیبر کی جنگ میں) ان ہانڈیوں کے نیچے جن میں گدھوں کا گوشت تھا آگ جلا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے یوں آواز دی: رسول اللہ ﷺ گدھوں کے گوشت سے منع فرماتے ہیں۔

٤١٧٤: وَعَنْ مَجْزَأَةَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْهُمْ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اسْمُهُ أُهْبَانُ بْنُ أَوْسٍ وَكَانَ اشْتَكَى رُكْبَتَهُ وَكَانَ إِذَا سَجَدَ جَعَلَ تَحْتَ رُكْبَتِهِ وِسَادَةً.

۴۱۷۴: اور (اس سند سے) مجزاۃ کی روایت ہے کہ انہوں نے ان لوگوں میں سے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی، ایک شخص سے جس کا نام حضرت اُہبان بن اوسؓ تھا روایت کی اور وہ گھٹنے کی درد سے بیمار تھے اور جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے کے نیچے تکیہ رکھ لیتے۔

٤١٧٥: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ

۴۱۷۵: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ (محمد) بن ابی عدی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے یحیٰ بن سعید سے، یحیٰ نے بُشَیر بن یسار

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ أُتُوا بِسَوِيقٍ فَلَاكُوْهُ.

سے، بُشیر نے حضرت سُوَید بن نعمانؓ سے روایت کی اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کے پاس ستو لائے گئے جو انہوں نے منہ میں اِدھر اُدھر پھیر پھار کر کھالئے۔

تَابَعَهُ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ.

(ابن ابی عدی کی طرح) معاذ نے بھی شعبہ سے یہی روایت کی۔

اطرافہٗ: ۲۰۹، ۲۱۵، ۲۹۸۱، ۴۱۹۵، ۵۳۸۴، ۵۳۹۰، ۵۴۵۴، ۵۴۵۵۔

٤١٧٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا شَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ هَلْ يُنْقَضُ الْوِتْرُ قَالَ إِذَا أَوْتَرْتَ مِنْ أَوَّلِهِ فَلَا تُوتِرْ مِنْ آخِرِهِ.

۴۱۷۶: محمد بن حاتم بن بزیع نے ہم سے بیان کیا کہ شاذان (اسود بن عامر) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے ابوجمرہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی، کیا وتر توڑا جاسکتا ہے؟ انہوں نے کہا: جب تم رات کے پہلے حصہ میں وتر پڑھ لو تو رات کے آخر میں وتر نہ پڑھو۔

٤١٧٧: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ

۴۱۷۷: عبداللہ بن یوسف نے مجھ سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زید بن اسلم سے، زید نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی سفر میں رات کو جارہے تھے اور حضرت عمر بن خطابؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے، حضرت عمر بن خطابؓ نے آپؐ سے کسی بات کی نسبت پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ {ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ[1]} وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا عُمَرُ نَزَّرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ لَا يُجِيبُكَ. قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ وَخَشِيتُ أَنْ يَّنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَّكُوْنَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ. وَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ: إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ○ (الفتح: ۲).

اطرافہ: ۴۸۳۳، ۵۰۱۲۔

نے جواب نہ دیا۔ پھر آپؐ سے پوچھا اور آپؐ نے پھر جواب نہ دیا۔ پھر انہوں نے آپؐ سے پوچھا اور آپؐ نے ان کو جواب نہ دیا۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے (اپنے دل میں یہ) کہا: عمر تیری ماں تجھے کھوئے تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑکر تین بار پوچھا ہے اور ہر دفعہ آپؐ نے تجھے جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے: میں نے اونٹ کو تیز کیا اور مسلمانوں کے آگے ہو گیا اور میں ڈرا کہ کہیں میرے متعلق قرآن نازل نہ ہو۔ تھوڑی دیر ٹھہرا تھا کہ میں نے ایک پکارنے والے کو سنا جو مجھے پکار رہا تھا۔ کہتے تھے: میں نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرے متعلق قرآن نازل نہ ہوا ہو۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، میں نے آپؐ کو السلام علیکم کہا۔ آپؐ نے فرمایا: آج رات مجھ پر ایک سورۃ نازل کی گئی ہے جو مجھے ان تمام اشیاء سے زیادہ پیاری ہے جن پر سورج چڑھا ہے۔ پھر آپؐ نے یہ سورۃ پڑھی: إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ... (یقیناً ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح عطا کی ہے۔)

٤١٧٨ - ٤١٧٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ حِيْنَ حَدَّثَ هَذَا الْحَدِيْثَ حَفِظْتُ بَعْضَهُ وَثَبَّتَنِي مَعْمَرٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ

۴۱۷۸-۴۱۷۹: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا، انہوں نے کہا: میں نے زُہری سے جب انہوں نے یہ حدیث بیان کی، سنا (کہتے تھے:) اس میں سے کچھ میں نے یاد رکھا اور جو میں بھولا ہوا تھا، معمر نے

[1] یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں (فتح الباری جزء۷ حاشیہ صفحہ ۵۶۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ وَبَعَثَ عَيْنًا لَهُ مِنْ خُزَاعَةَ وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَانَ بِغَدِيْرِ الأَشْطَاطِ أَتَاهُ عَيْنُهُ قَالَ إِنَّ قُرَيْشًا جَمَعُوا لَكَ جُمُوْعًا وَقَدْ جَمَعُوا لَكَ الأَحَابِيْشَ وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ وَصَادُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ وَمَانِعُوكَ. فَقَالَ أَشِيْرُوا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيَّ أَتَرَوْنَ أَنْ أَمِيْلَ إِلَى عِيَالِهِمْ وَذَرَارِيِّ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّصُدُّوْنَا عَنِ الْبَيْتِ فَإِنْ يَّأْتُوْنَا كَانَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ قَطَعَ عَيْنًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَإِلَّا تَرَكْنَاهُمْ مَحْرُوْبِيْنَ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَرَجْتَ عَامِدًا لِهٰذَا الْبَيْتِ لَا تُرِيْدُ قَتْلَ أَحَدٍ وَلَا حَرْبَ أَحَدٍ فَتَوَجَّهْ لَهُ فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ. قَالَ امْضُوا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ.

مجھے یاد دلایا۔ معمر نے عروہ بن زبیر سے، عروہ نے حضرت مسور بن مخرمہؓ اور مروان بن حکم سے روایت کی۔ ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کچھ زیادہ بیان کرتا تھا۔ ان دونوں نے کہا: جس سال حدیبیہ کا واقعہ ہوا، نبی ﷺ ایک ہزار سے کچھ زیادہ اپنے ساتھیوں کو لے کر نکلے۔ جب آپؐ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو آپؐ نے قربانی کے گلے میں ہار ڈالا اور اس کے کوہان پر نشان لگایا اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا اور اپنے ایک سراغ رساں کو بھیجا جو خزاعہ قوم سے تھا اور نبی ﷺ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ آپؐ اشطاط کے جوہڑ پر پہنچے تو آپؐ کا سراغ رساں آپؐ کے پاس آیا۔ اس نے کہا: قریش نے آپؐ کیلئے بہت سے جتھے جمع کئے ہیں اور آپؐ کیلئے حبشی بھی اکٹھے کئے ہیں اور وہ آپؐ سے لڑیں گے اور آپؐ کو بیت اللہ سے روکیں گے اور عمرہ نہ کرنے دیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: لوگو! مجھے مشورہ دو، کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ میں ان لوگوں کے بال بچوں پر حملہ کروں جو ہمیں بیت اللہ سے روکنا چاہتے ہیں؟ اگر وہ ہم پر حملہ کریں گے تو اللہ عزوجل مشرکوں کے ریاکار دوستوں کو کاٹ دے گا ورنہ ہم انہیں مفلوک وقلاش چھوڑ دیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ بیت اللہ کا عزم کر کے نکلے تھے، نہ کسی کو مارنے کا ارادہ تھا اور نہ کسی سے لڑنے کا، اس لئے آپؐ اسی طرف چلئے۔ جس نے ہم کو اس سے روکا، ہم اس سے لڑیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کے نام پر چلے چلو۔

اطراف الحدیث ٤١٧٨: ۱۶۹۴، ۱۸۱۱، ۲۷۱۲، ۲۷۳۱، ۴۱۵۸، ۴۱۸۱۔
اطراف الحدیث ٤١٧٩: ۱۶۹۵، ۲۷۱۱، ۲۷۳۲، ۴۱۵۷، ۴۱۸۰۔

٤١٨٠- ٤١٨١: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ يُخْبِرَانِ خَبَرًا مِنْ خَبَرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُمْرَةِ الْحُدَيْبِيَةِ فَكَانَ فِيْمَا أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْهُمَا أَنَّهُ لَمَّا كَاتَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى قَضِيَّةِ الْمُدَّةِ وَكَانَ فِيمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا أَحَدٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِيْنِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا وَخَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ. وَأَبَى سُهَيْلٌ أَنْ يُقَاضِيَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا عَلَى ذَلِكَ فَكَرِهَ الْمُؤْمِنُوْنَ ذَلِكَ وَامَّعَضُوا فَتَكَلَّمُوْا فِيْهِ فَلَمَّا أَبَى سُهَيْلٌ أَنْ يُقَاضِيَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا عَلَى ذَلِكَ كَاتَبَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا جَنْدَلِ بْنَ

۴۱۸۰- ۴۱۸۱: اسحاق (بن راہویہ) نے مجھ سے بیان کیا کہ یعقوب (بن ابراہیم بن سعد) نے ہمیں خبر دی کہ ابن شہاب کے بھتیجے نے مجھے بتایا۔ انہوں نے اپنے چچا (محمد بن مسلم بن شہاب) سے روایت کی کہ عروہ بن زبیر نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے مروان بن حکم اور حضرت مِسوَر بن مخرمہؓ سے سنا کہ وہ دونوں اس واقعہ کی خبر بیان کرتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ حدیبیہ میں پیش آیا تھا۔ عروہ نے ان دونوں سے روایت کرتے ہوئے مجھے جو بتایا اس میں یہ بھی تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حدیبیہ میں سہیل بن عمرو سے قضیہ معیادی کا صلح نامہ لکھوایا اور سہیل بن عمرو نے جو شرطیں کی تھیں ان میں سے اس نے یہ بھی کہا تھا: تمہارے پاس ہم میں سے جو کوئی جائے گا اور وہ تمہارے دین پر بھی ہوا تو تم نے اسے ہماری طرف لوٹا دینا ہوگا اور ہمارے اور اس کے درمیان کوئی دخل نہیں دوگے۔ سہیل نے انکار کر دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بغیر اس کے صلح کرے۔ مومنوں نے اس شرط کو بُرا مانا اور پیچ و تاب کھانے لگے اور اس کے متعلق باتیں کرنے لگے۔ جب سہیل نے بغیر اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرنے سے قطعی انکار کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ شرط لکھنے کے لئے کہا اور رسول اللہ ﷺ

سُهَيْلٍ يَوْمَئِذٍ إِلَى أَبِيهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَأْتِ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ وَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا وَجَاءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَكَانَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ مِمَّنْ خَرَجَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ عَاتِقٌ فَجَاءَ أَهْلُهَا يَسْأَلُونَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِي الْمُؤْمِنَاتِ مَا أَنْزَلَ.

نے حضرت ابو جندل بن سہیلؓ کو (جو مسلمان ہو چکے تھے) انہی ایام میں ان کے باپ سہیل بن عمرو کے پاس لوٹا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو مرد بھی (قریش سے) آتا تو آپؐ میعادی صلح کے دوران اسے واپس کر دیتے گو وہ مسلمان ہی ہوتا اور چند مومن عورتیں بھی ہجرت کر کے آئیں۔ حضرت امّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیطؓ بھی ان لوگوں میں سے تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے پاس نکل کر آئے اور وہ ابھی بالغ ہوئی تھیں۔ ان کے رشتہ دار آئے، رسول اللہ ﷺ سے درخواست کرنے لگے کہ وہ اسے ان کو واپس کر دیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کی بابت وحی نازل کی (کہ وہ واپس نہ کی جائیں)۔

اطراف الحدیث ٤١٨٠ : ۱۶۹۵، ۲۷۱۱، ۲۷۳۲، ۴۱۵۷، ۴۱۷۹۔
اطراف الحدیث ٤١٨١ : ۱۶۹۴، ۱۸۱۱، ۲۷۱۲، ۲۷۳۱، ۴۱۵۸، ۴۱۷۸۔

٤١٨٢ : قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهَذِهِ الآيَةِ: يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ (الممتحنة: ۱۳) وَعَنْ عَمِّهِ قَالَ بَلَغَنَا حِيْنَ أَمَرَ اللهُ رَسُوْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرُدَّ

۴۱۸۲: ابن شہاب کہتے تھے اور مجھے عروہ بن زبیر نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مومن عورتوں کا جو ہجرت کر کے آئیں، اس آیت کے مطابق امتحان لیتے تھے: يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ... (یعنی اے نبی! جب مومن عورتیں تیرے پاس آئیں...) اور (ابن شہاب کے بھتیجے نے) اپنے چچا سے (مذکورہ بالا سند سے) روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی: اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ

إِلَى الْمُشْرِكِينَ مَا أَنْفَقُوْا عَلَى مَنْ هَاجَرَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ وَبَلَغَنَا أَنَّ أَبَا بَصِيْرٍ ... فَذَكَرَهُ بِطُولِهِ.

مشرکوں نے اپنی بیویوں پر جو خرچ کیا ہے جب ان کی بیویاں ہجرت کرکے مسلمانوں کے پاس مدینہ چلی آئیں تو اُن کو خرچ واپس کر دیا جائے اور ہمیں یہ خبر بھی پہنچی کہ ابوبصیر.... یہ کہہ کر انہوں نے اس کا سارا واقعہ مفصل بیان کیا۔

اطرافہُ: ۲۷۱۳، ۲۷۳۳، ۴۸۹۱، ۵۲۸۸، ۷۲۱۴۔

٤١٨٣: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا خَرَجَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ.

۴۱۸۳: قتیبہ (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے نافع سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فتنے کے زمانہ میں عمرہ کی نیت سے نکلے اور انہوں نے کہا: اگر بیت اللہ سے میں روک دیا گیا تو ہم ویسا ہی کریں گے جیسا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا۔ انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جس سال حدیبیہ کا واقعہ ہوا، عمرہ کا احرام باندھا تھا۔

اطرافہُ: ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۹۳، ۱۷۰۸، ۱۷۲۹، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۱۰، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۴۱۸۴، ۴۱۸۵۔

٤١٨٤: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَهَلَّ وَقَالَ إِنْ حِيْلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَتَلَا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الأحزاب: ٢٢).

۴۱۸۴: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبیداللہ سے، عبیداللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ انہوں نے احرام باندھا اور کہا: اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان کوئی روک پیدا ہوئی تو میں ویسا ہی کروں گا جیسا نبی ﷺ نے کیا تھا، جب کفارِ قریش آپؐ کے سدِّ راہ ہوئے تھے اور یہ آیت پڑھی: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي... یعنی تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ ہی اچھا نمونہ ہیں۔

أطرافہُ: ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۹۳، ۱۷۰۸، ۱۷۲۹، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۱۰، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۴۱۸۳، ۴۱۸۵

٤١٨٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ...

وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ بَعْضَ بَنِي عَبْدِ اللهِ قَالَ لَهُ لَوْ أَقَمْتَ الْعَامَ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ لَّا تَصِلَ إِلَى الْبَيْتِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدَايَاهُ وَحَلَقَ وَقَصَّرَ أَصْحَابُهُ وَقَالَ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي أَوْجَبْتُ عُمْرَةً فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَإِنْ حِيْلَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ مَا أُرَى شَأْنَهُمَا إِلَّا وَاحِدًا أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِي فَطَافَ طَوَافًا وَّاحِدًا وَّسَعْيًا وَّاحِدًا حَتَّى حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا.

۴۱۸۵: عبداللہ بن محمد بن اسماء نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے روایت کی۔ عبیداللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ دونوں نے ان کو بتایا کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے گفتگو کی....

(امام بخاریؒ نے کہا:) موسیٰ بن اسماعیل نے بھی ہم سے بیان کیا کہ جویریہ نے ہمیں بتایا۔ نافع سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ (بن عمرؓ) کے بیٹوں میں سے کسی نے ان سے کہا: اگر آپؐ اس سال ٹھہر جائیں (اور عمرہ کیلئے نہ جائیں تو اچھا ہے) کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ آپؓ بیت اللہ کو نہیں پہنچ سکیں گے۔ انہوں نے جواب دیا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ نکلے تھے اور کفارِ قریش سدّ راہ ہوئے تھے۔ نبی ﷺ نے اپنی قربانیاں ذبح کر دیں اور سر منڈوایا اور آپؐ کے صحابہؓ نے بھی بال کترائے۔ پھر (حضرت عبداللہ بن عمرؓ) کہنے لگے: میں تم کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میں نے عمرہ اپنے لئے واجب کر لیا ہے۔ اگر مجھے بیت اللہ تک جانے دیا گیا تو میں طواف کروں گا اور اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان روک ڈال دی گئی تو میں اسی طرح کروں گا جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ پھر تھوڑی دیر چلے اس کے بعد کہنے لگے: میں حج اور عمرہ دونوں کی ایک ہی حیثیت سمجھتا ہوں میں تمہیں گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب ٹھہرا لیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک ہی طواف کیا اور ایک ہی سعی کی اور ان دونوں ہی کا احرام (ساتھ ہی دسویں تاریخ کو) کھولا۔

أطرافهُ: ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۹۳، ۱۷۰۸، ۱۷۲۹، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۱۰، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۴۱۸۳، ۴۱۸۴۔

٤١٨٦ : حَدَّثَنِي شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ سَمِعَ النَّضْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا صَخْرٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ وَلَيْسَ كَذَلِكَ وَلَكِنْ عُمَرُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَرْسَلَ عَبْدَ اللهِ إِلَى فَرَسٍ لَهُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَأْتِي بِهِ لِيُقَاتِلَ عَلَيْهِ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ عِنْدَ الشَّجَرَةِ وَعُمَرُ لَا يَدْرِي بِذَلِكَ فَبَايَعَهُ عَبْدُ اللهِ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى الْفَرَسِ فَجَاءَ بِهِ إِلَى عُمَرَ وَعُمَرُ يَسْتَلْئِمُ لِلْقِتَالِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَانْطَلَقَ فَذَهَبَ مَعَهُ حَتَّى بَايَعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ الَّتِي يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ.

أطرافه: ۳۹۱۶، ۴۱۸۷۔

۴۱۸۶: شجاع بن ولید نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے نضر بن محمد سے سنا۔ (کہتے تھے:) صخر (بن جویریہ) نے ہمیں بتایا۔ نافع سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: لوگ باتیں کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عمرؓ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ حالانکہ یوں نہیں بلکہ بات یہ ہوئی کہ حضرت عمرؓ نے حدیبیہ کے دن حضرت عبداللہؓ کو اپنا ایک گھوڑا جو ایک انصاری شخص کے پاس تھا، لانے کے لئے بھیجا تا اُس پر سوار ہو کر لڑیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شجرہ کے پاس بیعت لے رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کو یہ پتہ نہ تھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ (بن عمرؓ) نے آپؐ کی بیعت کی۔ پھر گھوڑا لینے گئے اور حضرت عمرؓ کے پاس لے آئے اور حضرت عمرؓ اس وقت لڑائی کے لئے زرہ پہن رہے تھے۔ حضرت عبداللہؓ نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے بیعت لے رہے ہیں۔ نافع کہتے تھے: یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ چلے گئے اور ان کے ساتھ حضرت عبداللہؓ بھی گئے۔ اس وقت حضرت عمرؓ نے بھی بیعت کی۔ یہ وہ واقعہ ہے جس کی وجہ سے لوگ باتیں کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ، حضرت عمرؓ سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں۔

٤١٨٧ : وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّاسَ

۴۱۸۷: اور ہشام بن عمار نے کہا کہ ولید بن مسلم نے ہمیں بتایا۔ عمر بن محمد عمری نے ہم سے بیان کیا کہ نافع نے مجھے بتایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لوگ حدیبیہ کے دن نبی ﷺ

كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ تَفَرَّقُوْا فِي ظِلَالِ الشَّجَرِ فَإِذَا النَّاسُ مُحْدِقُوْنَ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ انْظُرْ مَا شَأْنُ النَّاسِ قَدْ أَحْدَقُوا بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَوَجَدَهُمْ يُبَايِعُونَ فَبَايَعَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عُمَرَ فَخَرَجَ فَبَايَعَ.

أطرافهُ: ۳۹۱۶، ۴۱۸۶۔

کے ساتھ تھے۔ درختوں کے سایے میں وہ اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: عبداللہ دیکھو لوگ کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہیں؟ حضرت ابن عمرؓ نے جا کر دیکھا کہ وہ بیعت کر رہے ہیں اس لئے انہوں نے بیعت کی۔ پھر حضرت عمرؓ کے پاس وہ لوٹ کر آئے اور حضرت عمرؓ بھی نکلے اور انہوں نے بھی جا کر بیعت کی۔

٤١٨٨: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اعْتَمَرَ فَطَافَ فَطُفْنَا مَعَهُ وَصَلَّى وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ لَا يُصِيبُهُ أَحَدٌ بِشَيْءٍ.

أطرافهُ: ۱۶۰۰، ۱۷۹۱، ۴۲۵۵۔

۴۱۸۸: (محمد بن عبد اللہ) بن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ یعلیٰ (بن عبید) نے ہمیں بتایا کہ اسماعیل (بن ابی خالد) نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے سنا، کہتے تھے: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب آپؐ نے عمرہ کیا۔ آپؐ نے طواف کیا اور ہم نے بھی آپؐ کے ساتھ طواف کیا اور آپؐ نے نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپؐ صفا و مروہ کے درمیان دوڑے اور ہم اہل مکہ سے آپؐ کو آڑ میں لیتے ہوئے حفاظت کر رہے تھے کہ کوئی آپؐ کو ضرر نہ پہنچائے۔

٤١٨٩: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَصِيْنٍ قَالَ قَالَ أَبُو وَائِلٍ لَمَّا قَدِمَ سَهْلُ بْنُ

۴۱۸۹: حسن بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن سابق نے ہمیں بتایا کہ مالک بن مغول نے ہم سے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے ابو حصین سے سنا، انہوں نے کہا: ابووائل (شقیق بن سلمہ) کہتے

حُنَيْفٍ مِنْ صِفِّيْنَ أَتَيْنَاهُ نَسْتَخْبِرُهُ فَقَالَ اتَّهِمُوْا الرَّأْيَ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَرُدَّ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَهُ لَرَدَدْتُ وَاللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ ، وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا لِأَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ قَبْلَ هَذَا الأَمْرِ مَا نَسُدُّ مِنْهُمَا خُصْمًا إِلَّا تَفَجَّرَ عَلَيْنَا خُصْمٌ مَا نَدْرِي كَيْفَ نَأْتِي لَهُ.

اطرافہ: ۳۱۸۱، ۳۱۸۲، ۴۸۴۴، ۷۳۰۸۔

تھے: جب حضرت سہل بن حنیفؓ صفین سے آئے ہم ان کے پاس آئے، ان سے حال پوچھنے لگے۔ انہوں نے کہا: کسی رائے کے صحیح ہونے پر یقین نہ کرلیا کرو۔ میں ابوجندلؓ کے واقعہ میں اپنے آپ کو دیکھ چکا ہوں۔ اگر میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا حکم ردّ کرسکتا تو ضرور ہی ردّ کرتا۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جاننے والے ہیں اور ہم نے کبھی کسی ایسے امر کے لئے جو ہمیں گھبراہٹ میں ڈال دے اپنے کندھوں پر تلواریں نہیں رکھیں مگر اُن تلواروں نے ہمارے لئے اس امر کو آسان کر دیا جس کو ہم اس سے پہلے سمجھتے تھے کہ ہم اس کا ایک کونہ بند نہیں کریں گے کہ ہمارے لئے دوسرا کونہ کھول دیا جائے گا۔ نہیں جانتے تھے کہ اس سے کیونکر نپٹیں۔

٤١٩٠ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ أَوِ انْسُكْ نَسِيْكَةً. قَالَ أَيُّوبُ لَا أَدْرِي بِأَيِّ هَذَا بَدَأَ.

۴۱۹۰: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، ایوب نے مجاہد سے، مجاہد نے (عبدالرحمٰن) بن ابی لیلیٰ سے، انہوں نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: حدیبیہ کے زمانہ میں نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میرے پاس آئے اور میرے منہ پر جوئیں چڑھ رہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تمہیں تمہارے سر کے کیڑے تکلیف دے رہے ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر سر منڈوا ڈالو اور تین دن کے روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ یا ایک بکری قربان کرو۔ ایوب کہتے تھے: میں نہیں جانتا کہ ان تین باتوں میں سے کونسی آپؐ نے پہلے فرمائی۔

اطرافہ: ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۴۱۵۹، ۴۱۹۱، ۴۵۱۷، ۵۶۶۵، ۵۷۰۳، ۶۷۰۸۔

٤١٩١ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ أَبُو عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ وَقَدْ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُونَ قَالَ وَكَانَتْ لِي وَفْرَةٌ فَجَعَلَتِ الْهَوَامُّ تَسَّاقَطُ عَلَى وَجْهِي فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ. وَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ (البقرة: ۱۹۷)

۴۱۹۱: محمد بن ہشام ابو عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو بشر سے، ابو بشر نے مجاہد سے، مجاہد نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے، انہوں نے حضرت کعب بن عجرہؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم نے احرام باندھے ہوئے تھے اور مشرکوں نے ہمیں (کعبہ کا طواف کرنے سے) روک دیا تھا۔ حضرت کعبؓ کہتے تھے: میرے لمبے بال تھے اور جوئیں میرے منہ پر گرنے لگیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے۔ آپؐ نے پوچھا: کیا تمہارے سر کے کیڑے تمہیں تکلیف دیتے ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ (کہتے تھے:) اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا... (یعنی) جو تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو روزوں یا صدقہ یا قربانی کا فدیہ دے۔

أطرافہ: ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۴۱۵۹، ۴۱۹۰، ۴۵۱۷، ۵۶۶۵، ۵۷۰۳، ۶۷۰۸

تشریح: غَزْوَةُ الْحُدَيْبِيَةِ: صحیح بخاری کے نسخہ کشمیہنی میں عنوانِ باب کے لئے بجائے غَزْوَةُ الْحُدَيْبِيَةِ کے عُمْرَةُ الْحُدَيْبِيَةِ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۴۸)

کتاب المغازی کے شروع میں یہ بتایا جاچکا ہے کہ غزوہ کے اصطلاحی معنی کوچ یا یورش کے ہیں۔ اس لفظ کا یہ استعمال عوام میں رائج تھا۔ اس میں لڑائی کا ہونا لازمی نہیں۔ غزوۂ حدیبیہ سے متعلق روایات اور ان کی شرح کتاب الشروط باب ۱، ۱۵ میں ملاحظہ ہو۔ حُدَيْبِيَةِ کی یاء تشدید سے بھی ہے اور تخفیف سے بھی۔ حدیبیہ کنویں کا نام ہے جو مکہ مکرمہ سے ایک منزل (۱۰ میل) کے فاصلہ پر ہے۔ اسی نام سے حدیبیہ کی بستی مشہور ہے۔[۱] یہ سفر ایک خواب کی بناء پر صرف عمرہ کی غرض سے ذوالقعدہ (۶ھ) کے شروع میں اختیار کیا گیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپؐ صحابہؓ کے

---

[۱] (ھدی الساری مقدمۃ فتح الباری، الفصل الخامس فی سیاق الألفاظ الغریبۃ، الحدیبیۃ، صفحہ ۱۴۹)
(معجم البلدان للحموی، باب الحاء والدال- الحدیبیۃ)

ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔[1] اس خواب کا ذکر سورۃ الفتح میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ○ (الفتح:۲۸)[2] عنوانِ باب میں جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے، یہ ہے: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ (الفتح:۱۹)[3] سورۃ الفتح کے ابتداء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ (الفتح:۲،۳)[4] ان آیات میں واقعہ حدیبیہ فتح مبین اور ایسی نصرت قرار دی گئی ہے جو کامل غلبہ کی صورت میں ظاہر ہوکر مومنوں کے اطمینان وسکون و اِزدیادِ ایمان کا باعث ہونے والی تھی۔ فرماتا ہے کہ یہ عظیم الشان مہم انسانی ہاتھوں سے نہیں بلکہ زمین و آسمان کے الٰہی لشکروں کے ذریعہ پایہ تکمیل کو پہنچے گی۔ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ (الفتح:۵)[5] یہ آیت سورۃ الفتح کے پہلے رکوع میں دو دفعہ وارد ہوئی ہے۔ (آیت نمبر۵و۸) ایک موعودہ عظیم الشان کامیابی کے تعلق میں اور دوسری دفعہ بدگمان منافقین اور مشرکین کی سزا اور ان کے بد انجام کے تعلق میں۔ دونوں مقصد جنود اللہ (ملائکہ وغیرہ) کے وسیلہ سے انجام پائیں گے۔

یہ وہ تمہید ہے کہ جس سے امام بخاریؒ نے ابواب غزوۂ حدیبیہ شروع کئے ہیں اور اس تعلق میں پنتالیس مستند روایتیں لائے ہیں جو اس غزوہ سے متعلق امور پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے پہلی روایت (نمبر۴۱۴۷) کا مضمون یہ ہے کہ حوادث دنیا میں سے ہر حادثہ رحمت وفضل ربانی کا حامل اور اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور اس کے علم وتصرف سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ معنونہ آیت اور پہلی روایت دیباچہ ہیں ان فلکی تصرفات کا جو جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے الفاظ سے تعبیر کئے گئے ہیں۔ خواب میں صحابہ سمیت بیت اللہ کا طواف کرنا اور اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذہن عمرہ کرنے کی

---

[1] (الدر المنثور، سورۃ الفتح آیت ۲۷: لقد صدق الله، جزء۱۳ صفحہ ۵۱۱ تا ۵۱۳)(فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۴۸)

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "یقیناً اللہ نے اپنے رسول کو (اس کی) رؤیا حق کے ساتھ پوری کر دکھائی کہ اگر اللہ چاہے گا تو تم ضرور بالضرور مسجد حرام میں امن کی حالت میں داخل ہوں گے، اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور بال کترواتے ہوئے، ایسی حالت میں کہ تم خوف نہیں کرو گے۔ پس وہ اس کا علم رکھتا تھا جو تم نہیں جانتے تھے۔ پس اس نے اس کے علاوہ قریب ہی ایک اور فتح مقدّر کر دی ہے۔"

[3] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "یقیناً اللہ مومنوں سے راضی ہوگیا جب وہ درخت کے نیچے تیری بیعت کر رہے تھے۔ وہ جانتا ہے جو اُن کے دلوں میں تھا۔ پس اُس نے ان پر سکینت اُتاری اور انہیں ایک فتح قریب عطا کی۔"

[4] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "یقیناً ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح عطا کی ہے۔ تا کہ اللہ تجھے تیری ہر سابقہ اور ہر آئندہ ہونے والی لغزش بخش دے اور تجھ پر اپنی نعمت کو کمال تک پہنچائے اور صراطِ مستقیم پر گامزن رکھے۔"

[5] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ ہی کی ملکیت ہیں اور اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔"

طرف منتقل ہونا اور پھر اس ضمن میں جو واقعات بمقام حدیبیہ رونما ہوئے، وہ سب اپنی نوعیت میں ایسے ہیں جو بشری عقل و فکر اور علم و ارادہ سے بالا ہیں۔ باقی روایتوں کا مضمون نمبر وار حسب ذیل ہے:

(۱) غزوہ حدیبیہ ذوالقعدہ ۶ھ میں ہوا۔ کتب مغازی کی روایات میں ہے کہ ۶ھ کا آخر تھا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بغرض عمرہ مدینہ سے دوشنبہ کو روانہ ہوئے اور اس سفر سے لڑائی مقصود نہیں تھی۔[۱] صحیح بخاری کی روایات میں بھی یہی مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے عمرہ کی نیت سے احرام باندھ کر مدینہ سے کوچ کیا تھا۔ اس امر سے بوجہ احسن ثابت ہوتا ہے کہ لڑائی کی نیت قطعاً نہیں تھی کیونکہ احرام اور قتال متضاد ہے۔ روایت نمبر ۴۱۵۷ تا ۴۱۵۹ سے بھی یہی بات عیاں ہے کہ احرام سے متعلق تمام آداب پورے طور پر ملحوظ رکھے گئے تھے۔ حضرت ابو قتادہؓ بلا احرام رہے (روایت نمبر ۴۱۴۹) جس کی وجہ سے انہوں نے ایک گورخر کا شکار کیا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب جزاء الصید باب ۲، روایت نمبر ۱۸۲۱۔ روایت نمبر ۴۱۴۸ کے لیے کتاب العمرۃ، باب ۳ دیکھئے۔

(۲) عمرہ کرنے والوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے جو چنداں قابل التفات نہیں۔ تیرہ سو سے سولہ سو تک تعداد بیان ہوئی ہے۔ ایک راوی کا اندازہ چودہ سو ہے۔ دوسرے کا چودہ سو سے کچھ زیادہ ہے۔ حضرت جابرؓ کی روایت میں پندرہ سو تعداد بتائی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تعداد دوران سفر بڑھتی چلی گئی ہے۔ بوقت روانگی ان کی تعداد تیرہ سو تھی۔ غرض مختلف راویوں نے اپنے علم یا قیاس کی بناء پر تعداد کم و بیش بیان کی ہے اور بعض نے سینکڑے کی کسر اپنی روایت میں نظر انداز کر دی ہے۔ موسیٰ بن عقبہؒ کی روایت میں عمرہ کرنے والے سولہ سو بتائے گئے ہیں۔ ابن سعدؒ نے پندرہ سو پچیس، ابن اسحاقؒ کی روایت میں ستر اونٹ قربانی کے ذبح ہوئے اور اس قربانی کے اندازے سے بعض نے قیاس کیا ہے کہ عمرہ کرنے والوں کی تعداد سات سو تھی۔ ایک اونٹ دس افراد کی طرف سے۔ یہ حسابی تعداد اس حد تک درست ہے کہ قربانی کرنے والے اس قدر تھے نہ کہ کل تعداد۔[۲]

اسی اختلاف کے پیش نظر چار مستند روایتیں نقل کی ہیں جن میں سے دو حضرت براء بن عازبؓ کی ہیں اور دو حضرت جابرؓ کی۔ اوّل الذکر کی روایت میں چودہ سو صحابی آپؐ کے ہم سفر بتائے گئے ہیں (روایت نمبر ۴۱۵۰، ۴۱۵۱) اور ثانی الذکر کی روایت میں پندرہ سو۔ (روایت نمبر ۴۱۵۲، ۴۱۵۳) حضرت جابرؓ کی روایت سالم کی سند (نمبر ۴۱۵۲) کے علاوہ تین اور سندوں سے مروی ہے یعنی یزید بن زُرَیع اور سلیمان بن داؤد طیالسیؒ کی سند (نمبر ۴۱۵۳) جس میں پندرہ سو اور علی بن عبد اللہ کی سند میں چودہ سو کا ذکر ہے (نمبر ۴۱۵۴) اس حوالہ میں یہ صراحت ہے کہ بیعت رضوان میں جو ایک درخت کے نیچے ہوئی تھی چودہ سو صحابہؓ تھے۔ اور ایک الگ حوالہ وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ... حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ کی روایت کا ہے جس میں تعداد تیرہ سو بیان ہوئی ہے۔ (نمبر ۴۱۵۵) امام ابن حجرؒ نے اس اختلاف کی وجہ یہی بیان کی ہے کہ مختلف اوقات میں تعداد کم و بیش ہوتی رہی ہے۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۴۹) وَلَوْ كُنْتُ

۱ (السيرة النبوية لابن هشام، أمر الحديبية، جزء ۳ صفحہ ۲۵۵)
(الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، مغازي رسول اللهﷺ، غزوة رسول اللهﷺ الحديبية، جزء ۲ صفحہ ۹۱)

۲ (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية، أمر الحديبية، جزء ۳ صفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۲)

اُبْصِرُ الْيَوْمَ لَأُرِيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ- ان الفاظ سے پایا جاتا ہے کہ جب حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے یہ روایت کی تو وہ نابینا تھے اور ان کی اس روایت کا تعلق جس میں چودہ سو صحابہؓ کی شمولیت کا ذکر ہے اس موقع سے ہے جب درخت کے نیچے بیعت رضوان لی گئی تھی۔ یہ خلاصہ ہے روایات نمبر ۴۱۵۰ تا ۴۱۵۵ کا۔

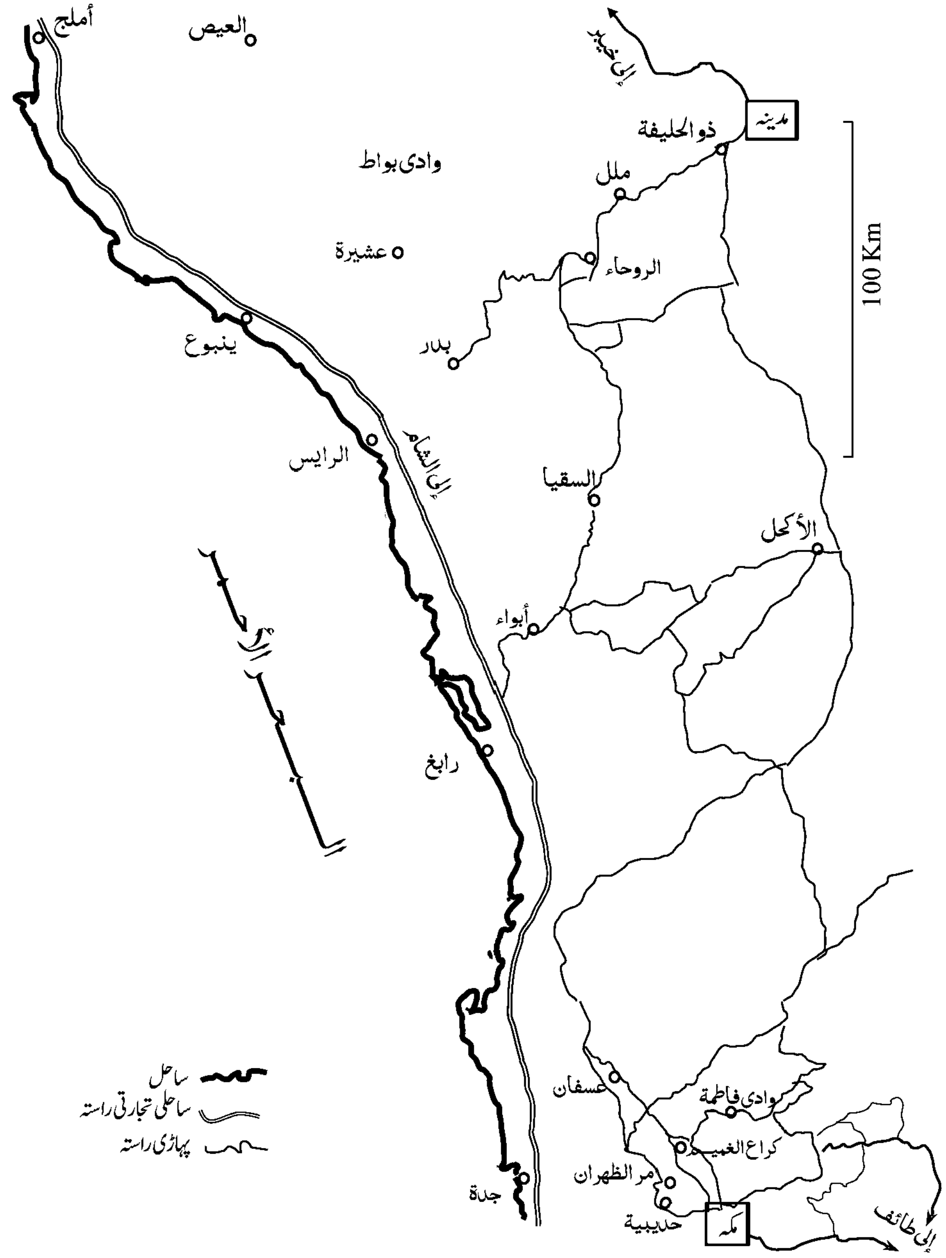

ان میں سے بعض روایتوں میں قلّتِ آب کی شکایت اور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی توجہ اور دعا کی برکت سے اس کے بڑھنے کا ذکر ہے۔ اس بارے میں دیکھئے روایت نمبر ۴۱۵۰ تا ۴۱۵۲۔ نیز اس تعلق میں دیکھئے آئینہ کمالاتِ اسلام (روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۵ تا ۶۸) جہاں اس قسم کے معجزات خارق عادت کی حقیقت اور حقانیت بیان کی گئی ہے۔

(۳) حضرت جابرؓ کی روایات نمبر ۴۱۵۳، ۴۱۵۴ میں جس بیعت رضوان کا ذکر ہے اس کی تفصیل کتب مغازی کی روایات میں ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خراش بن امیہؓ کو قریش کے پاس بھیجا کہ ہم صرف عمرہ کی نیت سے ذوالقعدہ میں آئے ہیں جو اَشہر الحرم میں سے ایک قابل عزت مہینہ ہے۔ لڑائی کی نیت نہیں اور نہ اس مہینے میں قتال جائز ہے۔ عمرہ کر کے ہم واپس چلے جائیں گے۔ قریش کے بعض مفسدہ پرداز نے ان کا اونٹ مار ڈالا۔ یہ سواری کا اونٹ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ حضرت خراش بن امیہؓ پر بھی حملہ کرنے لگے تھے لیکن بعض سمجھدار لوگوں کی مداخلت سے وہ بچ گئے۔ اس واقعہ کے بعد قریش نے چالیس پچاس افراد کا ایک جتھہ بھیجا جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرودگاہ پر پتھر اور تیر برسائے جو گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کریمانہ عفو سے کام لیتے ہوئے اسے آزاد کر دیا۔[1]

سورۃ الفتح میں اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں ہے: وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا۝ (الفتح:۲۵) یعنی اللہ ہی ہے جس نے اُن کے ہاتھ تم سے اور ان پر قابو پانے کے بعد تمہارے ہاتھ اُن سے وادیٔ مکہ میں روک دیئے تھے۔ اور اللہ تمہارے اعمال کا خوب بینا تھا۔ اگر لڑائی ہو جاتی تو دس سال کے لئے جو میعادی صلح (متارکہ جنگ) ہونے والی تھی اس کے امکانات ختم ہو جاتے۔ سفر حدیبیہ سے الٰہی منشاء کچھ اور تھا اور اسی منشاء کے مطابق اللہ تعالیٰ واقعات کو بروئے کار لایا اور بیت اللہ میں خون ریزی نہیں ہونے دی۔ اس بارے میں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جو قدم بھی اُٹھا وہ مشیّت الٰہی کو پورا کرنے والا تھا۔ اس سے قبل جب قریش مکہ کو آپؐ کی آمد کا علم ہوا تو انہوں نے خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی الحکم (ابوجہل) کی سرکردگی میں دو سو سواروں کا دستہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مقابلے کے لئے بھیجا جس نے غمیم میں قیام کیا۔ یہ مقام جحفہ کے قریب کاروانی راستے پر واقع ہے۔ یہ بتایا جاچکا ہے کہ قبیلہ خزاعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیف تھا۔ بدیل بن ورقاء سردار خزاعہ مع بعض اشخاص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور انہوں نے آپؐ کو بتایا کہ قریش نے لڑائی کی غرض سے بہت بڑی جمیعت تیار کی ہے اور خالد بن ولید کو بطور ہراول کے مقامِ غمیم میں بھیجا ہے۔ آپؐ نے اُن سے فرمایا کہ قریش کو اطلاع کر دی جائے کہ ہمارا مقصد جنگ نہیں بلکہ بیت اللہ کا عمرہ ہے۔ قریش کو لڑائیوں سے پہلے ہی سخت نقصان پہنچ چکا ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ ایک معین مدت تک کے لئے بذریعہ معاہدۂ صلح جنگ روک دی جائے۔ ہمیں اور قبائل عرب کو تنہا چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ بدیل نے آپؐ کا پیغام ان کو پہنچا دیا۔ جوشیلے نوجوانوں نے یہ پیغام حقارت سے ٹھکرا دیا۔ لیکن عروہ بن مسعود ثقفی وغیرہ سنجیدہ لوگوں نے ان کا شور وشغف

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، أمر الحديبية، جزء ۳ صفحہ ۲۶۱)

نظر انداز کر کے غور کرنے کا وعدہ کیا اور عروہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے[1] جیسا کہ کتاب الشروط باب ۱۵ میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے اور اس باب (روایت نمبر ۴۱۷۸، ۴۱۷۹، ۴۱۸۰) میں اختصار سے بیان ہوئی ہے۔

اشطاط کا جوہڑ عسفان سے آگے ہے۔ اس روایت میں جس خزاعی جاسوس کے اطلاع دینے کا ذکر ہے، اس کا نام بشر بن سفیان ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۶۶)

غرض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن ولید کے ہراول دستہ کی مڈبھیڑ سے بچنے کے لئے عام راستہ چھوڑ کر ایک اور راستہ سے بمقام حدیبیہ پہنچ گئے۔ اس واقعہ سے بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص تصرف سے قبل از وقت بذریعہ خزاعہ آپؐ کو قریش کے بدارادوں سے مطلع فرمادیا اور آپؐ نے راستہ تبدیل کر لیا اور اس طرح آپؐ لڑائی سے بچائے گئے۔ (دیکھئے کتاب الشروط، باب ۱۵ روایت نمبر ۲۷۳۱) غرض آپؐ نے پوری کوشش فرمائی کہ قریش سے لڑائی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ میں فرماتا ہے: اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○ (البقرۃ:۱۹۵) ترجمہ: حرمت والا مہینہ حرمت والے مہینے کے بدلے میں اور تمام حرمت والی چیزوں (کی ہتک) کا بدلہ لیا جائے گا۔ اس لئے جو شخص تم پر زیادتی کرے تم بھی اس سے اس کی زیادتی کا بدلہ لو، ویسے ہی جس قدر کہ اس نے تم پر زیادتی کی ہے اور اللہ کو اپنی سپر بناؤ اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔ اس آیت میں آپؐ کو اجازت دی جاچکی تھی کہ اگر وہ شہر حرام میں تم سے لڑیں تو تم بھی بطور دفاع اُن سے لڑو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو لڑائی سے محفوظ رکھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے قیدی آزاد کر کے اُن پر احسان فرمایا اور اُن سے براہ راست گفتگو کرنے کے لئے حضرت عثمانؓ کو مکہ مکرمہ بھیجا۔ قرابت و تموّل کی وجہ سے ان کا وہاں بڑا رسوخ تھا۔ ان کی وجاہت کی وجہ سے آپؐ سمجھے کہ وہ منصب سفارت کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔ کتب مغازی میں ہے کہ پہلے آپؐ نے حضرت عمرؓ کو اس غرض کے لئے تجویز فرمایا تھا۔ انہوں نے یہ معذرت پیش کی کہ قریش کے ساتھ نہ اُن کا قرابتی تعلق ہے، نہ اُن میں رسوخ و اثر اور نہ ان کے خاندان بنی عدی بن کعب میں کوئی ایسا شخص ہے جو ان کی حمایت کرے۔ اس لئے ان کی سفارت سے مقصد بر آری نہ ہو گی۔[2] لیکن صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ کی اس معذرت کا کوئی ذکر نہیں۔ حضرت عثمانؓ اپنے ایک قریبی رشتہ دار ابان بن سعید بن العاص کی حمایت حاصل کر کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ دستور کے مطابق بغیر حمایت کوئی غیر شہری داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے قریش کو آنحضرت ﷺ کا پیغام پہنچایا۔ بجائے اس پیغام پر غور کرنے کے قریش نے ان کو نظر بند کر لیا اور مشہور ہو گیا کہ وہ قتل کر دیئے گئے ہیں۔

---

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، أمر الحدیبیۃ، جزء۳ صفحہ ۲۵۸)
(تاریخ الرسل والملوك للطبری، سنۃ ست من الھجرۃ، ذکر الخبر عن عمرۃ النبی ﷺ التی صدہ المشرکون فیھا عن البیت وھی قصۃ الحدیبیۃ، جزء۲ صفحہ ۶۲۲ تا ۶۲۶)
(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ، غزوۃ رسول اللہ ﷺ الحدیبیۃ، جزء۲ صفحہ ۷۳)
(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، أمر الحدیبیۃ، جزء۳ صفحہ ۱۷۶ تا ۱۸۷)

[2] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، أمر الحدیبیۃ، جزء۳ صفحہ ۲۶۱)
(المغازی للواقدی، غزوۃ الحدیبیۃ، جزء۲ صفحہ ۶۰۰)

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپؐ سمجھے کہ قریش کی نیت بخیر نہیں اور آپؐ نے حضرت عثمانؓ کا قصاص (انتقام) لینے اور قریش کے حملے کا مقابلہ کرنے کی غرض سے ببول کے ایک درخت تلے صحابہ کرامؓ سے جانثاری کی بیعت لی جس کا ذکر سورۃ الفتح میں ہے اور جو بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے۔ فرماتا ہے: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ (الفتح:۱۹،۲۰) ترجمہ: اللہ مومنوں سے اس وقت یقیناً خوش ہوگیا جبکہ وہ درخت کے نیچے تیری بیعت کررہے تھے اور اس نے جو (اخلاص و) عزم ان کے دلوں میں تھا اسے معلوم کرلیا اور اس کے نتیجے میں اُن پر سکینت نازل کی اور اُن کو ایک قریب میں آنے والی فتح بخشی (یعنی خیبر کی) اور بہت سے اموال غنیمت بھی جنہیں وہ حاصل کریں گے اور اللہ غالب و پختہ کار ہے۔

اس بیعت میں مرد وزن بڑے جوش سے شامل ہوئے جو صحابہؓ اِدھر اُدھر گئے ہوئے تھے وہ بھی اس کی اطلاع پاکر اس میں شامل ہونے کے لئے پروانہ وار حاضر ہوگئے۔ روایت نمبر ۴۱۶۷، ۴۱۶۹ سے ظاہر ہے کہ یہ بیعت موت کی بیعت تھی۔ اس تعلق میں کتاب الجہاد، باب ۱۱۰ بھی دیکھئے۔

تاریخ اسلام میں اسی قسم کی ایک اور بیعت کا ذکر ہے کہ جب مدینہ والوں کو معلوم ہوا کہ یزید بن معاویہ کی بیعت کی گئی ہے جو خلافِ اصولِ اسلام ہے تو عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر انصاری نے ان سے موت کی بیعت لی۔ امام ابن حجرؒ اس بارے میں لکھتے ہیں کہ کرمانیؒ کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ یہ بیعت یزید کی حمایت میں تھی۔ دراصل اس کے خلاف تھی۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۵۹) اس تعلق میں کتاب التفسیر، سورۃ التوبۃ شرح باب ۹ بھی دیکھئے۔

بعض شارحین نے اس بیعت کا ذکر ضمناً کیا ہے۔ لیکن جو بیعت محولہ بالا روایتوں میں مذکور ہے وہ بیعتِ رضوان ہے جو تاریخ اسلام کا مہتم بالشان واقعہ ہے۔ بیعت رضوان میں شامل ہونے والے مجاہدین جانباز جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کے نزول کا پیش خیمہ تھے۔ جب قریش مکہ کو اس بیعت کی خبر ہوئی تو وہ مرعوب ہوگئے اور نہ صرف حضرت عثمانؓ کو آزاد کردیا بلکہ صلح کی گفتگو پر آمادہ ہوگئے۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۶۰) بیعت رضوان کیا تھی؟ موت کی بیعت۔ (دیکھئے روایت نمبر ۴۱۶۹) ضرب المثل ہے: خُذْ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يَرْضٰى بِالْحُمّٰى - از قضاء بگیر تا بہ تپ راضی شوید۔ وہی قریش جنہوں نے صلح و آشتی کے پیغام بار بار ٹھکرا دیئے تھے بیعت رضوان کی خبر سنتے ہی سنجیدہ مزاج ہوگئے اور انہوں نے سہیل بن عمرو کو شرائط صلح طے کرنے کے لئے بھیجا۔ کتاب الشروط، باب ۱۵، روایت نمبر ۲۷۳۱- ۲۷۳۲ میں ان شرطوں کا مفصل ذکر گزر چکا ہے جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

① مسلمان اس سال بغیر عمرہ کے واپس چلے جائیں۔

② اگلے سال تلواریں میان و غلاف میں رکھے ہوئے مکہ میں داخل ہوں اور عمرہ کرلیں۔ مسلح ہونے کی صورت میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔

③ صرف تین دن قیام کرنا ہوگا۔

④ مکہ مکرمہ میں مقیم مسلمانوں میں سے کوئی مسلمان آپؐ کے ساتھ نہیں جانے دیا جائے گا۔ عمرہ کرنے والوں میں سے اگر کوئی مسلمان مکہ میں رہنا چاہے تو وہ روکا نہیں جائے گا۔

⑤ باشندگانِ مکہ میں سے کوئی باشندہ مسلمان ہو یا کافر، مدینہ میں جائے تو وہ واپس لوٹایا جائے گا۔ لیکن اگر باشندگانِ مدینہ میں سے کوئی مسلمان مکہ میں آئے تو وہ واپس نہیں کیا جائے گا۔

⑥ دس سال تک ہمارے مابین کوئی جنگ نہ ہوگی اور قبائل عرب کو اِختیار ہوگا کہ فریقین معاہدہ میں سے جس فریق کے حلیف ہونا چاہیں ہو جائیں۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، أمر الحدیبیۃ، شروط الصلح، جزء۳ صفحہ ۲۶۴)

مذکورہ بالا شرطیں بنظر ظاہر گویا ایک زبردست فریق کی تھیں جو کمزور فریق سے اپنی طاقت کے بَل بُوتے پر منوا رہا تھا۔ لیکن چشمِ ظاہر بین کو کیا معلوم کہ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے ہاتھوں یہی شرطیں نہ صرف فتح مکہ کا باعث بنیں بلکہ تبلیغ و تسخیر و فتح مبین کا ایک زبردست ذریعہ بن گئیں۔ ملائکۃ اللہ کے کام انسانوں کے کاموں سے نرالے ہوتے ہیں۔ وہ پرکاہ سے کوہ کا کام لیتے ہیں۔ یہ شرطیں صحابہ کرامؓ کو بہت ناگوار معلوم ہوئیں کیونکہ یہ سارا منظر ہی حیرت میں ڈالنے والا تھا۔ خواب میں تو دکھایا گیا تھا کہ بیت اللہ کا طواف کیا جارہا ہے اور وہ گھروں سے خوشی خوشی اسی امید سے نکلے تھے کہ بیت اللہ کا طواف کریں گے مگر اس کے برعکس اب وہ اپنے خیال میں ایک پروانہ ہزیمت لے کر لَوٹ رہے تھے۔ کجا طواف خانہ کعبہ اور کجا یہ پروانہ۔ صحابہ کرامؓ کی ذہنی شکستگی و برہمی کا تصور کریں اور اسی نسبت سے آنحضرت ﷺ کی قدرتِ تسخیر کا اندازہ جو آپؐ کو دلوں پر حاصل تھی۔ بیعت رضوان میں شامل ہونے والوں کے لئے ان شرائط کا قبول کر لینا بھی ایک موت تھی جو تلخی میں جان دینے کی تلخی سے بھی شدید۔ انہوں نے اپنے محبوب آقا کے ہاتھوں تلخ گھونٹ پیا اور اسے پینے پر زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ انہیں کہنا پڑا: تَعُدُّوْنَ اَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا وَّنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ (روایت نمبر ۴۱۵۰) یعنی تم تو فتح مکہ کو فتح سمجھتے ہو اور وہ بے شک فتح تھی لیکن ہم بیعت رضوان کو فتح سمجھتے ہیں۔ حضرت براء بن عازبؓ کی یہ شہادت سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے کہ بیعت رضوان لینے کے بعد صحابہ کرامؓ کو بظاہر ہتک آمیز شرائطِ صلح کا پیالہ پلایا گیا جو انہوں نے پی لیا اور پھر وہی فتح مبین کے نئے دَور کا آغاز ثابت ہوئیں اور اس بیعت رضوان کی تلخی قبول کرنے اور اطاعت شعاری کا عدیم النظیر نمونہ دکھانے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان میں شامل ہونے والوں کو اَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ روایت نمبر ۴۱۵۴ و ۴۱۵۵ سے بتایا گیا ہے کہ ان کے بعد آنے والے ایسے ہی ہیں جیسے اعلیٰ درجہ کے میوہ خرما کے مقابل پر رَدّی کھجور۔

صحابہ کرامؓ کی نظر میں جو قدر و منزلت بیعت رضوان والوں کی تھی وہ حضرت عمرؓ کے اس سلوک سے ظاہر ہے جس کا ذکر روایت نمبر ۴۱۶۰-۴۱۶۱ میں کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام کو وہ ببول کا درخت بھی پیارا تھا جس کے نیچے بیعت کی گئی تھی۔ جب لوگ وہ جگہ شناخت نہ کر سکے تو وہاں بیعت رضوان کی یاد میں ایک مسجد تعمیر کر دی گئی جو مسجد الشجرۃ کے نام سے مشہور ہے۔ (روایت نمبر ۴۱۶۲ تا ۴۱۶۴)

روایت نمبر ۴۱۶۳ سے واضح ہے کہ صحابہ کرامؓ کی نظر حقیقت بین تھی۔ سنگ و خشت کی یادگاریں کوئی وقعت نہیں رکھتیں، اگر قلب حق شناس اور نظر حق بین نہ ہو۔ صحابہ کرامؓ اپنی ذریت سمیت خاص الخاص رحمتوں اور برکتوں سے نوازے گئے تھے۔ ابن سعدؒ نے بسند نافع روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ کو جب معلوم ہوا کہ اس درخت کے نیچے نماز پڑھتے ہیں تو انہوں نے وہ درخت کاٹ ڈالنے کا حکم دیا۔ آپؓ کو اندیشہ ہوا کہ لوگ ظاہر پرستی کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔[1] یہ سند صحیح ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۵۸) لیکن فطرتِ بشری کے تقاضائے محبت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ آخر وہاں اندازہ کر کے مسجد بنا دی گئی جو اَب بے شمار لوگوں کے جذباتِ محبت کی تروتازگی کا موجب ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور وہاں سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

روایت نمبر ۴۱۶۶ میں ہے کہ آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ اور ان کی اولاد کو دعائے درود سے نوازا۔ جن لوگوں کا خیال ہے کہ صرف انبیاء اور رسول ہی درود سے مخصوص ہیں، وہ درود کی اس وسعت کو نظرانداز کر دیتے ہیں جس میں آل نبی بھی شامل ہیں۔ آل کا لفظ اپنے معنوں میں وسیع ہے اور اولاد اور امت دونوں کو شامل رکھتا ہے۔ دراصل آل کا اطلاق صرف اولادِ نبی پر کرنا ایک خود ساختہ مسئلہ ہے جو ایسے ہی لوگوں کے مناسب حال ہے جس کا ذکر روایت نمبر ۴۱۶۶ میں ہے۔ روایت نمبر ۴۱۵۶ میں آتا ہے: وَتَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ التَّمْرِ وَالشَّعِيْرِ لَا يَعْبَأُ اللهُ بِهِمْ شَيْئًا۔ حُفَالَةٌ کے معنی جھاگ، تلچھٹ اور ردّی شئے کے ہیں۔ (أقرب الموارد- حفل)

روایت نمبر ۴۱۷۰ میں ہے: أَنْتَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثْنَا بَعْدَهُ۔ اس فقرہ سے وہ جنگیں اور بدعتیں مراد ہیں جو بعد میں پیدا ہوئی ہیں۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۶۲)

روایات نمبر ۴۱۷۳ تا ۴۱۷۶ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ مجزاۃ اسلمی کے والد حضرت زاہر بن اسودؓ نیز حضرت سُوَید بن نعمانؓ اور حضرت عائذ بن عمروؓ بھی غزوۂ حدیبیہ میں شریک ہونے والوں میں سے تھے۔ روایت نمبر ۴۱۸۰ کے لئے دیکھئے کتاب الشروط، باب ۱۵، روایت نمبر ۲۷۳۱۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے واقعہ (روایات نمبر ۴۱۸۳ تا ۴۱۸۵) سے یہ بتانا مقصود ہے کہ خطرہ کی صورت میں جہاں روک پیدا کی گئی تھی وہیں قربانی کر کے احرام کھول دیا گیا۔ روایت نمبر ۴۱۸۸ سے بتایا گیا ہے کہ دوسرے سال یہ وعدہ اسی طرح پورا ہوا جس طرح سورۃ الفتح میں کیا گیا تھا۔ خواب میں یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ کس وقت اور کن حالات میں بیت اللہ کا طواف کیا جائے گا۔ چونکہ یہ مہم جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ملائکۃ اللہ کے ذریعہ سے اپنے انجام کو پہنچنے والی تھی اس لئے اس کی تفصیلات پردۂ غیب میں رکھی گئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم اُس صراطِ مستقیم پر چلائے گئے جو مشیئت اللہ کے مطابق تھی۔ بعد کے واقعات سے مشیئت اللہ آشکار ہوگئی اور اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ رویاء، کشف اور وحی الٰہی سے متعلق مشاہدات جو امورِ غیبیہ پر مشتمل ہوں ضروری نہیں کہ وہ انبیاء علیہم السلام پر

[1] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ، غزوۃ رسول اللہ ﷺ الحديبية، جزء ۲ صفحہ ۷۶)

اپنی تمام جزئیات کے ساتھ قبل از ظہور منکشف ہو جائیں۔ اس بارے میں اُن کا علم بعض وقت اجمالی ہوتا ہے۔
سورۃ الفتح سفر حدیبیہ سے واپسی کے وقت نازل ہوئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور انہیں اس سے آگاہ فرمایا۔ (روایت نمبر ۴۱۷۷) کیونکہ وہ شرائطِ صلح سے سخت پریشان خاطر تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی سے اور زیادہ متفکر اور غمگین۔

روایت نمبر ۴۱۷۸-۴۱۷۹ میں عَيْنًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ سے مراد ریاکار دوست ہیں۔ کہتے ہیں: هُوَ عَبْدُ عَيْنٍ أَوْ صَدِيْقُ عَيْنٍ یعنی وہ ریاکار خادم یا ریاکار دوست ہے۔ اسی طرح عَیْن کے معنی طَلِيْعَةُ الْجَيْشِ یعنی ہراول دستہ یا جاسوس کے بھی ہیں۔ (اقرب الموارد-عین) (المعجم الوسیط- عین)

سورۃ الفتح کے نزول سے صحابہ کرامؓ مطمئن ہو گئے کہ وعدۂ الٰہی ضرور پورا ہوگا۔ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ (الفتح:۱۹)[1] روایت نمبر ۴۱۸۹ کے تعلق میں دیکھئے کتاب الجزیۃ والموادعۃ باب ۱۸۔

روایت نمبر ۴۱۸۲ میں حضرت ابو بصیرؓ کا جو واقعہ ضمناً بیان ہوا ہے، وہ کتاب الشروط، باب ۱۵، روایت نمبر ۲۷۳۱- ۲۷۳۲ میں مفصل گزر چکا ہے۔ ان کا نام عتبہ بن اسیدؓ ہے۔ انہیں حسب شرائط مدینہ سے ان کے دو رشتہ داروں کے مطالبہ پر مکہ مکرمہ واپس کیا گیا تھا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپؐ نے اپنا عہد پورا کر دیا ہے اس کے بعد آپؐ پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ یہ کہہ کر وہ مدینہ سے چلے گئے اور مقام عیص میں جو ساحل سمندر پر ذومروہ کے قریب ہے، چلے گئے اور وہاں اپنا ٹھکانہ بنالیا اور مکہ کو نہیں گئے۔ جب اُن مسلمانوں کو جو مکہ میں ظلم وستم کا تختۂ مشق تھے ان کے ٹھکانہ کا علم ہوا تو حضرت ابو جندلؓ وغیرہ بھی حضرت ابو بصیرؓ کی پناہ گاہ میں آ گئے اور رفتہ رفتہ ایک خاصی جمعیت ہو گئی۔ یہاں قریش کا کاروان تجارت ان کی زد میں تھا۔ موقع پا کر اسے اپنی خوراک کے لئے لوٹنا شروع کر دیا۔ اس لئے معاہدہ کی آخری شق قریش کے لئے ایک مصیبت بن گئی اور آخر انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھنا پڑا کہ معاہدہ کی یہ شرط کالعدم سمجھی جائے جس پر آپؐ نے حضرت ابو جندلؓ وغیرہ کو مدینہ میں آنے کی اجازت دے دی۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۴۲۷ تا ۴۳۰) معاہدے کی یہ شق ذلت پر محمول کی گئی تھی۔ مگر تبلیغی نقطہ نگاہ سے ایک نہایت مفید شق تھی۔ کیونکہ مخلص مومن کا مکہ مکرمہ میں واپس کیا جانا اس کا مشرکین کے درمیان تبلیغ کا ایک ذریعہ تھا اور یہی ہوا کہ فتح مکہ تک بہت سے نفوس مخلصین کے نیک نمونہ سے اسلام قبول کرنے کے لئے مستعد ہو گئے اور فتح مکہ ہونے پر اِدھر کفار کا دباؤ دُور ہوا اور اُدھر لوگ جوق دَر جوق اعلانیہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اسی طرح دس سال والے متارکہ جنگ کے نتیجہ میں عرب ممالک کے اندر اور بیرونی دنیا میں تبلیغ کے دروازے کُھل گئے جیسا کہ ان تبلیغی خطوط سے ظاہر ہے جو بادشاہوں کو لکھے گئے اور ان وفود سے جو مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے آئے۔

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”پس اُس نے اُن پر سکینت اُتاری اور انہیں ایک فتح قریب عطا کی۔“

قبیلہ خزاعہ کی بعض شاخوں کے ساتھ غیر جانبدار رہنے کا معاہدہ تھا۔ معاہدہ صلح کی شق نمبر ٦ کے تحت قبائل خزاعہ، جہینہ اور سلیم وغیرہ اعلانیہ آپؐ کے حلیفوں میں شامل ہو گئے جس سے آپؐ کی سیاسی طاقت بڑھ گئی۔[1] اس غیر معمولی ترقی کا اندازہ اس امر سے بآسانی ہو سکتا ہے کہ غزوۂ حدیبیہ میں سر فروش مجاہدین کی تعداد چودہ پندرہ سو کے لگ بھگ تھی۔ لیکن صرف دو برس کے بعد فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار ہو گئی تھی۔ فتح حدیبیہ تسخیر قلوب والی فتح تھی نہ درہم و دینار و سطوت و جبروت کی فتح۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ کو جو مفتوحین قریش میں سے تھے بعد میں جو فتوحات حاصل ہوئیں وہ بھی درحقیقت فتح حدیبیہ ہی کا تسلسل تھا اور یہ دُور و نزدیک فتوحات کی وجہ سے واقعہ حدیبیہ فَتْحًا قَرِيْبًا کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قَرِيْبًا سے مراد آسان تر۔ بعض اموالِ غنیمت کے اعتبار سے فتح خیبر کو قریب ترین فتح سمجھتے ہیں لیکن یہ معیار درست نہیں بلکہ دراصل وہی معیار درست ہے جو صحابہ کرامؓ سمجھے ہیں اور جس کا ذکر حضرت براء بن عازبؓ کی روایت (نمبر ۴۱۵۰) میں اوپر گزر چکا ہے۔

امام ابن حجرؒ نے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کی تفسیر عامر شعبیؒ کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ اس فتح مبین سے مراد صلح حدیبیہ ہے اور اس کی عظمت کے بارے میں استدلال آیت کے الفاظ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (الفتح:۳) سے بھی کیا ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۵۱) کیونکہ سیاق کلام سے ظاہر ہے کہ تبلیغ حق اور اصلاحِ خلق کی راہ میں جو جو روکیں تھیں وہ سب اس صلح کی برکت سے اُٹھا دی گئیں۔ لفظ ذَنْب سے مراد وہ کوتاہی ہے جو بوجہ مخالفانہ حالات فرض منصبی کی ادائیگی میں واقع ہو رہی تھی۔ اس کوتاہی کے اسباب دور ہونے پر نبی اکرم ﷺ اپنی بعثت کی غرض و غایت پایہ تکمیل تک پہنچانے میں بہت جلد کامیاب ہو گئے۔ آیت اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کی شرح کے تعلق میں دیکھئے روایت نمبر ۴۱۷۲۔ اس روایت کا ایک حصہ حضرت انسؓ سے مروی ہے اور باقی حضرت عکرمہؒ سے۔ قتادہؒ کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سے مراد تطبیق آیت ہے۔ صحابہ کرامؓ کے دریافت کرنے پر آپؐ نے انہیں فوزِ عظیم کی بشارت دی جس کا ذکر سورۃ الفتح کی پانچویں آیت میں ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ، ابو داؤدؒ اور حاکمؒ نے حضرت مجمع بن جاریہؓ کی روایت نقل کی ہے کہ جب ہم حدیبیہ سے لَوٹے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کراع الغمیم کے مقام پر کھڑے دیکھا اور آپؐ نے صحابہؓ کو جمع کیا اور سورۃ الفتح کی آیات پڑھیں۔ ایک شخص نے آیات سن کر کہا: أَوَ فَتْحٌ هُوَ؟ کیا یہ فتح ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اِيْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهُ لَفَتْحٌ- اسی ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ فتح ہے۔[2] (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۵۰)

---

[1] (مكة والمدينة في الجاهلية وعهد الرسول ﷺ لأحمد ابراهيم الشريف، صلح الحديبية، صفحہ ۳۷۵۔ الصراع بين المدينة والقبائل العربية، صفحہ ۳۹۷)

[2] (سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب فيمن أسهم له سهما)
(مسند احمد بن حنبل، حديث مجمع بن جارية، جزء۳ صفحہ ۴۲۰)
(المستدرك على الصحيحين للحاكم، كتاب التفسير، تفسير سورة الفتح، جزء۲ صفحہ ۴۹۸)

بَاب ۳۶ : قِصَّةُ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ

قصہ عکل وعرینہ

٤١٩٢ : حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَاسًا مِنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوا بِالْإِسْلَامِ فَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيفٍ وَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ وَرَاعٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّخْرُجُوْا فِيهِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوا أَيْدِيَهُمْ {وَأَرْجُلَهُمْ[1]} وَتُرِكُوا فِي نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا عَلَى حَالِهِمْ.

۴۱۹۲: عبد الاعلیٰ بن حماد نے مجھے بتایا کہ یزید بن زُرَیع نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں سعید نے بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ کچھ لوگ عکل اور عرینہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں آئے اور اسلام کا کلمہ پڑھنے لگے۔ انہوں نے کہا: نبی اللہ! ہم مال مویشی والے تھے کھیتی باڑی والے نہ تھے۔ انہوں نے مدینہ کی آب وہوا ناموافق پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کچھ اونٹ اور ایک چرواہا ساتھ دینے کا حکم دیا اور فرمایا: وہ لے کر چلے جائیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پیئیں۔ چنانچہ وہ چلے گئے۔ جب حرہ کے ایک طرف پہنچے، اسلام قبول کرنے کے بعد کافر ہوگئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ آپؐ نے ان کے پیچھے ان کی تلاش میں لوگ بھیجے۔ (جب وہ پکڑے ہوئے لائے گئے) تو آپؐ نے ان کے متعلق حکم دیا اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں اور ہاتھوں اور پاؤں کو کاٹا گیا اور حرہ کے ایک کونے میں ڈال دیا گیا یہاں تک کہ وہ اسی حال میں مر گئے۔

[1] یہ لفظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہے (فتح الباری جزء۷ حاشیہ صفحہ ۵۷۱) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

قَالَ قَتَادَةُ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ كَانَ يَحُثُّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَى عَنِ الْمُثْلَةِ. وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبَانُ وَحَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ مِنْ عُرَيْنَةَ. وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَأَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ {عَنْ أَنَسٍ[1]} قَدِمَ نَفَرٌ مِنْ عُكْلٍ.

قتادہ کہتے تھے: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کے بعد صدقہ دینے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور مثلہ کرنے سے روکتے۔ شعبہ، ابان اور حماد نے قتادہ سے صرف عرینہ کے متعلق نقل کیا۔ اور یحيٰ بن ابی کثیر اور ایوب نے ابوقلابہ سے بروایت حضرت انسؓ یوں نقل کیا کہ عکل کے چند لوگ آئے۔

أطرافهُ: ۲۳۳، ۱۵۰۱، ۳۰۱۸، ۴۱۹۳، ۴۶۱۰، ۵۶۸۵، ۵۶۸۶، ۵۷۲۷، ۶۸۰۲، ۶۸۰۳، ۶۸۰۴، ۶۸۰۵، ۶۸۹۹۔

٤١٩٣: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَالْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ مَوْلَى أَبِي قِلَابَةَ وَكَانَ مَعَهُ بِالشَّأْمِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ اسْتَشَارَ النَّاسَ يَوْمًا قَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِي هٰذِهِ الْقَسَامَةِ فَقَالُوْا حَقٌّ قَضَى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَبْلَكَ قَالَ وَأَبُو قِلَابَةَ خَلْفَ سَرِيرِهِ فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ فَأَيْنَ حَدِيثُ أَنَسٍ فِي الْعُرَنِيِّيْنَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ إِيَّايَ حَدَّثَهُ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ.

۴۱۹۳: محمد بن عبدالرحیم نے مجھ سے بیان کیا کہ حفص بن عمر ابوعمر حوضی نے ہمیں بتایا۔ حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب اور حجاج صواف نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: ابورجاء نے جو کہ ابوقلابہ کے آزاد کردہ غلام تھے مجھ سے بیان کیا اور وہ ان کے ساتھ شام میں تھے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک دن لوگوں سے مشورہ لیا، کہنے لگے: قسامت کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: یہ درست ہے۔ آپؒ سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے اسی کے ذریعہ فیصلہ کیا اور خلفاء نے بھی اسی کے ذریعہ فیصلہ کیا۔ ابورجاء کہتے تھے: اور ابوقلابہ اس وقت ان کے تخت کے پیچھے تھے۔ یہ سن کر عنبسہ بن سعید نے کہا: حضرت انسؓ کی حدیث جو عرینہ والوں کے متعلق ہے وہ کہاں گئی؟ ابوقلابہ نے کہا: حضرت انس بن مالکؓ نے مجھ ہی سے تو یہ بات بیان کی تھی۔

---

[1] یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں (فتح الباری جزء۷ حاشیہ صفحہ ۵۷۲) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ مِنْ عُرَيْنَةَ.

عبدالعزیز بن صہیب نے حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہوئے صرف عرینہ کہا۔

وَقَالَ أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ مِنْ عُكْلٍ ... ذَكَرَ الْقِصَّةَ.

اور ابوقلابہ نے حضرت انسؓ سے عکل کا لفظ ہی نقل کیا اور انہوں نے صرف یہی واقعہ بیان کیا۔

أطرافه: ۲۳۳، ۱۵۰۱، ۳۰۱۸، ۴۱۹۲، ۴۶۱۰، ۵۶۸۵، ۵۶۸۶، ۵۷۲۷، ۶۸۰۲، ۶۸۰۳، ۶۸۰۴، ۶۸۰۵، ۶۸۹۹۔

تشریح: قِصَّةُ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ: عکل و عرینہ کا واقعہ کتاب الوضوء باب ۶۶ میں گزر چکا ہے۔ اس واقعہ کے زمانہ وقوع سے متعلق اختلاف ہے۔ ابن اسحاقؒ نے اسے غزوہ ذی قرد کے بعد بتایا ہے۔ بخاریؒ کے بعض نسخوں میں بھی اس باب کا کچھ حصہ اگلے باب (غَزْوَةُ ذَاتِ الْقَرَدِ) کے تحت درج ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اسے غزوہ ذات القرد کے ضمن میں پیش کیا ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ۵۷۲، ۵۷۴)

بعض روایتوں میں صرف قبیلہ عکل کا ذکر ہے اور بعض میں صرف عرینہ کا اور کسی میں دونوں کا۔ شعبہؒ کی محولہ بالا روایت کے تعلق میں دیکھئے کتاب الزکاۃ باب ۶۸ روایت نمبر ۱۵۰۱۔ ابان بن یزید عطارؒ کی روایت ابن ابی شیبہؒ نے موصولاً نقل کی ہے اور حماد بن سلمہؒ کی ابوداؤدؒ اور نسائیؒ نے۔[۱] یحيٰ بن ابی کثیر کی روایت کیلئے دیکھئے کتاب الحدود، باب المحاربين من أهل الكفر والردة، روایت نمبر ۶۸۰۲۔ اور ایوبؒ کا حوالہ کتاب الجہاد والسیر باب ۱۵۲ روایت نمبر ۳۰۱۸ میں دیکھئے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ۵۷۳) ان حوالوں سے واقعہ عکل و عرینہ سے متعلق اختلاف کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔

شوال ۶ھ میں عکل و عرینہ کا واقعہ پیش آیا تھا[۲] اور یہ زمانہ خوف و خطر کا تھا جس میں قبائل نے مدینہ اور اس کے نواح میں غارت گری سے دھاندلی مچا رکھی تھی اور اسی زمانہ سے عکل و عرینہ کے واقعہ کا تعلق ہے۔

روایت نمبر ۴۱۹۲ کے آخر میں (قَالَ قَتَادَةُ بَلَغَنَا...) قتادہ کا جو قول نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ عکل و عرینہ کے بعد مثلہ کرنے کا طریق منع کر دیا تھا اور آپؐ صدقہ و خیرات کی ترغیب و تحریص فرماتے تھے۔ یہ قول امام نسائیؒ نے بواسطہ عبدالصمد بن عبدالوارث (عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ) حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے۔[۳] امام بخاریؒ نے بھی آنحضرت ﷺ کا مذکورہ بالا ارشاد ایک دوسری سند سے نقل کیا ہے۔[۴] ابوداؤد نے یہ ارشاد عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنْ هَيَّاجِ بْنِ عِمْرَانَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ

[۱] (سنن النسائي، كتاب تحريم الدم، باب ذكر اختلاف الناقلين لخبر حميد عن أنس بن مالك)
(سنن أبي داود، كتاب الحدود، باب ما جاء في المحاربة)

[۲] (الطبقات الكبرى لابن سعد، سرية كرز بن جابر الفهري الى العرنيين، جزء۲ صفحہ۸۹)

[۳] (سنن النسائي، كتاب تحريم الدم، باب النهي عن المثلة)

[۴] (صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب ۳۰: النهبى بغير اذن صاحبه، روایت نمبر ۲۴۷۴)

جُنْدُبٍ نقل کیا ہے (قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں صدقات کی ترغیب دلاتے تھے اور مثلہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔ امام ابوداؤدؒ نے یہ روایت بسند معاذ بن ہشام (عَنْ أَبِيهِ عَنْ قَتَادَةَ) بیان کی ہے۔[1] امام احمد بن حنبلؒ نے بھی حضرت عمران بن حصینؓ کی یہ روایت (عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ قَتَادَةَ) نقل کی ہے۔[2] ابوداود کی اس روایت کے راوی اور مسند کے باقی راوی بھی ثقہ راویوں میں سے ہیں۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۷۲، ۵۷۳)

بَاب ۳۷: غَزْوَةُ ذَاتِ الْقَرَدِ

غزوۂ ذات القرد

وَهِيَ الْغَزْوَةُ الَّتِي أَغَارُوا عَلَى لِقَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ خَيْبَرَ بِثَلَاثٍ.

اور یہ وہ حملہ تھا جس میں کفار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھیل اونٹنیوں پر ڈاکہ ڈالا تھا۔ یہ خیبر کی لڑائی سے تین روز پہلے کا واقعہ ہے۔

٤١٩٤: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَقُولُ خَرَجْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤَذَّنَ بِالْأُولَى وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْعَى بِذِي قَرَدَ قَالَ فَلَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ أَخَذَهَا قَالَ غَطَفَانُ قَالَ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ يَا صَبَاحَاهْ قَالَ

۴۱۹۴: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم (بن اسماعیل) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید بن ابی عبید سے روایت کی، انہوں نے کہا: میں نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نمازِ فجر کی اذان سے پہلے (مدینہ سے) نکل کر (غابہ کی طرف) گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھیل اونٹنیاں ذی قرد مقام میں چر رہی تھیں۔ کہتے تھے: عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ایک لڑکا مجھے رستہ میں ملا۔ کہنے لگا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں لے گئے ہیں۔ میں نے کہا: کون لے گئے ہیں؟ اس نے کہا: غطفان کے لوگ۔ کہتے تھے: یہ سنتے ہی میں نے یاصباحاہ کی آواز تین بار بلند کی اور

[1] (سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في النهي عن المثلة)
[2] (مسند أحمد بن حنبل، حديث عمران بن حصين رضي الله عنه، جزء ۴ صفحہ ۴۲۸)

فَأَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلَى وَجْهِي حَتَّى أَدْرَكْتُهُمْ وَقَدْ أَخَذُوا يَسْتَقُونَ مِنَ الْمَاءِ فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ بِنَبْلِي وَكُنْتُ رَامِيًا وَأَقُولُ:

اُن کو پہنچادی جو مدینہ کے دو پتھریلے میدانوں میں تھے۔ پھر اپنے سامنے بے تحاشہ دوڑ پڑا۔ یہاں تک کہ اُن لٹیروں کو جالیا اور وہ (جانوروں کو) پانی پلانے لگے تھے۔ میں نے انہیں تیروں کا نشانہ بنایا اور مَیں اچھا تیر انداز تھا اور یہ رجز کہتا جاتا تھا:

أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعْ
الْيَوْمَ يَوْمُ الرُّضَّعْ

میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج کا دن وہ دن ہے جس میں معلوم ہو جائے گا کہ دودھ پلانے والیوں نے کسے دودھ پلایا ہے

وَأَرْتَجِزُ حَتَّى اسْتَنْقَذْتُ اللِّقَاحَ مِنْهُمْ وَاسْتَلَبْتُ مِنْهُمْ ثَلَاثِينَ بُرْدَةً قَالَ وَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَاءَ وَهُمْ عِطَاشٌ فَابْعَثْ إِلَيْهِمُ السَّاعَةَ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ قَالَ ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاقَتِهِ حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ.

اور میں گرجتے ہوئے یہ رجزیہ شعر پڑھتا۔ یہاں تک کہ ان سے تمام دودھیل اونٹنیاں چھڑالیں اور ان سے تیس چادریں بھی چھین لیں، کہتے تھے: میں اسی حال میں تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے لوگوں سمیت آپہنچے۔ میں نے کہا: نبی اللہ! میں نے ان لوگوں کو پانی نہیں پینے دیا اور وہ پیاسے تھے۔ آپؐ ان کی طرف اس وقت دستہ فوج بھیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: اکوع کے بیٹے! تم نے ان پر قابو پالیا ہے اس لئے نرمی کرو۔ حضرت اکوع کہتے تھے: پھر ہم لوٹ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے اپنی اونٹنی پر بٹھا لیا اور ہم اسی حالت میں مدینہ میں داخل ہوئے۔

طرفہ: ۳۰۴۱۔

تشریح: غَزْوَةُ ذَاتِ الْقَرَدِ: غزوۂ ذات قرد کے زمانہ وقوع کے متعلق اختلاف ہوا ہے۔ ابن سعدؒ نے نیز شارح بخاریؒ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے چھٹی ہجری ربیع الاوّل میں اور غزوہ حدیبیہ سے قبل

اس کے زمانہ وقوع کی تعیین کی ہے۔[1] (فتح الباری، جزء۷ صفحہ۵۷۴، ۵۷۵) اس سے پہلے باب ۳۱ کی تشریح میں تفصیل سے بتایا جاچکا ہے کہ قرد قبائل غطفان کے وسیع صحراء کا نام تھا جس کے مختلف علاقے مختلف ناموں سے مشہور تھے اور اس جگہ پر وقتاً فوقتاً حملے ہوتے رہتے جس کی وجہ سے سیرت نگاروں اور مؤرخین کے بیانات میں اختلاف ہے۔ بعض نے بجائے ربیع الاوّل کے جمادی الاوّل میں بتایا ہے۔ سیرت نگاروں نے بالاتفاق غزوہ ذی قرد کو غزوہ حدیبیہ سے پہلے بتایا ہے۔ اس بارے میں امام ابن حجرؒ نے علامہ قرطبی شارح صحیح مسلم کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں: لَا يَخْتَلِفُ اَهْلُ السِّيَرِ اَنَّ غَزْوَةَ ذِيْ قَرَدٍ كَانَتْ قَبْلَ الْحُدَيْبِيَّةِ اور اس کی تائید میں انہوں نے ابن اسحاقؒ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے اطراف میں فتح خیبر سے پہلے حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ کو دو دفعہ بھیجا اور حضرت سلمہ بن اکوعؓ دونوں یورشوں میں شریک تھے۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ دوسرے موقع پر حضرت سلمہؓ نے اپنا پہلا واقعہ بیان کیا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری نے مدینہ پر دو دفعہ حملہ کیا ہو۔ ایک واقعہ حدیبیہ سے پہلے کا ہو اور دوسرا حدیبیہ کے بعد کا اس کے بیٹے عبد الرحمٰن بن عیینہ کی سرکردگی میں۔ جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے۔[2] حاکمؒ نے الاکلیل میں ذکر کیا ہے کہ غزوہ ذی قرد متعدد بار ہوا۔ ایک بار غزوۂ احد سے پہلے حضرت زید بن حارثہؓ کی قیادت میں اور دوسری بار پانچ ہجری ربیع الآخر میں بہ قیادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تیسرا غزوہ یہی ہے جس کے متعلق اختلاف ہے کہ چھ ہجری میں ہوا یا پانچ میں اور جو اس باب کا موضوع ہے۔ یہ حوالے نقل کرنے کے بعد امام ابن حجرؒ لکھتے ہیں: فَإِذَا ثَبَتَ هَذَا قَوِيَ هَذَا الْجَمْعُ الَّذِيْ ذَكَرْتُهُ یعنی ان روایتوں کے ثابت ہونے کے بعد میرا اِستدلال مضبوط ہوجاتا ہے کہ غزوہ ذی قرد سے متعلق روایتوں میں دراصل اختلاف اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ ان کا تعلق مختلف وقتوں کے واقعات سے ہے جن میں ذی قرد پر قبیلہ غطفان کی سرکوبی کے لئے حملہ کیا گیا تھا۔ بنو فزارہ قبائل غطفان ہی میں سے تھے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۷۵، ۵۷۶)

امام بخاریؒ کے نزدیک بھی یہی درست ہے اور اسی لئے عنوانِ باب میں تخصیص کی گئی ہے کہ یہ غزوہ خیبر سے تین دن پہلے کا واقعہ ہے۔ صحیح بخاری کی روایت نمبر ۴۱۹۴ میں تین دن کا ذکر نہیں۔ امام ابن حجرؒ کا خیال ہے کہ الفاظ هِيَ الْغَزْوَةُ الَّتِيْ اَغَارُوْا... سے صحیح مسلم کی روایت کی طرف اشارہ ہے جو ایاس بن سلمہ بن الاکوع سے منقول ہے۔ اس کے آخر میں ہے: فَرَجَعْنَا (مِنَ الْغَزْوَةِ) اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَوَاللهِ مَا لَبِثْنَا بِالْمَدِيْنَةِ اِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ حَتَّى خَرَجْنَا اِلَى خَيْبَرَ[1] (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۷۴)

روایت نمبر ۴۱۹۴ کے سیاق سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے کسی موقع پر اپنا سابقہ واقعہ بیان کیا ہے۔ یزید بن ابی عبید راوی نے دو دفعہ لفظ قَالَ سے ان کی آپ بیتی ہی کا ذکر کیا ہے۔ قُلْتُ مَنْ

---

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، سریۃ کرز بن جابر الفھری الی العرنیین، جزء ۲ صفحہ ۸۹)
[2] (صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب غزوۃ ذی قرد وغیرها)

اَخَذَهَا؟ قَالَ غَطَفَانُ۔ اسی تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مع صحابہؓ اُن سے ملنے کا ذکر ہے۔ دوسری دفعہ قَالَ ثُمَّ رَجَعْنَا وَ يُرْدِفُنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہہ کر واقعہ بیان کیا ہے۔ اس سیاق کلام سے ظاہر ہے کہ گذشتہ واقعہ بیان کیا گیا ہے جس سے لازم نہیں آتا کہ ان کی اس آپ بیتی کا تعلق اس واقعہ سے ہو جو غزوہ خیبر سے پہلے ہوا تھا اور جس کا ذکر صحیح مسلم کی روایت میں ہے۔ اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوعؓ کا دوڑنے میں ایک انصاری سے مقابلہ ہوا جس میں وہ آگے نکل گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خَيْرُ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ اَبُوْ قَتَادَةَ وَخَيْرُ رَجَّالَتِنَا الْيَوْمَ سَلَمَةُ: ہمارے سواروں میں بہترین اِسپ سوار ابوقتادہ ہیں اور ہماری پیادہ فوج میں سے بہترین سپاہی سلمہ ہیں۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے اپنی سبقت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پیادہ و سوار دونوں کا حصہ دیا۔[1] (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۷۸)

✡✡✡

[1] (صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسير، باب غزوة ذی قرد وغیرها)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتابیات

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

قرآنِ کریم وتفاسیر

★ تفسیر صغیر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ۔

★ قرآن کریم: اُردو ترجمہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ۔

★ حقائق الفرقان: تفسیری نکات حضرت خلیفة المسیح الأول رضی اللہ عنہ۔
ناشر: نظارت اشاعت ربوہ پاکستان، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔

★ تفسیر کبیر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ۔
مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔

★ دیباچہ تفسیر القرآن: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ۔
الشرکة الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ۔ ۱۹۴۸ء

★ جامع البیان فی تأویل القرآن: ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (المتوفی ۳۱۰ ھ/ ۹۲۳ء)
مؤسسة الرسالة۔ الطبعة الأولى۔ ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء۔

★ مفاتیح الغیب مسمی بالتفسیر الکبیر: محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی
الرازي الملقب بفخر الدین الرازي خطیب الري (المتوفی: ۶۰۶ھ)
دار إحیاء التراث العربي بیروت۔ الطبعة الثالثة - ۱۴۲۰ ھ

★ الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل: ابو القاسم محمود بن عمرو الزمخشری (المتوفی ۵۳۸ ھ)
دار الکتاب العربي بیروت۔ الطبعة الثالثة۔ ۱۴۰۷ھ۔

★ الجامع لأحکام القرآن والمبیّن لما تضمّنہ لك السنّة وآی الفرقان (مسمّٰی بتفسیر القرطبی)
أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن أبي بکر القرطبی (المتوفی ۶۷۱ھ)
دار عالم الکتب ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء۔

★ تفسیر القرآن العظیم: أبو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر (المتوفی ۷۷۴ ھ)
دار طیبة۔ الطبعة الثانیة۔ ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

★ الدرّ المنثور: عبد الرحمان بن الکمال جلال الدین السیوطی (المتوفی ۹۱۱ ھ)
دار الفکر ۔ بیروت۔ ۱۹۹۳ء

★ تفسیر التحریر والتنویر: «تحریر المعنی السدید وتنویر العقل الجدید من تفسیر الکتاب المجید»
محمد الطاهر بن عاشور التونسي (المتوفی : ۱۳۹۳ھ)
الدار التونسية للنشر ، تونس۔ ۱۹۸٤ ھ
★ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی:
شهاب الدین محمود بن عبد الله الحسینی الألوسی (المتوفی ۱۲۷۰ھ)
دار احیاء التراث العربي، بیروت لبنان۔

کتب لِمتونِ الحدیث

★ صحیح البخاری: ابو عبد الله محمد بن اسماعیل البخاری (المتوفی ۲۵٦ھ)
(۱) فتح الباری: احمد بن علی بن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ)
مطبوعه دار السلام الریاض الطبعة الاولی ۲۰۰۰ء
المطبعة الأمیریة ببولاق بمصر ۱۳۰۱ھ
المطبع الأنصاري دهلی ۱۳۰۵ھ
(۲) صحیح البخاری: مطبوعه قدیمی کتب خانه آرام باغ کراچی۔ ۱۳۵۷ھ
(۳) عمدة القاری: بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد العینی (المتوفی ۸۵۵ھ)
داراحیاء التراث العربي۔ بیروت لبنان
(۴) صحیح الإمام البخاری مطبوعة عن النسخة الیونینیة
مطبوعه دار طوق النجاة۔ الطبعة الأولی ۱٤۲۲ھ
(۵) صحیح البخاری: مطبوعه مکتبة الرشد الریاض، الطبعة الثانیة ۱٤۲۷ھ/ ۲۰۰٦ء
★ صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج القشیري النیسابوري (المتوفی ۲٦۱ھ)
دارالسلام۔ الریاض۔ الطبعة الاولی۔ ۱۹۹۸ء
★ جامع ترمذی: ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورة الترمذي (المتوفی ۲۷۹ھ)
دار السلام۔ الریاض۔ الطبعة الاولی۔ ۱۹۹۹ء
★ سنن ابی داود: ابو داود سلیمان بن الأشعث السجستاني الأزدي (المتوفی ۲۷۵ھ)
دار السلام۔ الریاض۔ الطبعة الاولی۔ ۱۹۹۹ء
★ سنن النسائی: ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائي (متوفی ۳۰۳ھ)
دارالسلام ۔ الریاض۔ الطبعة الاولی۔ ۱۹۹۹ء
★ سنن ابن ماجه: ابو عبد الله محمد بن یزید القزوینی (المتوفی ۲۷۵ھ)
دار السلام۔ الریاض۔ الطبعة الاولی۔ ۱۹۹۹ء

★ صحیح لابن حبان: محمد بن حبان بن أحمد التميمي (المتوفى: ٣٥٤هـ)
مؤسسة الرسالة – بيروت۔ الطبعة الثانية ١٤١٤هـ - ١٩٩٣ء
★ مصنف عبد الرزاق: ابو بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني (المتوفى٢١١هـ)
المكتب الاسلامی بيروت۔ الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ
★ السنن الکبریٰ للنسائی: ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعيب بن على النسائي (متوفى٣٠٣هـ)
مؤسسة الرسالة بيروت۔ الطبعة الاولیٰ۔ ١٤٢١هـ - ٢٠٠١ ء
★ المستدرک على الصحیحین: ابو عبد الله الحاكم النيسابوري (المتوفى٤٠٥هـ)
دار المعرفة بيروت۔لبنان۔ الطبعة الاولیٰ ١٩٨٦ء
★ المعجم الکبیر: أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني (المتوفى٣٦٠هـ)
مكتبة العلوم والحكم الموصل الطبعة الثانية ١٩٨٣ء
مكتبة ابن تيمية القاهرة الطعبة الثانية۔
★ شرح معانی الآثار للطحاوی: أحمد بن محمد بن سلامة المعروف بالطحاوي (المتوفى: ٣٢١هـ)
عالم الكتب۔ الطبعة الأولى ١٤١٤هـ/ ١٩٩٤ء

کتب لِشرح الحدیث وعلوم الحدیث

★ فتح الباری: احمد بن علی بن حجر العسقلاني (المتوفى٨٥٢هـ)
مطبوعه دار السلام الرياض، الطبعة الاولیٰ ٢٠٠٠ء
★ ھدی الساری مقدمة فتح الباری: احمد بن علی بن حجر العسقلاني (المتوفى٨٥٢هـ)
مطبوعه دار السلام الرياض، الطبعة الاولیٰ ٢٠٠٠ء
★ عمدة القاری: بدر الدين ابو محمد محمود بن احمد العينى (المتوفى٨٥٥هـ)
دار احياء التراث العربي بيروت لبنان
★ تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری: احمد بن علی بن حجر العسقلاني (المتوفى٨٥٢هـ)
المكتب الإسلامی بيروت لبنان، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

★ براہین احمدیہ حصہ چہارم: روحانی خزائن جلد ۱۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن ۲۰۰۸ء
★ آئینہ کمالاتِ اسلام: روحانی خزائن جلد ۵۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن ۲۰۰۸ء

کتب السیرۃ والتاریخ والبلدان

★ سیرت خاتم النبیینﷺ: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ (ایم اے)
Islam International Publication Limited.
Islamabad, Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, UK. 2003

★ السيرة النبوية لابن هشام: أبو محمد عبد الملك بن هشام (متوفی٢١٣ھ)
دار الكتاب العربي بيروت۔ الطبعة الثالثة ١٤١٠ھ/ ١٩٩٠ء

★ المغازی: محمد بن عمر الواقدي (متوفی: ٢٠٧ھ)
دار الأعلمی بيروت۔ الطبعة الثالثة ١٤٠٩ھ/١٩٨٩ء

★ الطبقات الكبير/الطبقات الكبرٰى: محمد بن سعد بن منيع الزهري (متوفی ٢٣٠ھ)
مكتبة الخانجی بالقاهرة۔ الطبعة الأولٰی ١٤٢١ھ/٢٠٠١ء
دار صادر۔ بيروت لبنان ١٤٠٥ھ/١٩٨٥ء

★ تاريخ الرسل والملوك (مسمی بتاريخ الطبری) أبو جعفر محمد بن جرير الطبری (متوفی ٣١٠ھ)
دار التراث بيروت۔ الطبعة الثانية ١٣٨٧ھ

★ دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة: أبوبكر أحمد بن الحسين البيهقی (متوفی ٤٥٨ھ)
دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔ الطبعة الأولٰی ١٤٠٨ھ/١٩٨٨ء

★ زاد المعاد فی ھدی خير العباد: محمد بن أبی بكر أبو عبد الله ابن قيّم الجوزی (متوفی ٧٥١ھ)
مؤسسة الرسالة بيروت، مكتبة المنار الاسلامية الكويت۔
الطبعة الرابعة عشر۔ ١٤٠٧ھ/ ١٩٨٦ء

★ البداية والنهاية: عماد الدين أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير (متوفی ٧٧٤ھ)
مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية بدار هجر۔
الطبعة الأولٰی ١٤١٧ھ/١٩٩٧ء

★ ديوان المبتدأ والخبر فی تاريخ العرب والبربر: (المسمی بتاريخ ابن خلدون)
عبد الرحمان بن محمد ابن خلدون (متوفی ٨٠٨ھ)
دار الفكر۔ بيروت، لبنان۔ الطبعة الثانية ١٤٠٨ھ/ ١٩٨٨ء

★ إمتاع الأسماع بما للنبیﷺ من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع:
تقی الدين أحمد بن علی بن عبد القادر المقريزي (متوفی ٨٤٥ھ)

★ وفاء الوفاء فی بأخبار دار المصطفی: علی بن عبد الله بن احمد السمهودي (متوفی ٩١١ھ)
دار الكتب العلمية بيروت ۔ الطبعة الأولٰی۔ ١٤١٩ھ۔

★ حدائق الأنوار ومطالع الأسرار فی سیرة النبی ﷺ: محمد بن عمر بن مبارك الحمیری (متوفی ۹۳۰ھ)
دار المنهاج ، جدۃ۔ الطبعة الأولى ۱٤۱۹ھ
★ سبل الهدٰی والرشاد: محمد بن یوسف الصالحی الشامی (متوفی: ۹٤۲ھ)
دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان۔ الطبعة الأولى ۱٤۱٤ھ - ۱۹۹۳ء
★ تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس: حسین بن محمد الدیار بکري (متوفی۹٦٦ھ)
دار صادر ، بیروت۔
★ السیرة الحلبیة (إنسان العیون فی سیرة الأمین المأمون):
أبو الفرج نور الدین، علی بن إبراهیم بن أحمد الحلبی (متوفی۱۰٤٤ھ)
دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان۔ الطبعة الثانیة ۱٤۲۷ھ
★ شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة:
محمد الزرقاني بن عبد الباقی بن یوسف (متوفی۱۱۲۲ھ)
دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان۔ الطبعة الأولى۱٤۱۷ھ/ ۱۹۹٦ء
★ الرحیق المختوم: صفی الرحمٰن المبارکفوري (متوفی ۱٤۲۷ھ)
وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامیة۔ قطر۔ ۱٤۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء
★ مرویات الإمام الزهری فی المغازی: محمد بن محمد العواجی
الجامعة الإسلامیة بالمدینة المنورة۔ الطبعة الأولى ۱٤۲٥ ھ/ ۲۰۰٤ء
★ سیرت النبی ﷺ: علامه شبلی نعماني وعلامه سید سلیمان ندوي
آر۔ زیڈ پیکجز۔ لاهور۔ ۱٤۰۸ھ
★ عهد نبوی ﷺ کے غزوات وسرایا: ڈاکٹر رؤوفه اقبال۔
اسلامك پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاهور۔ طبع دوم۔ ۱۹۹۱ء
★ محمد ﷺ پیغمبر اسلام - کانسٹنٹ ورجل جیورجیو، مترجم مشتاق حسین میر
ادارۂ ترقی فکر ۳۱۵۔سی فیصل ٹاؤن لاهور۔طبع اوّل ۲۰۰۹ء
شرکت پرنٹنگ پریس لاهور۔

☆☆☆

★ أسد الغابة فی معرفة الصحابة: عز الدین علی بن أبي الکرم المعروف بابن الأثیر (متوفی ٦۳۰ھ)
دار الکتب العلمیة، الطبعة الأولى ۱٤۱٥ھ/ ۱۹۹٤ء
★ الإصابة فی تمییز الصحابة: أحمد بن علی بن حجر العسقلاني (متوفی۸٥۲ھ)
دار الجیل۔ بیروت۔ الطبعة الأولى ۱۹۹۲ء۔

★ أنساب الأشراف: أحمد بن يحيى بن جابر بن داود البلاذري (متوفى۲۷۹ھ)
دار الفكر بيروت۔ الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء

★ سير أعلام النبلاء: شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان الذهبی (متوفى۷٤۸ھ)
مؤسسة الرسالة۔ بيروت لبنان۔ الطبعة لحادية عشرة ۱٤۱۷ھ/۱۹۹٦ء

★ تهذيب التهذيب: احمد بن على بن حجر العسقلانی (متوفى۸۵۲ھ)
دار صادر۔ بيروت لبنان۔ ۱۹٦۸ء

☆☆☆

★ أخبار مكة: أبو الوليد محمد بن عبد الله المعروف بالأزرقی (متوفى: ۲۵۰ ھ)
دار الأندلس۔ بيروت۔ ۱۳۸۹ھ

★ تاريخ شبه الجزيرة العربية فی عصورها القديمة: عبد العزيز صالح
مكتبة الأنجلو المصرية۔ القاهرة۔ ۱۹۹۲ء

★ المفصل فی تاريخ العرب قبل الإسلام: الدكتور جواد على (متوفى ۱٤۰۸ھ)
دار الساقی۔ الطبعة الرابعة ۱٤۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء

★ تاريخ اليهود فی بلاد العرب فی الجاهلية وصدر الاسلام:
الدكتور اسرائيل ولفنسون ابو ذؤيب (استاذ اللغات السامية بدار العلوم)
مطبعة الاعتماد بشارع حسن الاكبر بمصر۔ ۱۳٤۵ھ/۱۹۲۷ء

★ التوفيقات الإلهامية فی مقارنة التواريخ الهجرية: محمد مختار باشا المصري (المتوفى ۱۳۱۵ھ)
المؤسسة العربية للدراسات والنشر۔ الطبعة الأولى ۱٤۰۰ھ/۱۹۸۰ء

★ مكة والمدينة فی الجاهلية وعهد الرسول ﷺ: أحمد ابراهيم الشريف
دار الفكر العربي۔

★ معجم البلدان: شهاب الدين أبو عبد الله ياقوت بن عبد الله الرومی الحموي (متوفي ٦۲٦ھ)
دار صادر، بيروت۔ الطبعة الثانية ۱۹۹۵ء

★ معجم المعالم الجغرافية فی السيرة النبوية:
عاتق بن غيث بن زوير بن زاير بن حمود البلادي الحربي (متوفی ۱٤۳۱ھ)
دار مكة، مكة المكرمة۔ الطبعة الأولى ۱٤۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء

★ أطلس السيرة النبوية: الدكتور الشوقی ابو خليل
دار الفكر، دمشق۔ الطبعة الأولى ۱٤۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء

کتب اللغة والأدب

الكامل فی اللغة والأدب: أبو العباس محمد بن يزيد المبرد (متوفى ۲۸۵ھ)
دار الفكر العربي القاهرة، الطبعة الثالثة- ۱٤۱۷ھ/۱۹۹۷ء

★ **لسان العرب:** جمال الدين ابن منظور ابو الفضل محمد بن مكرم بن علی (متوفی ۷۱۱ھ)
دار احياء التراث العربي۔ الطبعة الاولٰی ۔۱۹۸۸ء

★ **تاج العروس من جواهر القاموس:** ابو الفيض محمد مرتضی الحسينی الزبيدي (متوفی ۱۲۰۵ھ)
دار الفكر بيروت، الطبعة الاولٰی ۱٤۱٤ھ/۱۹۹٤ء

★ **أقرب الموارد فی فصح العربية والشوارد:** سعيد الخوري الشرتوني اللبناني۔
منشورات مكتبة آية الله العظمی المرعشي النجفی۔ ايران۔۱٤۰۳ھ

★ **المعجم الوسيط:** مجمع اللغة العربية بالقاهرة۔ رئيس المجمع إبراهيم مدكور
مكتبة الشروق الدولية۔ الطبعة الرابعة ۱٤۲۵ھ/ ۲۰۰٤ء

★ **معجم اللغة العربية المعاصرة:** أحمد مختار عبد الحميد عمر (متوفی ۱٤۲٤ھ)
عالم الكتب۔ الطبعة الأولی ۱٤۲۹ھ/۲۰۰۸ء

★ **النهاية فی غريب الحديث والأثر:** المبارك بن محمد الشيباني الجزري ابن الأثير (المتوفی ۶۰۶ھ)
دار إحياء التراث العربي بيروت لبنان۔ الطبعة الاولٰی ۱٤۲۲ھ

★ **لغات الحديث (أسرار اللغة معه انوار اللغة):** علامه وحيد الزمان (متوفی ۱۹۲۰ء)
مير محمد كتب خانه ، آرام باغ كراچی

★ **قاموس الوحيد:** علامه وحيد الزمان قاسمی كيرانوي (متوفی ۱۹۹۵ء)۔
ادارۂ اسلاميات لاهور۔ اشاعت اوّل ۲۰۰۱ء

★ **المنجد فی اللغة:** الأب لويس معلوف اليسوعی
المطبعة الكاثوليكية ، بيروت۔ الطبعة الخامسة عشرة ۱۹۵۶ء

★ **المنجد** (اردو مترجم): باهتمام خليل اشرف عثماني
دار الاشاعت ،مولوي مسافر خانه كراچی نمبرا۔ طبع ياز دهم ۱۹۹٤ء

★ **لغاتِ عبرانی:** پادري وليم هيوپر (پرنسپل ڈونٹی كالج لاهور)۔
پنجاب ريليجيس بك سوسيٹی آله آباد مشن پريس، طبع اوّل ۱۸۸۰ء۔

★ **اردو لغت:** اردو لغت بورڈ۔ ترقی اردو بورڈ كراچی۔ ايڈيشن اوّل۔ ۱۹۹۲ء۔

الكتب الأخرى

★ مجموعة الوثائق السياسية للعهد النبوي والخلافة الراشدة:
محمد حميد الله الحيدر آبادي الهندي (متوفى ١٤٢٤ھ)
دار النفائس بيروت۔ الطبعة السادسة ١٤٠٧ھ

★ المبسوط للسرخسي: محمد بن أحمد بن أبي سهل السرخسي (متوفى ٤٨٣ھ)
دار المعرفة بيروت۔ ١٤١٤ھ/١٩٩٣ء

★ بائیبل: کتاب مقدس (یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ) نارتھ انڈیا بیبل سوسیٹی ١٨٧٠ء۔
شائع کردہ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لندن ١٨٨٩ء

★ بائیبل: کتاب مقدس (یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ) پاکستان بائبل سوسائٹی - انارکلی لاہور۔ ١٩٦٥ء۔
Printed by: Lowe and Brydone Printers Ltd. London, N.W.١٠

★ **The Encyclopaedia Britannica,**
By: The Encyclopaedia Britannica Company New York, Eleventh Edition, ١٩١١.

★ **History of the Decline and the fall of the Roman Empire,**
By: Edward Gibbon, Esq. With notes by the Rev. H. H. Milman ١٨٤٥ (Revised Edition)

✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡